گناہ گار مایوس نہ ہوں

# توبہ کا دروازہ کھلا ہے

دیر نہ کیجئے

ایک ایسی پُر اثر کتاب جو اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت سے پُر اُمید کر کے گناہوں سے سچی توبہ کرنے پر مجبور کرتی ہے نیز بڑے بڑے گناہوں سے لت پت لوگ کس طرح توبہ کر کے ولی اللہ بن گئے ایسے پُر اثر واقعات پر مشتمل اصلاحی و انقلابی کتاب

توبہ کا ہے دروازہ کھلا، مانگ ارے مانگ
دیتا ہے کرم ان کا صدا، مانگ ارے مانگ



اِدارۂ تالیفاتِ اشرفیہ چوک فوارہ ملتان پاکستان
(0092-61-4540513, 4519240 Mob: 0322-6180738

گناہوں کی دلدل میں پھنسے حضرات مایوس نہ ہوں

# توبہ کا دروازہ کھلا ہے

## دیر نہ کیجئے

اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت..... قبولیت توبہ میں فضل وکمال..... توبہ پر اللہ تعالیٰ کی خوشی
دنیا وآخرت میں گناہوں کے نقصانات..... حقوق اللہ اور حقوق العباد میں توبہ کی تفصیل
روز قیامت شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کی گناہ گاروں کے حق میں مقبول شفاعت
موجودہ دور میں کس طرح گناہوں سے بچا جاسکتا ہے؟ جیسے عنوانات پر پہلی اُمید افزا کتاب
بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا حضرات توبہ کے ذریعے قرب وولایت خداوندی
کے کس مقام تک پہنچے' ایسے ایمان افروز واقعات جن کا مطالعہ مایوسی ختم کر کے
یہ احساس دلاتا ہے کہ توبہ کا دروازہ کھلا ہے

مرتب
**محمد اسحٰق ملتانی**
(مدیر ماہنامہ "محاسن اسلام" ملتان)

**اِدارہ تالیفاتِ اشرفیہ**
چوک فوارہ ملتان پاکستان
(061-4540513-4519240

# توبہ کا دروازہ کھلا ہے

## دیر نہ کیجئے


تاریخ اشاعت.................... ربیع الاوّل ۱۴۳۱ھ

ناشر.........................ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

طباعت....................سلامت اقبال پریس ملتان




### قارئین سے گذارش

ادارہ کی حتی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس کام کیلئے ادارہ میں علماء کی ایک جماعت موجود رہتی ہے۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاکم اللہ

ادارہ تالیفات اشرفیہ.....چوک فوارہ.....ملتان — اسلامی کتاب گھر...خیابان سرسید روڈ...راولپنڈی

ادارہ اسلامیات.........انارکلی.........لاہور — دارالاشاعت.........اردو بازار.........کراچی

مکتبہ سید احمد شہید.......اردو بازار.....لاہور — مکتبۃ القرآن.......نیوٹاؤن...........کراچی

مکتبہ رحمانیہ.........اردو بازار ........ لاہور — مکتبہ دارالاخلاص....قصہ خوانی بازار......پشاور

مکتبہ رشیدیہ.......سرکی روڈ.................کوئٹہ

ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K
(ISLAMIC BOOKS CENTERE

119-121- HALLIWELL ROAD
BOLTON BL1 3NE. (U.K.)

# ابتدائیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ بِحَمۡدِہٖ یُسۡتَفۡتَحُ کُلُّ بَابٍ... وَبِذِکۡرِہٖ یُصۡدَرُ کُلُّ خِطَابٍ... وَنَتُوۡبُ اِلَیۡہِ تَوۡبَۃَ مَنۡ یُّوۡقِنُ اَنَّہٗ رَبُّ الۡاَرۡبَابِ وَمُسَبِّبُ الۡاَسۡبَابِ ... وَنَشۡهَدُ اَنۡ لَّااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَاشَرِیۡکَ لَہٗ وَنَشۡهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّداً عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ صَلٰوۃً تُنۡقِذُنَا مِنۡ ھَوۡلِ یَوۡمِ الۡعَرۡضِ وَالۡحِسَابِ... وَتُقَرِّبُنَا عِنۡدَ اللّٰہِ زُلۡفٰی وَحُسۡنَ مَاٰبٍ

**اَمَّا بَعۡدُ!** اللہ تعالیٰ کی شان رحمت کے کیا کہنے۔ سابقہ امتوں کے ساتھ جو فضل وکرم کا معاملہ فرمایا وہ اپنی جگہ... لیکن ان سب کے مقابلہ میں امت محمدیہ کیلئے تو حق تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم کی گویا سیل لگادی کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آخری امت کو جس قدر نوازا گیا سابقہ امتوں میں اس کی نظیر نہیں۔ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس آخری امت نے تا قیامت شرور وفتن سے نبرد آزما ہونا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب فخر دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اس امت کو قدم قدم پر مغفرت ورحمت سے نوازا۔

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی آخرت میں تو مہلک ہے ہی... دنیا میں بھی یہ کس طرح اثر رکھتی ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ امام ابوداؤد رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ مصر میں ایک ککڑی کو اپنی بالشت سے ماپا تو وہ تیرہ بالشت کی تھی۔ اس طرح میں نے ایک نارنگی دیکھی جس کے دو ٹکڑے کر کے اس کو اونٹ پر لادا گیا تھا۔ ایک ٹکڑا اس کا اونٹ کی کمر کے ایک طرف تھا اور دوسرا ٹکڑا دوسری طرف۔ (سنن ابی داؤد)

انوار الساطعہ کے مصنف رحمہ اللہ لکھتے ہیں گندم کا دانہ جب شروع میں جنت سے نکل کر آیا تو بیضہ نعامہ (شتر مرغ کے انڈا) کے برابر تھا اور مکھن سے زیادہ نرم وملائم تھا اور مشک سے زیادہ خوشبودار لیکن وقت کے ساتھ ساتھ چھوٹا ہوتا چلا گیا اور فرعون کے زمانہ تک مرغی کے انڈے کے برابر ہو گیا اور ایک مدت تک اتنا ہی رہا۔

یہاں تک کہ جب حضرت یحییٰ علیہ السلام کو ذبح کیا گیا تو وہ اور چھوٹا ہو کر کبوتر کے انڈے کے برابر ہو گیا پھر اسی طرح وہ چھوٹا ہوتا گیا یہاں تک کہ موجودہ ہیئت پر آ گیا۔

امام احمد رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ انہوں نے بنوامیہ کے بعض خزانوں میں ایک تھیلی دیکھی جس میں گندم کا ایک دانہ تھا جو مقدار میں کھجور کی گٹھلی کے برابر تھا۔ (بذل المجہود)

تاریخ کی یہ روایات اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ جب زمین پر اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی جاتی ہے تو حکم خداوندی سے زمین اپنی برکات دکھا دیتی ہے اور گناہوں کی نحوست براہ راست ہر چیز پر پڑتی ہے۔

## توبہ کا دروازہ کھلا ہے

جب سے دنیا قائم ہوئی ہے خیر وشر کا سلسلہ برقرار ہے۔ یہی دنیا کی زندگی میں امتحان ہے کہ بندہ دامن بچا کر خود کو صلحا میں شامل رکھتا ہے یا شر کا ساتھ دیکر خدائی نافرمانی کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں کسی چیز کی کمی نہیں وہ بندوں سے صرف عبدیت چاہتے ہیں اور نافرمانی ہو جانے پر ندامت کے آنسوؤں کی ایسی قدر فرماتے ہیں کہ سابقہ گناہوں پر قلم عفو پھیر دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت بندے کے گناہوں کو کس طرح ختم کر دیتی ہے سنئے! عارف باللہ حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحیٔ عارفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

کراچی کے ایک کروڑ سے زائد انسانوں کا پیشاب اور نجاست سمندر میں جاتا ہے ایک موج آتی ہے اور سب کو پاک کر دیتی ہے موج ایک محدود چیز ہے جس میں اتنی طاقت رکھ دی گئی ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے غیر محدود سمندر کی ایک موج ہمارے گناہوں کو کیا پاک نہ کر دے گی؟

لہٰذا کسی بھی حالت میں رحمت خداوندی سے مایوس ہونے کی ضرورت نہیں۔

## توبہ کا دروازہ کھلا ہے

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی خدمت میں ایک صاحب نے لکھا کہ میری آخرت کا کیا بنے گا؟ تو حضرت نے جواب میں تحریر فرمایا کہ

''ان شاء اللہ قیامت کے دن تمہارا کاملین میں حشر نہ ہوا تو تائبین میں ضرور ہوگا''۔

## توبہ کا دروازہ کھلا ہے

ایک نوے سالہ ہندو جو صبح وشام بتوں کی پرستش میں غرق رہتا تھا اور ہر وقت ''یا صنم یا صنم'' پکارتا رہتا تھا ایک دن اچانک اس کی زبان سے ''یَا صَمَد'' نکل گیا تو اسی وقت غیب سے آواز آئی ''لبیک یا عبدی'' اے بندے میں حاضر ہوں۔

## توبہ کا دروازہ کھلا ہے

موجودہ دور میں جبکہ ہر شخص گونا گوں مصائب و امراض اور مشکلات کی دَلدل میں پھنسا ہوا ہے ان تمام حوادث سے بچنے کا واحد حل یہی ہے کہ بندہ اس ذات سے اپنا تعلق قوی سے قوی تر کرلے جو کسی کی محتاج نہیں اور کائنات کا ہر ذرہ اس کے احاطہ قدرت میں ہے۔

عہد رسالت میں ایک شخص کو شراب نوشی کے جرم میں سزا دی گئی۔

کچھ عرصہ بعد وہ دوبارہ لایا گیا اور سزا کا حکم ہو کر سزا بھی دی گئی۔

اس موقع پر ایک شخص نے کہا:

اے اللہ! اس پر لعنت کر، یہ شخص کس کثرت سے لایا جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس پر لعنت نہ کرو۔

واللہ میرے علم میں..... یہ خدا اور رسول سے محبت رکھتا ہے۔ (ابوداؤد)

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

خدا اور رسول سے محبت رکھنے کی کتنی قدر فرمائی گئی کہ اتنا بڑا گناہ کرنے پر بھی لعنت کی اجازت نہیں دی گئی۔ لہٰذا ایسی مفت کی دولت جس میں نہ محنت نہ مشقت۔ اس لئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ اپنے رگ و ریشہ میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت کو سمالے اور رچالے۔

## توبہ کا دروازہ کھلا ہے

ہر مسلمان کیلئے توبہ کس قدر خیر و برکت کا ذریعہ ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کفر سے توبہ کی اور اسلام میں داخل ہوئے۔ دوران اسلام آپ کی شان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں نمایاں رہی۔ حتی کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کی فضیلت میں ارشاد فرمایا۔ **لو کان بعدی نبیًا لکان عمر بن الخطاب**

کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہوتے۔

اندازہ فرمائیے! کہ توبہ کر کے دائرہ اسلام میں داخل ہوئے تو کہاں سے کہاں پہنچ گئے۔ لہٰذا کسی بھی وقت توبہ سے غفلت نہ کی جائے۔

## توبہ کا دروازہ کھلا ہے

عارف ربانی حضرت سیدی الحاج محمد شریف صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں

کہ میں صبح اٹھتا ہوں تو میرے دونوں ہاتھ بارگاہ خداوندی میں جُڑ جاتے ہیں اور میں عرض کرتا ہوں "اے اللہ! قیامت کے دن آپ نے مجھ سے جتنے سوالات کرنے ہیں میں ابھی سے ان سب کا جواب دیئے دیتا ہوں کہ میرے پاس کسی سوال کا جواب نہیں۔ اس

لئے اپنے فضل سے مجھے معاف فرما دیجئے گا“۔

توبہ کیا ہے؟ کہ بندہ اپنا معاملہ حق تعالیٰ سے درست کر لے اور کسی بھی نافرمانی کے ہونے پر بالخصوص اور عام حالات میں بھی بالعموم اللہ کی بارگاہ میں آہ وزاری کرتا رہے۔

مشائخ عظام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی شخص پر دو خوف جمع نہیں فرماتے کہ وہ دنیا میں بھی خوف زدہ ہو اور آخرت میں بھی۔ پس جو شخص دنیا کی زندگی میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہتا ہے اللہ پاک اسے آخرت کے خوف سے نجات دے دیتے ہیں۔

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحیٔ عارفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”جب سے دنیا قائم ہے خیر وشر کا سلسلہ جاری ہے۔ موجودہ دور کے گناہ کوئی نئی چیز نہیں لیکن اس دور کا المیہ اور افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ ہمارے دلوں سے گناہوں کا احساس ختم ہوتا جاتا ہے۔ احساس کی دولت سے محروم ہو جانا بڑی فکر کی بات ہے لہٰذا گناہوں سے توبہ کیجئے۔

## توبہ کا دروازہ کھلا ہے

آج کے دور میں ہم اپنا جائزہ لیں تو شکل وصورت سے لیکر عقائد ونظریات تک.. معاملات سے لے کر معاشرت تک...عبادات سے لیکر اخلاقیات تک...الغرض زندگی کے ہر شعبہ میں ہم دینی احکام کو پس پشت ڈال کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن ہمیں ان گناہوں کا احساس تک نہیں اور یہی حالت ہے جس کو ”دلوں کی موت“ سے تشبیہ دی گئی ہے۔ ایسی حالت میں دلوں کی زندگی کا واحد ذریعہ توبہ ہے کہ ہم اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق صحیح کر لیں اور اپنے احساس کی دولت کو بیدار کر لیں۔

## توبہ کا دروازہ کھلا ہے

حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں

”حق تعالیٰ نے عرش پر ایک لوح اور تختی رکھی ہے جو زمین وآسمان سے بھی بڑی ہے اس پر لکھا ہوا ہے کہ اِنَّ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ غَضَبِیْ

میری رحمت ہمیشہ میرے غضب کے اوپر غالب رہے گی

اگر گنہگار آئے کہ نیکیاں بھی کی ہوں اور جرم بھی، پہلے رحمت آگے بڑھے گی کہ نیکیوں کا صلہ لے۔ غضب نہیں بڑھے گا کہ اس کو سزا دے۔ اگر کسی نے جرائم ہی جرائم کیئے ہوں تو مجبوری کو غضب آگے بڑھے گا۔ ورنہ رحمت ہی بڑھے گی اور اٹھائے گی۔ آغوش رحمت میں تو یہ دستاویز رکھی۔ یہ وہ ہے جسے کہا کرتے ہیں حکومت کی پالیسی،

حکومت جب پالیسی بناتی ہے' منشور بناتی ہے کہ فلاں قوم کے ساتھ یہ برتاؤ ہوگا اور فلاں قوم کے ساتھ یہ برتاؤ ہوگا۔ وہ پالیسی طے ہو جاتی ہے تو پھر وزراء امراء اور تمام حکومتی نمائندے سب اسی پر عمل کرتے ہیں تو حکومت الٰہی کی پالیسی یہ طے ہوئی کہ رحمت غالب رہے گی۔ غضب پیچھے رہے گا۔

## توبہ کا دروازہ کھلا ہے

زیر نظر کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے حصہ اول توبہ کے متعلق قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کی تعلیمات کے علاوہ اہل دل مشائخ کے افادات پر مشتمل ہے جس کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ توبہ کا دروازہ کھلا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ہر وقت ہماری طرف متوجہ ہے بس ہماری طرف سے دیر ہے کہ ہم توبہ میں تاخیر کر رہے ہیں۔

کتاب ہذا کے حصہ دوم میں سابقہ امتوں' عہد رسالت' خیر القرون اور اسلامی تاریخ سے ان خوش نصیب حضرات کے اصلاح افروز واقعات دیئے گئے ہیں جن کا مطالعہ توبہ میں جلدی کرنے پر متحرک کرتا ہے۔

اور بڑے سے بڑا گناہ ہو جانے پر بھی رحمت خداوندی سے مغفرت کی اُمید دلاتا ہے اور مایوسی کے دلدل سے نکالتا ہے۔ اور توبہ کے سلسلہ میں نفسانی و شیطانی حیلوں اور بہانوں کا مقابلہ کرنے کا حوصلہ دیتا ہے۔

یہ کتاب مستند کتب سے ماخوذ مضامین و واقعات سے مرتب کی گئی ہے۔ انداز ترتیب دلنشیں رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ تاہم پھر بھی کوئی سقم نظر سے گزرے تو مطلع فرمادیں اور اگر کسی واقعہ کا تکرار ہو تو اسے قند مکرر سمجھ کر دوبارہ پڑھنا نفع سے خالی نہ ہوگا۔ ان شاء اللہ العزیز

توبہ کے متعلق قرآن وحدیث کے احکام اسلامی تعلیمات اور اسلامی تاریخ سے دلچسپ اور ایمان افروز واقعات پر مبنی چند نقوش ان سطور میں دکھادیئے گئے ہیں۔

آیئے! اب براہ راست کتاب کا مکمل مطالعہ کریں اور اس نیت سے پڑھیں کہ اللہ پاک اس کتاب کو ہمارے حق میں نافع فرمائیں اور ہمیں مرنے سے پہلے توبہ کر کے بارگاہ خداوندی میں سرخرو فرمائیں اور ہم اللہ تعالیٰ کی مغفرت و رحمت کے اس گلدستہ کو حرز جاں بنائیں۔ آمین یارب العالمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

والسلام...... محمد اسحٰق غفرلہ...... صفر المظفر ۱۴۳۱ھ بمطابق فروری ۲۰۱۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ
اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں
(سورۃ الزمر آیت: ۵۳)
باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ
گر کافر و گبرو بت پرستی باز آ

# مایوس کیوں کھڑا ہے؟

اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا (سورۃ النساء)

ترجمہ۔ اللہ نے توبہ قبول کرنے کی جو ذمہ داری لی ہے وہ ان لوگوں کیلئے ہے جو نادانی سے کوئی برائی کر ڈالتے ہیں پھر جلدی ہی توبہ کر لیتے ہیں۔ چنانچہ اللہ ان کی توبہ قبول کرلیا ہے اور اللہ ہر بات کو خوب جاننے والا بھی ہے، حکمت والا بھی۔

**اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ**

اس آیت میں توبہ کی قبولیت کی خوشخبری دی جا رہی ہے اور اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنا اپنے ذمہ لے رہے ہیں۔

**لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ**

اہل علم نے لکھا یہ کہ جب شیطان مسلط ہوتا ہے اور نفس بھڑکا ہوا ہوتا ہے تو اس حالت میں بندہ جو بھی گناہ کر رہا ہوتا ہے۔

بندہ اس وقت جاہل ہوتا ہے۔ گویا جتنے بھی گناہ کیے وہ جہالت کی حالت میں کیے گئے۔

**ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ**

مفسرین نے لکھا ہے کہ یہاں ''قریب'' سے مراد یہ ہے کہ جب تک بندے کے سانس کا تانا بانا بگڑتا نہیں اور سکرات کی کیفیت طاری نہیں ہوتی اگر اس سے پہلے پہلے توبہ کر لے گا تو اس کیلئے ''قریب'' کا لفظ استعمال ہوگا۔ گویا جس نے زندگی میں ہی توبہ کر لی۔ وہ ''من قریب'' میں شامل کرلیا جائے گا۔

## ہائے! میرے گناہ

ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا
ہائے! میرے گناہ ہائے! میرے گناہ
اس نے دو تین مرتبہ یوں ہی کہا
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم یوں کہو۔

**اَللّٰھُمَّ مَغْفِرَتُکَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ**
**وَرَحْمَتُکَ اَرْجٰی عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ**

(اے اللہ! آپ کی مغفرت میرے گناہوں سے بہت زیادہ وسیع ہے اور آپ کی رحمت میرے نزدیک میرے عمل سے بڑھ کر زیادہ امید کی چیز ہے)
چنانچہ اس شخص نے ایسے ہی کہا آپ نے فرمایا پھر کہو۔
اس نے پھر یہی الفاظ کہے۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا.... اٹھ کھڑا ہو....
اللہ نے تیرے گناہ معاف فرما دیئے۔ (مستدرک حاکم)

خطائیں دیکھتا بھی ہے، عطائیں کم نہیں کرتا
سمجھ میں کچھ نہیں آتا وہ اتنا مہرباں کیوں ہے

# توبہ کا دروازہ کھلا ہے

حدیث قدسی میں ہے۔

''مجھ سے بڑھ کر کون سخی ہے۔ بندوں کی ان کی خواب گاہوں میں حفاظت کرتا ہوں۔ گویا انہوں نے میری نافرمانی نہیں کی اور یہ میرا کرم ہے کہ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول کرتا ہوں۔ حتی کہ وہ توبہ ہی کرتا رہتا ہے۔

وہ کون ہے جس نے میرا دروازہ کھٹکھٹایا اور میں نے اس کیلئے دروازہ نہ کھولا ہو؟

کون ہے جس نے مجھ سے مانگا ہو اور میں نے اس کو نہ دیا ہو؟ کیا میں بخیل ہوں کہ بندہ مجھ کو بخل کی طرف منسوب کرتا ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

''جب بندہ توبہ کرلیتا ہے تو رب العزت کراماً کاتبین کو اس کے گناہ بھلا دیتے ہیں اور اس کے اعضاء اور جوارح کو بھی بھلا دیتے ہیں حتیٰ کہ زمین کے ٹکڑوں کو بھی اللہ تعالیٰ بھلا دیتے ہیں حتی کہ وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کے خلاف اللہ تعالیٰ کی جناب میں کوئی گواہ نہیں ہوگا''۔ (کنز العمال)

توبہ کا ہے دروازہ کھلا، مانگ ارے مانگ<br>
دیتا ہے کرم ان کا صدا، مانگ ارے مانگ

# توبہ سے اللہ تعالیٰ کتنے خوش ہوتے ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کی توبہ سے اس مسافر آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو (اثنائے سفر میں) کسی ایسی غیر آباد اور سنسان زمین پر اتر گیا ہو جو سامان حیات سے خالی اور اسباب ہلاکت سے بھرپور ہو اور اس کے ساتھ بس اس کی سواری کی اونٹنی ہو اسی پر اس کے کھانے پینے کا سامان ہو۔ پھر وہ (آرام لینے کیلئے) سر رکھ کے لیٹ جائے پھر اسے نیند آجائے پھر اس کی آنکھ کھلے تو دیکھے کہ اس کی اونٹنی (پورے سامان سمیت) غائب ہے۔ پھر وہ اس کی تلاش میں سرگرداں ہو۔ یہاں تک کہ گرمی اور پیاس وغیرہ کی شدت سے جب اس کی جان پر بن آئے تو وہ سوچنے لگے کہ (میرے لئے اب یہی بہتر ہے) کہ میں اسی جگہ جا کر پڑ جاؤں (جہاں سویا تھا) یہاں تک کہ مجھے موت آجائے۔ پھر وہ (اسی ارادہ سے وہاں آکر) اپنے بازو پر سر رکھ کر مرنے کیلئے لیٹ جائے پھر اس کی آنکھ کھلے تو وہ دیکھے کہ اس کی اونٹنی اس کے پاس موجود ہے اور اس پر کھانے پینے کا پورا سامان (جوں کا توں محفوظ) ہے۔ تو جتنا خوش یہ مسافر اپنی اونٹنی کے ملنے سے ہوگا خدا کی قسم مومن بندے کے توبہ کرنے سے خدا اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے۔ (صحیح بخاری ومسلم)

مسلم کی روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بدو مسافر کی فرط مسرت کا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اونٹنی کے اس طرح مل جانے سے وہ اتنا خوش ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی اس بے انتہا عنایت اور بندہ نوازی کے اعتراف کے طور پر وہ کہنا چاہتا تھا کہ **اللھم انت ربی و انا عبدک** (خداوند! تو ہی میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ) لیکن خوشی میں اس کی زبان بہک گئی اور اس نے کہا **اللھم انت عبدی وانا ربک** (میرے اللہ! بس تو میرا بندہ اور میں تیرا خدا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی اس غلطی کی معذرت کرتے ہوئے فرمایا فرط مسرت اور بے حد خوشی کی وجہ سے اس بے چارے بدو کی زبان بہک گئی۔

# گناہگار کیلئے خوشخبری

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

شفاعتی لاهل الکبائر من اُمتی

میری شفاعت میری اُمت کے
بڑے گناہگاروں کے لئے ہے
(حدیث)

---

یا رَبِّ تو کریم و رسولِ تو کریم
صد شکر کہ ہستیم میانِ دو کریم

اے اللہ آپ کریم ہیں اور آپ کے رسول بھی کریم ہیں
صد شکر ہے کہ ہم دو کریموں کے درمیان میں ہیں

تیری رحمت
عصیاں سے کبھی ہم نے کنارا نہ کیا
پر تو نے دل آزردہ ہمارا نہ کیا
ہم نے تو جہنم کی بہت کی تدبیر
لیکن تیری رحمت نے گوارا نہ کیا
خدا سے مانگ جو کچھ مانگنا ہو اے اکبر
یہی وہ در ہے کہ ذلت نہیں سوال کے بعد

# فہرست عنوانات

کاپی 3

# مقدمہ

## گناہوں کے دُنیاوی نقصانات

از فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب رحمہ اللہ
(رئیس الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

کسی معاشرے کے اندر قومی مال میں خیانت ظاہر نہیں ہوتی مگر اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں مرعوبیت ڈال دیتے ہیں اور کسی قوم میں زنا نہیں پھیلتا مگر ان میں موت کی کثرت ہو جاتی ہے' کوئی قوم ناپ تول میں کمی نہیں کرتی مگر ان کی روزی کاٹ دی جاتی ہے اور کسی قوم میں ناحق فیصلے نہیں ہوتے مگر ان میں قتل و خونریزی پھوٹ پڑتی ہے اور کوئی قوم بدعہدی نہیں کرتی مگر ان پر ان کے دشمن کو مسلط کر دیا جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

حدیث بالا سے معلوم ہوا کہ احکام خداوندی کی خلاف ورزی اور گناہ مثلاً قومی مال میں خیانت' بدکاری' ناپ تول میں کمی' عدالتوں میں خلاف شریعت فیصلے اور بدعہدی کے سبب معاشرے کو مختلف قسم کے حسی و معنوی عذابوں میں مبتلا کر دیا جاتا ہے۔ ان گناہوں کی وجہ سے مندرجہ ذیل علی الترتیب سزائیں اور مصیبتیں قوم پر نازل ہوتی ہیں۔

۱۔ دشمن سے مرعوبیت۔ ۲۔ اموات کی کثرت۔ ۳۔ رزق کی کمی۔

۴۔ خونریزی کی کثرت۔ ۵۔ دشمن کا قوم پر مسلط ہو جانا۔

ایک دوسری حدیث شریف میں ہے کہ جب لوگ زکوۃ روک لیتے ہیں تو ان سے

باران رحمت روک لی جاتی ہے۔ اغنیاء زکوۃ ادا نہ کریں یا حکومت زکوۃ وصول کر کے فقراء ومساکین کو ان کا یہ مال حوالے نہ کرے۔ یا غریبوں کی اس روزی کو اینٹ، پتھر، مٹی، گارے میں ضائع کرے۔ یہ سب ظالم، خائن ہیں جو قہر خداوندی کو دعوت دے رہے ہیں۔ سنا ہے کہ حکومت کو زکوۃ فنڈ کا مصرف نہیں مل رہا۔ فنڈ بہت جمع ہو گیا ہے۔ جاہل چیئرمینوں نے تو پہلے ہی سڑکوں وغیرہ پر یہ فنڈ ضائع کرنا شروع کر دیا تھا۔ اب حکومت بھی اس ضیاع کو باضابطہ اجازت دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ افسوس در افسوس غریب اور غریب کے بچوں کو روٹی کپڑا میسر نہیں اور حکومت کو زکوۃ فنڈ کا مصرف نہیں مل رہا۔ شکم سیر ائیر کنڈیشنوں میں بیٹھنے والوں کو آخر یہ کیونکر معلوم ہو کہ غریب کی بھوک بھی کوئی مسئلہ اور زکوۃ کا مصرف ہے۔ واضح رہے کہ زکوۃ خالص غریب کا مال ہے۔ اس میں کسی سڑک پل کا کوئی حصہ نہیں۔

## ہدایت سے اعراض اور دنیوی عذاب

حدیث پاک سے یہ اشارہ بھی نکلتا ہے کہ گناہوں کی سزا صرف آخرت میں ہی نہیں بلکہ کبھی دنیوی عذاب کی شکل میں بھی دی جاتی ہے۔ یہودیوں کو ہفتے کے دن شکار کرنے کی ممانعت تھی۔ انہوں نے اس حکم خداوندی کی مخالفت کی تو ان کی صورتوں کو بندر اور خنزیروں کی شکل میں مسخ کر دیا گیا۔ ایک مرتبہ انکی سرکشی و بے دینی کی سزا دینے کیلئے بخت نصر کا عذاب ان پر مسلط کیا گیا جس میں بے شمار یہودی ہلاک وقید کر کے لونڈی غلام بنا لئے گئے۔

ایک شخص نے پیغمبر وقت کے خلاف بددعا کی تو اس کی زبان کتے کی طرح منہ سے باہر لٹک آئی۔ **فمثله كمثل الكلب** یہ سب عذاب دنیوی ہی کی شکل میں سامنے آیا۔ اس لئے فسق وفجور کی زندگی بسر کرنیوالے عذاب کو دور نہ سمجھیں ممکن ہے کہ انکی سزا کا فیصلہ دنیا میں ہی ہو چکا ہو۔ علاوہ ازیں قوم نوح، عاد و ثمود وغیرہ اقوام کی سزا و عذاب کے مفصل واقعات قرآن کریم میں بیان کئے گئے ہیں۔

حاصل وخلاصہ یہ ہے کہ جب ان قوموں نے ہدایت خداوندی اور طاعت پیمبر سے اعراض و انکار کیا تو کسی قوم کو طوفان سے تباہ کر دیا گیا۔ کسی پر آندھی کا عذاب آیا۔ ماننے والے بچا لئے گئے اور منکرین کو نیست و نابود کر دیا گیا۔ بعض قومیں صرف ایک چیخ سے ہلاک ہوئیں۔ بعض قوموں کی بستیاں الٹ دی گئیں اور اوپر سے پتھروں کی بارش برسائی گئی۔ بعض کو ان کے لاؤلشکر سمیت سمندر میں غرق کر دیا گیا۔

یہ ایام اللہ قیامت کبریٰ کا نمونہ تھے۔ خدائی اعلان کے مطابق یہ عذاب مومن و کافر مطیع و منکر میں فاصل ثابت ہوئے۔ جیسے قیامت میں حق و باطل اور ان کے نتائج کا مشاہدہ ہوجائیگا۔ اسی طرح ان ایام اللہ کے ذریعہ بھی ماننے والوں اور منکرین کی نجات و عذاب کو آنکھوں سے دکھلا دیا گیا۔ یہی تمیز وتفریق قیامت میں ہوگی۔ ہاں وہاں پورے انسانوں کا فیصلہ ہوگا اور یہاں بعض خاص اقوام کے ساتھ یہ معاملہ پیش آیا تاکہ عبرت حاصل کریں کیونکہ دارالعمل باقی ہے۔ توبہ کے دروازے کھلے ہیں۔ بہرحال ان دنیوی عذابوں میں وجود خداوندی اور انبیاء علیہم السلام کی صداقت کی واضح نشانیاں موجود ہیں۔ جیسا کہ سورہ شعراء کے اندر ہر رکوع کے آخر میں اسی مضمون کی طرف متوجہ کیا گیا ہے۔

## عبرت

ان اقوام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی کوئی ذاتی دشمنی نہ تھی کہ انہیں اعمال بد پر ہلاک کردیا گیا اور دوسروں سے کوئی رشتہ داری یا ذاتی محبت نہیں کہ انہیں انکے اعمال بد کی سزا نہ ملے۔ قرآن وحدیث میں مضامین بالا کا تکرار محض قصہ گوئی کے طور پر نہیں ہے بلکہ عبرت حاصل کرنے کیلئے ہے کہ اگر تم ان کے اس راستے پر چلے تو تمہارا انجام بھی وہی ہوگا جو ان کا ہوا۔

## دوسری نوعیت کے عذاب

یہ ایک نوعیت کے عذاب تھے۔ ہم ذیل میں ہدایت خداوندی سے اعراض کے نتیجے میں رونما ہونے والے ایک دوسری نوعیت کے عذابوں کی نشاندہی کرنا چاہتے ہیں جس میں آج پوری انسانیت مبتلا ہے۔ یہ بدامنی وانسانی قتل وغارت کا عذاب ہے۔ بداخلاقی عیاشی وفحاشی کا عذاب ہے۔ نافرمان اولاد و سرکش بیوی کا عذاب ہے۔ حرص ولالچ اور جوع البقر کا عذاب ہے۔ بھوک وتنگدستی کا عذاب' رشوت وخیانت' چوری کا عذاب' مقدمہ و کچہری شقاوت سنگدلی غریبوں کے خون چوسنے کا عذاب' تسلط اعداء کا عذاب' رشوت وخیانت چوری کا عذاب' نہ ختم ہونے والی پریشانی اور ذہنی تشتت نیز سکون قلبی چھین جانے کا عذاب' شرپسند عناصر کی تخریب کاریوں کا عذاب' حالات وواقعات کے آئینے میں اگر ان مصائب اور عذابوں پر نظر دوڑائی جائے۔ تو کرہ ارضی کے چپہ چپہ سے آواز آئے گی۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ

# بدامنی اور قتل وغارت

بدامنی، تخریب کاری، قتل وغارت کا دور دورہ ہے۔ انفرادی طور پر اس کی کمی نہیں اور حکومتی سطح پر بھی قزاقی کے واقعات اس قدر ہیں کہ انسانیت بلبلا رہی ہے۔ ہمسایہ ملک میں ایک عورت کے قتل کی وجہ سے سکھوں پر کیا قیامت ٹوٹی۔ مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنا ان کی املاک تباہ کرنا تو اس ملک کا ایک معمول بن چکا۔ اس جمہوری ملک میں ان فسادات میں ہلاک ہونیوالوں کی تعداد دس بیس ہزار سے کسی طرح کم نہیں ہوگی۔

اسرائیلی درندوں نے مظلوم فلسطینیوں پر کیا کیا مظالم ڈھائے، صابرہ اور شتیلہ کے کیمپوں میں نہتے بچوں اور عورتوں کا قتل عام کیا گیا۔

بیروت میں عرصہ سے خونیں ڈرامہ کھیلا جا رہا ہے۔ بلاشبہ ان میں ہزاروں انسانوں کا خون بہا، شام کی بدترین ظالم اور سفاک حکومت عوام کیلئے عذاب خداوندی سے کم نہیں۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ جلاوطن ہو گئے۔ لاکھوں ظلم وستم کی چکی میں پس رہے ہیں۔

ایک خبر پڑھئے۔ ایک دوسرے ہمسایہ ملک میں انقلاب حکومت کے ہاتھوں مقتولین کی تعداد لاکھوں سے متجاوز ہے۔ سابق شاہ کے آخری دور میں تخت شاہی کی حفاظت کیلئے بے شمار انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

افغانستان میں ظالم ترین عالمی سپر طاقت کا بھوت کمال بے حیائی اور ڈھٹائی سے ننگی جارحیت کا ناچ ناچ رہا ہے۔ بے شمار شہید وشدید زخمی ہونے والوں کے علاوہ لاکھوں کی تعداد میں افغان اپنا گھربار چھوڑ کر پاکستان میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ ایران وعراق کی احمقانہ طویل جنگ نے دونوں ملکوں کی دفاعی اقتصادی ومعاشی صلاحیتوں کو جس طرح تباہ کیا۔ ہلاک شدگان کے علاوہ ہزاروں انسان اپاہج بے دست وپا ہوئے۔

یہ کوئی راز نہیں ماضی میں عالمگیر جنگ عالم پر عذاب خداوندی بن کر مسلط ہوئی۔ دیگر لاکھوں ہلاک وزخمی ہونیوالوں کے علاوہ صرف ہیروشیما پر جو ایٹم بم گرایا گیا تھا اس کی ہلاکت خیزیوں سے منٹوں میں دولاکھ انسان تباہ ہوئے۔ بعض اس طرح جل گئے تھے کہ ان کی نعش صرف ایک نقطہ کی شکل میں رہ گئی تھی۔ یہ آج سے چالیس سال پہلے کا واقعہ ہے۔

ہدایت خداوندی سے باغی انسانیت اتنی مخلوق کو تباہ کر کے بھی شرمائی نہیں بلکہ اس وقت سے لے کر اب تک مہلک سے مہلک ترین اسلحہ کی تیاری زور وشور سے جاری ہے۔ ۴۵ء کے

ایٹم سے تو جاپان ہی تباہ ہوا تھا لیکن ۸۵ء کے ایٹم اور ہائیڈروجن اور جوہری اسلحے سے نا معلوم کتنے جاپان صفحۂ ہستی سے مٹ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔

گزشتہ جنگ عظیم اور عالمگیر جنگ کے مالی نقصانات کا اندازہ ذیل کی خبر سے لگائیے۔

انیسویں صدی تک ۱۴۰۰۰ جنگیں لڑی گئیں۔ جنگ عظیم اور عالمگیر جنگ کے نقصانات مذکورہ بالا مجموعے سے بھی زیادہ ہیں۔ اقوام متحدہ کے مطابق اگر یہ دونوں جنگیں نہ لڑی جاتیں تو نسل انسانی کو مندرجہ ذیل مادی فوائد حاصل ہوتے۔

۱۔ کرہ ارض پر ہر شخص تعلیم یافتہ ہوتا۔

۲۔ ہر شخص کے پاس اپنا مکان اور کم از کم دو کاریں ہوتیں۔

۳۔ قومی آمدنی کی شرح کم از کم 2,1/2 سو گنا زیادہ ہوتی۔

۴۔ بیماری کا خاتمہ ہو جاتا۔ ۵۔ غربت اور محتاجی کا نام و نشان مٹ جاتا۔ (نوائے وقت ۱۲ اپریل ۷۳ء)

بطور نمونہ جنگ ویت نام کے نقصانات پر بھی ایک نظر ڈال لیجئے اور سوچئے کہ اگر یہ جنگ نہ لڑی جاتی اور اس پر اٹھنے والے اخراجات کو انسانیت کی فلاح و بہبود پر صرف کیا جاتا۔ تو اول الذکر فوائد اور خوشحالی میں کسی قدر اضافہ ہو سکتا تھا۔

ویت نام کی جنگ میں ۵۶ ہزار امریکی سپاہی ہلاک ہوئے۔

۲۔ 2,1/2 لاکھ ویت نامی ہلاک۔ ۳۔ 1,1/2 لاکھ امریکی۔

۴۔ ایک کھرب چالیس ارب امریکی ڈالر خرچ ہوئے۔ (صدر امریکا فورڈ ن ۳ مئی ۱۹۷۵)

۶۵ء سے لے کر ۶۷ء تک امریکی فضائیہ اور بحریہ نے شمالی ویت نام پر سولہ لاکھ ساٹھ ہزار ٹن بم برسائے۔ (ام یکم جولائی ۹۸)

کمیونزم کے قیام کیلئے روس میں ۱۹ لاکھ انسانوں کو موت کے گھاٹ اتارا گیا۔ ۷۰ لاکھ انسانوں کو جلا وطنی وغیرہ کی مختلف سزائیں دی گئیں۔ چینی نمائندہ نے بتایا کہ چین میں 1,1/2 کروڑ زمینداروں کو پھانسی پر لٹکایا گیا۔

## انسانی زندگی

بھیڑیئے کی زندگی محدود ہے۔ زیادہ سے زیادہ پانچ یا دس کو پھاڑ ڈالے گا۔ لیکن انسان نما بھیڑیا جب درندگی پر آجائے تو الامان والحفیظ' ہزاروں نہیں لاکھوں انسان اس کی خون آشامی کا

لقمہ بن جاتے ہیں۔ سسکتی بلکتی انسانیت کی کرب ناک چیخیں اس کے جذبہ ترحم میں کوئی ارتعاش پیدا نہیں کرسکتیں۔ درندگی کی انتہا ہے کہ دوسرے انسان کو قتل کرنے کے بعد بھی ان کا آتشکدہ انتقام برابر آتش فشاں رہتا ہے۔ مقتولین کی نعشوں کے بارے میں بھی ان کے قلب میں شرافت خدا خوفی کی کوئی لہر نہیں اٹھتی۔ نازی کیمپ میں ہونیوالی درندگی کی داستان سنئے۔

اوسوٹز کے نازی کیمپ میں ہلاک ہونیوالوں کی تعداد چالیس لاکھ ہے۔ اس کیمپ میں قیدیوں کو زندہ جلادیا جاتا تھا اور ان کی ہڈیوں سے کیمیاوی کھاد اور بالوں سے جرمن فوجیوں کیلئے کمبل بنائے جاتے تھے۔ کیمپ کے کمانڈر کی بیوی انسانی کھال کا بنا ہوا ڈریسنگ گاؤن استعمال کرتی تھی اور اس کے گھر میں انسانی کھوپڑیاں اور دیگر اعضاء سجاوٹ کیلئے استعمال ہوتے تھے۔

اقتباسات بالا سے ان عالمی دہشت گرد سپر طاقتوں کی ننگی جارحیت اور کتوں سے زیادہ سنگدلی بھی بے نقاب ہوجاتی ہے۔ جو عالمی امن اور تہذیب وتمدن کے دعویدار بن رہے ہیں اور اسلام پر زبان طعن دراز کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ یہ جنگیں انسانی صلاح اور فلاح کے حاصل کسی اعلیٰ اخلاقی نصب العین کیلئے نہیں بلکہ توسیع پسندی' ہوس ملک گیری اور ایک شیطنت کی جگہ دوسری شیطنت کو مسلط کرنے کیلئے لڑی گئیں اور ہدایت خداوندی سے اعراض کے نتیجے میں عذاب کی شکل میں انسانیت پر مسلط ہے۔ (از عصر حاضر کیلئے مشعل ہدایت)

احقر مرتب کتاب ہذا عرض کرتا ہے کہ اس مضمون میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر دنیاوی نقصانات کی ایک عالمی جھلک دکھائی گئی ہے جبکہ یہ مضمون بھی عرصہ دراز پہلے لکھا گیا تھا اب عالمی ظلم وستم اور انسانیت کی ہلاکت کس قدر عروج پر ہے یہ ہر شخص جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے دنیا کا نظام اپنے حکام سے مربوط فرمایا ہے کہ فرمانبرداری پر زمین وآسمان اپنے خزانے کھول دیتے ہیں جبکہ خدائی نافرمانی پر ہر چیز میں بے برکتی عام ہوجاتی ہے۔ آپ موجودہ دور میں بدامنی اور اشیائے خوردونوش کی گرانی ملاحظہ کرلیجئے۔ امراض کی کثرت صحیح دواؤں کی قلت' کبھی چینی کا بحران' کبھی آٹے کا بحران اور لوڈ شیڈنگ' جیسے عوامل وہ خدائی عذاب ہیں جو ہمارے گناہوں کی پاداش میں ہم پر مسلط کئے گئے ہیں۔ یہ سب چیزیں ہمیں خواب غفلت اور گناہ آلود زندگی سے توبہ کرنے پر برانگیختہ کرتے ہیں لیکن ہماری بے حسی دیکھئے کہ ہم ارکان حکومت کو کوستے ہیں اور اپنی اصلاح وتوبہ جو کہ اصل کام ہے اس سے غفلت برتتے ہیں۔

حصہ اول

# توبہ کی تاثیر و برکات

## توبہ کرنے والا... گناہ سے پاک صاف ہو جاتا ہے

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بن مسعود رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَاذَنْبَ لَہٗ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جس کا کوئی گناہ نہیں۔" (طبرانی)

تشریح: اس حدیث میں ارشاد فرمایا کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہی ہے جیسا اس نے گناہ کیا ہی نہ تھا۔ توبہ کرنے والا اور گناہ نہ کرنے والا اس بات میں دونوں برابر ہیں کہ نہ اس کا مواخذہ ہے اور نہ اُس کا۔ البتہ توبہ سچی توبہ ہو اور لوازم و شرائط کے ساتھ ہو۔

## توبہ سے گناہوں کی صفائی

وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہ : اَوْصِنِیْ قَالَ عَلَیْکَ بِتَقْوَی اللّٰہِ مَااسْتَطَعْتَ وَاذْکُرِ اللّٰہَ عِنْدَ کُلِّ حَجَرٍ وَّ شَجَرٍ وَّمَا عَمِلْتَ مِنَ سُوْءٍ فَاَحْدِثْ لَہٗ تَوْبَۃَ السِّرِّ بِالسِّرِّ وَالْعَلَانِیَۃَ بِالْعَلَانِیَۃِ. (رواہ طبرانی)

"حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے خاص نصیحت فرمایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنی استطاعت کے بقدر اللہ سے ڈرنے کو لازم پکڑ لو اور ہر پتھر اور ہر درخت کے نزدیک اللہ کو یاد کرو اور جو کوئی گناہ کر بیٹھو تو اس کے لئے نئے سرے سے توبہ کرو پوشیدہ گناہ کی توبہ پوشیدہ طور پر اور علانیہ گناہ کی توبہ علانیہ طور پر کرو۔" (طبرانی)

تشریح: اس حدیث میں چند امور کی نصیحت فرمائی:۔
**پہلی نصیحت** یہ فرمائی کہ تقویٰ کو لازم پکڑلو اور در حقیقت تقویٰ ہی وہ صفت ہے جو بندہ کو خلوت میں اور جلوت میں ہر چھوٹے بڑے گناہ سے روکتی ہے جس کو تقویٰ نصیب ہوگیا وہ اللہ جل شانہٗ کا خاص بندہ بن گیا۔ قرآن مجید میں جگہ جگہ تقویٰ کا حکم ہے۔ کیونکہ اس سے سارے ہی اعمال جاندار ہو جاتے ہیں۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے: عَلَیْکَ بِتَقْوَی اللّٰهِ فَاِنَّهٗ اَزْیَنُ لِاَمْرِکَ کُلِّهٖ.
''یعنی تم تقویٰ کو لازم پکڑلو کیونکہ اس سے تمہارے ہر کام میں زینت آجائے گی۔''
اگر تقویٰ کی صفت ہوگی تو بندہ دینی کام بھی نہایت عمدہ طریقہ پر انجام دے گا۔ اور دنیاوی امور کسب معاش وغیرہ میں اللہ جل شانہٗ کے خوف کو سامنے رکھے گا تو اس کا کسب اور ہر عمل عمدہ ہو جائے گا۔ جب لوگوں کو معلوم ہوگا کہ یہ شخص متقی ہے اور اللہ سے ڈرتا ہے تو اس کے گرویدہ ہو جائیں گے۔

**دوسری نصیحت** یہ فرمائی کہ ہر پتھر اور ہر درخت کے قریب (یعنی ہر وقت ہر موقعہ پر) اللہ کا ذکر کرو۔ یہ نصیحت بھی بہت اہم ہے۔

**تیسری نصیحت** یہ فرمائی کہ جب بھی کوئی گناہ ہو جائے تو اس کے لئے نئے سرے سے توبہ کرو۔ پہلے جتنی مرتبہ توبہ کی ہے اس کا ثواب اور برکات اور اس کے ذریعہ گزشتہ گناہوں کی معافی کا جو فائدہ حاصل ہو چکا ہے وہ اپنی جگہ ہے لیکن جب بھی کوئی گناہ ہو جائے فوراً توبہ کرلے۔ توبہ میں دیر نہ لگائے۔ یہ نہ سمجھے کہ پھر توبہ کرلیں گے، پھر کا پتہ کیا ہے، زندگی کا حال معلوم نہیں کہ کتنی ہے اور کتنے دن کی ہے۔ کیا پتہ کب موت آجائے توبہ کی توفیق نہ ہو، اس لئے جیسے ہی گناہ ہو توبہ کی تجدید کرو یعنی نئے سرے سے پھر توبہ کرو۔ نفس اور شیطان کہیں گے کہ پھر توبہ کرلینا اُن کی بات نہ مانے۔

توبہ کے سلسلہ میں اس حدیث میں ایک اہم بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور وہ یہ کہ جو گناہ پوشیدہ ہو جائے اس کی توبہ بھی پوشیدہ طور پر تنہائی میں کرلو۔ بندوں پر ظاہر بھی نہ کرو کہ مجھ سے فلاں گناہ ہو گیا ہے اور جو گناہ اعلانیہ طور پر یعنی لوگوں کے سامنے ہو جائے اس کی توبہ بھی لوگوں کے سامنے کرو مثلاً کسی نے اپنی جہالت سے لوگوں کے سامنے یہ کہہ دیا

کہ روزہ وہ رکھے جس کے گھر میں اناج نہ ہو تو یہ کلمہ کفر ہے۔ کیونکہ اس میں ایک دینی رُکن یعنی روزہ کا مذاق ہے۔ اگر کسی نے تنہائی میں ایسی بات کہہ دی تو تنہائی میں توبہ کر لے اور لوگوں کے سامنے اگر کہی ہو تو لوگوں کے سامنے علی الاعلان توبہ کرے۔ ایسا کرنے سے توبہ کی ایک اہم شرط پوری ہو جائے گی یعنی علانیہ طور پر گناہ کرنے کی توبہ علانیہ طور پر جو کرنے کا حکم ہے اس پر عمل ہو جائے گا۔ اور لوگ اس کی توبہ کے گواہ بھی ہو جائیں گے اور اس سے وہ معاملہ کریں گے جو اچھے مسلمان کے ساتھ کرنا چاہیے۔

اگر کسی مسلمان کی خصوصاً کسی عالم کی بے عزتی کی ہو جو لوگوں کے سامنے ہوئی ہو تو اس کی معافی بھی لوگوں کے سامنے مانگے تاکہ نفس کی اصلاح بھی ہو اور جن لوگوں کے سامنے بے عزتی کی ہے ان کے سامنے اس عالم کا اکرام اور اعزاز بھی ہو جائے۔

بعض لوگ مجمع میں کسی عزت دار آدمی کو اُلٹے سیدھے الفاظ کہہ دیتے ہیں یا ڈانٹ دیتے ہیں اور پھر تنہائی میں معافی مانگتے ہیں۔ ایسی معافی سے اس بے عزتی کی تلافی نہیں ہوتی جو لوگوں کے سامنے کی تھی۔

## اللہ کی رحمت سے کوئی بھی ناامید نہیں

وَعَنْ جُنْدُبٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَدَّثَ اَنَّ رَجُلاً قَالَ وَاللّٰہِ لَا یَغْفِرُ اللّٰہُ لِفُلَانٍ وَّ اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَالَ: مَنْ ذَالَّذِیْ یَتَاَلّٰی عَلَیَّ اَنِّیْ لَا اَغْفِرُ لِفُلَانٍ فَاِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لِفُلَانٍ وَّاَحْبَطْتُ عَمَلَکَ ۔ او کما قال. (رواہ مسلم)

"حضرت جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص نے کسی (گناہگار) کے بارے میں کہہ دیا کہ اللہ فلاں کو نہ بخشے گا اور بے شک اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے فرمایا کہ یہ کون ہے کہ جو قسم کھانے کا حق نہ رکھتے ہوئے قسم کھا کر میری ذمہ پابندی لگا رہا ہے کہ فلاں کو نہ بخشوں گا اے شخص جس نے ایسی قسم کھائی ہے میں نے فلاں کو بخش دیا اور تیرے اعمال اکارت کر دیئے۔" (صحیح مسلم)

تشریح: اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندے کے درمیان دخل دینا درست نہیں ہے۔ کوئی کیسا ہی گناہگار ہو جب اصول کے مطابق توبہ کر لے گا اللہ جل شانہٗ

اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ فلاں شخص کی کیسے مغفرت ہوگی اس کے پاس تو مغفرت کا کوئی سامان نظر نہیں آتا۔ ان باتوں کی ضرورت کیا ہے۔ ہر ایک کو اپنی فکر کرنا لازم ہے۔ اپنی عبادت اور تقویٰ پر غرور کرنا اور اپنی مغفرت کا یقین کر لینا اور دوسروں کے گناہوں پر نظر رکھنا اور یہ سمجھنا کہ فلاں کیسے بخشا جائے گا یہ سب نادانی ہے اور شانِ ایمان کے خلاف ہے۔

اپنا حال معلوم نہیں اور دوسروں کے بارے میں یقین کئے بیٹھے ہیں کہ اس کی مغفرت نہ ہوگی۔ مغفرت کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے وہ اپنے بندوں کے ساتھ جو چاہے معاملہ کرے اس میں لوگوں کو دخل دینا بالکل بے جا ہے اور زیادتی ہے۔ اسی بے جا دخل اندازی پر اللہ جل شانہٗ نے اس شخص کے اعمال حبط فرما دیئے جس نے قسم کھا کر کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ فلاں کی مغفرت نہ فرمائے گا اور اس کو بخش دیا جس کے بارے میں ایسی قسم کھائی تھی۔ کوئی کیسا ہی گناہگار ہو اس کے بارے میں یہ فیصلہ کر لینا کہ اس کی مغفرت نہ ہوگی جہالت اور حماقت ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی اسرائیل کے دو آدمیوں کا قصہ نقل فرمایا جو دونوں آپس میں محبت رکھتے تھے (لیکن فرق یہ تھا کہ) ان میں سے ایک خوب محنت سے عبادت کرتا تھا اور دوسرا شخص گناہگار تھا۔ عبادت گزار شخص اس گناہ گار سے کہتا تھا کہ تو گناہ سے رُک جا۔ وہ جواب دیتا تھا کہ مجھے چھوڑ دے، میں جانوں اور میرا رب جانے (اسی طرح بات چلتی رہی) یہاں تک کہ عابد نے اس گناہگار شخص کو ایک دن ایک ایسے گناہ پر پایا جس کے بارے میں اس نے یہ سمجھا کہ یہ عظیم گناہ ہے اور اس سے پھر وہی کہا کہ تو گناہ سے باز آ جا۔ اس نے (وہی) کہا کہ مجھے چھوڑ دے میں جانوں اور میرا رب جانے، کیا تو مجھ پر نگران مقرر کر کے بھیجا گیا ہے۔ (یہ سن کر) عابد (کو طیش آ گیا اور) کہنے لگا کہ اللہ کی قسم! اللہ تجھے کبھی بھی نہیں بخشے گا اور تجھے جنت میں داخل نہ فرمائے گا۔ اس پر اللہ جل شانہٗ نے فرشتہ بھیجا جس نے دونوں کی رُوحیں قبض کر لیں اور دونوں کی حاضری اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہوئی۔ اللہ جل شانہٗ نے گنہگار سے فرمایا کہ جنت میں داخل ہو جا اور دوسرے شخص سے فرمایا (جو عابد تھا اور گناہگار کی بخشش نہ ہونے کی قسم کھا بیٹھا تھا) کیا تو اس پر قادر ہے کہ میرے بندے سے میری رحمت کو روک دے۔ کہنے لگا کہ اے پروردگار! ایسا تو نہیں ہے، اللہ جل شانہٗ نے ارشاد فرمایا کہ اس کو دوزخ میں لے جاؤ۔ (مشکوٰۃ)

دیکھو گناہ گار شخص کا اقرار کرنے اور اپنے رب سے مغفرت کی امید رکھنے کی وجہ سے بخشا گیا اور دوسرا شخص اللہ جل شانہٗ پر جسارت کرنے کی وجہ سے دوزخ میں داخل ہوا۔

"صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بنی اسرائیل کے ایک اور شخص کا واقعہ مروی ہے جس کے راوی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، وہ بیان فرماتے ہیں کہ:

"حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے ننانوے انسانوں کو قتل کر دیا تھا۔ پھر وہ (اس تلاش میں) نکلا (کہ کوئی اللہ والا مل جائے تو اس سے اپنی توبہ کے بارے میں سوال کرے۔ چنانچہ ایک راہب کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کیا میری توبہ قبول ہوگی؟ راہب نے کہہ دیا کہ نہیں (تیری توبہ قبول نہیں ہوسکتی) اس پر اُس نے اس راہب کو بھی قتل کر دیا (اور اب مقتولین کی تعداد پوری سو ہوگئی لیکن اس کے بعد بھی) وہ (برابر) پوچھتا رہا (کہ کوئی نیک بندہ ملے جو مجھے توبہ کے بارے میں مشورہ دے) کسی نے کہا کہ فلاں فلاں بستی میں چلا جا۔ وہ جا رہا تھا کہ راستہ میں اس کو موت آ گئی۔ اُس نے (مرتے مرتے اپنا سینہ اسی بستی کی طرف کر دیا (یعنی بقدر طاقت امکانی اس بستی کی جانب کو بڑھ گیا جہاں توبہ کے مشورہ کے لئے جا رہا تھا)

موت آتے ہی رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں میں جھگڑا ہوا (رحمت والے فرشتے کہتے تھے کہ یہ توبہ کی فکر میں مرا ہے اس کے ساتھ رحمت والا معاملہ ہونا چاہیے اور عذاب والے فرشتے کہتے تھے کہ توبہ تو اس نے کی نہیں، لہٰذا عذاب والا معاملہ ہونا چاہیے) اللہ تعالیٰ نے اس بستی کو حکم دیا جس کی طرف جا رہا تھا کہ تو اس سے قریب ہو جا اور اس بستی کو حکم دیا (جس سے روانہ ہوا تھا کہ تو دور کو ہٹ جا۔ پھر اللہ جل شانہٗ نے (فرشتوں سے) ارشاد فرمایا کہ دونوں بستیوں کے درمیان ناپ لو (دیکھو اس سے کونسی بستی قریب ہے چنانچہ ناپا گیا) لہٰذا بالشت بھر اس بستی کے قریب نکلا جس کی طرف جا رہا تھا (یعنی پہلی بستی اس سے جس قدر دور تھی دوسری بستی کی مسافت اس سے صرف ایک بالشت قریب تھی۔ چنانچہ اس کی مغفرت کر دی گئی۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

## مغفرت کا گناہ سے وسیع ہونا

ایک حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا فرمائی فرمایا کہ

رب مغفرتک اوسع من ذنوبی ورحمتک ارجیٰ عندی من عملی

اے میرے پروردگار! تیری مغفرت میرے گناہوں سے بہت وسیع ہے میں کہاں تک گناہ کروں ہزار برس بھی گناہ کروں گا تو محدود ہوں گے اور تیری رحمت کی کوئی حد نہیں ہے۔ میرے گناہوں کی تیری رحمت کے سامنے کیا قدر و قیمت ہے نیز میرے عمل محدود ہیں بلکہ کوئی چیز نہیں مگر تیری رحمت ان سے بہت وسیع ہے۔

## تم گناہ کرتے کرتے تھک جاؤ گے مگر

ایک حدیث میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک آدمی نے بہت گناہ کئے اور جب ندامت ہوئی تو کہا: یا رب! ابھی یہ نہیں کہا کہ میری مغفرت کر دیجئے۔ فقط یارب! کہا فوراً حق تعالیٰ فرماتے ہیں۔ **ایعلم ان له ربا یواخذه** اچھا یہ جان گیا کہ اس کا بھی کوئی رب ہے جو اس کی پکڑ کرے گا فرمایا اگر یہ جان گیا تو قبل اس کے کہ مغفرت مانگے اس سے پہلے ہی میں اس کی مغفرت کر دیتا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

## شرائط توبہ

توبہ کی اہل علم نے چار شرائط لکھی ہیں۔

**ان یندم علیها ان یقلع عن المعصیة ان یعزم عزما جازما**

اس گناہ پر ندامت ہو۔ اس گناہ سے علیحدہ ہو جائے اس گناہ کو آئندہ نہ کرنے کا عزم ہو۔

توبہ کی چوتھی شرط کا تعلق حقوق العباد سے ہے یعنی اگر کسی کا مال چرایا ہو تو اس کو واپس کرنے کی فکر کرے۔ (ریاض الصالحین)

بہر حال تائب سے اللہ تعالیٰ بے انتہا محبت کرتے ہیں۔ کیونکہ تائب میں ندامت کی ایک خاص کیفیت رہتی ہے جو کہ اللہ کو بے انتہا پسند ہے اور تائب ندامت کی وجہ سے آنسو بھی خوب زار و قطار بہاتا ہے اور یہ عمل اللہ کو بہت زیادہ پسند ہے۔ بقول ایک اللہ والے کے کہ اللہ کے خزانوں میں دو چیزیں نہیں ہیں۔

۱۔ عاجزی۔ ۲۔ آنسو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ متکبر ہیں اور عاجزی مخلوق کی صفت ہے اور اسی طرح آنسو بہانا یہ بھی مخلوق کی صفت ہے اور یہ دونوں صفات تائب میں کثرت سے ہوتی ہیں۔

# توبہ واستغفار سے اللہ کتنا خوش ہوتا ہے

صحیح بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے توبہ کرنے والے گناہ گاروں کو وہ بشارت سنائی ہے جو کسی دوسرے بڑے سے بڑے عمل پر بھی نہیں سنائی گئی۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی شان رحمت کو سمجھنے کیلئے صرف یہی ایک حدیث ہوتو کافی تھی۔ حق یہ ہے کہ اس چند سطری حدیث میں معرفت کا ایک دفتر ہے۔ اللہ تعالیٰ فہم اور یقین نصیب فرمائے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا۔ آپ ارشاد فرماتے تھے خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کی توبہ سے اس مسافر آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو (اثنائے سفر میں) کسی ایسی غیر آباد اور سنسان زمین پر اتر گیا ہو جو سامان حیات سے خالی اور اسباب ہلاکت سے بھرپور ہو اور اس کے ساتھ بس اس کی سواری کی اونٹنی ہو اسی پر اس کے کھانے پینے کا سامان ہو۔

پھر وہ (آرام لینے کیلئے) سر رکھ کے لیٹ جائے پھر اسے نیند آجائے پھر اس کی آنکھ کھلے تو دیکھے کہ اس کی اونٹنی (پورے سامان سمیت) غائب ہے۔ پھر وہ اس کی تلاش میں سرگرداں ہو۔ یہاں تک کہ گرمی اور پیاس وغیرہ کی شدت سے جب اس کی جان پر بن آئے تو وہ سوچنے لگے کہ (میرے لئے اب یہی بہتر ہے) کہ میں اسی جگہ جا کر پڑ جاؤں (جہاں سویا تھا) یہاں تک کہ مجھے موت آجائے۔

پھر وہ (اسی ارادہ سے وہاں آکر) اپنے بازو پر سر رکھ کر مرنے کیلئے لیٹ جائے پھر اس کی آنکھ کھلے تو وہ دیکھے کہ اس کی اونٹنی اس کے پاس موجود ہے اور اس پر کھانے پینے کا پورا سامان (جوں کا توں محفوظ) ہے۔ تو جتنا خوش یہ مسافر اپنی اونٹنی کے ملنے سے ہوگا خدا کی قسم مومن بندے کے توبہ کرنے سے خدا اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے۔ (صحیح بخاری و مسلم)

قریب قریب یہی مضمون صحیحین میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی مروی ہے اور صحیح مسلم میں ان دونوں بزرگوں کے علاوہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہم سے بھی یہی مضمون مروی ہے بلکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بدو مسافر کی فرط مسرت کا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ

اونٹنی کے اس طرح مل جانے سے وہ اتنا خوش ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی اس بے انتہا عنایت اور بندہ نوازی کے اعتراف کے طور پر وہ کہنا چاہتا تھا کہ اللھم انت ربی و انا عبدک (خداوند! تو ہی میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ) لیکن خوشی میں اس کی زبان بہک گئی اور اس نے کہا اللھم انت عبدی و انا ربک (میرے اللہ! بس تو میرا بندہ اور میں تیرا خدا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی اس غلطی کی معذرت کرتے ہوئے فرمایا "اخطا من شدة الفوح" فرط مسرت اور بے حد خوشی کی وجہ سے اس بے چارے بدو کی زبان بہک گئی)

بلا شبہ اس حدیث میں توبہ کرنے والے گناہ گاروں کو اللہ تعالیٰ کی جس خوشنودی کی بشارت سنائی گئی ہے وہ جنت اور اس کی ساری نعمتوں سے بھی فائق ہے۔

## دو کریم کے درمیان

کاش کہ اس دور میں ہم استغفار کی کثرت کریں۔ گناہوں کی معافی مانگ کر خدا سے تعلق مضبوط کرلیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پاک پڑھ پڑھ کر آپ کی توجہ کو اپنی طرف کریں' پھر دیکھئے کون بال بیکا کرتا ہے؟ پھر دیکھئے کیسے بگڑی بنتی ہے؟ پھر دیکھئے حالات کیسے بدلتے ہیں؟ پھر دیکھئے قلوب آپ کی طرف کیسے متوجہ ہوتے ہیں۔ خدائے پاک کی نصرت آپ کی پشت پناہی کریگی' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعائیں آپ کی حفاظت کا سامان ہوں گی اور جس کیلئے یہ دو کریم ہوں' پھر کسی کی ضرورت نہیں' نواب بھوپال نے اپنی انگوٹھی پر ایک شعر کندہ کرایا تھا۔ بڑا عجیب شعر ہے۔

یا رب تو کریم ورسول تو کریم  صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم

یعنی اے اللہ! آپ کریم ہیں اور آپ کے رسول بھی کریم ہیں' ہزار شکر ہے کہ ہم دو کریموں کے درمیان میں ہیں اور جب دونوں طرف سے کرم کی بارش ہوگی تو ان شاء اللہ خیر کا بازار گرم ہوگا' کامیابی کی شکل ہوگی۔ (فیض ابرار)

## رحمت سے مایوسی کفر ہے

"اے میرے بیٹو! جاؤ اور یوسف اور اس کے بھائی کو تلاش کرو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت سے وہی ناامید ہوتے ہیں جو کافر ہیں۔" (یوسف:۸۷)

# رحمت سے مایوسی گمراہی ہے

'' حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا بھلا اپنے ربّ کی رحمت سے کون ناامید ہوتا ہے سوائے گمراہ لوگوں کے''۔(الحجر:۵۶)

# اے بندو! مایوس نہ ہو جاؤ

'' آپ کہہ دیجئے کہ اے میرے بندو! جنہوں نے ( کفر وشرک کر کے ) اپنے اوپر زیادتیاں کی ہیں کہ تم خدا تعالیٰ کی رحمت سے ناامید مت ہو یقیناً خدا تعالیٰ تمام ( گزشتہ ) گناہوں کو معاف فرمادے گا۔''(الزمر:۵۳)

مذکورہ بالا تین آیات میں سے پہلی آیت حضرت یعقوب علیہ السلام کی اس ہدایت پر مشتمل ہے جو انہوں نے اپنے بیٹوں کو کی، کہ جاؤ اور اپنے دونوں گمشدہ بھائیوں یوسف اور بنیامین کی تلاش کرو، قابل غور بات ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا معاملہ بظاہر بالکل ہی ناممکن کو ممکن بنانے والی بات ہے کیونکہ ان کے بھائیوں نے ان کے بارے میں شواہد پیش کر دیئے تھے کہ ان کو بھیڑیا کھا گیا تھا، مگر حضرت یعقوب علیہ السلام پھر بھی فرماتے ہیں کہ اس کو تلاش کرو اور ساتھ فرمایا کہ رحمت الٰہی سے مایوس نہ ہونا کہ یہ تو کافروں کا کام ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ معاملہ خواہ کتنا ہی مشکل ہو یا پیچیدہ ہو پھر بھی مومن کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے۔

دوسری آیت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قول پر مشتمل ہے۔ جس کا پس منظر یہ ہے کہ فرشتوں نے انہیں بڑھاپے کی عمر میں بیٹے کی بشارت دی اور انہوں نے اس پر تعجب کا اظہار فرمایا کہ بڑھاپے کی اس عمر میں بیٹے کی پیدائش بڑی عجیب سی بات ہوگی تو فرشتوں نے کہا کہ آپ مایوس و ناامید نہ ہوں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب میں فرمایا کہ میں مایوس نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا تو گمراہوں کا کام ہے اور کوئی نبی کبھی گمراہوں کی صفت میں موصوف نہیں ہوسکتا، میں تو صرف اس پر تعجب کر رہا تھا کہ اس عمر میں یہ معاملہ فی نفسہٖ عجیب ہوگا باقی نہ تو اللہ تعالیٰ کے وعدے میں شک ہوسکتا ہے نہ کوئی کام اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بعید ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت بندوں کا ایسا سہارا ہے جس سے

مایوس ونا امید ہونا گمراہی ہے۔

تیسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ جولوگ کفروشرک سے توبہ کر کے ایمان لائیں تو ان کے پچھلے گناہ معاف ہوجاتے ہیں، یہ خیال نہ کرو کہ ایمان لانے کے بعد گزشتہ کفروشرک پر مؤاخذہ ہوگا۔ نیز فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا کیونکہ اللہ تعالیٰ سبھی گناہ بخشنے والے ہیں۔

حاصل یہ ہوا کہ خواہ کوئی مشکل ہو یا پریشانی یا گناہوں کا معاملہ ہو اللہ تعالیٰ کی رحمت سب کو محیط ہے اور کسی بھی حال میں اس سے مایوس ہونا جرم ہے۔ (حسن الظن باللہ)

# گناہوں کی نحوستیں

مسند احمد میں ہے کہ حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک خط میں لکھا کہ جب بندہ خدا تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے تو اس کے مداح بھی مذمت کرنے لگتے ہیں اور دوست بھی دشمن ہو جاتے ہیں، گناہوں سے بے پرواہی انسان کے لئے دائمی تباہی کا سبب ہے۔

صحیح حدیث میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مؤمن جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے پھر اگر توبہ اور استغفار کرلیا تو یہ نقطہ مٹ جاتا ہے اور اگر توبہ نہ کی تو یہ نقطہ بڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے پورے دل پر چھا جاتا ہے اور اس کا نام قرآن میں ران ہے۔

''یعنی ان کے دلوں پر زنگ لگادیا ان کے اعمالِ بد نے۔'' (سورۃ المطففین: آیت ۱۴)

البتہ گناہوں کے مفاسد اور نتائج بد اور مضر ثمرات کے اعتبار سے ان کے آپس میں فرق ضرورت ہے اس فرق کی وجہ سے کسی گناہ کو کبیرہ اور کسی کو صغیرہ کہا جاتا ہے۔

کسی بزرگ نے فرمایا کہ چھوٹے گناہ اور بڑے گناہ کی مثال محسوسات میں ایسی ہے جیسے چھوٹا بچھو اور بڑا بچھو یا آگ کے بڑے انگارے اور چھوٹی چنگاری کہ انسان ان دونوں میں سے کسی کی تکلیف کو بھی برداشت نہیں کرسکتا۔ اسی لئے محمد بن کعب قرظی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی عبادت یہ ہے کہ گناہوں کو ترک کیا جائے، جولوگ نماز تسبیح کے ساتھ گناہوں کو نہیں چھوڑتے ان کی عبادت مقبول نہیں۔

اور حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم جس قدر کسی گناہ کو ہلکا سمجھو

گے اتنا ہی وہ اللہ کے نزدیک بڑا جرم ہو جائے گا، اور سلف صالحین نے فرمایا کہ ہر گناہ کفر کا قاصد ہے جو انسان کو کافرانہ اعمال و اخلاق کی طرف دعوت دیتا ہے۔ (معارف القرآن)

## توبہ کی حقیقت

توبہ کے لفظی معنی لوٹنے اور رجوع کرنے کے ہیں اور شرعی اصطلاح میں کسی گناہ سے باز آنے کو توبہ کہتے ہیں اور اس کے صحیح و معتبر ہونے کے لئے تین شرائط ہیں۔ ایک یہ کہ جس گناہ میں فی الحال مبتلا ہے اس کو فوراً ترک کر دے، دوسرے یہ کہ ماضی میں جو گناہ ہوا ہو اس پر نادم ہو، تیسرے یہ کہ آئندہ اسے ترک کرنے کا پختہ عزم کرلے۔

اور کوئی شرعی فریضہ چھوڑا ہوا ہو تو اسے ادا یا قضا کرنے میں لگ جائے اور اگر حقوق العباد سے متعلق ہے تو اس میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ اگر کسی کا مال اپنے اوپر واجب ہے اور وہ شخص زندہ ہے تو اسے وہ مال لوٹائے یا اس سے معاف کرائے، اگر وہ زندہ نہیں ہے اور اس کے ورثہ موجود ہیں تو ان کو لوٹائے اگر ورثہ بھی موجود نہیں ہیں تو بیت المال میں داخل کرائے...... بیت المال بھی نہیں ہے یا اس کا انتظام بھی نہیں ہے تو اس کی طرف سے صدقہ کر دے اور اگر کوئی غیر مالی حق کسی کا اپنے ذمہ واجب ہے مثلاً کسی کو ناحق ستایا ہے برا بھلا کہا ہے یا اس کی غیبت کی ہے تو اسے جس طرح ممکن ہو راضی کر کے اس سے معافی حاصل کرے۔ (معارف القرآن)

## توبہ کرنیوالے اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم خطائیں کرتے کرتے زمین و آسمان پُر کرو پھر اللہ سے استغفار کرو تو یقیناً وہ تمہیں بخش دے گا۔ اس کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جان ہے اگر تم خطائیں کرو ہی نہیں تو اللہ عزوجل تمہیں فنا کر کے ان لوگوں کو لائے جو خطا کر کے استغفار کریں اور پھر خدا انہیں بخشے۔ (مسند امام احمد)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے انتقال کے وقت فرماتے ہیں: ایک حدیث میں نے تم سے آج تک بیان نہیں کی تھی اب بیان کر دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تم گناہ ہی نہ

کرتے تو اللہ عزوجل ایسی قوم کو پیدا کرتا جو گناہ کرتی پھر خدا انہیں بخشتا۔'' (صحیح مسلم)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں گناہ کا کفارہ ندامت اور شرم ساری ہے۔''

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اگر تم گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو لاتا جو گناہ کریں پھر وہ انہیں بخش دے۔'' (مسند احمد)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں ''اللہ تعالیٰ اس بندے کو پسند فرماتا ہے جو کامل یقین رکھنے والا اور گناہوں سے توبہ کرنے والا ہو۔'' (مسند احمد)

فائدہ: ان حدیثوں کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو گناہ پسند ہیں بلکہ ان حدیثوں کا مطلب یہ ہے کہ گناہوں سے توبہ کرنے والے بندے اللہ کو بہت پسند ہیں گناہگار بندے اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہوں۔ گناہوں سے توبہ کریں اللہ تعالیٰ خوش ہوکر معاف فرمائیں گے۔ (بکھرے موتی)

# اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھنا ضروری ہے

## مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

حزم قطعی کے بھائی سہیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا اے ابویحییٰ! کاش مجھے معلوم ہو کہ آپ اللہ تعالیٰ کے ہاں کون سے اعمال لے کر گئے ہیں؟ انہوں نے فرمایا میں ''بہت سارے گناہ لے کر گیا، جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ میرے حسن ظن کی وجہ سے معاف فرمادیا۔''

## ابوبشر رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

عبدالواحد بن زید فرماتے ہیں میں نے اپنے ایک دوست کو خواب میں دیکھا تو پوچھا اے ابوبشر! آپ کا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا ہم اللہ تعالیٰ کی بخشش کی وجہ سے کامیاب ہوگئے۔ میں نے کہا آپ ہمیں کسی عمل کی نصیحت کریں گے؟ انہوں نے فرمایا: ''ذکر کی مجالس میں شرکت کیا کرو اور اپنے مولیٰ کے ساتھ حُسن ظن رکھو، تمہاری بھلائی کے لئے کافی ہے۔

## حسن بن صالح رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

عمار بن یوسف فرماتے ہیں میں نے حسن بن صالح رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا تو کہا مجھے آپ کی وفات کے بعد آپ سے ملاقات کا بہت شوق تھا، سنائیے آپ کے پاس ہمارے لئے کوئی خبر ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: ''خوش ہو جاؤ! کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ حُسن ظن جیسا کوئی اور عمل نہیں دیکھا۔''

## علی بن بکار رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

خلف بن تمیم کہتے ہیں میں نے علی بن بکار رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن رکھنے کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے فرمایا:

''تمہارا یہ خیال رکھنا کہ اللہ تعالیٰ تمہارا اور اپنے نافرمانوں کا انجام ایک جیسا نہیں کریں گے۔''

## عبداللہ بن داؤد رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

محمد بن یحییٰ بن ابی حاتم ازدی کہتے ہیں میں نے عبداللہ بن داؤد سے توکّل کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: ''میرا خیال ہے کہ توکل حُسنِ ظن کا نام ہے۔''

## سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

ابن ابی الحواری کہتے ہیں میں نے ابوسلیمان دارانی کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

''جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن رکھتا ہے، پھر اس سے ڈرتا نہیں ہے وہ دھوکہ میں مبتلا ہے۔''

## معتمر رحمۃ اللہ علیہ کے والد کا ارشاد

معتمر کہتے ہیں میرے والد صاحب جب مرض الوفات میں تھے تو فرمایا:

''اے معتمر! میرے سامنے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی رخصتوں کو بیان کیجئے ہوسکتا ہے میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ حُسنِ ظن رکھنے کی حالت میں ان سے جاملوں۔''

## ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بزرگ اس بات کو مستحب سمجھتے تھے کہ:
''موت کے وقت آدمی کو اس کے اچھے اعمال یاد دلائے جائیں تا کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں اس کا گمان اچھا ہو جائے۔'' (حسن الظن باللہ)

## گناہ گار مؤمن بھی جنت میں جائے گا

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور یہ خوشخبری لائے کہ آپ کی اُمت میں جو شخص اس حال پر مر جائے کہ اس نے کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ٹھہرایا ہو تو وہ جنت میں جائے گا، میں نے عرض کیا اگرچہ اس نے چوری اور زناء کا ارتکاب کیا ہو، آپ نے فرمایا: اگرچہ چوری وزناء کا ارتکاب کیا ہو، میں نے پھر عرض کیا اگرچہ اس نے چوری اور زناء کا ارتکاب کیا ہو، آپ نے پھر وہی فرمایا چوتھی مرتبہ میرے اصرار پر فرمایا، ہاں اگرچہ ابوذرؓ کو کتنا ہی ناگوار گزرے۔
ابوذرؓ کی عادت تھی کہ جب وہ اس حدیث کو نقل کرتے تو آپ کے اس فقرہ کو بھی نقل کر دیتے تھے۔'' (حسن الظن باللہ)

## حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آخری وقت اور خوف خداوندی

''ہم حضرت عمرو بن العاصؓ کے پاس ان کی زندگی کے آخری وقت حاضر ہوئے تو وہ زار و قطار رو رہے تھے اور دیوار کی طرف اپنا رخ کیے ہوئے تھے۔ ان کے صاحبزادہ ان کو سمجھانے لگے، اے والد ماجد! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو تو بڑی بڑی بشارتیں دی ہیں یہ سن کر انہوں نے دیوار کی طرف سے اپنا رُخ بدلا اور فرمایا بھئی سب سے افضل چیز جو ہم نے آخرت کے لئے تیار کی ہے وہ توحید و رسالت کی شہادت ہے، میری زندگی کے تین دور گزرے ہیں کہ ایک دور تو وہ تھا جبکہ آپ سے بغض رکھنے والا مجھ سے

زیادہ کوئی اور شخص نہ تھا اور جبکہ میری سب سے بڑی تمنا یہ تھی کہ کسی طرح آپ پر میرا قابو چل جائے تو میں آپ کو مار ڈالوں ، یہ تو میری زندگی کا سب سے بدتر دور تھا۔ اگر (خدانخواستہ) میں اسی حال پر مرجاتا تو یقیناً دوزخی ہوتا اس کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام کی حقانیت ڈالی تو میں آپ کے پاس آیا اور میں نے کہا لائیے ہاتھ بڑھایئے میں آپ سے بیعت کرتا ہوں، آپ نے ہاتھ بڑھا دیا، میں نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عمرو! یہ کیا، میں نے عرض کیا میں کچھ شرط لگانا چاہتا ہوں، فرمایا کیا شرط لگانا چاہتے ہو، میں نے کہا یہ کہ میرے سب گناہوں کی مغفرت ہو جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عمرو! کیا تمہیں خبر نہیں کہ اسلام تو کفر کی زندگی کے گناہوں کا تمام قصہ ہی پاک کر دیتا ہے اور ہجرت بھی پہلے تمام گناہ ساقط کر دیتی ہے اور حج بھی پہلے سب گناہ ختم کر دیتا ہے۔ یہ دور وہ تھا جبکہ آپ سے زیادہ پیارا، آپ سے زیادہ بزرگ و برتر میری نظر میں کوئی اور باقی نہ رہا تھا، آپ کی عظمت کی وجہ سے میری یہ تاب نہ تھی کہ کبھی آپ کو نظر بھر کر دیکھ سکتا، اگر مجھ سے آپ کی صورت پوچھی جائے تو میں کچھ نہیں بتا سکتا کیونکہ میں نے کبھی پوری طرح آپ کو دیکھا ہی نہیں۔ کاش! اگر میں اس حال پر مرجاتا تو امید ہے کہ جنتی ہوتا، اس کے بعد ہم کچھ چیزوں کے متولی بنے اور نہیں کہہ سکتے کہ ہمارا حال ان میں کیا رہا (یہ تیسرا دور زندگی تھا) اچھا دیکھو جب میری وفات ہو جائے تو میرے ساتھ کوئی نوحہ کرنے والی عورت نہ جانے پائے اور نہ زمانہ جاہلیت کی طرح آگ میرے جنازہ کے ساتھ ہو اور جب مجھے دفن کر چکو تو میری قبر میں اچھی طرح مٹی ڈالنا اور (جب فارغ ہو جاؤ) تو میری قبر کے پاس اتنی دیر ٹھہرنا جتنی دیر کہ اونٹ نحر کر کے اس کا گوشت تقسیم ہو سکتا ہے تاکہ تمہاری وجہ سے میرا دل لگا رہے اور میں یہ معلوم کرلوں کہ اپنے پروردگار کے بھیجے ہوئے فرشتوں کے سوالات کے جوابات کیا دیتا ہوں۔" (مسلم)

قرآن کریم نے رحمت کے اس عفو و کرم کے قانون کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

قُلْ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَا قَدْ سَلَفَ. (الانفال: ۳۸)

(آپ کافروں سے کہہ دیجئے کہ اگر وہ (اپنی حرکتوں سے) اب بھی باز آ جائیں تو ان نے پچھلے قصور سب معاف کر دیئے جائیں گے) جو دین تمام ادیان کو ایک دین اور سب ملتوں کو ایک

ملت بنانے آیا تھا اس کے لئے ضروری تھا کہ وہ تمام اہل ملل کی سب سے زیادہ مشترک خواہش کو پورا کرنے کی ضمانت دے۔ یہ ظاہر ہے کہ مذہب کی تلاش صرف اس لئے ہے کہ بندہ کو اپنے خالق کے قہر سے نجات حاصل ہو جائے اور فطرۃً یہی ایک گناہ گار کی سب سے بڑی خواہش ہونا بھی چاہیے اس لئے اسلام اس کا اعلان کرتا ہے کہ ہر ملک وملت ونسل ورنگ کا جو گنہگار بھی اس کی آغوش میں آجائے گا وہ اس کے گناہوں کی مغفرت اور نجات ابدی کے لئے ضامن ہوگا۔

یہ واضح رہنا چاہیے کہ مغفرت کا تعلق ذنوب اور گناہوں کے ساتھ ہے ان حقوق کے ساتھ نہیں جو قرض، عاریت، امانت اور خرید وفروخت کے سلسلہ میں اس کے ذمہ ابھی موجود ہیں، اسلام ان سب حقوق کی ادائیگی سے سبکدوش نہیں کرتا بلکہ اس کی ذمہ داری اور بڑھا دیتا ہے، قرض خواہ کا قرض ادا کرنا ہوگا، صاحب عاریت کی عاریت ضرور واپس کرنا ہوگی، اور امانت دار کو اس کی امانت یقیناً سپرد کرنا پڑے گی۔ آیت مذکورہ اور عمرو بن العاص کی حدیث کا تعلق زناء وسرقہ، قتل وغارت جیسے جرائم اور صرف ان حقوق العباد کے ساتھ ہے جو کفر کے زمانہ میں ناحق تلف کر دیئے گئے تھے۔ اسلام کے بعد اب وہ سب محو ہو جائیں گے اور کیسے محو نہ ہوں جبکہ اسلام اس کے کفر وشرک کی اصل تاریکی ہی محو کر چکا ہے۔ کفر ایک موت ہے اور اسلام اس کے بعد ایک حیات نو۔

لیکن جس طرح ایک تندرست آدمی بیمار پڑ سکتا ہے اسی طرح ایک مسلمان سے بھی گناہ سرزد ہو سکتے ہیں اس لئے اس کو ایسے اعمال کی ضرورت پھر باقی رہتی ہے جو اس کے اس جدید زندگی کے فروگذاشتوں کا کفارہ بن جائیں۔ حدیث مذکور نے اس کے لئے یہاں دو عمل بتائے ہیں ہجرت اور حج۔ یہ دونوں افعال اگر اپنی پوری شرائط کے ساتھ ادا کیے جائیں تو یہ حقوق اللہ کے لئے کفارہ بن جاتے ہیں اور خاص حج کے متعلق یہ بھی امید ہے کہ وہ حقوق العباد کا کفارہ بھی بن جائے۔ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ صاحب حقوق کو اپنے خزانہ غیب سے ان کے حقوق کا عوض دے کر ان سے دستبرداری دلا دے اور اسے معاف کر دے۔ مشہور ہجرت تو ختم ہو چکی، حج روز ادا نہیں ہوتا اس لئے ایک کمزور انسان کو جو سرتاپا قصور ہی قصور ہے قدم قدم پر ایسے اعمال کی ضرورت ہے جو اس کی کوتاہیوں کا کفارہ بنتے رہیں اس لئے اسلام میں اور بھی بہت سے اعمال ہیں جو اس کی درمیانی فروگذاشتوں

کا کفارہ سے رہے ہیں لیکن وہ سب اعمال کفارہ کے باب میں فروعی حیثیت رکھتے ہیں۔ ہجرت اسلامی زندگی کا ایک تاریخی عمل ہے اور حج جملہ ادیان میں اہمیت رکھتا چلا آیا ہے اس لئے ان دونوں کی حیثیت اصل کی ہے اور ان سب کیلئے اسلام کی حیثیت اصل الاصل کی۔

## اللہ تعالیٰ کی مغفرت سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہئے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک آدمی کو دیکھا جو اپنے گناہوں کی کثرت کی وجہ سے مایوسی میں مبتلا تھا تو آپ نے فرمایا: ''مایوس نہ ہو، اللہ تعالیٰ کی رحمت تیرے گناہوں سے کہیں زیادہ ہے۔'' اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ

''اے داؤد مجھے اپنا دوست رکھو اور میرے بندوں کے دل میں میری محبت کا بیج بو دو۔''

حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کیا یا اللہ! اس کا طریقہ کیا ہے؟ فرمایا:

''انہیں میرا فضل و کرم یاد دلاؤ کیونکہ انہوں نے میری جانب سے بھلائی کے سوا کچھ دیکھا ہی نہیں ہے۔''

یحییٰ ابن اکثم رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حساب کی جگہ کھڑا کر کے دریافت کیا کہ تم نے فلاں فلاں کام کیے ہیں؟ مجھ پر خوف و ہراس طاری ہو گیا مگر میں نے عرض کیا اے باری تعالیٰ! مجھے آپ کے بارے میں ایسی تو کوئی خبر نہیں ملی تھی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پھر کیسی خبر ملی تھی؟ میں نے عرض کیا مجھ سے عبدالرزاق نے، ان سے معمر نے، ان سے زہری نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ نے، ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے، ان سے حضرت جبریل علیہ السلام نے اور ان سے آپ نے فرمایا کہ میں بندے کے ساتھ وہی سلوک کرتا ہوں جس کا وہ مجھ سے گمان رکھتا ہے اور میرا گمان تو یہ تھا کہ آپ مجھ پر رحم فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جبریل نے سچ کہا، میرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ کہا، انس نے سچ کہا، زہری نے سچ کہا، معمر نے سچ کہا اور عبدالرزاق نے سچ کہا، جاؤ میں نے تم پر رحم کیا۔

حضرت یحییٰ فرماتے ہیں پھر مجھے بہت ہی عمدہ قیمتی جوڑا پہنایا گیا، جنت کے فرشتے میرے آگے آگے چلتے تھے اور مجھے ایسی خوشبو ملی جیسی میں نے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی۔ (حسن الظن باللہ)

# روز محشر گناہ گار لوگوں کیلئے خوشخبری

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت

شفاعت کب ہوگی؟ کن لوگوں کو شفاعت کے منصب پر فائز کیا جائے گا؟ اور وہ کن کے لئے سفارش کریں گے؟ یہ ساری تفصیلات احادیث نبویہؐ میں موجود ہیں۔ شفاعت کا سب سے بڑا منصب تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا ہوگا جو شفاعت کبریٰ کا مقام ہے جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام مخلوق کے لئے شفاعت فرمائیں گے۔ قرآن کریم میں ہے: (عسی ان یبعثک ربک مقاماً محمودا)

''آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر فائز فرمائے گا۔ (بنی اسرئیل: ۷۹)

مقام محمود کا معنی ایسا مقام جس پر فائز ہونے والے کی تعریف کی جاتی ہے اور اس مقام کے عطاء ہونے کا مظہر اذن شفاعت کا ملنا ہے۔ اس مقام محمود کی تفسیر میں علمائے کرام کے اقوال اور وضاحتیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمتِ شان واضح ہو سکے۔

مقام محمود کی تفسیر کے بارے میں ہم تمام اقوال کو بالترتیب نقل کرتے ہیں:

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُمت کے حق میں گواہی دیں گے۔

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حمد کا جھنڈا (لواء الحمد) عطا ہوگا۔

۳۔ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عرش پر بٹھائیں گے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کُرسی پر بٹھائیں گے۔

۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام اُمتوں کی سفارش فرمائیں گے۔

۶۔ علامہ واحدی فرماتے ہیں مفسرین کا اس بات پر اجماع ہے کہ مقام محمود سے مراد شفاعت ہی ہے۔

۷۔ علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مقام محمود کی تفسیر میں تمام اقوال اپنی جگہ درست ہیں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ عرش یا کرسی پر بٹھانا شفاعت کی اجازت کی علامت کے طور پر ہو اور جب آپ کو عرش یا کرسی پر بٹھایا جائے گا تو حمد کا جھنڈا بھی عطا کیا جائے گا اور پھر آپ اُمت کے حق میں تصدیق یا تکذیب کی شہادت دیں گے۔

۸۔ صحیح ابن حبان میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو اُٹھائیں گے اور میرا رب مجھے سبز جوڑا پہنائیں گے پھر اللہ تعالیٰ جو چاہیں گے میں وہی کہوں گا یہی مقام محمود ہے۔

۹۔ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میدان حشر اور آخرت میں جتنے اعزاز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہوں گے سب کے مجموعے کا نام مقام محمود ہے۔ واللہ اعلم۔

فائدہ۔ مقام محمود والی آیت شریفہ کے شروع میں ''عسٰی'' کا جو لفظ ہے یہ عموماً تو امید اور توقع کیلئے آتا ہے مگر یہاں پر اُمید و توقع کے لئے نہیں بلکہ تحقیق و قوع کیلئے ہے۔ یعنی یقیناً آپ کو مقام محمود عطا کیا جائے گا۔ جیسا کہ ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے۔

## شفاعت کی مختلف صورتیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے دن کئی طرح کی شفاعت فرمائیں گے۔

۱۔ ایک تو شفاعت عظمیٰ ہوگی جو اس دن تمام انسانیت کے لئے ہوگی تا کہ اللہ تعالیٰ فیصلہ کر کے تمام لوگوں کو میدانِ حشر کی تکلیف سے نجات عطا فرمائیں اور یہی وہ مقام محمود ہے جس پر تمام اولین وآخرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف فرمائیں گے۔

۲۔ اُمت محمدیہ کے کئی لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے۔

۳۔ کئی گنہگاروں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے جہنم سے نکالا جائے گا۔

۴۔ کئی ایسے ہوں گے جن کے بارے میں جہنم کا فیصلہ ہو چکا ہوگا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کی وجہ سے جہنم میں جانے سے بچ جائیں گے۔

۵۔ کئی جنتیوں کے درجات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کیوجہ سے بلند ہونگے۔

۶۔ ہر مؤمن کو اپنے درجہ و مال کے مناسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے فائدہ پہنچے گا۔

جس کی وفات مدینہ منورہ میں ہوئی اس کے لئے بھی اور جس نے روضۂ اطہر کی زیارت کی اس کے لئے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفارش فرمائیں گے۔

جنت کا دروازہ کھلوانے کے لئے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفارش فرمائیں گے۔

جس نے مؤذن کا جواب دیا اس کے لئے بھی شفاعت فرمائیں گے۔

وہ کافر لوگ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کی یا کسی طرح سے ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کا کوئی کام ہو گیا تو اس سبب سے ان کے عذاب میں تخفیف ہوگی۔

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مجھے پانچ خصوصیات عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں ملیں، ہر نبی اپنی ہی قوم کی طرف بھیجا جاتا رہا جبکہ میں ہر گورے کالے کی طرف مبعوث ہوں، میرے لئے اموال غنیمت حلال کیے گئے حالانکہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ تھے، میرے لئے ساری زمین کو پاک، پاک کرنے والی اور نماز پڑھنے کی جگہ بنایا گیا ہے بس جس آدمی کو جہاں نماز کا وقت آجائے وہ وہیں نماز پڑھ سکتا ہے خواہ کہیں ہو، مجھے اپنے دشمن کے مقابلہ میں ایک مہینہ کی مسافت سے رُعب سے مدد دی گئی ہے اور مجھے شفاعت عطاء کی گئی ہے۔''

اس حدیث پاک میں فرمایا گیا کہ مجھے شفاعت کی خصوصیت عطا کی گئی ہے۔ علماء کہتے ہیں اس سے مراد شفاعت عظمٰی ہے جو تمام مخلوق کے لئے ہوگی کیونکہ مخصوص و محدود شفاعت تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ اور بھی کر سکیں گے۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس مخصوص شفاعت سے مراد یہ ہے کہ آپ کی شفاعت ردّ نہ ہوگی۔ بعض نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے وہ شفاعت بھی مخصوص ہے جو ان لوگوں کے لئے ہوگی جن کے دل میں ایک ذرہ بھر بھی ایمان ہوگا اور کسی کو ان لوگوں کے لئے سفارش کی اجازت نہ ہوگی۔

# روزِ محشر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ ''جب قیامت کا دن ہوگا (اور سب اولین و آخرین میدان حشر میں جمع ہوں گے) تو لوگوں میں سخت اضطراب کی کیفیت ہوگی۔ پس کچھ لوگ حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے کہ اپنے رب سے ہماری سفارش کر دیجئے (کہ ہمیں اس حالت سے چھٹکارا ملے) آدم علیہ السلام فرمائیں گے میں اس کام کے لائق نہیں ہوں لیکن تم کو چاہیے کہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ اللہ کے خلیل ہیں۔ بس یہ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے، وہ بھی فرمائیں گے کہ میں اس کام کے لائق نہیں ہوں لیکن تمہیں موسیٰ علیہ السلام کے پاس جانا چاہیے وہ اللہ کے کلیم ہیں (جنہیں اللہ نے بلاواسطہ اپنی ہم کلامی کا شرف بخشا ہے) شاید وہ تمہارا کام کرسکیں۔ پس یہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے، وہ بھی یہی فرمائیں گے کہ میں اس کام کے لائق نہیں ہوں لیکن تمہیں عیسیٰ کے پاس جانا چاہیے، وہ رُوح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں (یعنی اللہ نے ان کو انسانی پیدائش کے عام مقررہ اسباب کے بغیر صرف اپنے حکم سے پیدا کیا ہے اور اُن کو غیر معمولی قسم کی رُوح اور رُوحانیت بخشی ہے) تو تم اُن کی خدمت میں جاؤ۔ شاید وہ تمہارے لئے حق تعالیٰ سے عرض کرنے کی جرأت کرسکیں۔ پس یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے (اور اُن سے شفاعت کی درخواست کریں گے) وہ بھی یہی فرمائیں گے کہ میں اِس مرتبہ کا نہیں ہوں تم کو (اللہ کے آخری نبی) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ) پھر وہ لوگ میرے پاس آئیں گے (اور شفاعت کے لئے مجھ سے کہیں گے) پس میں کہوں گا کہ میں یہ کام کروں گا۔ پھر میں اپنے ربّ کریم کی بارگاہِ خاص میں حاضر کی اجازت طلب کروں گا، مجھے اجازت دے دی جائے گی اور اللہ تعالیٰ اُس وقت مجھے اپنی کچھ خاص تعریفیں اپنی حمد کے لئے الہام فرمائیں گے تو اُس وقت میں اُنہی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کروں گا اور اُس کے آگے سجدہ میں گر جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو فرمایا جائے گا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! سر اُٹھایئے اور جو کہنا ہو کہیے، تمہاری بات سنی جائے گی اور جو

مانگنا ہو مانگو تم کو عطا کیا جائے گا اور جو سفارش کرنا چاہو کرو، تمہاری مانی جائے گی، پس میں کہوں گا اے پروردگار! میری اُمت، میری اُمّت (یعنی میری اُمّت پر آج رحم فرمایا جائے اور اُس کو بخش دیا جائے) مجھ سے کہا جائے گا جاؤ اور جس کے دل میں جو کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو اس کو نکال لو، پس میں جاؤں گا اور ایسا کروں گا اور پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کرم کی طرف لوٹوں گا اور پھر ان میں الہامی تعریفوں کے ذریعہ اس کی حمد وثناء کروں گا اور اس کے آگے پھر سجدہ میں گر جاؤں گا۔ پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرمایا جائے گا اے محمد! سر اُٹھایئے اور جو کہنا ہو کہیے تمہاری بات سنی جائے گی اور جو مانگنا ہو مانگئے تو کو دیا جائے گا اور جو سفارش کرنا چاہو کرو، تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں عرض کروں گا اے میرے پروردگار! میری اُمت، میری اُمت، تو مجھ سے فرمایا جائے گا کہ جاؤ اور جن کے دل میں ایک ذرہ کے بقدر (یا فرمایا کہ رائی کے دانہ کے بقدر) ایمان ہو، ان کو بھی نکال لو۔ میں جاؤں گا اور ایسا کروں گا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کرم کی طرف پھر لوٹوں گا اور پھر اُن ہی الہامی محامد کے ذریعے اُس کی حمد وثناء کروں گا اور اس کے آگے پھر سجدہ میں گر جاؤں گا پس مجھ سے فرمایا جائے گا اے محمد اپنا سر اُٹھایئے اور جو کہنا ہو کہیے تمہاری سنی جائے گی اور جو مانگنا چاہو مانگئے تم کو عطا کیا جائے گا اور جو سفارش کرنا چاہو کرو، تمہاری سفارش قبول کی جائے گی۔ میں عرض کروں گا میرے رب! میری اُمت، میری اُمت! پس مجھ سے فرمایا جائے گا جاؤ اور جن کے دل میں رائی کے دانہ سے کم سے کمتر بھی ایمان ہو ان کو بھی نکال لو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ پس میں جاؤں گا اور ایسا کروں گا (یعنی جن کے دل میں رائی کے دانہ سے کم سے کمتر بھی ایمان کا نور ہوگا ان کو بھی نکال لاؤں گا) اور اس کے بعد چوتھی دفعہ پھر اللہ کی بارگاہ کرم کی طرف لوٹ کر آؤں گا اور خاص تعریف کے ذریعے اس کی حمد کروں گا پھر اس کے آگے سجدہ میں گر جاؤں گا، پس مجھ سے فرمایا جائے گا اے محمد! اپنا سر سجدہ سے اٹھایئے اور جو کہنا ہو کہیے تمہاری بات سنی جائے گی اور جو مانگنا چاہو مانگئے تم کو عطا کیا جائے گا اور جو سفارش کرنا چاہو کرو، تمہاری سفارش مانی جائے گی۔ پس میں عرض کروں گا کہ اے پروردگار! مجھے اجازت دیجئے ان سب کے حق میں جنہوں نے لا الله الا الله کہا ہو۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ کام تمہارا نہیں ہے، لیکن میرے عزت وجلال اور میری عظمت وکبریائی کی قسم، میں خود دوزخ سے ان سب کو نکال لوں گا جنہوں نے لا الله الا الله کہا ہو۔''

کاپی 5

# شفاعت کے مستحقین

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِنْ قَلْبِهٖ اَوْ نَفْسِهٖ.**

''قیامت کے دن میری شفاعت سے وہی سرفراز ہوگا جنہوں نے خلوص قلب سے ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کہا ہو۔''

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ خلوص قلب سے کلمہ پڑھنے والوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سفارش نصیب ہوگی۔ کلمہ زبان سے پڑھا جاتا ہے اور ہر کوئی پڑھتا ہے اور پڑھ بھی سکتا ہے مگر خلوص قلب کی علامت یہ ہے کہ آدمی کلمہ کے تقاضا کے مطابق اپنی زندگی بھی ڈھالے اور اپنے اعمال کو بھی کلمہ کے زاویہ پر درست رکھے۔ اگر حسن عمل کلمہ کا تقاضا نہ ہوتا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ نہ فرماتے کہ جو فلاں غلط کام کرے گا وہ ہم میں سے نہیں جو فلاں برائی کرے گا اس کا ایمان نہیں۔

لہٰذا اس حدیث پاک کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ جس نے کلمہ پڑھا ہے پس وہ شفاعت سے مشرف ہو کر کامیاب ہو جائے گا، کلمہ کے سوا اور اس پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے، بلکہ اس پر اب عمل صالح کی ذمہ داری ہے۔ اسی لئے تو کہا گیا ہے:

چوں میگویم مسلمانم بلرزم      کہ دانم مقتضائے لا الٰہ را

جب میں کہتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں تو کانپ جاتا ہوں کیونکہ میں کلمہ ''**لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ**'' کے تقاضے کو جانتا ہوں کہ وہ کتنا بھاری ہے۔

## بڑے گنہگار کیلئے شفاعت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

**شَفَاعَتِیْ لِاَهْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ.**

''میری شفاعت میری اُمت کے ان لوگوں کے حق میں ہوگی جو کبیرہ گناہوں کے مرتکب ہوئے ہوں گے۔''

اس حدیث پاک کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ گناہوں کی اجازت ہے جو مرضی کرتے رہو بلکہ اس طرح کے ارشادات گرامیہ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اگر خدانخواستہ کوئی آدمی کوشش کے باوجود دنیا سے کچھ گناہ ساتھ لے گیا تو وہ مایوس نہ ہو، میں اس کی شفاعت کروں گا۔ بشرطیکہ وہ شفاعت کا استحقاق اپنے ساتھ لے کر گیا ہو، اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت ومحبت پر حتی الوسع قائم رہنے کی کوشش میں رہا ہو اگر کسی نے ایسی بے پرواہی وغفلت کی زندگی گزاری جس کے نتیجہ میں شرف شفاعت کی اہلیت ہی کھو بیٹھا تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے کیسے فیضیاب ہوگا۔ (حسن الظن باللہ)

# ایک عجیب واقعہ

حضرت عبداللہ بن عمر ورحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت آدم علیہ السلام قیامت کے دن عرش کے پاس ایک جانب کھڑے ہوں گے۔ دو سبز کپڑوں میں ملبوس ہوں گے اور ایسے جامد وساکت ہوں کہ گویا کھجور کا تنا ہے، اپنی اولاد کے جنتیوں کو دیکھ رہے ہوں گے کہ انہیں کیسے جنت کی طرف لے جایا جا رہا ہے اور جہنمیوں کو بھی دیکھ رہے ہوں گے کہ کیسے ان کو جہنم کی طرف لے جایا جا رہا ہے۔ اچانک آپ اُمت محمدیہ کے ایک آدمی کو دیکھیں گے اسے جہنم میں لے جایا جا رہا ہے تو پکاریں گے یَا اَحْمَدُ یَا اَحْمَدُ ! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں گے لبیک اے ابوالبشر! حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے آپ کی اُمت کے اس آدمی کو جہنم کی طرف لے جایا جا رہا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں اپنا تہبند مضبوط کر کے ان فرشتوں کے پیچھے تیزی سے جاؤں گا اور کہوں گا اے میرے پروردگار کے قاصدو ٹھہرو! وہ کہیں گے ہم بڑے سخت ومضبوط ہیں ہم تو وہی کرتے ہیں جو ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم دیا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے مایوس لوٹ کر اپنے بائیں ہاتھ سے اپنی داڑھی مبارک پکڑ کر عرش کے سامنے جائیں گے اور عرض کریں گے:

''اے میرے پروردگار! کیا آپ نے میرے ساتھ وعدہ نہیں فرمایا تھا کہ آپ مجھے اپنی اُمت کے بارے میں رسوا نہ کریں گے۔''

پھر عرش سے ندا آئے گی کہ اے فرشتو! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرو اور اسے دوبارہ پیش کرو۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: میں اپنی جیب سے ایک سفید کاغذ انگلیوں کی مقدار جتنا نکالوں گا، اور بسم اللہ پڑھ کر میزان کے دائیں پلڑے میں ڈال دوں گا تو اس کی نیکیاں برائیوں سے بڑھ جائیں گی، تب آواز آئے گی کہ

''یہ خوش بخت ہیں اور ان کی کوشش کامیاب ہوئی، اس آدمی کی نیکیاں زیادہ ہوگئی ہیں اسے جنت میں لے جاؤ۔''

وہ آدمی کہے گا اے میرے رب کے قاصد! ٹھہرو، میں اللہ تعالیٰ کے اس محبوب بندے کا تعارف تو حاصل کرلوں۔

وہ عرض کریگا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپکا چہرہ کتنا خوبصورت ہے آپکے اخلاق کتنے عمدہ ہیں، آپ کون ہیں؟ آپ نے میری کوتاہیوں کو گھٹا دیا اور میرے حال پر رحم فرمایا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں گے میں تیرا نبی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوں اور یہ تیرے درُود تھے جو تو مجھ پر بھیجا کرتا تھا۔ میں نے تیری اہم ترین ضرورت کے وقت ان کا بدلہ پورا کردیا۔ (حسن الظن باللہ)

# اللہ تعالیٰ کی مغفرت

## اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگو

وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ. (البقرہ:۱۹۹)

"اور اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگو بے شک اللہ تعالیٰ بہت زیادہ بخشنے والے بڑے ہی مہربان ہیں۔"

## اللہ ہی معاف فرماتے ہیں

وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ. (آل عمران:۱۳۵)

"اور سوائے اللہ تعالیٰ کے کون گناہ بخشنے والا ہے؟"

## معافی چاہنے والے کو معافی ملتی ہے

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا. (النساء:۱۱۰)

"اور جو کوئی برا کام کر بیٹھے یا اپنے اوپر ظلم کر بیٹھے پھر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے تو وہ اللہ تعالیٰ کو بہت بڑا بخشنے والا اور بڑا مہربان پائے گا۔"

## شرک معاف نہ ہوگا

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ

"بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو نہیں بخشتے کہ ان کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے علاوہ جس کو چاہتے ہیں بخش دیتے ہیں۔" (النساء:۱۱۶)

# اللہ تعالیٰ سے معافی کیوں نہیں مانگ لیتے

اَفَلَا یَتُوْبُوْنَ اِلَی اللّٰہِ وَیَسْتَغْفِرُوْنَہٗ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

''کیا پس وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کر کے ان سے معافی نہیں مانگتے؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ بہت زیادہ بخشنے والے بڑے ہی مہربان ہیں۔'' (المائدۃ)

# میں ہی غفار ہوں

وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اھْتَدٰی

''اور بے شک میں بہت ہی بخشنے والا ہوں ہر اس آدمی کو جو توبہ کرے، ایمان لائے اور نیک عمل کرے پھر سیدھی راہ پر رہے۔'' (طٰہٰ:۸۲)

# مغفرت کی درخواست تو کرو

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ. اِنَّہٗ کَانَ غَفَّارًا

''تو میں نے کہا اپنے پروردگار سے مغفرت کی درخواست کرو، بے شک وہ بہت بڑے بخشنے والے ہیں۔'' (نوح:۱۱)

# وہ گناہوں کو معاف کردیتے ہیں

وَھُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَۃَ عَنْ عِبَادِہٖ وَیَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ وَیَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ

''اور وہی ہیں جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتے ہیں اور گناہوں کو معاف فرمادیتے ہیں اور اس سب کو جانتے ہیں جو تم کرتے ہو۔'' (الشوریٰ:۲۵)

# توبہ کر کے اصلاح کرلو

اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ م بَعْدِ ذٰلِکَ وَاَصْلَحُوْا. فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

''مگر وہ لوگ جو اس کے بعد توبہ کر کے اپنی اصلاح کرلیں تو بے شک اللہ تعالیٰ بہت ہی بخشنے والے بڑے مہربان ہیں۔'' (النور:۵)

''پس آپ اپنے پروردگار کی تعریف کر کے اس کی پاکی بیان کریں اور اس سے معافی مانگیں، بے شک وہ تو ہیں ہی بڑے توبہ قبول کرنے والے۔'' (النصر:۳) (حسن الظن باللہ)

# توبہ سے گناہوں کی بخشش

شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کا ایک وعظ تلخیص کے ساتھ

حضرت ماعز مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے ارشاد فرمایا: کبھی کبھی میرے دل پر بھی بادل سا آ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اللہ جل جلالہ سے روزانہ سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔ یہ کون فرما رہے ہیں؟ وہ ذات جن کو اللہ تعالیٰ نے گناہوں سے پاک اور معصوم پیدا فرمایا، آپ سے کسی گناہ کا صادر ہونا ممکن ہی نہیں۔

اسکے باوجود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ میں دن میں سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔

لیکن جس طرح اللہ تعالیٰ نے نفس اور شیطان دو زہریلی چیزیں پیدا فرمائی ہیں۔ جو انسان کو پریشان اور خراب کرتی ہیں، اور جہنم کے عذاب کی طرف انسان کو لے جانا چاہتی ہیں۔ اسی طرح ان دونوں کا تریاق بھی بڑا زبردست پیدا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت سے یہ بات بعید تھی کہ زہر تو پیدا فرما دیتے اور اس کا تریاق پیدا نہ فرماتے، اور وہ تریاق اتنا زبردست پیدا فرمایا کہ فوراً اس زہر کا اثر ختم کر دیتا ہے، وہ تریاق ہے "استغفار" "توبہ" لہٰذا جب بھی یہ نفس کا سانپ تمہیں ڈسے، یا اس کے ڈسنے کا اندیشہ ہو تو تم فوراً یہ تریاق استعمال کرتے ہوئے کہو:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ

یہ تریاق اس زہر کا سارا اثر ختم کر دے گا۔ بہر حال، جو بیماری یا زہر اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا اس کا تریاق بھی پیدا فرمایا۔

## قدرت کا عجیب کرشمہ

ایک مرتبہ میں جنوبی افریقہ میں کیپ ٹاؤن کے علاقے میں ریل گاڑی پر سفر کر رہا تھا۔ راستے میں ایک جگہ پہاڑی علاقے میں گاڑی رک گئی، ہم نماز کے لئے نیچے اترے،

وہاں میں نے دیکھا کہ ایک خوبصورت پودا ہے، اس کے پتے بہت خوبصورت تھے اور وہ پودا بہت حسین و جمیل معلوم ہو رہا تھا۔ بے اختیار دل چاہا کہ اس کے پتے کو توڑ لیں۔ میں نے جیسے ہی اس کے پتے کو توڑنے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو میرے جو رہنما تھے۔ وہ ایک دم زور سے چیخ پڑے کہ حضرت! اس کو ہاتھ مت لگایئے گا، میں نے پوچھا کیوں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ بہت زہریلی جھاڑی ہے۔ اس کے پتے دیکھنے میں تو بہت خوشنما ہیں لیکن یہ اتنا زہریلا ہے کہ اس کے چھوٹے سے انسان کے جسم میں زہر چڑھ جاتا ہے اور جس طرح بچھو کے ڈسنے سے زہر کی لہریں اٹھتی ہیں۔ اسی طرح اس کے چھونے سے بھی لہریں اٹھتی ہیں۔ میں نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ میں نے ہاتھ نہیں لگایا۔ اور پہلے سے معلوم ہو گیا۔ یہ تو بڑی خطرناک چیز ہے، دیکھنے میں بڑی خوبصورت ہے۔ پھر میں نے ان سے کہا کہ یہ معاملہ تو بڑا خطرناک ہے۔ اس لئے کہ آپ نے مجھے تو بتا دیا جس کی وجہ سے میں بچ گیا۔ لیکن اگر کوئی انجان آدمی جا کر اس کو ہاتھ لگا دے، وہ تو مصیبت اور تکلیف میں مبتلا ہو جائے گا۔

اس پر انہوں نے اس سے بھی زیادہ عجیب بات بتائی۔ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا عجیب کرشمہ ہے کہ جہاں کہیں یہ زہریلی جھاڑی ہوتی ہے۔ اسی کی جڑ میں آس پاس لازماً ایک پودا اور ہوتا ہے، لہٰذا اگر کسی شخص کا ہاتھ اس زہریلے پودے پر لگ جائے تو وہ فوراً اس دوسرے پودے کے پتے کو ہاتھ لگا دے۔ اسی وقت اس کا زہر ختم ہو جائے گا۔ چنانچہ انہوں نے اسی کی جڑ میں وہ دوسرا پودا بھی دکھایا۔ یہ اس کا تریاق ہے۔

بس یہی مثال ہے ہمارے گناہوں کی اور استغفار و توبہ کی، لہٰذا جہاں کہیں گناہ کا زہر چڑھ جائے تو فوراً توبہ استغفار کا تریاق استعمال کرو۔ اسی وقت اس گناہ کا زہر اتر جائے گا۔

## ''توبہ'' تین چیزوں کا مجموعہ

عام طور پر دو لفظ استعمال ہوتے ہیں۔ ایک ''استغفار'' اور ایک ''توبہ'' اصل ان میں سے ''توبہ'' ہے اور ''استغفار'' اس توبہ کی طرف جانے والا راستہ ہے اور یہ ''توبہ'' تین چیزوں کا مجموعہ ہوتی ہے۔ جب تک یہ تین چیزیں جمع نہ ہوں، اس وقت تک توبہ کامل نہیں ہوتی، ایک یہ کہ جو غلطی اور گناہ سرزد ہوا ہے اس پر ندامت اور شرمندگی ہو۔ پشیمانی اور دل شکستگی ہو۔ دوسرے یہ کہ جو گناہ ہوا اس کو فی الحال فوراً چھوڑ دے، اور تیسرے یہ کہ آئندہ

گناہ نہ کرنے کا عزم کامل ہو، جب تین چیزیں جمع ہو جائیں۔ تب توبہ مکمل ہوتی ہے۔ اور جب توبہ کرلی تو وہ توبہ کرنے والا شخص گناہ سے پاک ہوگیا، حدیث شریف میں ہے کہ:

''جس نے گناہ سے توبہ کرلی۔ وہ ایسا ہوگیا جیسے اس نے کبھی گناہ کیا ہی نہیں'' (ابن ماجہ)

صرف یہ نہیں کہ اس کی توبہ قبول کرلی۔ اور نامہ اعمال کے اندر یہ لکھ دیا کہ اس نے فلاں گناہ کیا تھا وہ گناہ معاف کر دیا گیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور کرم دیکھئے کہ توبہ کرنے والے کے نامہ اعمال ہی سے وہ گناہ مٹا دیتے ہیں اور آخرت میں اس گناہ کا ذکر فکر بھی نہیں ہوگا کہ اس بندہ نے فلاں وقت میں فلاں گناہ کیا تھا۔

## توبہ کی تاثیر

ارے ان گناہوں کی کیا حقیقت ہے؟ توبہ کے ذریعے ایک منٹ میں سب اڑ جاتے ہیں۔ چاہے بڑے سے بڑے گناہ کیوں نہ ہوں۔ حضرت بابا نجم احسن صاحب قدس سرہ بڑے بزرگ ہونے کے علاوہ اچھے شاعر بھی تھے۔ ان کے اشعار ہم جیسے لوگوں کے لئے بڑی تسلی کے شعر ہوتے تھے۔ ان کا ایک شعر ہے۔

دولتیں مل گئیں ہیں آہوں کی ایسی تیسی میرے گناہوں کی

یعنی جب اللہ تعالیٰ نے آہوں کی دولت عطا فرمادی کہ دل ندامت سے سلگ رہا ہے اور انسان اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہے، اور اپنے گناہوں کی معافی مانگ رہا ہے، اور ندامت کا اظہار کررہا ہے، تو پھر یہ گناہ ہمارا کیا بگاڑلیں گے؟ لہٰذا جب توبہ کا راستہ کھلا ہوا ہے تو اب مایوسی کا یہاں گزر نہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''جو شخص استغفار کرے وہ اصرار کرنے والوں میں شمار نہیں ہوتا'' (ترمذی)

اس لئے استغفار تو ہر حال میں کرتے رہنا چاہئے، اگر کسی گناہ کے چھوڑنے پر قدرت نہیں ہورہی ہے، تب بھی استغفار نہ چھوڑے۔ بعض بزرگوں نے یہاں تک فرمایا کہ جس زمین پر گناہ اور غلطی سرزد ہوئی ہے۔ اسی زمین پر استغفار کرلے۔ تاکہ جس وقت وہ زمین تمہارے گناہ کی گواہی دے اس کے ساتھ وہ تمہارے استغفار کی بھی گواہی دے کہ اس بندہ نے ہمارے سامنے استغفار بھی کرلیا تھا۔

# توبہ اور استغفار کی تین قسمیں

پھر توبہ اور استغفار کی تین قسمیں ہیں۔(۱) ایک گناہوں سے توبہ و استغفار (۲) دوسرے طاعات اور عبادات میں ہونے والی کوتاہیوں سے استغفار (۳) تیسرے خود استغفار سے استغفار، یعنی استغفار کا بھی حق ادا نہیں کر سکے، اس سے بھی ہم استغفار کریت ہیں۔

پہلی قسم یعنی گناہوں سے استغفار کرنا ہر انسان پر فرض عین ہے۔ کوئی انسان اس سے مستثنیٰ نہیں۔ ہر انسان اپنے سابقہ گناہوں سے استغفار کرے۔

# توبہ اجمالی

حضرات مشائخ فرماتے ہیں کہ تکمیل توبہ کے دو درجے ہیں،، ایک ''توبہ اجمالی'' اور دوسری توبہ تفصیلی۔ ''توبہ اجمالی'' یہ ہے کہ انسان ایک مرتبہ اطمینان سے بیٹھ کر اپنی پچھلی زندگی کے تمام گناہوں کو اجمالی طور پر یاد کر کے دھیان میں لا کر ان سب سے اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرے۔ ''توبہ اجمالی'' کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے صلوٰۃ التوبہ کی نیت سے دو رکعت نماز پڑھے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی، انکساری، ندامت اور شرمندگی اور الحاح و زاری کے ساتھ ایک ایک گناہ کو یاد کر کے یہ دعا کرے کہ یا اللہ، اب تک میری پچھلی زندگی میں مجھ سے جو کچھ گناہ ہوئے ہیں۔ چاہے وہ ظاہری گناہ ہوں یا باطنی، حقوق اللہ سے متعلق ہوئے ہوں، یا حقوق العباد سے متعلق ہوئے ہوں، چھوٹے گناہ ہوئے ہوں، یا بڑے گناہ ہوئے ہوں۔ یا اللہ، میں ان سب سے توبہ کرتا ہوں۔ یہ توبہ اجمالی ہوئی۔

# توبہ تفصیلی

لیکن توبہ اجمالی کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ اب بالکل پاک صاف ہو گئے، اب کچھ نہیں کرنا۔ بلکہ اس کے بعد توبہ تفصیلی ضروری ہے، وہ اس طرح کہ جن گناہوں کی تلافی ممکن ہے، ان کی تلافی کرنا شروع کر دے۔ جب تک انسان ان کی تلافی نہیں کرے گا، اس وقت تک اس کی توبہ کامل نہیں ہوگی، مثلاً فرض نمازیں چھوٹ گئی تھیں۔ اب جب نمازیں چھوٹ جانے کا خیال آیا

تو اب توبہ کرلی، لیکن زندگی کے اندر موت سے پہلے ان نمازوں کو قضا کرنا واجب ہے، اور اگر توبہ کر کے اطمینان سے بیٹھ گیا۔ اور نمازوں کی قضا نہیں کی، تو اس صورت میں توبہ کامل نہیں ہوئی، اس لئے کہ جن گناہوں کی تلافی ممکن تھی۔ ان کی تلافی نہیں کی، لہٰذا اصلاح کے اندر سب سے پہلا قدم یہ ہے کہ توبہ کی تکمیل کرے، جب تک یہ نہیں کرے گا۔ اس وقت تک اصلاح ممکن نہیں۔

## نماز کا حساب لگائے

توبہ تفصیلی کے اندر سب سے پہلا معاملہ نماز کا ہے، بالغ ہونے کے بعد سے اب تک جتنی نمازیں قضا ہوئی ہیں۔ ان کا حساب لگائے۔ بالغ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ لڑکا اس وقت بالغ ہوتا ہے جب اس کو احتلام ہو۔ اور لڑکی اس وقت بالغ ہوتی ہے۔ جب اسکو حیض آنا شروع ہوجائے، لیکن اگر کسی کے اندر یہ علامتیں ظاہر نہ ہوں تو اس صورت میں جس دن پندرہ سال عمر ہوجائے اس وقت وہ بالغ ہوجاتا ہے۔ چاہے لڑکا ہو یا لڑکی ہو۔ اس دن سے اس کو بالغ سمجھا جائے گا۔ اس دن سے اس پر نماز بھی فرض ہے۔ روزے بھی فرض ہیں۔ اور دوسرے فرائض دینیہ بھی اس پر لاگو ہوجائیں گے۔

لہٰذا انسان سب سے یہ حساب لگائے کہ جب سے میں بالغ ہوا ہوں اس وقت سے اب تک کتنی نمازیں چھوٹ گئی ہیں۔ بہت سے لوگ تو ایسے بھی ہوتے ہیں جو دیندار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ اور بچپن ہی سے ماں باپ نے نماز پڑھنے کی عادت ڈال دی۔ جس کی وجہ سے بالغ ہونے کے بعد سے اب تک کوئی نماز قضا ہی نہیں ہوئی۔ اگر ایسی صورت ہے تو سبحان اللہ۔ اور ایک مسلمان گھرانے میں ایسا ہی ہونا چاہئے، اس لئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب بچہ سات سال کا ہوجائے تو اسے نماز کی تلقین کرو۔ اور جب بچہ دس سال کا ہوجائے تو اس کو مار کر نماز پڑھواؤ۔ لیکن اگر بالفرض بالغ ہونے کے بعد غفلت کی وجہ سے نمازیں چھوٹ گئیں تو ان کی تلافی کرنا فرض ہے، تلافی کا طریقہ یہ ہے کہ اپنی زندگی کا جائزہ لے کر یاد کرے کہ میرے ذمے کتنی نمازیں باقی ہیں، اگر ٹھیک ٹھیک حساب لگانا ممکن ہو تو ٹھیک حساب لگالے، لیکن اگر ٹھیک ٹھیک حساب لگانا ممکن نہ ہو تو اس صورت میں ایک محتاط اندازہ کر کے اس طرح حساب لگائے کہ اس میں نمازیں کچھ زیادہ تو ہوجائیں، لیکن کم نہ

ہوں۔ اور پھر اسکو ایک کاپی میں لکھ لے کہ "آج اس تاریخ۔ میرے ذمے اتنی نمازیں فرض ہیں اور آج سے میں ان کو ادا کرنا شروع کر رہا ہوں اور اگر میں اپنی زندگی میں ان نمازوں کو ادا نہ کر سکا تو میں وصیت کرتا ہوں کہ میرے ترکے سے ان نمازوں کا فدیہ ادا کر دیا جائے۔"

## ایک وصیت نامہ لکھئے

یہ وصیت لکھنا اس لئے ضروری ہے کہ اگر آپ نے یہ وصیت نہیں لکھی، اور قضا نمازوں کو ادا کرنے سے پہلے آپ کا انتقال ہو گیا تو اس صورت میں ورثاء کے ذمے شرعاً یہ ضروری نہیں ہوگا کہ آپکی نمازوں کا فدیہ ادا کریں۔ یہ فدایہ ادا کرنا ان کی مرضی پر موقوف ہوگا۔ چاہیں تو دیں اور چاہیں تو نہ دیں۔ اگر فدیہ ادا کریں گے تو یہ ان کا احسان ہوگا۔ شرعاً ان کے ذمے فرض وواجب نہیں۔ لیکن اگر آپ نے فدیہ ادا کرنے کی وصیت کردی تو اس صورت میں ورثاء شرعاً اس بات کے پابند ہوں گے کہ وہ کل مال کے ایک تہائی ترکہ کی حد تک اس وصیت کو نافذ کریں، اور نمازوں کا فدیہ ادا کریں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر وہ شخص جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو، اور اس کے پاس کوئی بات وصیت لکھنے کے لئے موجود ہو تو اس کے لئے دو راتیں بھی وصیت لکھے بغیر گزارنا جائز نہیں۔" (جامع ترمذی)

لہٰذا اگر کسی کے ذمے نمازیں قضا ہیں تو اس حدیث کی روشنی میں اس کو وصیت لکھنا ضروری ہے، اب ہم لوگوں کو ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھنا چاہئے کہ ہم میں سے کتنے لوگوں نے اپنا وصیت نامہ لکھ کر رکھا ہوا ہے، حالانکہ وصیت نامہ نہ لکھنا ایک مستقل گناہ ہے۔ جب تک وصیت نامہ نہیں لکھے گا۔ اس وقت تک یہ گناہ ہوتا رہے گا۔ اس لئے فوراً آج ہی ہم لوگوں کو اپنا وصیت نامہ لکھ لینا چاہئے۔

(وصیت لکھنے کیلئے ادارہ کا مطبوعہ "وصیت فارم" (مولفہ حضرت الحاج عبدالقیوم مہاجر مدنی مدظلہ) نہایت جامع اور سہل انداز میں مرتب کر کے شائع کیا گیا ہے۔ آپ بھی اس کی مدد سے بآسانی اس فریضہ سے سبکدوش ہو سکتے ہیں مرتب)

## ''قضاء عمری'' کی ادائیگی

اس کے بعد ان قضا نمازوں کو ادا کرنا شروع کر دے۔ ان کو ''قضاء عمری'' بھی کہتے ہیں، اس کا طریقہ یہ ہے کہ ہر وقتی نماز کے ساتھ ایک نماز قضا بھی پڑھ لے، اور اگر کسی کے پاس وقت زیادہ ہو تو ایک سے زیادہ بھی پڑھ سکتا ہے، تاکہ جتنی جلدی یہ نمازیں پوری ہو جائیں اتنا ہی بہتر ہے۔ بلکہ وقتی نمازوں کے ساتھ جو نوافل ہوتے ہیں، ان کے بجائے قضا نماز پڑھ لے، اور نماز فجر کے بعد اور عصر کی نماز کے بعد نفلی نماز پڑھنا تو جائز نہیں، لیکن قضا نماز پڑھنا جائز ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے اتنی آسانی فرما دی ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اس آسانی سے فائدہ اٹھائیں۔ اور جتنی نمازیں ادا کرتے جائیں۔ اس کاپی میں ساتھ ہی ساتھ لکھتے جائیں کہ اتنی ادا کر لیں۔ اتنی باقی ہیں۔

## سنتوں کے بجائے قضا نماز پڑھنا درست نہیں

بعض لوگ یہ مسئلہ پوچھتے ہیں کہ چونکہ ہمارے ذمے قضاء نمازیں بہت باقی ہیں تو کیا ہم سنتیں پڑھنے کے بجائے قضا پڑھ سکتے ہیں؟ تاکہ قضاء نمازیں جلد پوری ہو جائیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سنت مؤکدہ پڑھنی چاہئے۔ ان کو چھوڑنا درست نہیں۔ البتہ نوافل کے بجائے قضا نمازیں پڑھنا جائز ہے۔

## قضا روزں کا حساب اور وصیت

اسی طرح روزوں کا جائزہ لیں، جب سے بالغ ہوئے ہیں، اس وقت سے اب تک روزے چھوٹے ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں چھوٹے تو بہت اچھا، اگر چھوٹ گئے ہیں تو ان کا حساب لگا کر اپنے پاس وصیت نامہ کی کاپی میں لکھ لیں کہ آج فلاں تاریخ کو میرے ذمے اتنے روزے باقی ہیں۔ میں ان کی ادائیگی شروع کر رہا ہوں اگر میں اپنی زندگی میں ان کو ادا نہیں کر سکا تو میرے مرنے کے بعد میرے ترکہ میں سے ان روزوں کا فدیہ ادا کر دیا جائے۔ اس کے بعد جتنے روزے ادا کرتے جائیں۔ اس وصیت نامہ کی کاپی میں لکھتے جائیں۔ کہ اتنے روزے ادا کر لئے۔ اتنے باقی ہیں۔ تاکہ حساب صاف رہے۔

## واجب زکوٰۃ کا حساب اور وصیت

اسی طرح زکوٰۃ کا جائزہ لیں، بالغ ہونے کے بعد زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہو جاتا ہے۔ لہٰذا بالغ ہونے کے بعد اگر اپنی ملکیت میں قابل زکوٰۃ اشیاء تھیں، اور ان کی زکوٰۃ ادا نہیں کی تھی۔ تو اب تک جتنے سال گزرے ہیں۔ ہر سال کی علیحدہ علیحدہ زکوٰۃ نکالیں، اور اس کا باقاعدہ حساب لگائیں۔ اور پھر زکوٰۃ ادا کریں۔ اور اگر یاد نہ ہو تو پھر احتیاط کر کے اندازہ کریں۔ جس میں زیادہ ہو جائے تو کوئی حرج نہیں، لیکن کم نہ ہو۔ اور پھر اس کی ادائیگی کی فکر کریں۔ اور اس کو اپنے وصیت نامہ کی کاپی میں لکھ لیں۔ اور جتنی زکوٰۃ ادا کر دیں۔ اسکو کاپی میں لکھتے چلے جائیں۔ اور جلد از جلد ادا کرنے کی فکر کریں۔

اسی طرح حج زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہوتا ہے اگر حج فرض ہے اور اب تک ادا نہیں کیا، تو جلد از جلد اس سے بھی سبکدوش ہونے کی فکر کریں۔ یہ سب حقوق اللہ ہیں، ان کو ادا کرنا بھی ''توبہ تفصیلی'' کا ایک حصہ ہے۔

## حقوق العباد ادا کرے یا معاف کرائے

اس کے بعد حقوق العباد کا جائزہ لیں، کہ کسی کا کوئی جانی حق یا کسی کا کوئی مالی حق اپنے ذمے واجب ہو۔ اور اب تک ادا نہ کیا ہو۔ تو اس کو ادا کریں یا معاف کرائیں۔ یا کسی کو کوئی تکلیف پہنچائی ہو، اس سے معاف کرائیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے باقاعدہ صحابہ کرام کے مجمع میں کھڑے ہو کر یہ اعلان فرمایا کہ:

''اگر میں نے کسی کو کوئی تکلیف پہنچائی ہو۔ یا کسی کو کوئی صدمہ پہنچایا ہو۔ یا کسی کا کوئی حق میرے ذمے ہو تو آج میں آپ سب کے سامنے کھڑا ہو، وہ شخص آ کر مجھ سے بدلہ لے لے، یا معاف کر دے۔''

لہٰذا جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم معافی مانگ رہے ہیں تو ہم اور آپ کس شمار میں ہیں، لہٰذا زندگی میں اب تک جن جن لوگوں سے تعلقات رہے، یا لین دین کے معاملات رہے۔ یا اٹھنا بیٹھنا رہا، یا عزیز و اقارب ہیں، ان سب سے رابطہ کر کے زبانی یا خط لکھ کر ان سے معلوم کریں اور اگر ان کا تمہارے ذمے کوئی مالی حق نکلے تو اس کو ادا کریں، اور

اگر مالی حق نہیں ہے، بلکہ جانی ہے، مثلاً کسی کی غیبت کی تھی۔ کسی کو برا بھلا کہہ دیا تھا۔ یا کسی کو صدمہ پہنچایا تھا۔ ان سب سے معافی مانگنا ضروری ہے۔

ایک دوسری حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

''اگر کسی شخص نے دوسرے شخص پر ظلم کر رکھا ہے چاہے وہ جانی ظلم ہو یا مالی ظلم ہو، آج وہ اس سے معافی مانگ لے، یا سونا چاندی دے کر اس دن کے آنے سے پہلے حساب صاف کر لے جس دن نہ درہم ہوگا، اور نہ دینار ہوگا، کوئی سونا چاندی کام نہیں آئے گا''

## حقوق العباد باقی رہ جائیں تو؟

یہ بات تو اپنی جگہ درست ہے کہ ''حقوق اللہ'' توبہ سے معاف ہو جاتے ہیں۔ لیکن حقوق العباد اس وقت تک معاف نہیں ہوتے، جب تک صاحب حق معاف نہ کرے، یا اس کو ادا نہ کرے۔ لیکن حضرت تھانوی قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی سے زندگی میں حقوق العباد ضائع ہوئے۔ اور بعد میں اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں ان حقوق کی ادائیگی کی فکر عطا فرمائی۔ اور توبہ کی توفیق عطا فرمائی، جس کے نتیجے میں اس نے ان حقوق کی ادائیگی کی فکر شروع کر دی، اور اب لوگوں سے معلوم کر رہا ہے کہ میرے ذمے کس شخص کے کیا حقوق باقی رہ گئے ہیں۔ تاکہ میں ان کو ادا کر دوں، لیکن ابھی ان حقوق کی ادائیگی کی تکمیل نہیں کر پایا تھا کہ اس سے پہلے ہی اس کا انتقال ہو گیا، اب سوال یہ ہے کہ چونکہ اس نے حقوق کی ادائیگی مکمل نہیں کی تھی، اور معاف بھی نہیں کرائے تھے۔ کیا آخرت کے عذاب سے اس کی نجات اور بچاؤ کی کوئی صورت نہیں ہے؟ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس شخص کو بھی مایوس نہیں ہونا چاہئے، اس لئے کہ جب یہ شخص حقوق کی ادائیگی اور توبہ کے راستے پر چل پڑا تھا، اور کوشش بھی شروع کر دی تھی۔ تو ان شاء اللہ اس کوشش کی برکت سے آخرت میں اللہ تعالیٰ اس کے اصحاب حقوق کو راضی فرمادیں گے، اور وہ اصحاب حقوق اپنا حق معاف فرمادیں گے۔ (اصلاحی خطبات)

# بارگاہ خداوندی میں آہ وزاری

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حالات میں ہے کہ راتوں کو تنہائی میں ایسے بے قرار ہو کر روتے تھے جیسے کسی چھوٹے بچہ کو زہریلے سانپ اور بچھو نے کاٹ لیا ہو۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے کہ ان کی آہیں ایسی تھیں کہ جس حجرہ میں آپ سوتے اس کی چھت سیاہ ہو گئی تھی اور آپ کی اندرونی سوزش کا یہ عالم تھا کہ کے آپ کے طراف میں بھنے ہوئے گوشت کی بو آتی تھی جس کی وجہ سے بعض مرتبہ بلی بھی آپ کے اردگرد چکر لگاتی تھی' بتایئے کیا کیفیت ہوگی؟ عشق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک آگ لگی ہوئی تھی' مگر فرماتے کاش! میں کوئی تنکا ہوتا' کاش! میں مؤمن کے بدن کا بال ہوتا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے کاش! میں بکرا ہوتا کہ کسی مسلمان کے گھر پر بندھا ہوا ہوتا' اور کوئی مہمان آتا تو مجھے ذبح کر دیا جاتا' ان حضرات کو دراصل آخرت کی فکر تھی۔

دیکھو! جن لوگوں کو جنت کی بارش دی گئی تھی وہ تو راتوں کو بے قرار ہو کر روتے تھے' اللہ تعالیٰ ہمیں راتوں کا رونا نصیب فرمائیں۔ بعض بزرگوں نے کہا کہ یہ امت راتوں کو جب روتی تھی تو اللہ تعالیٰ ان کو دن میں ہنستے ہوئے رکھتے تھے' اور جب سے امت نے راتوں کو رونا چھوڑ دیا تو دنوں میں رونا پڑتا ہے۔ آج حالات ایسے ہی ہیں کہ سب طرف رونا ہی رونا ہے۔ ہندوستان جایئے' پاکستان جایئے' عربستان جایئے' ہر طرف ایک آگ لگی ہوئی ہے' کہیں آپس کے کہیں غیروں کے کہیں اقتصادی جھگڑے لگے ہوئے ہیں۔ سارے عالم میں ایک شور مچا ہوا ہے' امن وامان رخصت ہے اور خاص طور سے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر حالات کی بارش ہے۔

## خدائی انصاف

فرعون کو بھی اس وقت ڈوبتے یقین آ گیا تھا' اس میں بھی ایک پتہ کی بات سنئے' خدائی انصاف دیکھئے کہ اس نے عذاب کے دیکھنے کے بعد ایمان کے کلمے کہے "اٰمَنْتُ بِرَبِّ هٰرُوْنَ

وَمُوْسٰی ' اٰمَنْتُ بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ " مگر ایمان بالغیب کی روح باقی نہیں تھی۔ اس لئے کہ مشاہدہ ہو رہا تھا عذاب کا' وہی بات کہ کافر دیکھ کر مانتا ہے وہ تو کافروں کا بھی باپ تھا۔ بہر حال فرعون عذاب دیکھ کر ایمان لایا تھا اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کے الفاظ تھے اس کی صرف صورت تھی اس کی روح اور حقیقت نہیں تھی' تو اللہ تعالیٰ نے بھی صورت اور بدن کو تو پانی سے نجات دی مگر روح گرفتار عذاب ہوگئی' قربان جایئے اس کے انصاف پر کہ روح ایمان نہیں ہے تو روح فرعون کو نجات نہیں اور بدن کو نجات بھی تنبیہ کے لئے ہے کہ ساری دنیا دیکھ لے کہ متکبرین کا یہ حشر ہوتا ہے"۔

# خدا ایسوں کی بھی سنتا ہے

صاحب روح المعانی نے لکھا ہے کہ فرعون کے پاس کچھ لوگ آئے اور کہا کہ بارش نہیں ہو رہی ہے اور دریائے نیل بند ہے' آپ جاری کرا دیجئے' اس لئے کہ آپ کو ہم نے معبود بنایا ہے۔ اس نے کہا اچھی بات ہے' دریا کل جاری ہو جائے گا رات کے وقت اٹھا تاج شاہی پہنا' اور پہنچا "نیل" میں یا "قلزم" میں۔ دریا خشک تھا' تاج زمین پر رکھا اور مٹی لی' سر پر ڈالی (دیکھئے سننے کے لائق بات ہے' اس نے کہا کہ اے احکم الحاکمین! اے رب العالمین! میں جانتا ہوں کہ آپ ہی مالک ہیں' آپ ہی سب کچھ ہیں' میں نے ایک دعویٰ کیا اور وہ بھی غلط' آج تک آپ نے اس دعوے کو نبھایا اور ظاہر کے اعتبار سے مجھے ویسا ہی رکھا' میں آپ سے دعا کرتا ہوں کہ آج بھی میری بات رہ جائے' خوب گڑگڑا کر دعا کی' وہ خدا ایسوں کی بھی سنتا ہے۔

حضرت حکیم الامت رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایسے وقت میں بھی حق تعالیٰ اس دشمن کی بات کو سن رہے ہیں تو اگر مومن گڑگڑا کر یقین کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر مانگے گا تو کیا حق تعالیٰ محروم فرما دیں گے؟

بہر حال فرعون نے رو کر گڑگڑا کر عاجزی اور انکساری کے ساتھ دعا مانگی۔ دعا کا مانگنا تھا کہ پانی آنا شروع ہوا' سرسراہٹ محسوس ہوئی' فوراً تاج لیا اور چلا آیا اور دریائے نیل جاری ہو گیا۔

جبرئیل امین زندگی میں ایک مرتبہ فرعون کے پاس انسانی شکل میں پہنچے ہیں اور کہا کہ ایک سوال کا جواب لینے آیا ہوں۔ مفتی تو تھا نہیں وہ! وہ تو مفت خور تھا' چار سو سال تک اس کے سر میں درد نہیں ہوا۔

تو خیر فرعون کے پاس جبرئیل امین پہنچے اور کہا کہ فتویٰ ہے وہ یہ کہ ایک مالک و بادشاہ نے اپنے غلام کو پالا پوسا، بڑا کیا، خوب نعمتیں دیں، اب غلام مالک کے آگے سینہ ٹھوک کر آتا ہے اور اس کی مالکانہ شان میں دخل دیتا ہے، تو ایسے مجرم کی کیا سزا ہے؟

تو فرعون نے اپنے نام کے ساتھ لکھا، اس کی کنیت ابوالعباس تھی اس نے لکھا کہ میرا فتویٰ یہ ہے، ایسا شخص مستحق ہے کہ اسے دریا میں ڈبو دیا جائے، بعض ارباب تفسیر لکھتے ہیں کہ جب فرعون غرق ہو رہا تھا تو جبرئیل امین نے وہی فتویٰ نکال کر دکھایا کہ دیکھو! بڑے میاں، یہ ہے آپ کا فتویٰ۔

یہ گناہ روح کی گندگی اور خرابی میں روح کا میل کچیل ہیں۔ شیطان اور نفس کے ورغلانے سے آدمی سے گناہ سرزد ہو جاتے ہیں لہٰذا ہماری یہ کوشش ہونی چاہئے کہ ہم توبہ کے غسل کے ذریعہ روح کی گندگی اور خرابی کو دور کر دیں۔ جب شیطان آپ کو پچھاڑنے کی کوشش کرتا ہے تو آپ بھی برابر کوشش کرتے رہئے، آپ بھی اس کی خبر لیجئے، بالکل اینٹی آف ابلیس بن جایئے، ادھر آپ سے گناہ سرزد ہوا بس! آپ جایئے اور دو رکعت صلوٰۃ التوبہ پڑھئے اور اس کے بعد خوب گڑگڑا کر دعا کیجئے، لیکن حقوق العباد کا خیال رکھئے نہیں تو کسی کے لاکھ دو لاکھ ہضم کر لئے اور دو رکعت پڑھ لی۔ معاملہ نمٹ گیا ایسا نہیں ہے وہاں ادا کرنے پڑیں گے ورنہ تاجر حضرات بڑے چالاک ہوتے ہیں۔

## قرآنی نسخہ

یہ نفس بہت مکار و چالاک ہے، اس کو بھی مکمل طریقہ سے قابو میں رکھنے کی کوشش کیجئے، مثلاً سڑک پر نکلے، بدنگاہی ہوگئی اس کو سزا دو، بیس رکعت نفل پڑھو، یا کہو کہ ہم چائے نہیں دینگے دیکھو! نفس قابو میں آتا ہے یا نہیں؟ تو ہمیں آج یہ طے کرنا ہے کہ ہم توبہ و استغفار کو لازم پکڑیں گے خدا کی قسم! اگر توبہ واستغفار سے ساری زندگی کی مشکلات حل ہوتے ہوئے نظر نہ آئیں تو پھر کہنا یہ قرآنی نسخہ ہے۔

جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سارے انبیاء کرام کا اعلان ہے کہ استغفار

سے مشکلات دور ہو جاتی ہیں حضرت نوح علیہ السلام کے تو الفاظ قرآن کریم میں ہیں۔

اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ یُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْكُمْ مِّدْرَارًا

اگر تم استغفار کرتے رہے اپنے پروردگار سے تو وہ غفور رحیم ہے تم پر کثرت سے بارش برسائے گا۔

## قلب پر سکون کی بارش

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ استغفار سے جہاں باہر بارش ہوگی وہیں قلب پر سکون کی بارش ہوگی، آپ تجربہ کر لیجئے! کہ خدا کے آگے گڑگڑانے اور استغفار کرنے کا سب سے پہلا فائدہ یہ ہے کہ دل کو سکون ملتا ہے۔

## خدا سے مانگنے والا کبھی محروم نہیں ہوتا

کاش کہ ہم لوگ خدا کے آگے ہاتھ پھیلانے کے عادی بن جائیں، امت نے مانگنا چھوڑ دیا ہے، ایک بچہ کو جب یہ اعتماد ہے کہ ہمارا سرپر ماں باپ ہیں، کچھ ہو تو ماں باپ، ہمارا بھی بس یہی اعتماد ہو کہ ہمارے اللہ تعالیٰ ہیں، جب کچھ ہوگا خدا سے کہہ کہ منوالیں گے۔ (فیض ابرار)

# اللہ تعالیٰ سے مناجات

ایک صاحب دل بزرگ اور بڑے عالم کی مبارک زبان سے اداشدہ یہ دعائیہ کلمات ہم میں سے ہر ایک شخص کے مناسب احوال ہیں جن کے ذریعے ہم بھی بارگاہ خداوندی میں اپنی مناجات کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان مبارک دعاؤں کو ہم سب کے حق میں قبول فرمائیں آمین۔ (مرتب)

اے اللہ! ہمارے گناہوں کو معاف فرما، یا اللہ! ہماری لغزشوں کو معاف فرما،

اے اللہ! ہم قصوروار ہیں، ہم خطا کار ہیں، ہم گنہگار ہیں، ہم مجرم ہیں، ہماری ساری زندگی خواہشات کی اتباع میں گزر گئی۔

اے خداوند قدوس! ہم دنیا کو سامنے رکھ کر اس سے متاثر ہوئے اور اسی کے یقین میں جذب ہوگئے اور اسی کے طالب بن گئے اور اسی کے اندر اپنی ساری صلاحیتوں کو ہم نے ضائع کر دیا۔

اے خدا! ہماری محنت کے بگڑ جانے کے اس جرم عظیم کو معاف فرما جس جرم عظیم سے ہزاروں خرابیاں ہم میں پیدا ہوگئیں اور ہزاروں ہمارے اندر کی دولتیں لٹیں،

اے خدا! اس محنت کا بدلنا یہ ہمارا جرم عظیم ہے، ساری امت کے اس جرم عظیم کو معاف فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس محنت پر ڈال کر گئے اس محنت کو چھوڑ کر ان محنتوں میں الجھ گئے جن محنتوں سے نکال کر وہ گئے تھے۔

اے خدا! اس محنت کا بدلنا یہ ہمارا سب سے بڑا جرم ہے اس کو خصوصیت کے ساتھ معاف فرما اور اس محنت کو چھوڑ دینے کی بنا پر جتنے جرائم میں ہم مبتلا ہوئے ایک ایک جرم کو اپنے کرم سے معاف فرما اور ایک ایک عصیان کو معاف فرما، ایک ایک گناہ کو معاف فرما،

اے اللہ! کمائیوں کی لائن کی ہماری عصیان اور خرچ کی لائن کی ہماری عصیان اور معاشرت کی لائن کی ہماری عصیان۔

اے اللہ! ہر لائن میں ہم عصیان کے سمندر میں ڈوبے ہوئے ہیں۔

اے اللہ! نکلنے کی ہمارے لئے کوئی صورت نہیں، ڈوبا ہوا خود کہاں نکل سکتا ہے، جو ڈوبا نہیں ہے وہی نکال سکتا ہے۔

اے خدا! ہم سب ڈوبے ہوئے ہیں اور تو ہی نکالنے والا ہے۔

اے اللہ! عصیان کے دریاؤں میں سے ہم کو نکال لے، اپنے فضل سے نکال دے اپنے کرم سے نکال دے۔

اے کریم! نافرمانیوں کے دریاؤں میں سے اپنے کرم سے نکال دے۔

اے اللہ! اپنی رحمت کی رسی ڈال اور ہمیں کھینچ لے اور ہمیں عصیان کے دریاؤں میں سے نکال دے اور ہمیں طاعت کی سڑکوں پر ڈال دے۔

اے اللہ! ہمیں قربانیوں کی پہاڑیوں کی چوٹیوں پر پہنچادے۔

اے اللہ! ہمیں دین کی محنت کیلئے قبول فرما، ہم سب کو دین کی محنت کیلئے قبول فرما۔

اے اللہ! سو فیصد امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دین کی محنت کے لئے قبول فرمالے، علم کی محنت کے لئے ایمان کی محنت کے لئے، عبادت کی محنت کے لئے، ذکر کی محنت کے لئے، اخلاق کی محنت کے لئے، حج کی محنت کے لئے، روزوں کی محنت کے لئے، زکوٰۃ کی محنت کے لئے ان سارے فرائض و عبادات کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے طریقہ پر آجانے کے لئے ہم سب کو اس کی پوری پوری توفیق و محنت نصیب فرمادے۔

اے اللہ! اے اللہ! ہماری زندگی کے شعبوں کی بداعمالیوں کو بھی دور فرما، کمائی کی بدعملیوں کو دور فرما اور کمائی کے اعمال صالحہ کو گھریلو زندگیوں میں زندہ فرما، معاشرت کی بدعملیوں کو ختم فرما۔

اے اللہ! عدل و انصاف والے اعمال کو ہماری معاشرت میں زندہ فرما، اے اللہ! ہمیں نیک اعمال سے آراستہ فرمادے اور برے اعمال سے ہم کو نکال دے۔

اے خداوند قدوس! جس قسم کے زمانے میں تو نے اس تبلیغ کے ذریعہ اس کلمہ و نماز پر محنت کی صورت پیدا فرمادی اور ہمارے تمام دوستوں کو اس پر جمع ہونے کی اور کہنے سننے کی اور اپنی راہ میں نکلنے کی توفیق دی۔

اے اللہ! جب تو نے اپنا کرم فرما کر اس کام کے کہنے سننے کا رخ پیدا فرمادیا اور اس

کام کی نقل وحرکت کا رخ پیدا فرمادیا۔

اے کریم! اپنے کرم سے سب کو قبول فرمالے اوران سب کی ایسی تربیت فرما کہ یہ نقل وحرکت تجھے پسند آ جائے، تو ہی اپنے کرم سے اس ترتیب کی اور نقل وحرکت کی تربیت فرما، تو ہی مربی ہے! تو ہی تربیت کرنے والا ہے، تو ہی تزکیہ کرنے والا ہے اور تو ہی پاک صاف کرنے والا ہے، اے اللہ! اس نقل وحرکت کو قبول فرما، اے اللہ! اس نقل وحرکت کو قبول فرما، اے اللہ! اس نقل وحرکت کو قبول فرما، (انتہائی رقت کے ساتھ)

اے خدا! ان کو اخلاص نصیب فرما، اے اللہ! ان کو اخلاص نصیب فرما، اے اللہ! ہم سب کو اخلاص نصیب فرما، اے اللہ! ہم سب کو اپنی قدرت پر یقین نصیب فرما، ہم سب کو یقین نصیب فرما، ہم سب کو اپنے وعدوں پر یقین نصیب فرما، یا اللہ! ہمارے عقیدوں کو درست فرمادے اوراس محنت کے لئے ہمارے اندروہ جذبات پیدا فرمادے۔

اے اللہ! جن قربانیوں سے یہ منی کے گندے قطرے کا بنا ہوا انسان تیرا دوست بن جاتا ہے اور جن قربانیوں سے تیرا محبوب بن جاتا ہے، اے خدا! ان قربانیوں کی محبت ہمارے دلوں میں پیدا فرمادے۔

اے اللہ! جس کرم سے تو نے یہ کام اٹھایا اب اس کام کو تکمیل تک پہنچادے۔ اس کام میں لگنے والوں میں دنیا کی رغبت ان کے دلوں سے نکال دے، ملک و مال کی رغبت ان کے دلوں سے نکال دے، دنیا کے نقشے کے بارے میں بے رغبتی ان کے دلوں میں پیدا فرمادے، موت کی حقیقت ان کو عطا فرما، قناعت کی دولت ان کو نصیب فرما۔

اے اللہ! صبر واخلاص اور مجاہدے کی طاقت ان کو نصیب فرما، اے خدا! جس مجاہدے پر انسان اندر سے تیرے انوارات سے جگمگا جاتا ہے اوران اعلیٰ مجاہدوں پر۔

اے اللہ! ترقیات کے دروازے کھل جاتے ہیں اوراخلاق کی چوٹیوں پر انسان پہنچ جاتا ہے۔

اے اللہ! وہ مجاہدے کی دولت ہم سب کو نصیب فرما، اے اللہ! جس طرح تو نے یہ کام اٹھایا ہے، اس کام کو ہدایت کی پوری دنیا میں آ جانے کا اس کام کو سوفیصد ذریعہ قرار دیدے۔

اے اللہ! سارے انسانوں کے لئے اور سارے ملکوں کے لئے اور سارے مسلمانوں کے لئے ہدایت ملنے کا سبب اس کو قرار دے دے، سارے زمانوں، قوموں، ملکوں میں اس

محنت کے پہنچنے کے لئے قبول فرما لے، اور یا اللہ! ہدایت عام فرما، ہمیں اور ہمارے ساتھیوں کو ہمارے رشتہ داروں کو اور اس کام میں لگنے والوں کو ان کے متعلقین اور رشتہ داروں کو اور ان سے تعلق اور محبت رکھنے والوں کو اس ہدایت میں سے نصیب فرما جو تو مجاہدین کو ہدایت دیا کرتا ہے اور تو داعیوں کو ہدایت دیا کرتا ہے اور جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کو ہدایت نصیب فرمائی تھی اور تو نے انبیاء سابقین علیہم السلام کو اور اولیاء اللہ کو ہدایت وقربانی عطا فرمائی تھی۔

اے اللہ! اس ہدایت سے ہم سب کو بھرپور حصہ نصیب فرما، اے اللہ! ان خالی ہاتھوں کو اپنے کرم سے بھر دے اور ان خالی دلوں کو اپنے کرم سے بھر دے، اپنے عشق سے اور اپنی محبت سے ہدایت فرمان ہمارے لئے فرما دے، یا اللہ! پوری امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اے اللہ اے اللہ! جو انہیں ضلالت کی طرف کھینچے ان کے ہاتھوں اے نہیں چھڑا دے اور جو انہیں ہدایت کی طرف کھینچے ان کے ہاتھوں کی طرف ان کو منتقل کر دے، اے خدا! اس امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہود ونصاریٰ، مشرکین وملحدین کے ہاتھوں سے چھڑا دے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بنیادوں پر ان کو کھڑا کر دے۔

اے اللہ! ان کے یقینوں کو ٹھیک کر، ان کو ہدایت نصیب فرما، ان کو ایمان کی قوت نصیب فرما ان کو علوم نبویہ کا استقبال نصیب فرما، اسلام کی دولت ان کے سینوں میں اتار دے، اور اپنا ذکر ان کے دلوں میں نصیب فرما اور دنیا کی بے رغبتی نصیب فرما کر علم دین سیکھنے کے مطابق زندگی گزارنے کی ہدایت نصیب فرما، عام انسانوں کو ہدایت نصیب فرما، اس ملک کے بسنے والوں کو ہدایت نصیب فرما، اے اللہ! اس ملک کے حاکم ومحکوم کو، یہاں کی اقلیت واکثریت کو، اے اللہ! اس راستے کی ہدایت نصیب فرما۔

اے اللہ! درندوں کی اور اژدھوں کی قسم سے جتنے انسان ہیں اور جن کو تجھے انسانیت سے نوازنا ہی نہیں۔

اے خدا! ایسے ایسوں کو چن چن کر ہلاک فرما، ایسوں کی زمینوں کو ان کیلئے پھاڑ دے، ایسوں کے مکانوں کو ان پر توڑ دے، ایسوں سے نعمتوں کو اپنی چھین لے، ایسی عبرتناک سزائیں عطا فرما کہ دنیا دیکھ لے کہ جو اپنی انسانیت کو بگاڑتا ہے خدا اسکی صورتوں کو اس طرح بدلتا ہے۔

اے خدا! ظالم ترین مفسد ترین انسانوں کو چن چن کر ہلاک فرما، جن ناکوں کی ہدایت

سے قوم اور ملکوں میں ہدایت آ جائے، انکو ہدایت نصیب فرما۔ اور جن ناکوں کی اے اللہ! ہلاکت سے قوموں اور ملکوں کی ضلالت وفساد ختم ہو جائیں اے اللہ! انکو چن چن کر ہلاک فرما دے۔

اے خدا! لوٹ کھسوٹ کے ماحول کو ختم کر، ظلم وستم کے ماحول کو ختم کر، عدل و انصاف کے ماحول کو قائم کر، علم وذکر کے ماحول کو قائم کر، خدمت خلق کے ماحول کو قائم کر، تعاون وہمدردی اور محبت کے ماحول کو قائم کر۔

اے اللہ! ہماری دعاؤں کو اپنے فضل وکرم سے قبول فرما، ہمارے مقروضوں کے قرضوں کی ادائیگی فرما، ہمارے محتاجوں کی حاجتوں کو پورا فرما، ہمارے بیماروں کو تندرستی عطا فرما، جو آنکھ کے بیمار ہیں ان کی آنکھ کو شفا عطا فرما۔

اے اللہ! جو معدے کے بیمار ہیں ان کو معدے کی شفا عطا فرما اور بقیہ جتنے آدمیوں نے ہم سے دعاؤں کے لئے کہایا آج تک اس سے پہلے ہم سے دعاؤں کو کہایا آئندہ ہم سے وہ دعاؤں کے لئے کہیں اے اللہ! سب کی حاجتوں کو پورا فرما اور سب کی پریشانیوں کو ختم فرما۔
اے اللہ! سارے ہی انسانوں کے لئے اور سارے ہی مسلمانوں کو انتہائی باعث خیر وبرکت، باعث رشد وہدایت، باعث لطف و رفعت اور باعث فلاح وفوز اپنے لطف وکرم سے فرما، ہماری دعاؤں کو اپنے فضل وکرم سے قبول فرما، ان نکلنے والوں کو اپنے کرم سے قبول فرما۔ آمین۔ (سوانح یوسفی)

# گناہ کے بُرے نتائج

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ بچو! گناہوں سے بچو! کیونکہ اسکے نتائج برے ہیں۔
کتنے گناہ ایسے ہیں جن کے کرنے والے مسلسل پستی میں گرتے رہے اس طرح کہ ان کے قدم پھلتے رہے ان کا فقر بڑھتا رہا' جو کچھ دنیا فوت ہوئی اس پر حسرت بڑھتی رہی' جنہوں نے دنیا پالی تھی ان پر رشک ہوتا رہا اور اگر اپنے کئے گناہ کا بدلہ ملنے لگا یعنی اغراض سے محرومی ہونے لگی تو تقدیر پر اس کا اعتراض نئے نئے عذاب لاتا رہا۔
''کس قدر افسوس ہے۔ اس مبتلا' سزا' پر! جسے سزا کا احساس نہ ہو اور ہائے وہ سزا! جو اتنی تاخیر سے ملے کہ اس کا سبب بھلا دیا جائے''
کیا حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ نہیں فرماتے تھے کہ میں نے ایک آدمی کو اس کے فقر پر عار دلایا تو چالیس سال کے بعد خود میں فقر میں مبتلا ہو گیا؟ اور کیا حضرت ابن الخلال نہیں فرماتے تھے کہ میں نے ایک خوبصورت لڑکے کی طرف دیکھ لیا تو چالیس سال کے بعد قرآن شریف بھول گیا۔
پس اس گرفتارِ سزا پر سخت افسوس ہے جسے یہ خبر نہیں ہے کہ سب سے بڑی سزا۔ سزا کا احساس نہ ہونا ہے۔ سچی توبہ کرو! ممکن ہے سزا کا ہاتھ رک جائے اور گناہوں سے خصوصاً خلوت کے گناہوں سے بچو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سامنے گناہ کرنا بندے کو اس کی نگاہ سے گرا دیتا ہے۔ اپنے اور اس کے راز کے تعلقات کو سنوارے رکھو جبکہ اس نے تمہارے ظاہری احوال کو سنوارا ہے۔
اے گنہ گار! اس کی ستاری سے دھوکہ میں نہ پڑ کیونکہ کبھی وہ تیری ستر تک کھول کر رکھ دیتا ہے اور اس کے حلم و بردباری سے دھوکہ مت کھا کیونکہ کبھی سزا اچانک آ پڑتی ہے۔
گناہوں پر قلق اور خدا سے التجا کا اہتمام کر کیونکہ تیرے حق میں یہی نافع ہو سکتا ہے
''حزن و غم کی غذا کھا اور آنسوؤں کا پیالہ پی''
''غم کی کدال سے خواہشات کے دل کا کنواں کھود تا کہ اس سے ایسا پانی نکلے جو تیرے جرم کی نجاست کو دھودے۔ (مجالس جوزیہ)

# توبہ کی شان

حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ جب آدم علیہ السلام اور شیطان کی دشمنی ٹھن گئی تو شیطان آدم علیہ السلام کا حاسد اور فریبی دشمن تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو تاجِ خلافت پہنا دیا گیا۔ جنتوں کے وعدے دئے گئے تو شیطان کو فکر ہوئی۔ اس نے کہا یا اللہ' آدم بہر حال میرا دشمن ہو گیا اور میں اس کا دشمن۔ اس کے پاس عقل بھی ہے اور اسباب ہدایت بھی ہیں۔ یہ تو میرا ناطقہ بند کر دے۔ کچھ وقت مجھے بھی دے دیجئے گا کہ میں اس پر غالب رہوں۔

حق تعالیٰ نے فرمایا: ''ہم نے تجھے اکثرت کی قوت دی''

آدم علیہ السلام کا اگر ایک بیٹا ہوگا تو تیرے دس بیٹے ہوں گے۔ اس کے سو ہوں گے۔ تیرے ایک ہزار ہوں گے۔ تو ہمیشہ اکثریت میں رہے گا۔ یہ ایک ارب ہوں گے تو دس ارب ہوگا۔ مگر وہ بھی بڑا ہوشیار ہے۔ اس نے دیکھا کہ بعض دفعہ تو اقلیت بھی اکثریت پر غالب آجاتی ہے۔ یہ ضروری نہیں اکثریت ہی کا غلبہ ہو۔

اس نے عرض کیا۔ یا اللہ! بے شک میں اکثریت میں ہو گیا لیکن اگر طاقتور اقلیت ہو' وہ تو اکثریت پر غالب آجاتی ہے اس لئے مجھے اور طاقت دیجئے''

فرمایا: تجھے یہ طاقت دیتے ہیں کہ تو آدم کے بدن میں اس طرح سرایت کر سکے گا جیسے خون رگوں میں دوڑتا ہے۔ کہنے لگا...... ''اب میں اسے پچھاڑ سکوں گا''

اس لئے اس کے اندر گھس کر قلب میں وسوسے ڈالوں گا' دماغ کو خراب کروں گا اور جو چاہے اندر جا کے کروں گا۔ اب مجھے طاقت مل گئی اور وہ مطمئن ہو گیا۔

اب حضرت آدم علیہ السلام کو فکر پڑی کہ اس کم بخت کی یہ طاقت کہ میرے اندر گھس جائے۔ میرے اندر تو یہ طاقت نہیں کہ اس کے اندر گھس سکوں تو یہ غالب رہے گا اور اس سب کو جہنمی بنا دے گا۔ مجھے بھی تو کوئی قوت دیجئے (میں بھی اس کا مقابلہ کر سکوں؟)

حق تعالیٰ نے فرمایا: ''آدم کو بھی ہم ایک طاقت دیتے ہیں کہ شیطان کی ہزار برس کی کارروائیاں ایک دم میں سب ملیامیٹ ہو جائینگی اور وہ ایسے چت ہوگا کہ چاروں شانے لگ جائینگے''۔

کفر تک اگر ہو جائے تو توبہ نصیب ہونے پر ایک منٹ میں سارا کفر ختم ہو جائے گا۔

اس نے سو برس کفر کرایا۔ تم نے ایک سچی توبہ کی۔ وہ سارا سو برس کا کفر ختم ہوگا۔ اس کی ساری کارستانیاں ختم ہو جائیں گی۔ تو توبہ میں اتنی بڑی طاقت ہے کہ شیطان بھی اس سے عاجز ہے۔ اس لئے آدمی توبہ نہ چھوڑے۔ ذرا سی بات ہوئی فوراً توبہ کرلے۔ بلکہ استغفار کو مستقل تسبیح کے طور پر پڑھے۔ کم از کم سو دفعہ روزانہ استغفار کرے۔

استغفر اللہ تعالیٰ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ ۔سو دفعہ پڑھے۔ سو گناہ نہیں کرے گا مگر سو استغفار ہو جائیں گے تو اس کے گناہ ختم ہوتے رہیں گے اور یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ صرف دس منٹ کی بات ہے۔ صبح کی نماز کے بعد اگر سو دفعہ استغفار پڑھ لے تو کوئی محنت تو نہیں، مشقت نہیں۔ دن بھر میں آدمی سو گناہ نہیں کرتا مگر توبائیں (توبہ کی جمع) سو ہو گئیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ سب گناہ ختم ہو جائیں گے۔

بہر حال قلب کا رخ صحیح رکھے۔ اعتدال کے ساتھ چلتا رہے۔ جب گناہ ہو معافی مانگ لے ایک نہ ایک روز منزل پر پہنچ جائے گا۔ (سکون قلب)

## گناہ کے موقع سے بچنے کی دعا

اللہ کے حضور دعا مانگا کریں اے اللہ! ہمیں گناہوں کے موقع سے بھی بچا لیجئے۔

غمِ حیات کے سائے محیط نہ کرنا — کسی غریب کو دل کا غریب نہ کرنا
میں امتحان کے قابل نہیں میرے مولا — مجھے گناہ کا موقع نصیب نہ کرنا

یہ اللہ تعالیٰ ہی گناہوں سے بچا سکتے ہیں۔

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفۡسِیۡ ۚ اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوۡٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیۡ

اور میں پاک نہیں کہتا اپنے نفس کو بے شک نفس تو سکھاتا ہے برائی مگر جو رحم کر دیا میرے رب نے (یوسف:۵۳)

رب کا رحم کب ہوتا ہے؟...... جب بندہ خود بچنے کی کوشش کرے اور معاملہ اس کے سر سے اوپر پہنچ جائے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کو بچا لیتے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو جب گناہ کی دعوت ملی تھی تو انہوں نے فوراً اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس گناہ سے بچا لیا۔

## توبہ کے آنسو بڑے قیمتی ہیں

توبہ کرتے وقت رونے کو معمول نہ سمجھیں بلکہ کوشش کریں کہ آنکھوں میں سے آنسو موتیوں کی طرح گرنے شروع ہو جائیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ صحابہ کرامؓ نبی علیہ السلام کا وعظ سن رہے تھے۔ وعظ سنتے ہوئے ایک صحابی زار و قطار رونے لگ گئے۔ ان کی حالت دیکھ کر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ یہ آج اللہ تعالیٰ کے سامنے اس طرح روئے ہیں کہ ان کی وجہ سے یہاں پر موجود سب لوگوں کے گناہوں کو معاف ہو گئے سچی بات عرض کروں کہ اگر نیکوں پر گنہگاروں کی توبہ کا اجر واضح ہو جائے تو وہ بھی گنہگاروں پر رشک کرنے لگ جائیں کہ انہوں نے اتنے بڑے بڑے گناہ کئے تھے مگر ایسی توبہ کی کہ اللہ نے ان کے گناہوں کو ان کی نیکیوں میں تبدیل فرما دیا۔ بلکہ کئی خوش نصیب لوگ ایسے خلوص سے توبہ کرتے ہیں کہ اگر ان کی توبہ کے ثواب کو پورے شہر کے گنہگاروں پر تقسیم کر دیا جائے تو اللہ رب العزت سب گنہگاروں کی مغفرت فرما دیں۔

## گناہ انسانیت سوز ہیں

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحئی عارفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

جتنے اعمال و حرکات انسانیت سوز ہیں وہ گناہِ کبیرہ ہیں۔ گناہ کبیرہ کے کرنے سے انسان اسفل السافلین تک جا پہنچتا ہے اور حیوانات سے بھی بدترین ہو جاتا ہے۔ تمام انسانوں کو انسانیت سوز امور سے عموماً اور مسلمانوں کو خصوصی طور پر بچنا چاہئے۔ اس پر حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ اگر کوئی گندی چیز سڑ جائے تو اس سے اتنا نقصان نہیں' کیونکہ وہ پہلے سے سڑی ہوئی ہے' لیکن اگر ایک لطیف چیز مثلاً حلوہ (انڈے وغیرہ کا) سڑ جائے تو اس میں جلد اور زیادہ تعفن پیدا ہوتا ہے' تو اسی طرح سے مسلمانوں کی بداعمالیاں زیادہ تعفن پیدا کرتی ہیں...... بنسبت کفار و مشرکین کی بداعمالیوں کے' وجہ یہ ہے کہ مسلمان صاحب ایمان تھے ان کے پاس صلاحیت و استعداد تھی انہوں نے اپنی استعداد سے کام نہ لیا' مگر ساتھ ساتھ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رحم و کرم سے مسلمانوں کو جب ایمان کی دولت عطا فرمائی کہ اس کی بدولت کبھی کبھی رجوع الی

اللہ کی توفیق ہو جاتی ہے' اسی طرح رجوع الی اللہ اور استغفار سے اس سے گناہ محو ہو جائیں گے تو ایمان بہت بڑی طاقت ہے لیکن اس کے تحفظ کے لئے سامان ضرور کیا جائے اور اس کو جو ضعف پہنچانے والی چیزیں ہیں ان سے پرہیز و احتیاط لازمی ہے۔

# گناہ عافیت برباد کر دیتے ہیں

فرمایا:...... عافیت سوز گناہ ہیں جن کو ہم نے اپنے اختیار سے اختیار کر رکھا ہے' جو ناپاک زہریلے اور ہم کو برباد کرنے والے ہیں' ان کا علاج اقرار جرم' گناہوں کو چھوڑنا' رجوع الی اللہ اور بدپرہیزی سے بچنا ہے۔ باقی بیماریاں' دشواریاں اور تکالیف کا ہونا یہ تمام فطری لوازمات ہیں' عافیت سوز نہیں' ان سے کوئی مبرا نہیں' یہ اللہ والوں کو بھی ہوتی ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ ہم توبہ کرتے ہیں وظیفے بھی پڑھتے ہیں' لیکن بیماریاں' دشواریاں کبھی رفع نہیں ہوتیں' حالت پہلے والی ہے۔
فرمایا اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص کو ایک دمبل (پھوڑا) ہے' اس کو سخت درد اور تکلیف ہے وہ ایک ماہر سرجن کے پاس گیا اس نے اس دمبل کا آپریشن کیا جتنا اس میں زہریلا مادہ تھا سب کا سب نکال دیا۔ مرہم لگایا' پٹی کر دی اس نے کہا کہ اب خطرے سے خالی ہے حالانکہ زخم تو ابھی باقی ہے اندمال نہیں ہوا' اسی طرح ہمارا حال ہے ہم نے استغفار کیا زہریلا مادہ نکل گیا (زخم) دشواریاں ابھی باقی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے آہستہ آہستہ زخم بھر جائے گا جب اندمال ہو جائے گا تو سکون قلب کی دولت نصیب ہو گی اور معاصی سے نفرت ہو جائے گی۔
فرمایا:...... آج ساری دنیا حواس باختہ زندگی گزار رہی ہے کوٹھیاں سجی ہوئی اور پرتکلف ہیں۔ آسائش و زیبائش کے سارے سامان ہیں' لیکن عافیت کی دولت سے محروم ہیں۔ جانوروں کی سی زندگی بسر ہو رہی ہے' اپنے آپ کو تسلی دینے کے لئے سیر و تفریح کا مشغلہ اختیار کرتے ہیں' گھر والوں کو بھی کراتے ہیں لیکن کیا اس سے عافیت مل سکتی ہے؟ کبھی نہیں!

# استغفار مقام عبدیت کی انتہا ہے

فرمایا:...... استغفار بہت بڑی چیز ہے اور مقام عبدیت کی انتہا ہے۔ اہل حق اور اہل باطل میں یہی فرق ہے کہ اہل ھویٰ و ہوس اور اہل باطل اپنے کاموں اور عبادتوں پر شکر تو ادا کرتے ہیں مگر استغفار نہیں کرتے۔ ان کو صرف اپنے کاموں پر ناز ہوتا ہے وہ سمجھتے ہیں بس

عبادت کر لی اب استغفار کی کیا ضرورت ہے اور اہل حق ہمیشہ ڈرتے ہیں جہاں وہ شکر کرتے ہیں وہاں ڈرتے ہوئے استغفار بھی کرتے ہیں۔

## عبدیت کا جوہر استغفار

استغفار عبدیت کا خاص الخاص جوہر ہے اور شکر تعلق مع اللہ اور معرفت الٰہی کا خاص الخاص جوہر ہے اور انعامات الٰہیہ کا شکر ادا کرنے سے اللہ تعالیٰ سے محبت اور معرفت بڑھتی ہے۔ استغفار مقام عبدیت تک لے جانے والی چیز ہے۔ یہ عجز و انکساری اور ندامت قلب کے ساتھ بارگاہ الٰہی کی طرف توجہ کرنا ہے۔ استغفار محدود ہے اور شکر لامحدود ہے۔ شکر کے بجالانے میں جتنی کمی اور تقصیر ہو جائے استغفار کرتے رہو اس سے شکر کی تکمیل ہوتی رہے گی۔ (خطبات عارفی)

## توبہ کی حقیقت

توبہ کے معنیٰ رجوع کرنے اور بعد سے قرب کی طرف لوٹ آنے کے ہیں مگر اس کے لئے بھی ایک ابتداء ہے اور ایک انتہا ہے۔ ابتداء تو یہ ہے کہ قلب پر نور معرفت کی شعاعیں پھیل جائیں اور دل کو اس مضمون کی پوری آگاہی حاصل ہو جائے کہ گناہ سم قاتل اور تباہ کر دینے والی شے ہے اور پھر خوف اور ندامت پیدا ہو کر گناہ کی تلافی کرنے کی سچی اور خالص رغبت اتنی پیدا ہو جائے کہ جس گناہ میں مبتلا تھا اس کو فوراً چھوڑ دے اور آئندہ کے لئے اس گناہ سے بچنے اور پرہیز کرنیکا مصمم قصد کرے۔ اور اسکے ساتھ ہی جہاں تک ہو سکے گذشتہ تقصیر و کوتاہی کا تدارک کرے۔ جب ماضی حال اور مستقبل تینوں زمانوں کے متعلق توبہ کا یہ ثمرہ پیدا ہو جائیگا تو گویا توبہ کا وہ کمال حاصل ہو گیا جسکا نام توبہ کی انتہا ہے۔ توبہ ہر شخص پر واجب ہے۔ کیونکہ حق تعالیٰ تمام مسلمانوں کو مخاطب بنا کر فرماتا ہے۔ تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ یعنی اے ایمان والو! تم سب توبہ کرو تاکہ فلاح پاؤ۔ چونکہ توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ گناہوں کو اخروی زندگی کے لئے سم قاتل اور مہلک سمجھے اور ان کے چھوڑنے کا عزم کرے اور اتنا مضمون ایمان کا جزو ہے۔ اس لئے ہر مومن پر اس کا واجب اور ضروری ہونا ظاہر ہے۔ دیکھئے اگر کوئی آدمی ایسی خوراک کھالے جس کے ذریعہ سے قوی خطرہ ہو کہ آنکھ میں موتیا اتر آئے گا اور بینائی

ختم ہو جائے گی تو ایسی حالت میں وہ انسان مارا مارا پھرے گا کہ کوئی معالج مل جائے تا کہ بینائی ضائع ہونے سے بچ جائے۔ معالج کے مل جانے پر وہ قطعاً دیر نہیں کرے گا ہزار کام چھوڑ کر بھی بینائی کے لئے علاج شروع کر دے گا اور آئندہ کے لئے ان سب چیزوں سے پرہیز کرے گا جو بینائی کو ضائع کر سکتی ہیں۔ یہی حال توبہ کا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ توبہ میں تاخیر کرنیوالے توبہ کرنے سے محروم رہ جاتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ توبہ کے لئے بہت جلد قدم اٹھانا چاہئے کیونکہ ملک الموت اچانک سامنے آتا ہے اور زندگی کے ختم ہونے کی پریشان کن خبر سناتا ہے اور کہتا ہے کہ زندگی کی ایک گھڑی باقی رہتی ہے۔ مرنے والا وقت کے بڑھنے کی التجا کرتا ہے فرشتہ کہتا ہے کہ ایک سانس بھی نہیں بڑھ سکتا۔ اس لئے توبہ میں جلدی کرنی چاہئے۔ کیونکہ گناہوں سے اعمال صالحہ کی روشنی چھپ جاتی ہے اور دل پر تاریکی کے پردے چھا جاتے ہیں۔ جس طرح دنیا میں کوئی بادشاہ میلے کچیلے اور گندے کپڑے کو پسند نہیں کرتا اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی اس قلب سیاہ اور سخت و پتھر دل قلب کو پسند نہیں کرتا جو گناہوں اور بدعتوں کے ذریعہ سے میلا اور گندہ ہو چکا ہے۔ کپڑا اگر م پانی اور بھٹی پر صاف ہوتا ہے دل کو آنسوؤں اور توبہ کے پانی اور ندامت کی آگ سے دھونا اور صاف کرنا چاہئے جس طرح کپڑا صاف ستھرا ہونے کے بعد پسند کیا جاتا ہے اسی طرح دل بھی جب حسرت، ندامت کی آگ اور آنسوؤں سے صاف ہو جائے تو قرب خدا نصیب ہوتا ہے۔ ندامت کے آنسو بڑے قیمتی موتی ہیں۔ جب آنکھوں سے گرنے لگتے ہیں تو گناہوں کی گرہ ڈھل جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب کی آگ ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اگر ساری زمین بھی گناہوں سے بھر جائے تو توبہ سب کو مٹا دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا دست کرم ہر اس شخص کے لئے کھلا ہے جس نے دن کو گناہ کیا اور رات کے آنے سے پہلے توبہ کر لی اور جس نے رات کو گناہ کیا سورج نکلنے سے پہلے پہلے توبہ کر لی تو حق تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ یوں تو تمام گناہوں سے توبہ کرنا ضروری ہے مگر کبیرہ گناہوں سے توبہ کرنا تو نہایت ہی ضروری ہے۔

خلاصہ یہ کہ توبہ کے لئے تین چیزیں ہونا ضروری ہیں (۱) گذشتہ گناہوں پر نادم ہونا۔

(۲) دوسرے جس گناہ میں مبتلا ہو اس کو اسی وقت چھوڑ دینا۔

(۳) آئندہ کے لئے گناہ سے بچنے کا پختہ ارادہ کرنا۔ البتہ جن گناہوں کا تعلق حقوق

العباد سے ہے ان کو انہی سے معاف کرانا یا حقوق العباد کا ادا کرنا بھی توبہ کی شرط ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہم العالی نے اپنی تفسیر معارف القرآن جلد سوم میں تکمیل توبہ کے متعلق یہ وضاحت کی ہے کہ تکمیل توبہ کے لئے جس طرح یہ ضروری ہے کہ گذشتہ گناہ پر ندامت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے اور آئندہ کے لئے اپنے عمل کو درست رکھے۔ اس گناہ کے پاس نہ جائے اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ جو نمازیں یا روزے غفلت سے ترک ہوگئے ہیں ان کی قضا کرے جو زکوٰۃ نہیں دی گئی وہ اب ادا کرے۔ قربانی صدقۃ الفطر کے واجبات میں کوتاہی ہوئی ہے ان کو ادا کرے۔ حج فرض ہونے کے باوجود ادا نہیں کیا تو اب ادا کرے اور خود نہ کر سکے تو حج بدل کرائے اور اگر اپنے سامنے حج بدل اور دوسری قضاؤں کا موقع پورا نہ ملے تو وصیت کرے کہ اس کے وارث اس کے ذمہ عائد شدہ واجبات کا فدیہ یا حج بدل کا انتظام کریں۔ خلاصہ یہ ہے کہ اصلاح عمل کے لئے صرف آئندہ کا عمل درست کر لینا کافی نہیں پچھلے فرائض و واجبات کو ادا کرنا بھی ضروری ہے۔

اسی طرح حقوق العباد میں اگر کسی کا مال ناجائز طور پر لیا ہے تو اس کو واپس کرے یا اس سے معاف کرائے۔ اگر کسی کو ہاتھ یا زبان سے ایذاء پہنچائی ہے تو اس سے معاف کرائے اور اگر اس سے معاف کرانا اختیار میں نہ ہو مثلاً وہ مر جائے یا ایسی جگہ چلا جائے جس کا اس کو پتہ معلوم نہیں تو اس کی تدبیر یہ ہے کہ اس شخص کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعائے مغفرت کرتے رہنے کا التزام کرے۔ اس سے امید ہے کہ صاحب حق راضی ہو جائے گا اور یہ شخص سبکدوش ہو جائے گا۔

## ایک نیکی پر مغفرت

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن میری امت میں سے ایک شخص کو عامہ خلائق کے سامنے طلب کرے گا پھر اس کے سامنے ننانوے کاغذ رکھے گا ہر کاغذ کی لمبائی اتنی ہوگی جہاں تک ایک آدمی کی نگاہ پہنچتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس بندے کو خطاب کرتے ہوئے فرمائے گا کیا تو ان میں سے کسی بات کا انکار کرتا ہے؟ کیا میرے لکھنے والے فرشتوں نے تجھ پر کچھ ظلم کیا ہے؟ پس بندہ کہے گا اے رب نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا ان گناہوں

کی فہرستوں کے خلاف تجھے کوئی عذر ہے؟ بندہ عرض کرے گا نہیں اے رب۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا بے شک تیری ایک نیکی ہمارے پاس ہے اور آج تجھ پر کوئی ظلم نہ ہوگا۔ پھر ایک کاغذ کا پرزہ نکالا جائے گا اس پرزے میں **اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمدًا عبده و رسوله** لکھا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ نامۂ اعمال کے تلنے کی جگہ پر حاضر ہو۔ بندہ عرض کرے گا! اے پروردگار کہاں یہ پرزہ اور کہاں وہ کاغذات کا طومار اور کہے گا کہ کیا فائدہ مجھ کو ذلیل کرنے سے۔ اگر ایک نیکی ہوگی بھی تو کیا کرے گی۔ ارشاد ہوگا کہ نہیں ہمارے یہاں اندھیر نہیں۔ تجھ پر کوئی ظلم نہ ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر وزن کیا جائے گا تو ایک پلڑے میں کاغذات کا طومار رکھا جائے گا اور ایک پلڑے میں وہ پرزہ رکھا جائے گا پس کاغذات کا وہ طومار ہلکا ہوگا اور یہ پرزہ بھاری ہوگا۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

## اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر کوئی جنت میں نہیں جائے گا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے دوست جبرئیل ابھی میرے پاس سے گئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندہ نے پانچ سو سال تک ایک پہاڑ کی چوٹی پر عبادت کی۔ یہ پہاڑ سمندر کے بیچ میں ہے۔ یہ پہاڑی تیس مربع میل ہے۔ اس کے چاروں طرف سینکڑوں میل کا سمندر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس عابد کے لئے اس پہاڑ میں میٹھے پانی کا چشمہ جاری کر دیا جس کی دھار انگلی کے برابر موٹی ہے اور ایک درخت انار کا اس پہاڑ کی جڑ میں اگا دیا گیا جس میں ہر روز ایک انار تیار ہوتا تھا۔ وہ عابد اس پہاڑی سے اتر کر وضو کرتا اور اس انار کو کھا کر پھر خدا کی عبادت میں مشغول ہو جاتا۔ جب اس عابد کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے عرض کیا۔ الٰہی! میری روح سجدے کی حالت میں قبض ہو اور میرے جسم کو محفوظ رکھا جائے اور میں قیامت میں سجدے کی حالت میں اٹھایا جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ ایسا ہی کیا۔ چنانچہ ہم آسمان سے اترتے چڑھتے اس کو اسی حالت میں دیکھتے ہیں۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے یہ بندہ جب حاضر کیا جائے گا تو حضرت حق ارشاد فرمائیں گے میرے بندے میری رحمت سے جنت میں داخل ہو جا۔ یہ عرض کرے گا، الٰہی میرے عمل کی وجہ سے، دو دفعہ ایسا ہی ہو

گا۔ اللہ تعالیٰ تو رحمت سے فرمائے گا اور یہ عمل کا نام لے گا۔ پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جو نعمتیں میں نے اس پر کی ہیں اور جو عمل اس نے کئے ہیں ان کا حساب کرو۔ جب حساب شروع ہوگا تو صرف آنکھ کی نعمت ہی کے بدلے میں پانچ سو سال کی عبادت ختم ہو جائے گی۔ اور باقی جسم پر جو احسانات ہیں وہ فاضل اور زائد ہوں گے۔ ارشاد خداوندی ہوگا کہ میرے اس بندے کو آگ میں داخل کرو۔ پس دوزخ کی طرف اس کو کھینچا جائے گا یہ کہے گا اے رب! مجھ کو اپنی رحمت سے جنت میں داخل کر دیجئے۔ ارشاد ہوگا اس کو لوٹا لاؤ۔ چنانچہ یہ حاضر کیا جائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے میرے بندے تجھ کو کس نے پیدا کیا؟ یہ عرض کرے گا آپ نے پیدا کیا۔ پھر ارشاد ہوگا پانچ سو سال تک عبادت کرنے کی طاقت کس نے دی؟ یہ کہے گا یا رب آپ نے پھر ارشاد ہوگا کہ پانی کی موجوں کے درمیان پہاڑ پر تجھ کو کس نے پہنچایا اور کھاری پانی میں سے میٹھے پانی کا چشمہ تیرے لئے کس نے نکالا اور انار کا درخت جو ایک سال میں ایک دفعہ پھل لاتا ہے رات دن میں اس کو ایک پھل دینے والا کس نے بنایا؟ اور تو نے جب درخواست کی کہ میری جان سجدے کی حالت میں نکلے تو میں نے یہ بات بھی تیری پوری کر دی۔ یہ عرض کرے گا اے رب! تو نے ہی یہ سب کچھ کیا۔ ارشاد خداوندی ہوگا یہ میری رحمت ہے اور میں اپنی رحمت سے تجھ کو جنت میں داخل کرتا ہوں۔ حضرت جبرئیل نے مجھ سے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمام اشیاء اللہ کی رحمت ہیں۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

## اعمال کا نعمتوں سے مقابلہ

عتبہ بن عبید سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا اگر کوئی شخص اپنی پیدائش کے دن سے موت کے دن تک برابر اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کیلئے سجدہ میں پڑا رہے تو قیامت کے دن اپنے اس عمل کو بھی وہ حقیر سمجھے گا۔ (مسند احمد)

تشریح: مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن جب انسان پر وہ حقیقتیں منکشف ہوں گی اور جزا و سزا اور عذاب و ثواب کے وہ مناظر آنکھوں کے سامنے آجائیں گے جو یہاں پردۂ غیب میں ہیں تو اللہ تعالیٰ کے وہ بندے بھی جنہوں نے اپنی زندگی کا زیادہ سے زیادہ حصہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزارا ہوگا یہی محسوس کریں گے کہ ہم نے کچھ بھی نہیں کیا۔ حتیٰ کہ اگر

کوئی بندہ ایسا ہو جو پیدائش کے دن سے موت کی گھڑی تک برابر سجدہ میں پڑا رہا ہو۔ اس کا احساس بھی یہی ہوگا اور وہ اپنے اس عمل کو بھی ہیچ سمجھے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقعہ پر فرمایا کہ قیامت میں بعض آدمی اتنا عمل اور حسنات لے کر آئیں گے کہ اگر ان کو پہاڑ پر رکھ دیا جائے تو پہاڑ بھی ان کے بوجھ کا تحمل نہ کر سکے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں جب اللہ تعالیٰ کی نعمتیں آتی ہیں اور ان سے موازنہ کیا جاتا ہے تو انسان کا عمل ان کے مقابلہ میں ختم ہو جاتا ہے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ ہی اس کو اپنی رحمت سے نوازیں۔ اصل میں بات یہ ہے کہ انسان کو جو نعمت ملتی ہے وہ کوئی اس کا حق نہیں ہوتا بلکہ محض اللہ کا فضل ہوتا ہے انسان خواہ کتنی ہی عبادت کرے اس سے وہ نعمت کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ عبادت کی توفیق بھی تو اللہ تعالیٰ ہی کی جانب سے ہو سکتی ہے۔ پھر اللہ کی نعمتیں تو بے حساب ہیں ان کو محدود عبادات اور طاعات سے کیسے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ خصوصاً جبکہ ہماری عبادت بھی رب العالمین کی بادشاہت کے شایان شان نہ ہو۔ چنانچہ ایک حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ''یعنی سوائے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے کوئی شخص جنت میں نہیں جائے گا راوی نے عرض کیا آپ بھی نہیں جائیں گے؟ فرمایا ہاں میں بھی نہیں''۔ (تفسیر مظہری)

## حق تعالیٰ کی وسعت رحمت

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے میرے بندو تم سب گمراہ ہو مگر وہ شخص جس کو میں نے راہ دکھائی اور جس کی میں نے رہنمائی کی۔ پس تم مجھ سے ہدایت طلب کرو تا کہ میں تم کو سیدھی راہ دکھاؤں۔ تم سب کے سب فقیر اور محتاج ہو مگر وہ شخص جس کو میں غنی اور بے پروا کر دوں۔ پس تم مجھ سے سوال کرو میں تم کو رزق عطا کروں گا۔ تم سب کے سب گنہگار ہو مگر وہ شخص جس کو میں نے بچا لیا پس جو تم میں سے یہ جانتا ہے کہ میں مغفرت اور بخشش کی قدرت رکھتا ہوں اور وہ مجھ سے مغفرت طلب کرتا ہے تو میں اس کو معاف کر دیتا ہوں اور گناہ معاف کرنے میں کچھ پروا نہیں کرتا۔

اگر تمہارے پہلے اور پچھلے تمہارے مردے اور زندہ تمہارے کمزور اور توانا سب انسان اور جنات متقی اور پرہیزگار بن جائیں تو یہ متقی میری سلطنت اور حکومت میں ایک مچھر کے پر

کے برابر بھی زیادتی نہیں کر سکتے۔یعنی خدا کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔اور اگر تمہارے پہلے اور پچھلے تمہارے مردے اور زندہ تمہارے کمزور اور توانا سب انسان ور جنات گنہگار اور فاسق ہو جائیں تو میری حکومت اور سلطنت میں سے یہ اجتماع ایک مچھر کے پر کی برابر بھی کمی نہیں کر سکتا یعنی یہ سب فاسق اور گنہگار خدا کی حکومت کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

اور اگر تمہارے پہلے اور پچھلے' تمہارے مردے اور زندہ تمہارے کمزور اور توانا سب انسان اور جنات ایک مقام پر جمع ہو کر ہر ایک اپنی اپنی آرزوئیں اور امیدیں مجھ سے مانگے اور میں ہر ایک سائل کی خواہش پوری کر دوں تو میری سلطنت اور میرے خزانوں میں اتنی کمی نہ ہو گی جیسے تم میں سے کوئی شخص سمندر پر سے گزرتے ہوئے ایک سوئی سمندر میں ڈبو کر اٹھالے اور اس پر کچھ نمی یا تری آجائے۔ یہ اس لئے کہ میں جود وسخا کا مالک ہوں۔سخاوت کرنے والا ہوں۔اپنی خدائی میں تنہا اور اکیلا ہوں۔میری عطا اور میرا دینا صرف میرا ایک حکم کر دینا ہے میری پکڑ اور میرا عذاب بھی صرف میرا ایک حکم کر دینا ہے۔جب میں کسی شئی کے موجود کرنے کا ارادہ کرتا ہوں تو میرا صرف اسی قدر کہنا کافی ہوتا ہے کہ ہو جا تو وہ شے موجود ہو جاتی ہے۔ (احمد ترمذی ابن ماجہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جو شخص مجھ سے دعا نہیں کرتا مجھے اس پر غصہ آتا ہے۔

## دو دوست

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' فرماتے ہیں ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بنی اسرائیل میں دو شخص آپس میں دوست تھے۔ایک تو عبادت میں بڑی کوشش کرنے والا تھا اور دوسرا اپنے آپ کو گنہگار کہا کرتا تھا یا دوسرا گنہگار تھا۔عابد' اس گنہگار سے ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ تو گناہوں سے باز آ۔گنہگار جواب دیتا تھا کہ تو مجھ کو اور میرے رب کو چھوڑ دے۔یعنی میرے اور رب کے درمیان مداخلت نہ کر شاید وہ میری عاجزی پر رحم فرمائے اور مجھ کو بخش دے۔

اس عابد نے ایک دن اس گنہگار کو کسی ایسے گناہ میں مبتلا دیکھا جس کو یہ بہت برا سمجھتا تھا اس نے پھر کہا کہ تو گناہ سے باز آجا۔گنہگار نے پھر وہی جواب دیا کہ تو مجھ کو اور میرے رب کو چھوڑ دے۔تو مجھ پر کوئی داروغہ بنا کر نہیں بھیجا گیا۔اس عابد نے اس کا جواب سن کر کہا

خدا کی قسم تجھ کو اللہ تعالیٰ کبھی نہیں بخشے گا اور نہ تجھ کو جنت میں داخل کریگا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی طرف فرشتہ بھیجا جس نے ان دونوں کی روح کو قبض کیا اور یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے سامنے جمع ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس گنہگار کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ تو میری رحمت سے جنت میں داخل ہو جا اور عابد سے فرمایا کیا تو میرے بندے پر سے میری رحمت کو روک سکتا ہے؟ اس نے عرض کیا اے پروردگار نہیں۔ ارشاد ہوا اس کو آگ میں لے جاؤ۔ (احمد)

## بوڑھے آدمی پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرے بندے کی عمر چالیس سال کی ہو جاتی ہے تو میں اس کو تین قسم کے امراض سے محفوظ کر دیتا ہوں۔ جنون' جذام یعنی کوڑھ اور برص سے عافیت دے دیتا ہوں (جنون یعنی دیوانگی' جذام یعنی کوڑھ جس میں ہاتھ پیر گل جاتے ہیں اور برص سے مراد جلد کے سفید سفید داغ جسے آپ پھلبہری وغیرہ کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ چالیس سال کے بعد ان امراض کا وقوع بہت کم ہوتا ہے)

جب میرے بندے کی عمر پچاس برس کی ہو جاتی ہے تو اس سے حساب یسیر یعنی آسان حساب کرونگا۔ (مطلب یہ ہے کہ پچاس سال والے سے قیامت میں آسان اور سہل حساب ہوگا)

جب کوئی بندہ ساٹھ سال کی عمر کو پہنچ جاتا ہے تو میں توبہ اور رجوع الی اللہ کو اس کا محبوب بنا دیتا ہوں۔ (مطلب یہ ہے کہ ساٹھ سال کی عمر کے بعد توبہ سے محبت ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہونے کی توفیق عطا ہوتی ہے)

جب کسی کی عمر ستر سال کی ہو جائے تو فرشتے اس سے محبت کرتے ہیں اور جب کوئی اسی برس کا ہو جائے تو اس کی نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور گناہ نظر انداز کر دیئے جاتے ہیں اور جب کوئی نوے سال کا ہو جاتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں اللہ کا قیدی ہے۔ اللہ کی زمین میں اس کے پہلے اور پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں (قیدی کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی روح کو جسم کے قید خانہ میں مقید کر رکھا ہے۔ مدت تو پوری ہو چکی ہے رہائی کے حکم کا انتظار ہے) اور جب کوئی بندہ ارذل عمر کو پہنچ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں اس کی

تندرستی اور صحت کے زمانہ کی مثل اعمال خیر لکھتا رہتا ہے اگر اس بندے سے کوئی برائی ہو جاتی ہے تو وہ برائی اس کے نامہ اعمال میں نہیں لکھی جاتی (ارذل عمر سے مراد وہ عمر ہے جس میں انسان کے ہوش وحواس بجا نہیں رہتے اور بہکی بہکی باتیں کرنے لگتا ہے)

## قبولیت دعا میں خدائی وسعت

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھ کو بندے سے جب وہ دونوں ہاتھ میرے سامنے اٹھاتا ہے تو شرم آتی ہے کہ میں اس کے دونوں ہاتھوں کو لوٹا دوں۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یہ بندہ مغفرت کا مستحق نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مگر میں تو بخشنے والا اور پرہیز گاری کا اہل ہوں۔ یعنی اس لائق ہوں کہ مجھ سے خوف کیا جائے میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اس بندے کی مغفرت کردی۔ ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی بندہ کہتا ہے اے میرے رب اور وہ گناہ کر چکا ہوتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں اے پروردگار! یہ اس کا اہل نہیں ہے یعنی یہ بندہ آپ کو پکارنے اور آپ سے خطاب کرنے کے لائق نہیں ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں تو اس کا اہل ہوں کہ اس کی مغفرت کردوں۔ (حکیم ترمذی)

## بوڑھے آدمی پر خاص رحمت

حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے جبرائیل نے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے اپنی عزت وجلال اور اپنی واحدانیت اور بلند مرتبہ کی قسم اور اپنے عرش پر قائم ہونے کی قسم اور اپنی مخلوق کی اس احتیاج کی قسم جو اس کو میرے ساتھ ہے میں اپنے اس بندے اور اس بندی کو عذاب کرتے ہوئے شرماتا ہوں جن کو اسلام میں بڑھاپا آ گیا ہو۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس واقعہ کا ذکر کر کے رونے لگے۔ آپؐ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کیوں روتے ہیں تو آپ نے فرمایا میں اس شخص پر روتا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ تو شرماتا ہے مگر وہ اللہ تعالیٰ سے نہیں شرماتا۔ (رافعی)

## رحمت خداوندی سے کبھی مایوس نہ ہوں

بغوی معالم السنن میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وحشی قاتل حمزہ رضی اللہ عنہ، کو دعوت اسلام دی تو اس نے کہلا بھیجا کہ

میں نے تو قتل، زنا اور شرک سب کچھ کیا ہے۔ اور قرآن یہ کہتا ہے۔

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا يُضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

(جس نے یہ گناہ کئے انہیں اس کا صلہ مل کر رہے گا اور اس کو دوگنا عذاب ہوگا)

پھر میں اسلام میں داخل ہو کر کیا کروں گا۔

آپؐ نے کہلا بھیجا کہ قرآن میں یہ استثناء بھی تو ہے

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا

(مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل کئے)

اس نے جواب میں عرض کیا کہ یہ کٹھن شرط ہے شاید ایمان اور عمل صالح کے معیار پر میں پورا نہ اتر سکوں۔ اگر قرآن میں کوئی اور آیت ہو تو ارشاد فرمایئے۔

اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ

(اللہ یہ تو معاف نہیں کریگا کہ اسکا شریک ٹھہرایا جائے اور اسکے علاوہ جسے چاہے بخش دیگا)

وحشی نے کہا کہ اب بھی معاملہ صاف نہیں ہوا۔ مجھے معلوم نہیں کہ میرے متعلق مشیت ایزدی کیا ہے کوئی اطمینان بخش ضمانت دیجئے۔

اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ

(کہہ دے اے بندو میرے جنہوں نے زیادتی کی ہے اپنی جان پر آس مت توڑو اللہ کی مہربانی سے بے شک اللہ بخشتا ہے سب گناہ وہ گناہ معاف کرنے والا مہربان ہے)

وحشی نے کہا جی ہاں بے شک یہ نجات کی صاف ضمانت ہے اور اسلام قبول کرلیا۔

خدا کی یہ شان مغفرت سن کر کسی نے مشرک کی مغفرت کا سوال کیا کہ یارسول اللہ! یہ بشارت ان کیلئے مخصوص ہے یا سب کیلئے ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی جواب دیا سب کیلئے ہے۔ مشرک کے لئے بھی مایوسی کی کوئی بات نہیں وہ بھی شرک سے توبہ کرلے اور اس عام رحمت میں آجائے۔ ایک عورت کے سوال پر کہ کیا خدا اپنے بندوں پر زیادہ مہربان نہیں بہ نسبت ایک ماں باپ کے اپنے بچوں پر؟ فرمایا بے شک ہے۔ اس عورت نے عرض کی کہ ایک ماں تو اپنے بچہ کو

آگ میں نہیں ڈال سکتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک جھکا لیا اور رو پڑے۔ پھر سر اٹھالیا اور فرمایا خدا اپنے بندوں میں کسی کو عذاب نہیں کرے گا مگر صرف اس سرکش کو جس کی سرکشی خدا کے ساتھ قائم ہے جو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے کو تیار نہیں ہوتا (اس حدیث کو ابن ماجہ نے روایت کیا)

خدا کی بے نہایت رحمت کا نقشہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ گیا اور آپ پر گریہ رحمت طاری ہو گیا تو اس تاثر اور بے خودی کے عالم میں آپ نے اتنا ہی مختصر جواب دے دیا کہ خدا کی رحمت نے تو کسی کو اپنے دامن سے باہر نہیں رکھا مگر کیا کیا جائے کہ اس کی بعض سرکش مخلوق نے خود ہی اس کے دامن میں آنے سے انکار کر دیا۔

اس پر بھی غور کیجئے کہ عجب ہے خدا کی بے نیازی زمانہ جاہلیت میں عمر فاروقؓ کی شمشیر ایک بدترین ارادہ کے لئے بے نیام ہوتی ہے مگر شان بے نیازی ان پر سعادت کا دروازہ کھول دیتی ہے۔ ادھر جناب ابو طالب کی جان نثاری دیر سے دروازہ کھٹکھٹا رہی ہے مگر شان استغناء التفات نہیں کرتی اور یہ کہہ کر دروازہ بند کر دیتی ہے کہ جف القلم بما ھو کائن فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر بس ایک مصنف کا متحیر قلم جو کچھ لکھ سکتا ہے وہ صرف اس قدر ہے کہ رب العزت کی وہ بلند بارگاہ ہے جہاں کسی کی عداوت و جان نثاری دونوں سے بے نیازی حاصل ہے۔ یہاں تو یہ حال ہے کہ حضرت سید الشہداء کا قاتل اسلام قبول کر کے مسلمانوں کا بھائی بن سکتا ہے اور ایک کاتب وحی مرتد ہو کر زمین و آسمان کا مبغوض بن جاتا ہے جس کی لاش کو زمین بھی باہر اگل دیتی ہے۔

## سب سے آخر جنت میں جانے والا مسلمان

ایک طویل حدیث کا خلاصہ اور مفہوم یہ ہے کہ ایک مسلمان اپنے گناہوں کے باعث سب سے آخر تک دوزخ میں رہے گا۔ جب اس کے نکلنے کا وقت آئے گا تو ارشاد ہوگا کیوں چیخ رہا ہے؟ وہ عرض کرے گا میرے آقا! مجھے دوزخ نے کھا لیا۔ تمام گنہگار مسلمان دوزخ سے نکل گئے لیکن میرے لئے اتنا تو کر دیا جائے کہ مجھے دوزخ کے کنارے پر کھڑا کر دیا جائے اور وسط جہنم سے نکال لیا جائے۔ ارشاد ہوگا کہ اگر یہ تیری تمنا پوری کر دی جائے تو پھر کچھ سوال تو نہیں کرے گا؟ وہ عرض کرے گا اے میرے رب! پھر میں کچھ طلب نہیں کروں گا۔ چنانچہ اس کو دوزخ کے کنارے پر کھڑا کر دیا جائے گا۔

ایک عرصہ تک یہ خاموش رہے گا پھر چیخنا شروع کرے گا ارشاد ہوگا اب کیا کہتا ہے؟ یہ عرض کرے گا' الٰہی! مجھ کو دوزخ سے باہر کھڑا کر دیا جائے۔ ارشاد ہوگا تو نے کہا تھا میں اور کچھ طلب نہیں کروں گا۔ یہ عرض کرے گا مجھے آپ کی عزت وجلال کی قسم! اگر آپ نے میری یہ درخواست قبول کر لی تو پھر کچھ نہیں کہوں گا۔ ارشاد ہوگا اچھا اس کو باہر کر دیا جائے۔ دوزخ سے باہر نکلنے کے بعد اس کو ایک درخت نظر آئے گا۔ ایک عرصہ تک یعنی جب تک اللہ چاہے گا یہ خاموش رہے گا۔ ایک عرصہ کی خاموشی کے بعد پھر عرض کرے گا' اے میرے پروردگار! اگر تو مجھے اس درخت کے نیچے پہنچا دے تو میں آرام سے بیٹھا رہوں گا اور پھر کچھ نہ کہوں گا۔

ارشاد حق ہوگا ابن آدم! تو بڑا کذاب ہے تو نے تو یہ قسمیں کھا کر کہا تھا کہ میں کچھ اور نہیں کہوں گا۔ یہ عرض کرے گا۔ یا الٰہی! تیری عزت وجلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ درخت کے نیچے پہنچ جانے کے بعد پھر کچھ عرض نہیں کروں گا۔ چنانچہ یہ درخواست قبول کر لی جائے گی۔ درخت کے نیچے پہنچ جانے کے بعد ایک طویل عرصہ تک جس کی مقدار اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے خاموش رہے گا لیکن درخت کے نیچے پہنچنے کے بعد اس کو جنت کا دروازہ نظر آ جائے گا چنانچہ یہ بندہ ایک زمانہ دراز تک خاموش رہے گا جنت کے دروازوں کو دیکھے گا اور خاموش ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ جب ایک طویل مدت گزر جائے گی تو پھر عرض کرے گا الٰہی! اگر مجھ کو جنت کے دروازے تک پہنچا دیا جائے تو پھر میں کوئی چیز طلب نہیں کروں گا۔ ارشاد ہوگا ابن آدم تو بڑا کذاب اور جھوٹا ہے۔ ہر بار قسمیں کھاتا ہے اور توڑتا ہے۔ کیا تو نے نہیں کہا تھا کہ درخت کے نیچے پہنچنے کے بعد پھر کچھ نہیں کہوں گا۔ بندہ پھر عزت وجال کی قسم کھا کر وعدہ کرے گا اور نہایت موثق طریقہ پر وعدہ کرے گا کہ الٰہی جنت کے دروازہ تک پہنچ جانے کے بعد پھر مجھے کونسی ضرورت باقی رہ جائے گی۔ دروازے پر بیٹھا بیٹھا جنت کو دیکھا کروں گا اور آپ سے کچھ نہیں کہوں گا۔ چنانچہ پھر درخواست قبول کر لی جائے گی اور جنت کے دروزے پر پہنچا دیا جائے گا۔

جنت کے دروازے پر پہنچنے کے بعد یہ شخص خاموش ہو کر بیٹھ جائے گا اور یہاں تک ضبط سے کام لے گا کہ باوجود انتہائی شوق کے ایک لفظ بھی منہ سے نہیں نکالے گا۔

شوق کہتا ہے ابھی عرض تمنا کیجئے ۔۔۔ دل یہ کہتا ہے کہ پڑتی نہیں ہمت میری

خدا جانے اس خاموشی اور ضبط کا سلسلہ کب تک جاری رہے گا۔ یہاں تک کہ سخی اور

داتا کا انتظار حد سے گزر جائے گا۔ سخی کے شوق عطا اور جذبۂ جود و کرم کا تقاضا یہ ہوگا کہ سائل کچھ مانگے اور میں دوں۔ سائل کو یہ ضد ہوگی کہ میں اپنی زبان سے اب کچھ نہیں کہوں گا۔ کیا مزیدار ضد و بحث ہوگی کہ سائل خاموش بیٹھا ہے اور دینے والے منتظر کھڑے ہیں۔ کہ کب اس کے منہ سے اپنی حاجت کا اظہار ہو اور میں پورا کروں۔ زمانہ گزر جاتا ہے لیکن سائل ٹس سے مس نہیں ہوتا۔ جب ایک مدت گزر جائے گی جس کی تعیین اللہ ہی جانتا ہے اور باوجود طویل مدت کے سائل نہ بولے گا تو سخی خود فرمائے گا۔ اے بندے! اب تو کچھ نہیں مانگتا۔

صاحبو دیکھا آپ نے شوق سخاوت۔ میں کیا عرض کروں۔ معاملہ ایسا ہے کہ جس کا کہنا مشکل معلوم ہوتا ہے کہ مانگنے والے سے دینے والا زیادہ تیار و مستعد۔ غرضیکہ جب اس مالک کریم کی جانب سے دریافت کیا گیا کہ اب تو کچھ نہیں مانگتا تو سائل عرض کرے گا کہ مجھے شرم آتی ہے کیونکہ کئی مرتبہ قسمیں کھا کھا کر توڑ چکا ہوں۔ ارشاد ہوگا کہ ہم سے مانگنے میں کیا شرمانا۔ ہم جانتے ہیں کہ تو جنت میں جانا چاہتا ہے جا ہم نے تجھے بخش دیا۔ یہ سن کر بندہ جنت میں جانے کا قصد کرے گا لیکن اس کو جنت میں کوئی خالی بالا خانہ نظر نہ آئے گا۔ چونکہ سب سے پیچھے داخل ہوگا تو تمام جگہ بھری ہوئی معلوم ہوگی یہ جنت کے دروازے میں کھڑا ہو کر کہے گا۔ **استھزئ منی و انت رب العلمین** یعنی آپ رب العالمین ہو کر مجھ سے مذاق کرتے ہیں۔ ارشاد ہوگا ہم مذاق نہیں کرتے بلکہ تیرے لئے دنیا سے دس گنا بڑی بادشاہت وحکومت ہے۔
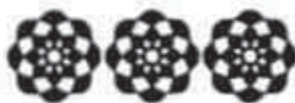
# گناہ اور اس کی خرابیاں

شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں۔

تہمت کے مواقع سے اپنے آپ کو بچانے کے دو فائدے ہیں۔

ایک فائدہ تو یہ ہے کہ خواہ مخواہ اپنے آپ کو دوسروں کی نظر میں بدگمان کیوں کیا جائے؟ کیونکہ جس طرح دوسروں کا حق ہے' اپنے نفس کا بھی حق ہے اور نفس کا حق یہ ہے کہ اس کو بلاوجہ ذلیل نہ کیا جائے۔ بلاوجہ اس کے بارے میں لوگوں کے دلوں میں بدگمانی نہ پیدا کی جائے۔

دوسرا فائدہ دیکھنے والے شخص کا ہے۔ اس لئے کہ جو شخص تمہیں دیکھ کر بدگمانی میں مبتلا ہوگا اور تحقیق کے بغیر تمہارے بارے میں بدگمانی کرے گا تو وہ بدگمانی کے گناہ میں مبتلا ہوگا۔ لہٰذا اس کو گناہ میں کیوں مبتلا کرتے ہو؟ بہر حال ایسا کام کرنا جس سے خواہ مخواہ لوگوں کے دلوں میں شکوک وشبہات پیدا ہوں۔ یہ درست نہیں۔

## گناہ کے مواقع سے بھی بچنا چاہئے

گناہ کے جو مواقع ہوتے ہیں وہاں جا کر آپ چاہے گناہ نہ کریں۔ لیکن گناہ کے ان مواقع کے پاس سے گزرنا اور اس طرح گزرنا کہ دیکھنے والے یہ سمجھیں کہ یہ شخص بھی اس گناہ میں مبتلا ہوگا۔ یہ بھی درست نہیں۔ مثلاً کوئی سینما ہال ہے۔ اب آپ اس سینما ہال کے اندر سے یہ سوچ کر گزر گئے کہ چلو یہ راستہ مختصر ہے۔ یہاں سے نکل جائیں۔ اب آپ نے وہاں نہ تو کسی تصویر کو دیکھا اور نہ کوئی اور گناہ کیا لیکن جو شخص بھی آپ کو گزرتے ہوئے دیکھے گا تو وہ یہی سمجھے گا کہ آپ سینما دیکھنے آئے ہوں گے۔ اس لئے کہ آپ نے ایسا کام کرلیا جس کی وجہ سے خواہ مخواہ آپ پر تہمت لگ گئی اور شبہ پیدا ہوگیا۔ ایسا کام کرنا بھی درست نہیں اور اگر کبھی ایسی نوبت آجائے جس سے شبہ پیدا ہو تو وضاحت کر کے بتا دینا چاہئے کہ میں یہاں فلاں مقصد سے آیا تھا۔

# نافرمانی اور گناہ کیا چیز ہیں؟

یہ گناہ کیا چیز ہیں؟ اور گناہوں کے عواقب اور انجام کیا ہوتے ہیں؟ پہلے اس کو سمجھنا ضروری ہے۔ گناہ کے معنی ہیں۔ نافرمانی مثلاً تمہارے ایک بڑے نے تمہیں حکم دیا کہ یہ کام اس طرح کرو اور تم کہو کہ میں یہ کام نہیں کرتا۔ یا بڑے نے کہا کہ اس بات سے اور اس کام سے بچو اور تم کہو کہ میں یہ کام ضرور کروں گا۔ یہ بڑے کی بات نہ ماننا نافرمانی کہلاتا ہے اگر یہ نافرمانی اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے ساتھ کی جائے تو اسی کا نام گناہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے اثرات اتنے دور رس اور اتنے خراب اور برے ہیں کہ ان کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔

# گناہ کی پہلی خرابی..... احسان فراموشی

گناہ کی سب سے پہلی خرابی احسان فراموشی ہے اس لئے کہ جس محسن نے انسان کو وجود بخشا ہے اور ہر وقت انسان اس کی نعمتوں میں غرق ہے۔ سر سے لے کر پاؤں تک اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اس کے اوپر مبذول ہیں۔ جسم کے ایک ایک عضو کو لے کر اندازہ کرو کہ اس کی کتنی قیمت اور کتنی اہمیت ہے۔ چونکہ یہ نعمتیں مفت ملی ہوئی ہیں۔ اس لئے دل میں ان کی کوئی وقعت اور قدر نہیں۔ خدانخواستہ اگر کسی وقت ان اعضاء میں سے کسی ایک عضو کو بھی نقصان پہنچ جائے۔ تب پتہ چلے کہ یہ کتنی بڑی نعمت ہے اور یہ نقصان کتنا بڑا نقصان ہے۔ یہ آنکھ کتنی بڑی نعمت ہے۔ یہ کان کتنی بڑی نعمت ہے۔ یہ زبان کتنی بڑی نعمت ہے۔ یہ صحت کتنی بڑی نعمت ہے۔ یہ رزق جو صبح شام کھانے کیلئے اللہ تعالیٰ عطا فرما رہے ہیں یہ کتنی بڑی نعمت ہے۔ تو جس عظیم محسن اور منعم کی نعمتوں نے ہمیں ڈھانپ لیا ہے۔ اس کا صرف یہ کہنا ہے کہ تم لوگ صرف چند باتوں سے پرہیز کرلو اور باز آ جاؤ۔ لیکن تم سے اتنا چھوٹا سا کام نہیں ہوتا۔ لہٰذا گناہ کی سب سے پہلی خرابی احسان فراموشی ناشکری اور محسن کا حق ادا نہ کرنا ہے۔

# گناہ کی دوسری..... خرابی دل پر زنگ کا لگنا

گناہ کی دوسری خرابی یہ ہے کہ حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب انسان پہلی مرتبہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگا دیا جاتا ہے۔

اس نقطے کی حقیقت کیا ہے اس کو تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں اور جب دوسرا گناہ کرتا ہے تو دوسرا نقطہ لگا دیا جاتا ہے جب تیسرا گناہ کرتا ہے تو تیسرا نقطہ لگا دیا جاتا ہے اگر اس دوران وہ توبہ کرلے تو یہ نقطے مٹا دیئے جاتے ہیں لیکن اگر وہ توبہ نہ کرے بلکہ مسلسل گناہ کرتا رہے اور گناہ کرتا ہی چلا جائے تو آہستہ آہستہ وہ سیاہ نقطے اس کے پورے دل کو گھیر لیتے ہیں اور پھر وہ نقطے زنگ کی صورت اختیار کر لیتے ہیں اور دل کو زنگ لگ جاتا ہے اور جب دل کو زنگ لگ جاتا ہے تو اس کے بعد اس کے اندر حق بات ماننے کی صلاحیت ہی نہیں رہتی۔ پھر اس پر غفلت کا وہ عالم طاری ہوتا ہے کہ پھر گناہ کے گناہ ہونے کا احساس مٹ جاتا ہے اور گناہوں کے مفاسد کا ادراک اور احساس ختم ہو جاتا ہے گویا کہ انسان کی عقل ماری جاتی ہے۔

## گناہ کے تصور میں مومن اور فاسق کا فرق

ایک روایت میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ مومن جو اب تک گناہ کا عادی نہیں ہے وہ گناہ کو ایسا سمجھتا ہے جیسے پہاڑ اس کے سر پر ٹوٹنے والا ہے اور فاسق و فاجر گناہ کو اتنا ہلکا اور معمولی سمجھتا ہے جیسے کوئی مکھی ناک پر آکر بیٹھ گئی اور اس نے ہاتھ مار کر اس کو اڑا دیا۔ یعنی وہ گناہ کو بہت معمولی سمجھتا ہے اور اس کے کرنے کے بعد اس پر کوئی ندامت اور شرمندگی نہیں ہوتی۔ لیکن ایک مومن جس کو اللہ تعالیٰ نے ایمان کی برکات عطا فرمائی ہیں وہ گناہ کو ایک پہاڑ تصور کرتا ہے اگر غلطی سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اس کے سر پر ایک پہاڑ ٹوٹ پڑتا ہے۔ جس کے نتیجے میں وہ غم اور صدمہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

## گناہ کی تیسری خرابی.... ظلمت اور تاریکی

چونکہ ہم لوگ گناہ کے ماحول کے عادی ہو چکے ہیں۔ اس وجہ سے ان گناہوں کی ظلمت اور کراہیت دلوں سے مٹ چکی ہے۔ ورنہ ہر گناہ میں ایسی ظلمت اور ایسی کراہیت ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ صحیح ایمان کامل عطا فرمائے تو انسان اس ظلمت اور کراہیت کو برداشت نہ کر سکے۔ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ غلطی سے کسی موقع پر حرام آمدنی کا ایک لقمہ منہ میں چلا گیا۔ جس کی وجہ یہ پیش آئی کہ ایک صاحب نے دعوت کی۔ ان کے

یہاں کھانے کیلئے چلے گئے۔ بعد میں پتہ چلا کہ اس کی آمدنی حرام کی تھی۔ فرماتے تھے کہ دو مہینے تک اس حرام لقمے کی ظلمت میں اپنے دل میں محسوس کرتا رہا اور اس ظلمت کا نتیجہ یہ تھا کہ اس دو مہینے کے عرصے میں بار بار دل میں گناہ کے داعیے اور تقاضے پیدا ہوتے رہے۔ کبھی تقاضا ہوتا کہ فلاں گناہ کرلوں۔ کبھی تقاضا ہوتا کہ فلاں گناہ کرلوں یہ سب ایک گناہ کا اثر تھا اور اس کی ظلمت تھی۔

## گناہوں کے عادی ہو جانے کی مثال

ہمارے دلوں میں ان گناہوں کی ظلمت اور کراہیت اس لئے محسوس نہیں ہوتی کہ ہم ان گناہوں کے عادی ہو چکے ہیں۔ اس کی مثال یوں سمجھیں جیسے ایک بدبودار گھر ہو اور اس گھر میں تعفن اٹھ رہا ہو۔ سڑی ہوئی اشیاء اس گھر میں پڑی ہوئی ہوں۔ اگر باہر سے کوئی شخص اس گھر کے اندر جائے گا تو اس کیلئے اندر جا کر ذرا دیر بھی کھڑا ہونا مشکل ہوگا لیکن ایک شخص اسی بدبودار مکان کے اندر ہی رہتا ہے تو اس کو بدبو کا احساس نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ وہ بدبو کا عادی ہو چکا ہے اور اس کے اندر خوشبو اور بدبو کی تمیز ہی نہیں رہی۔ اس لئے اب وہ بہت آرام سے اس مکان میں رہتا ہے اگر کوئی شخص اس سے کہے کہ تم اتنے گندے اور بدبودار مکان میں رہتے ہو تو وہ اس کو پاگل کہے گا اور کہے گا کہ میں تو بہت آرام سے اس مکان میں رہتا ہوں۔ مجھے تو یہاں کوئی تکلیف نہیں ہے۔ اس لئے کہ وہ شخص اس بدبو کا عادی ہو چکا ہے اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے اس بدبو سے محفوظ رکھا ہے بلکہ خوشبو والے ماحول میں رکھا ہے۔ اس کا تو یہ حال ہوگا کہ اگر دور سے ذرا سی بھی بدبو آجائے تو اس کا دماغ خراب ہو جائے گا۔ اسی طرح جو لوگ صاحب ایمان ہیں اور جن کا سینہ تقویٰ کی وجہ سے آئینہ کی طرح صاف شفاف ہے۔ ایسے لوگ گناہوں کی ظلمت اور کراہیت کو بہت زیادہ محسوس کرتے ہیں۔ بہر حال گناہوں کی تیسری بڑی خرابی اور انجام دل میں ظلمت اور کراہیت کا پیدا ہونا ہے۔

## گناہوں کی چوتھی خرابی..... عقل کا خراب ہونا

گناہوں کی چوتھی خرابی یہ ہے کہ جب آدمی گناہ کرتا چلا جاتا ہے تو اس کی عقل خراب ہو جاتی ہے اور اس کی مت الٹی ہو جاتی ہے اس کی فکر اور سمجھ غلط راستے پر پڑ جاتی ہے اور پھر اچھی بات کو برا اور بری بات کو اچھا سمجھنے لگتا ہے اگر اس کو صحیح بات بھی نرمی سے سمجھاؤ تو

وہ اس کے دماغ میں نہیں اترتی۔ اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کردے اس کی ہدایت کا کوئی راستہ نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کسی کو بے وجہ گمراہ نہیں کرتے بلکہ جب کوئی شخص گناہ اور نافرمانی کرتا ہی چلا جاتا ہے تو پھر ان گناہوں کی نحوست یہ ہوتی ہے کہ پھر صحیح بات اس کی سمجھ میں آتی ہی نہیں۔

## گناہ نے شیطان کی عقل کو اوندھا کر دیا

دیکھئے! یہ ابلیس شیطان جو گناہ کا سرچشمہ اور گناہ کا موجد اور بانی ہے کیونکہ سب سے پہلے اس دنیا میں گناہ کو اسی نے ایجاد کیا۔ خود بھی گناہ میں مبتلا ہوا اور حضرت آدم علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر کو بھی بہکا گیا اور اس گناہ کرنے کے نتیجے میں اس کی عقل اوندھی ہو گئی۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے اس کو حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیا تو اس نے حکم ماننے کے بجائے عقلی دلیل پیش کرنی شروع کر دی کہ آپ نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا ہے۔ یہ دلیل بظاہر تو بڑی اچھی ہے کہ آگ افضل ہے اور مٹی اس کے مقابلے میں مفضول ہے۔ لیکن اس کی عقل میں یہ بات نہیں آئی کہ آگ کو پیدا کرنے والا بھی وہی ہے اور مٹی کو بنانے والا بھی وہی ہے۔ جب بنانے والا یہ حکم دے رہا ہے کہ آگ کو چاہئے کہ مٹی کو سجدہ کرے تو پھر آگ کی فضیلت کہاں گئی اور مٹی کی مفضولیت کہاں گئی؟ اس کی سمجھ میں یہ بات نہ آئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ راندہ درگاہ ہوا اور مردود اور ذلیل ہوا اور پھر اللہ تعالیٰ کے یہاں توبہ کا دروازہ تو کھلا ہوا ہے۔ انسان کیلئے بھی اور شیطان کیلئے بھی اگر وہ عقل کو صحیح استعمال کر کے اللہ تعالیٰ سے کہہ دیتا کہ مجھ سے غلطی ہو گئی مجھے معاف کر دو۔ اب آپ جو کہیں گے وہ کروں گا مگر یہ بات کہنے کیلئے آج بھی تیار نہیں۔

## حضرت موسیٰ علیہ السلام سے شیطان کا مکالمہ

میں نے اپنے شیخ سے ایک قصہ سنا اگرچہ بظاہر اسرائیلی واقعہ ہے لیکن بڑا سبق آموز واقعہ ہے وہ یہ کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کے لئے کوہ طور پر تشریف لے جانے لگے تو راستے میں یہ شیطان مل گیا۔ اس نے کہا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے ہم کلام

ہونے کیلئے تشریف لے جارہے ہیں تو ہمارا ایک چھوٹا سا کام کردیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کیا کام ہے؟ شیطان نے کہا کہ ہم تو اب راندہ درگاہ اور مردود اور ملعون ہو چکے ہیں کہ اب تو ہماری نجات کا کوئی راستہ نظر نہیں آرہا ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لئے سفارش فرمادیں کہ ہمارے لئے بھی توبہ کا کوئی راستہ مل جائے اور نجات کی کوئی صورت نکل آئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ بہت اچھا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر پہنچے وہاں پر اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی ہوئی لیکن اس دوران شیطان کی بات پہنچانا بھول گئے۔ جب واپس چلنے لگے تو خود اللہ تعالیٰ نے یاد دلاتے ہوئے فرمایا کہ تمہیں کسی نے کوئی پیغام دیا تھا؟ اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں یا اللہ! میں بھول گیا۔ راستے میں مجھے ابلیس ملا تھا اور بڑی پریشانی کا اظہار کررہا تھا اور یہ التجا کررہا تھا کہ ہمارے لئے بھی نجات کا کوئی راستہ نکل آئے۔ اے اللہ! آپ تو رحیم وکریم ہیں۔ ہر ایک کو معاف فرمادیتے ہیں۔ وہ توبہ کررہا ہے تو اس کو بھی معاف فرمادیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے کب کہا کہ توبہ کا دروازہ بند ہے ہم تو معاف کرنے کو تیار ہیں۔ اس کو کہہ دو کہ تیری توبہ قبول ہو جائے گی۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ اس وقت ہم نے تجھ سے کہا تھا کہ آدم کو سجدہ کرلے۔ اس وقت تو نے ہماری بات نہیں مانی۔ اب بھی معاملہ بہت آسان ہے کہ اس کی قبر پر جا کر سجدہ کرلے، ہم تمہیں معاف کردیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ معاملہ تو بہت آسان ہو گیا۔ چنانچہ یہ پیغام لے کر واپس تشریف لائے۔ راستے میں پھر شیطان سے ملاقات ہوئی۔ پوچھا کہ میری معافی کا کیا ہوا؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ تیرے معاملے میں تو اللہ تعالیٰ نے بڑا آسان راستہ بتادیا۔ اس وقت تجھ سے یہ غلطی ہوئی تھی کہ تو نے آدم کو سجدہ نہیں کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اب تو آدم کی قبر کو سجدہ کرلے تو تیرا گناہ معاف ہو جائے گا۔ جواب میں شیطان نے فوراً کہا کہ واہ بھائی! میں نے زندہ کو سجدہ کیا نہیں، اب مردے کو کیسے سجدہ کرلوں؟ اور اس کی قبر کو کیسے سجدہ کرلوں؟ یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا۔ یہ جواب اس لئے دیا کہ عقل الٹی ہوگئی تھی۔ بہرحال گناہ کی خاصیت یہ ہے کہ وہ انسان کی عقل کو اوندھا کردیتا ہے اور انسان کی مت ماری جاتی ہے اور پھر صحیح بات انسان کی سمجھ میں نہیں آتی۔

## گناہوں کی پانچویں خرابی.... بارش کا بند ہونا

گناہوں کا پانچواں نقصان یہ ہے کہ ان کی اصل سزا تو آخرت میں ملے گی۔ لیکن اس دنیا میں بھی ان گناہوں کی نحوست اس کی زندگی پر اثر انداز ہوتی ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب لوگ زکوٰۃ دینا بند کر دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بارشیں بند کر دیتے ہیں۔

## گناہوں کی چھٹی خرابی.... بیماریوں کا پیدا ہونا

اور چھٹا نقصان یہ ہے کہ جب لوگوں میں بدکاری، فحاشی، عریانی پھیل جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کو ایسی ایسی بیماریوں میں مبتلا کر دیتے ہیں کہ ان کے آباء واجداد نے ان بیماریوں کے بارے میں کبھی سنا بھی نہیں تھا کہ ایسی بھی کوئی بیماری ہوتی ہے اور نہ ان کا نام سنا تھا۔ چنانچہ اس حدیث کو سامنے رکھ کر ایڈز کی بیماری کو دیکھ لیں جس کا ساری دنیا میں آج طوفان برپا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چودہ سو سال پہلے بتا گئے کہ ایسی ایسی بیماریاں آئیں گی۔ ہر گناہ کے کچھ خاصے ہوتے ہیں اور ان خاصوں کا مظاہرہ اسی دنیا ہی کے اندر ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ آنکھوں سے دکھا دیتے ہیں اور ان گناہوں کی شامت اعمال ظاہر ہو جاتی ہے۔

## گناہوں کی ساتویں خرابی.... قتل و غارت گری

حدیث شریف میں ہے کہ آخر زمانے میں ایک زمانہ ایسا آجائے گا کہ **"یکثر الھرج"** اس میں قتل و غارت گری کی کثرت ہوگی اور آدمی کو مارا جائے گا اور نہ اس کو اور نہ ہی اس کے ورثا کو پتہ چلے گا کہ کیوں مارا گیا؟ اور کس نے مارا؟ **"لایدری القاتل فیم قتل ولا المقتول فیم قتل"** پہلے جب کوئی قتل ہوتا تھا تو پتہ چل جاتا تھا کہ دشمنی تھی۔ اس کی وجہ سے مارا گیا۔ یہ حدیث پڑھ لو آج جو قتل و غارت گری ہو رہی ہے۔ اس کو دیکھ لو کہ کس طرح لوگ مر رہے ہیں۔ آج کسی کا قتل ہو جائے اور اس کے بارے میں پوچھا جائے کہ کیوں مارا گیا؟ اور کس نے مارا؟ تو اس کا جواب کسی کے پاس نہیں ہوتا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چودہ سو سال پہلے آج کے حالات دیکھ کر یہ بات ارشاد فرمائی تھی۔ یہ سب ہماری شامت اعمال اور شامت گناہ کی وجہ سے ہو رہا ہے اور گناہوں کی کثرت نے یہ صورت حال پیدا کر دی ہے۔

کاپی 8

# گناہ لکھنے میں تاخیر کی جاتی ہے

حدیث شریف میں آتا ہے کہ ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے ہوتے ہیں ایک نیکیاں لکھنے والا اور ایک برائیاں لکھنے والا۔ میں نے اپنے شیخ حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب قدس اللہ سرہ سے سنا ہے کہ نیکی لکھنے والے فرشتے کو یہ حکم ہے کہ جب وہ انسان نیکی کرے تو فوراً اس کو لکھ لو اور بدی لکھنے والے فرشتے کو حکم یہ ہے کہ جب وہ انسان بدی کرے تو لکھنے سے پہلے نیکی لکھنے والے فرشتے کو یہ حکم ہے کہ جب وہ انسان بدی کرے تو لکھنے سے پہلے نیکی لکھنے والے فرشتے سے پوچھے کہ لکھوں یا نہ لکھوں۔ گویا کہ نیکی لکھنے والا فرشتہ اس کا امیر ہے۔ چنانچہ جب انسان کوئی گناہ کرتا ہے تو وہ بدی لکھنے والا فرشتہ نیکی لکھنے والے فرشتے سے پوچھتا ہے کہ لکھوں یا نہ لکھوں؟ نیکی والا فرشتہ کہتا ہے کہ نہیں' ابھی مت لکھو' کیونکہ ہوسکتا ہے کہ یہ توبہ کرلے اور استغفار کرلے تو پھر لکھنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے اگر وہ شخص دوبارہ گناہ کرلیتا ہے اور اپنے پہلے گناہ سے توبہ نہیں کرتا تو پھر پوچھتا ہے کہ اب لکھ لوں نیکی والا فرشتہ کہتا ہے کہ نہیں۔ ابھی ٹھہر جاؤ۔ پھر جب تیسری مرتبہ گناہ کرلیتا ہے تو پھر پوچھتا ہے کہ لکھوں یا نہیں؟ اب جا کر وہ کہتا ہے کہ ہاں اب لکھ لو۔ اس کے بعد وہ گناہ اس کے نامہ اعمال میں لکھ دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کیلئے اتنا آسانی کا معاملہ کردیا ہے کہ نیکی فوراً لکھ لی جاتی ہے اور بدی کے لکھنے میں تامل اور تاخیر کی جاتی ہے کہ شاید یہ گناہ سے توبہ کرلے۔

# جہاں گناہ کیا' وہیں توبہ کرلو

اسی وجہ سے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ جب کوئی گناہ سرزد ہوجائے تو فوراً بلا تاخیر توبہ و استغفار کرلو تاکہ وہ گناہ تمہارے نامہ اعمال کے اندر لکھا ہی نہ جائے اور بزرگوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جس زمین پر گناہ کیا ہے۔ اسی زمین پر فوراً توبہ و استغفار کرلو تاکہ قیامت کے روز جب وہ زمین تمہارے گناہ کی گواہی دے تو اس کے ساتھ ساتھ وہ زمین تمہاری توبہ کی بھی گواہی دے کہ

اس شخص نے میرے سینے پر گناہ کیا تھا۔ اس کے بعد میرے سینے پر ہی توبہ بھی کرلی تھی۔ یہ سب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کی تعمیل ہو رہی ہے کہ ایمان مومن کا کھونٹا ہے۔ جب مومن ادھر ادھر چلا جاتا ہے تو گھوم پھر کر واپس اپنے کھونٹے کے پاس آجاتا ہے۔

## گناہوں سے بچنے کا اہتمام کریں

اس لئے اول تو گناہوں سے بچنے کا اہتمام اور فکر کریں اہتمام اور فکر کے بغیر گناہوں سے بچا نہیں جاسکتا۔ اگر اہتمام اور فکر کے باوجود کسی مجبوری سے یا بھول چوک سے یا غلطی سے گناہ سرزد ہو جائے تو فوراً توبہ کرو۔ استغفار کرو اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو۔ یہ کرتے رہو گے تو پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس گناہ کو معاف فرما دیں گے اور یہ غفلت اور لاپرواہی سب سے بڑی بلا ہے کہ انسان کو فکر اور دھیان اور توجہ ہی نہ ہو بلکہ اپنے گناہوں پر نادم ہونے کی بجائے اس کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرے۔ (اصلاحی خطبات)

# شیطان کی حسرت و مایوسی

ایک روایت میں آتا ہے کہ انسان گناہ کرتا ہے تو لکھا نہیں جاتا' دوسرا گناہ بھی نہیں لکھا جاتا یہاں تک کہ پانچ گناہ جمع ہو جائیں۔ اسکے بعد اگر ایک نیکی کرتا ہے تو پانچ نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ان پانچ نیکیوں کے بدلے وہ پانچ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ حسرت وافسوس کے ساتھ ابلیس کہتا ہے میں انسان پر کس طرح قابو پاؤں کیونکہ اسکی ایک نیکی میری ساری محنت پر پانی پھیر دیتی ہے۔

## توبۃ النصوح

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ توبۃ النصوح کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ توبۃ النصوح یہ ہے کہ۔ ۱۔ آدمی دل میں شرمندہ ہو جائے۔

۲۔ زبان سے استغفار کرے۔ ۳۔ دوبارہ اس گناہ کے نہ کرنے کا عزم کرے۔

**یآیھا الذین امنوا توبوا الی اللہ توبۃ نصوحاً**

اے ایمان والو! اللہ کے سامنے سچی (پکی) توبہ کرو۔

## استغفار کے ساتھ گناہ نہ کرنے کا عزم ضروری ہے

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ زبان سے استغفار کرنے کے باوجود گناہ پر جمے رہنے والے کی مثال پروردگار کے ساتھ مذاق کرنے والے کی سی ہے۔ (نعوذ باللہ)

رابعہ بصریہؒ فرماتی ہیں ہمارا استغفار بھی استغفار کا محتاج ہے۔

## اللہ کی طرف سے تائب کا اعزاز واکرام

توبہ کرنے والے شخص کا اللہ تعالیٰ چار باتوں کے ذریعہ اکرام فرماتا ہے۔

۱۔اس کو گناہوں سے اس طرح پاک کر دیتا ہے کہ گویا کبھی گناہ کیا ہی نہیں۔
۲۔اللہ ایسے بندے سے محبت فرمانے لگتا ہے۔۳۔شیطان سے اسکی حفاظت فرماتا ہے۔
۴۔دنیا چھوڑنے سے (یعنی مرنے سے) پہلے اسے بے خوف اور مطمئن کر دیتا ہے۔

## تائب پر دوزخ سے گزرتے ہوئے آگ کا اثر نہ ہوگا

خالد بن معدان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب اہل توبہ جنت میں پہنچ جائیں گے تو اس وقت کہیں گے اللہ نے تو یہ فرمایا تھا کہ ہم جنت میں جانے کیلئے دوزخ کے اوپر سے گزریں گے ان سے کہا جائے گا کہ تم دوزخ پر ہی سے گزر کر آئے ہو لیکن اس وقت وہ ٹھنڈی تھی۔

## مسلمان کو عار دلانے پر وعید

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو مسلمان کسی مسلمان کو کسی برائی پر عار دلائے اور شرمندہ کرے تو وہ برائی کرنے والے کے مثل ہے (یعنی ایسا ہے جیسے وہ برائی اس نے خود کی) اور جو شخص مومن کو کسی جرم (گناہ) کی بنیاد پر بدنام کرے گا وہ یقیناً اس دنیا میں مرنے سے پہلے اس برائی کے اندر مبتلا اور بدنام ہو کر رہے گا۔(اعاذنا اللہ تعالیٰ منہ)

فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مومن کبھی قصداً اور ارادتاً گناہ نہیں کرتا بلکہ غفلت میں اس سے گناہ ہو جاتا ہے تو پھر توبہ کر لینے کے بعد عار دلانے کے کیا معنی؟

## گناہ لکھنے سے پہلے نیکی کا انتظار کیا جاتا ہے

ہر انسان کے دائیں بائیں کاندھے پر دو فرشتے مقرر ہیں۔دائیں کاندھے والا فرشتہ بائیں والے پر حاکم ہوتا ہے۔جب کوئی انسان گناہ کرتا ہے تو بائیں کاندھے والا فرشتہ لکھنا چاہتا ہے لیکن دائیں والا روک دیتا ہے اور کہتا ہے کہ جب تک پانچ گناہ نہ ہو جائیں تب تک نہ لکھ، پانچویں گناہ کے بعد وہ لکھنے کی اجازت مانگتا ہے وہ پھر روک دیتا اور کہتا ہے کہ انتظار کر شاید یہ کوئی نیکی کرلے،اگر وہ بندہ نیکی کر لیتا ہے تو دائیں کندھے والا فرشتہ کہتا ہے کہ اللہ کے یہاں یہ اصول ہے کہ ہر نیکی کا بدلہ دس گنا دیا جائے گا اب اس کی ایک نیکی کے دس بدلے ہو گئے اور گناہ پانچ ہیں۔لہٰذا پانچ نیکیوں کے بدلہ میں تو پانچ گناہ معاف ہو گئے اور میں پانچ نیکیاں لکھ لیتا ہوں۔اس پر شیطان چیختا چلاتا ہے کہ میں انسان پر کس طرح قابو پاؤں؟

# توبہ سے گناہ نیکیوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ عاء کے بعد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا راستہ میں کھڑی ایک عورت نے مجھ سے کہا۔ ابو ہریرہ مجھ سے ایک بہت بڑا گناہ ہو گیا ہے کیا توبہ کی کوئی صورت ہے؟ میں نے گناہ معلوم کیا تو اس نے بتایا کہ مجھ سے زنا ہو گیا اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے بچہ کو میں نے مار ڈالا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے گناہ کی سنگینی کو دیکھتے ہوئے اس سے کہا کہ تو خود بھی ہلاک ہوئی اور دوسرے کو بھی ہلاک کیا اب توبہ کی گنجائش کہاں؟ یہ سننا تھا کہ وہ عورت مارے خوف کے بے ہوش ہو کر گر پڑی، میں آگے بڑھ گیا لیکن دل میں نادم ہو رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں اپنی رائے سے مسئلہ بتایا۔ علی الصباح خدمت اقدس میں حاضر ہو کر رات کا سارا ماجرا سنایا آپ نے فرمایا انا لله و انا اليه راجعون ابو ہریرہ تم خود بھی ہلاک ہوئے اسے بھی ہلاک کیا کیا تم کو یہ آیت یاد نہیں۔

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ. وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا يُضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ. وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا

"اور جو لوگ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے اور نہ کسی کا ناحق قتل کرتے ہیں اور نہ زنا کرتے ہیں جو ایسا کرے گا وہ گناہ گار ہے اس کو قیامت میں دوگنا عذاب ہوگا اور ذلت کے ساتھ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا مگر جو توبہ کرے اور ایمان لے آئے اور نیک عمل کرنے لگے تو ایسے لوگوں کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں میں تبدیل فرما دے گا اور اللہ تعالیٰ غفور الرحیم ہے"۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں یہ سن کر اس کی تلاش میں نکلا اور مدینہ کی گلیوں میں یہ کہتا پھرا کل رات کس عورت نے مجھ سے مسئلہ معلوم کیا تھا؟ میری اس کیفیت

کو دیکھ کر بچے کہنے لگے ابو ہریرہ پاگل ہو گئے۔ رات کو اسی جگہ اس عورت سے ملاقات ہوگئی۔ میں نے فرمان رسالت سنایا کہ تیرے لئے توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ وہ خوشی میں بولی کہ میرا فلاں باغ مساکین کیلئے صدقہ ہے۔ بعض اکابر فرماتے ہیں کہ توبہ سے نامہ اعمال میں مندرجہ معاصی نیکیوں میں تبدیل ہوجاتے ہیں۔ کفر تک کیلئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

قُلْ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّاقَدْ سَلَفَ

کافروں سے کہہ دیجئے کہ اگر وہ کفر سے توبہ کرلیں تو ان کے سابقہ گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔ کفر سب سے بڑا گناہ ہے جو توبہ سے معاف ہوجاتا ہے تو دوسرے چھوٹے گناہوں کا معاف ہونا تو بالکل یقینی ہے۔ (تنبیہ الغافلین)

## توبہ کس لئے نہیں کرتے

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے انسان تو اپنے رب کریم پر کس چیز سے بہکا۔ یعنی اللہ کا کرم دیکھ کر تو اور زیادہ شرمانا چاہئے اور حلیم کے غصہ سے ڈرنا چاہئے پھر یہ غرور اور دھوکہ نہیں تو اور کیا ہے کہ اس کی ایک صفت کو لے کر دوسری صفات سے آنکھیں بند کرلی جائیں۔

## توبہ کرنے میں کاہے کا انتظار ہے

جب سلیم الفطرت انسان کسی گناہ یا غلط کام کا ارتکاب کرتا ہے تو وہ یہ جان رہا ہوتا ہے کہ وہ غلط کررہا ہے یا ظلم وزیادتی کررہا ہے یا فسق وفجور کررہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے کی مخالفت کررہا ہے اور اللہ کے فرامین سے بغاوت کرکے اس کے قہر و غضب کو دعوت دے رہا ہے۔ یوں وہ اپنی دنیا بھی تباہ اور آخرت بھی برباد کررہا ہے' لیکن اس کے ساتھ ساتھ خواہشات کا غلبہ' گناہوں کی عارضی لذت' دنیا کی چکا چوند' جھوٹی اور کھوکھلی عزت کا نشہ' جھوٹی شان وشوکت' معاشرے میں ناک نہ رہنے کا اندیشہ اسے یہ سمجھتے ہوئے بھی کہ وہ گناہ کررہا ہے' اس پر قائم ودائم رہنے پر مجبور کرتا ہے۔

گناہوں کے ارتکاب کے وقت جب اس کے ضمیر پر ضرب لگتی ہے تو وہ یہ بہانہ کرکے اسے خاموش کرادیتا ہے کہ ابھی بڑی عمر پڑی ہے۔ میں جلد ہی اس سے معافی مانگ لوں گا۔

عنقریب توبہ کرلوں گا۔ یہ ایک موہوم امید' ایک ناروا اور خام خیال دل کو ایک دلاسا اور ایک بہکاوا اسے بےفکر کئے رکھتا ہے اور یوں وہ گناہوں کی دلدل میں دھنستا چلا جاتا ہے۔

اگر کوئی اللہ کا بندہ اس غلط روش اور طرز فکر و عمل کی نشاندہی کر کے سمجھائے تو انسان شیطان لعین کے دھوکے میں آ کر کہتا ہے کہ چھوڑو جی! ان کی کون سی بات ہے' یہ تو ہر وقت اللہ تعالیٰ سے ڈراتے ہی رہتے ہیں۔ انکو تو جی جہنم اور اللہ کی ناراضی و غضب کے علاوہ کچھ نظر ہی نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ تو بہت غفور و رحیم اور نہایت ہی رحم کرنے والا ہے۔ ہمیں بس اس کی رحمت کا سہارا چاہئے۔ وہ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔ اس کی رحمت بہت وسیع ہے۔ یہ جو ہمیں سمجھا رہے ہیں نا! یہ خود تو زندگی کے مزے لوٹ چکے ہیں' اب عاجز و بیکار ہو گئے ہیں تو ہمیں سمجھانے آ گئے ہیں۔

اے میرے بھائی! اب بھی وقت ہے۔ زندگی کی سانسیں چل رہی ہیں۔ اعضاء حرکت میں ہیں۔ گناہوں سے کنارہ کش ہو جاؤ۔ برائیاں چھوڑ دو۔ یہ الٹی سیدھی گمراہ کن دلیلیں ترک کر دو۔ معاصی کا ارتکاب بند کر دو۔ اللہ جانے یہ زندگی کا سفر کس موڑ پر ختم ہو جائے۔ چلتی چلتی گاڑی رک جائے۔ ابھی وقت ہے توبہ کر لے' توبہ ہی تیری نجات کا پروانہ ہے۔ تیری اخروی کامیابی کی علامت اور ضمانت ہے۔

اگر جوانی مستانی نے تجھے توبہ سے غافل کر رکھا ہے تو دیکھ کہ کتنے ہی لوگ روزانہ درد دل' درد قولنج اور کتنے ہی گبھرو جوان کہ سر درد کے معمولی عارضے سے دیکھتے ہی دیکھتے تڑپ تڑپ کر دم توڑ دیتے ہیں۔ لہٰذا ہم تجھے دعوت دیتے ہیں کہ مرنے سے قبل بلکہ آج ہی واپس پلٹ آؤ اور اپنے اللہ کے حضور گناہوں کی زندگی کو چھوڑنے اور خوش بختیوں اور سعادتوں بھری زندگی کا حصول چاہنے کی خاطر توبہ کیلئے ہاتھ اٹھا دو۔ یقیناً اللہ کریم تیرے اٹھے ہوئے ہاتھوں کی لاج رکھ کر تجھے گناہوں سے پاک صاف کر کے تیری توبہ قبول کر لے گا اور گناہوں سے دامن داغدار کو پاک صاف کرنے کی توفیق بخش دے گا۔ لہٰذا اب بھی وقت ہے لوٹ آؤ' پلٹ آؤ' توبہ کی طرف' رجوع الی اللہ کی طرف۔ اللہ پاک توفیق دے آمین۔

# مغفرت ورحمت قدم بہ قدم

شیطان آدمی میں خون کی طرح دوڑتا ہے اور رات دن اسے گناہ میں مبتلا کر کے خدائی رحمت سے دور کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت پر قربان کہ انہوں نے معمولی معمولی نیکیوں پر بخشش کا وعدہ فرما کر شیطان کی ساری محنت کو ضائع فرما دیا۔ ذیل میں ان اعمال کی جھلک دکھائی گئی ہے جن کے اہتمام پر مغفرت کا وعدہ ہے۔

## حُسن سلوک پر گناہ معاف

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ خوش خلقی خطاؤں کو یوں پگھلا دیتی ہے جس طرح پانی برف کو پگھلا دیتا ہے اور بدخلقی اعمال کو یوں بگاڑتی ہے جس طرح سرکہ شہد کو بگاڑ دیتا ہے۔ (بیہقی)

## لوگوں پر مہربانی سے گناہ معاف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ رحم کرو، تم پر بھی رحم کیا جائیگا بخش دیا کرو، تم کو بھی بخش دیا جائے گا۔ خرابی ہے ان لوگوں کیلئے جو قیف کی طرح علم کی بات سنتے ہیں لیکن نہ اس کو یاد رکھتے ہیں نہ اس پر عمل کرتے ہیں (ایسے لوگوں کو قیف سے تشبیہ دی) اور خرابی ہے ضد کرنے والوں کیلئے جو گناہوں پر اصرار کرتے ہیں حالانکہ ان کو علم ہے۔ (کنز العمال)

## مصافحہ ومسکراہٹ سے گناہ معاف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

دو مسلمان جب آپس میں ملیں اور مصافحہ کریں اور ان دونوں میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کے چہرے کو دیکھ کر مسکرائے اور یہ تمام عمل اللہ ہی کیلئے ہو تو جدا ہونے سے پہلے دونوں کی مغفرت کر دی جائیگی۔ (طبرانی)

# صلوۃ تسبیح کی فضیلت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب سے فرمایا اے عباس! اے میرے محترم چچا کیا میں آپ کی خدمت میں ایک گراں قدر عطیہ اور ایک قیمتی تحفہ پیش کروں؟ کیا میں آپ کو خاص بات بتاؤں؟ کیا میں آپ کے دس کام اور اس کی دس خدمتیں کروں (یعنی آپ کو ایک ایسا عمل بتاؤں جس سے آپ کو دس عظیم الشان منفعتیں حاصل ہوں۔ وہ ایسا عمل ہے کہ) جب آپ اس کو کریں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کے سارے گناہ معاف فرمادے گا۔ اگلے اور پچھلے بھی، پرانے بھی اور نئے بھی، بھوک چوک سے ہونے والے بھی اور دانستہ ہونے والے بھی، صغیرہ بھی اور کبیرہ بھی، ڈھکے چھپے بھی اور اعلانیہ ہونے والے بھی (وہ عمل صلوۃ التسبیح ہے) (میرے چچا) اگر آپ سے ہو سکے تو روزانہ یہ نماز پڑھا کریں اور اگر روزانہ نہ پڑھ سکیں تو ہر جمعہ کے دن پڑھ لیا کریں اور اگر آپ یہ بھی نہ کر سکیں تو سال میں ایک دفعہ پڑھ لیا کریں اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو کم از کم زندگی میں ایک بار ہی پڑھ لیں۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

# پانی پلانے پر مغفرت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ ایک مرتبہ ایک آدمی راستہ میں چلا جا رہا تھا۔ اسے سخت پیاس لگی، چلتے چلتے اسے ایک کنواں ملا، وہ اس کے اندر اترا اور پانی پی کر باہر نکل آیا۔ کنویں سے باہر نکل کر اس نے ایک کتا دیکھا جس کی زبان باہر نکلی ہوئی ہے اور پیاس کی شدت سے وہ کیچڑ چاٹ رہا ہے۔ اس آدمی نے دل میں کہا کہ اس کتے کو بھی پیاس کی ایسی ہی تکلیف ہے جیسے کہ مجھے تھی اور وہ اس کتے پر رحم کھا کر پھر اس کنویں میں اترا اور اپنے چمڑے کے موزے میں پانی بھر کر اس نے اس کو اپنے منہ سے تھاما اور کنویں سے باہر نکل آیا اور اس کتے کو وہ پانی پلا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی رحم دلی اور اس محنت کی قدر فرمائی اور اسی عمل پر اس کی بخشش کا فیصلہ فرمادیا۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ واقعہ سن کر دریافت کیا ۔ یا رسول اللہ! کیا جانوروں کی تکلیف دور کرنے میں بھی ہمارے لئے اجر و ثواب ہے؟

آپ نے فرمایا ہاں ہر زندہ اور تر جگر رکھنے والے جانور کی تکلیف دور کرنے میں ثواب ہے۔ (بخاری شریف)

## نماز میں صف کی درستگی پر مغفرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص صف کے کسی خلا کو پر کرے اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔ (ترغیب)

## بیچی ہوئی چیز واپس لینے پر گناہ معاف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ جو بندہ اپنے کسی مسلمان بھائی کیساتھ اقالہ کا معاملہ کرے (یعنی اسکی بیچی ہوئی یا خریدی ہوئی چیز کی واپسی پر راضی ہو جائے) تو اللہ تعالیٰ اسکی غلطیاں یعنی گناہ معاف فرما دینگے۔ (ابوداؤد)

## کھانا کھلانے پر مغفرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ بھوکے مسلمان کو کھانا کھلانا بھی مغفرت کو واجب کرنے والے اعمال میں سے ہے۔ (حاکم)

## مہمان کے اکرام پر گناہ معاف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔ جب کبھی بھی کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی سے ملاقات کیلئے جائے اور میزبان مہمان کا اکرام کرنے کی غرض سے مہمان کو تکیہ پیش کرے تو اللہ تعالیٰ میزبان کی مغفرت فرما دینگے۔ (کنز العمال)

## نامناسب حالات پر صبر کرنے سے گناہ معاف

ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! تمام لوگوں میں سے سب سے زیادہ آزمائش کس کی ہوتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انبیاء کرام کی۔ اس کے بعد درجہ بہ درجہ جو افضل ہو۔ آدمی کی آزمائش اس کے دین کے اعتبار سے ہوتی ہے۔

اگر اس کی دینی حالت پختہ ہو تو آزمائش بھی سخت ہوگی۔ اگر دین کمزور ہے تو اس کے دین کے موافق اللہ تعالیٰ اس کو آزمائے گا۔ مسلسل بندہ پر مصائب آتے رہتے ہیں حتیٰ کہ وہ اس حال میں زمین پر چلتا پھرتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔ (ابن ابی الدنیا)

# تین نابالغ پر بچوں کی وفات پر گناہ معاف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو دو مسلمان میاں بیوی ہوں اور انکے تین نابالغ بچے فوت ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ والدین کی مغفرت فرما دیتے ہیں ان کی بخشش کا سبب وہ فضل و رحمت ہو گا جو اللہ تعالیٰ کا ان بچوں پر ہے۔ (کنز العمال)

# طلب معاش کی تھکاوٹ پر گناہ معاف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے شام اس حالت میں کی کہ اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی وجہ سے تھکا ہوا تھا تو اس نے شام اس حالت میں کی کہ اس کی مغفرت ہو چکی۔ (طبرانی)

# رنج وغم اور تفکرات سے گناہ معاف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب بندے کے گناہ بہت ہو جائیں اور اس کا کوئی عمل ایسا نہیں ہوتا جو ان گناہوں کا کفارہ بن سکے تو اللہ تعالیٰ اس کو غم میں مبتلا کر دیتے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ غم کی وجہ سے اس کے گناہ معاف فرما دیں۔ (احمد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا مومن کو جو تھکن پہنچتی ہے اور مرض پہنچتا ہے اور فکر و رنج اور اذیت وغم حتی کہ کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان تمام کی وجہ سے اس کی خطاؤں کو معاف فرما دیتے ہیں۔ (ابو نعیم)

# باہمی صلح کرنے سے گناہ معاف

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیر اور جمعرات میں اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ سوائے ان دو شخصوں کے جنہوں نے آپس میں بولنا چھوڑ رکھا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ ان دونوں کو چھوڑ دو یہاں تک کہ یہ دونوں صلح کر لیں۔ (ابن ماجہ)

# تکلیف پہنچنے پر گناہ معاف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس آدمی کے جسم کو زخمی کر دیا جائے پھر یہ زخمی شخص تکلیف دینے والے کو معاف کر دے تو بقدر معافی اللہ تعالیٰ اسکے گناہوں کو معاف فرما دینگے۔ (کنز العمال)

# نابینا کی مدد پر چالیس کبیرہ گناہ معاف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو نابینا آدمی کو لے چلا حتی کہ اس کے گھر تک پہنچا دیا تو اس کے چالیس کبیرہ گناہوں کی مغفرت کر دی جائیگی اور چار کبیرہ گناہ بھی دوزخ کو واجب کر دیتے ہیں۔ (کنز العمال)

# حسن سلوک پر گناہ معاف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا خوش خلقی گناہوں کو ایسے پگھلا دیتی ہے جیسے سورج برف کو پگھلا دیتا ہے۔ (کنز العمال)

# حاجی کی دُعا پر مغفرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

حاجی کی اور جس کیلئے حاجی بخشش کی درخواست کرتا ہے اسکی اللہ تعالیٰ مغفرت فرما دیتے ہیں۔ (کنز العمال)

# سفر حج میں موت پر گناہ معاف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

جو مکہ مکرمہ کے راستے میں جاتے یا آتے ہوئے مر گیا نہ اسکی عدالت میں پیشی ہوگی اور نہ حساب لیا جائیگا اور اسکی مغفرت کر دی جائیگی۔ (اصبہانی فی ترغیب)

## حج کے ذریعے گناہ معاف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے مناسک حج پورے کئے اور اسکی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہے۔ یعنی حج کے بعد تو اللہ اسکے اگلے پچھلے گناہوں کی مغفرت فرمادیتے ہیں۔ جس نے مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑھیں تو اسکے اگلے اور پچھلے گناہوں کی مغفرت کردی جائیگی اور قیامت کے دن ایمان والوں کیساتھ اسکو اٹھایا جائیگا۔ (ابن حجر)

## بیت اللہ میں داخلہ پر گناہ معاف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو بیت اللہ شریف میں داخل ہوگیا وہ نیکی کی کان میں داخل ہوگیا اور گناہ سے بخشا بخشایا نکل آیا۔ (کنز العمال)

## ایک رات کے بخار پر گناہ معاف

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایک رات کے بخار کے عوض سارے گناہ معاف فرمادیتے ہیں۔ (اتحاف)

## سر میں درد پر گناہ معاف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے راستے میں جس شخص کے سر میں درد ہو اور وہ اس پر ثواب کی نیت رکھے تو اس سے پہلے کے تمام گناہ معاف کردیئے جائینگے۔ (مجمع الزوائد)

## قرآنی دعا چالیس مرتبہ پڑھنے پر گناہ معاف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا میں تم کو اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم نہ بتادوں کہ جس کے ذریعے سے دعا کی جائے تو اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں اور سوال کیا جائے تو پورا فرماتے ہیں۔ یہ دعا وہ ہے جس کے ذریعے حضرت یونس علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو تین اندھیروں میں پکارا تھا۔ ”اِلٰـهَ اِلَّآ اَنْـتَ سُبْـحٰـنَکَ اِنِّـیْ کُـنْـتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ“ (تین اندھیروں سے مرادرات سمندر اور مچھلی کے پیٹ کے اندھیرے ہیں)

ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ! کیا یہ دعا حضرت یونس علیہ السلام کیلئے خاص ہے یا تمام اہل ایمان کیلئے عام ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد نہیں سنا۔ ''وَ نَجَّیْنٰـهُ مِنَ الْغَمِّ ط وَ كَذٰلِكَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ'' کہ ہم نے یونس علیہ السلام کو مصیبتوں سے نجات دی اور ہم اسی طرح ایمان والوں کو نجات دیا کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو مسلمان اس دعا کو اپنی بیماری میں چالیس مرتبہ پڑھے اگر وہ اس مرض میں فوت ہو جائے تو اس کو شہید کا ثواب دیا جائے گا اور اگر اس بیماری سے اسے شفا مل گئی تو اس شفا کیساتھ اسکے تمام گناہ معاف کئے جا چکے ہونگے۔ (مستدرک حاکم)

## ۹ ذوالحجہ کے روزہ پر دو سال کے گناہ معاف

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے عرفہ کے دن روزہ رکھا (یعنی ۹ ذی الحجہ کے دن) اس کے سال گزشتہ اور سال آئندہ کے گناہوں کی مغفرت کر دی جائیگی۔ (ابن ماجہ)

## ماہانہ تین روزوں پر گناہ معاف

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو استعداد رکھتا ہو ہر مہینہ تین روزے رکھ لیا کرے کیونکہ ہر دن کا روزہ دس خطاؤں کی بخشش کا ذریعہ ہے اور یہ گناہوں سے ایسا صاف ستھرا کر دیتا ہے جیسے پانی کپڑے کو۔ (طبرانی فی الکبیر)

## ہفتہ میں تین روزوں پر گناہ معاف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے بدھ جمعرات اور جمعہ کے دن روزہ رکھا۔ پھر جمعہ کے دن صدقہ کیا خواہ قلیل مقدار میں یا کثیر مقدار میں تو اس کے تمام گناہوں کی مغفرت کر دی جائے گی حتی کہ وہ ایسا ہو جائے گا جیسا کہ وہ اپنی ماں سے پیدائش کے دن تھا۔ (یعنی کوئی گناہ باقی نہیں رہے گا) (طبرانی)

# احترام قبلہ پر گناہ معاف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ جو شخص قضائے حاجت کے وقت نہ تو قبلہ کی طرف منہ کرے اور نہ پیٹھ کرے اس کیلئے ایک نیکی لکھی جائیگی اور ایک خطا معاف کی جائیگی۔ (کنز العمال)

# بیت اللہ کی زیارت پر گناہ معاف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے معبود! آپکے بندوں کا آپ پر کیا حق ہے جب وہ آپکے گھر آ کر آپکی زیارت کریں؟ کیونکہ ہر زیارت کرنیوالے کا میزبان پر حق ہوا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے داؤد! ان کا مجھ پر حق یہ ہے کہ دنیا میں انکو عافیت وسلامتی سے رکھوں اور جب آخرت میں ملوں تو ان کی مغفرت کر دوں۔ (کنز العمال)

# پانچ چیزیں جن کا دیکھنا عبادت اور سبب مغفرت ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا پانچ طرح کا دیکھنا عبادت ہے۔ ۱۔ قرآن پاک کو دیکھنا۔ ۲۔ کعبۃ اللہ کو دیکھنا۔ ۳۔ والدین کو نظر شفقت سے دیکھنا۔ ۴۔ زمزم شریف کو دیکھنا۔ ۵۔ عالم کے چہرے کو دیکھنا اور یہ باتیں خطاؤں کو گراتی ہیں یعنی معاف کراتی ہیں (نسائی) دارقطنی کی روایت میں یوں ہے کہ ایسے آدمی کو دیکھنا جو متبع سنت ہو اور سنت کی طرف دعوت دیتا ہو اور بدعت سے روکتا ہو اسکے چہرے کو دیکھنا بھی عبادت ہے۔

# حج کرنے پر گناہ معاف

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے اس طرح حج کیا کہ اس میں نہ تو کسی شہوانی اور فحش بات کا ارتکاب کیا اور نہ اللہ کی نافرمانی کی تو وہ گناہوں سے ایسا پاک صاف ہو کر واپس ہوگا جیسا اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا۔ (بخاری)

# حج وعمرہ سے گناہ معاف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا پے در پے حج اور عمرہ کیا کرو۔ کیونکہ حج اور عمرہ دونوں فقر ومحتاجی اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتے ہیں جس طرح لوہار اور سنار کی بھٹی لوہے اور سونے چاندی کا میل کچیل دور کر دیتی ہے اور حج مبرور (مقبول) کا صلہ اور ثواب تو بس جنت ہی ہے۔ (ترمذی)

# نماز عید سے قبل صدقہ فطر دینے پر مغفرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا صدقہ فطر روزہ دار کو بیکار اور فحش باتوں سے پاک کر دیتا ہے۔ (جو حالت روزہ میں اس سے سرزد ہوگئی تھی) اور غرباء و مساکین کے کھانے کی دعوت ہے۔ جس نے اس کو نماز (عید) سے قبل ادا کر دیا۔ تو بہت ہی مقبول ہے اور جس نے اس کو نماز (عید) کے بعد ادا کیا تو یہ باقی صدقہ کی طرح ایک صدقہ ہے (یعنی ثواب میں کچھ کمی آجاتی ہے) (ابوداؤد)

# صدقہ خیرات کرنے پر گناہ معاف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ اے سوداگرو! خرید وفروخت میں لغو اور بے فائدہ باتیں بھی ہو جاتی ہیں اور قسم بھی کھائی جاتی ہے تو (اسکے علاج اور کفارہ کیلئے) اسکے ساتھ صدقہ بھی ملا دیا کرو۔ (احمد، ابوداؤد)

# قربانی کرنے پر گناہ معاف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا:

اے فاطمہ! اپنے قربانی کے جانور کے پاس کھڑے رہو۔ اس لئے کہ اس کے خون کا جو پہلا قطرہ گرے گا۔ اس سے تمہارے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کر دی جائے گی۔ وہ عرض کرنے لگیں اے اللہ کے رسول! کیا یہ ہمارے اہل بیت کی خصوصیت ہے یا ہمارے ساتھ باقی مسلمان بھی شریک ہیں؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ فضیلت ہمارے لئے بھی ہے اور باقی مسلمانوں کیلئے بھی۔ (بزار)

کاپی 9

# رمضان المبارک میں گناہ معاف

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس بندہ نے رمضان کا روزہ رکھا اور اسی کے حدود کی پہچان حاصل کی جن امور کی رعایت ضروری ہے ان کی رعایت کی تو اسکے تمام گزشتہ گناہوں کی مغفرت کر دی جائیگی۔ (ابن حبان)

# عاشورہ کا روزہ رکھنے پر گناہ معاف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عاشورہ (۱۰ محرم الحرام) کے روزہ کے بارہ میں پوچھا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا یہ گزشتہ سال کے گناہوں کا کفارہ بن جائیگا۔ (مسلم)

# جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے پر گناہ معاف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جو شخص جمعہ کے دن ۸۰ مرتبہ مجھ پر درود بھیجے اس کے ۸۰ سال کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے''...عرض کیا گیا: یارسول اللہ! آپ پر کیسے درود پڑھا جائے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''یوں کہو: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَنَبِیِّکَ وَرَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ...(دارقطنی)

# ایک مرتبہ درود بھیجئے دس گناہ معاف

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف بھیجتا ہے' اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں' دس گناہوں کو معاف فرماتے ہیں اور اس کی وجہ سے اس کے دس درجات بلند فرماتے ہیں''...(احمد ونسائی)

# درود شریف پر فرشتوں کی دعائے مغفرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص نے کسی کتاب میں مجھ پر درود شریف لکھا تو جب تک میرا نام اس کتاب میں باقی رہیگا فرشتے اس کیلئے مسلسل دعائے مغفرت کرتے رہینگے''...(کنز العمال)

# اپنے مال کی زکوٰۃ نکالئے گناہ معاف

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ بنوتمیم کا ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں بہت مالدار آدمی ہوں اور عیال دار بھی ہوں (خوب وسعت رکھتا ہوں جی کھول کر خرچ کرسکتا ہوں) تو آپ مجھے بتائیے کہ میں کیا کروں؟ اور کس طرح خرچ کروں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اپنے مال کی زکوٰۃ نکال کیوں کہ زکوٰۃ ایسی پاکی ہے کہ تجھ کو گناہوں سے پاک کردیگی' خویش واقارب سے صلہ رحمی کر' مسکین اور پڑوسی اور سائل کا حق پہچان"... (مسند احمد)

# صدقہ خیرات کے ذریعے گناہ معاف

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعب بن عجرہ سے فرمارہے ہیں "اے کعب بن عجرہ! نماز اللہ کے قرب کا ذریعہ ہے اور روزہ ڈھال ہے اور صدقہ گناہ کو اس طرح بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اے کعب بن عجرہ! لوگ صبح کرتے ہیں' کچھ تو اپنی جان کو بیچنے والے ہیں پس وہ اپنی گردن کو باندھنے والے ہیں اور کچھ لوگ اپنے نفس کو خریدنے والے ہیں پس وہ اپنی گردن کو آزاد کرنے والے ہیں"

اور ابن حبان کے الفاظ حدیث یوں ہیں "اے کعب بن عجرہ! جنت میں داخل نہیں ہوگا وہ شخص جس کے خون اور گوشت کی پرورش حرام کمائی سے ہوئی... دوزخ کی آگ اس کیلئے زیادہ مناسب ہے... اے کعب بن عجرہ! لوگ صبح کرنے والے ہیں' پس کچھ لوگ تو اپنی گردن چھڑانے میں صبح کرتے ہیں تو وہ اپنی گردن کو آزاد کرنے والے ہیں اور کچھ لوگ اس طرح صبح کرتے ہیں کہ اپنی گردن کو باندھنے والے ہوتے ہیں... اے کعب بن عجرہ! نماز اللہ کے قرب کا ذریعہ ہے اور روزہ ڈھال ہے اور صدقہ خطا کو ایسے بجھا دیتا ہے جیسے برف چکنی چٹان سے نیچے گر جاتی ہے"... (ابویعلی وابن حبان)

# راہ خدا میں موت پر سارے گناہ معاف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اللہ کی راہ میں قتل ہوجانا تمام گناہوں کا کفارہ بن جائے گا۔ سوائے امانت کے اور امانت نماز میں ہے اور امانت

روزہ میں ہے اور امانت بات میں ہے اور سب سے زیادہ تیرے لئے لائق اہتمام (دوسروں کی) بطور امانت رکھی ہوئی اشیاء ہیں''۔ (ابو نعیم وطبرانی)

## شفاعت سے کبیرہ گناہ معاف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''دو باتوں کے درمیان مجھے اختیار دیا گیا یا تو شفاعت کو اختیار فرماؤں یا میری آدھی امت جنت میں داخل ہو جائے تو میں نے شفاعت کو پسند کیا اس لئے کہ شفاعت زیادہ عام ہے اور زیادہ کفایت کرنے والی ہے۔ بہر حال یہ صرف متقی مومنین کیلئے ہی نہیں بلکہ یہ تو گنہگاروں خطا کاروں اور مصیبت زدگان کیلئے بھی ہے''۔ (احمد وطبرانی)

## درود شریف پڑھنے پر غم ختم اور گناہ معاف

حدیث شریف میں ہے کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں آپ پر کثرت سے درود بھیجنا چاہتا ہوں اپنی دعا اور اذکار کے وقت میں سے درود شریف کیلئے کتنا وقت مقرر کروں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جتنا تمہارا دل چاہے'' میں نے عرض! ایک چوتھائی وقت؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا'' جتنا تم چاہو اور اگر زیادہ کرلو تو تمہارے لئے بہتر ہے'' میں نے عرض کیا: آدھا کر دوں؟

آپ نے ارشاد فرمایا'' جتنا تم چاہو اور اگر زیادہ کرلو تو تمہارے لئے بہتر ہے''۔ میں نے عرض کیا: دو تہائی کر دوں؟ آپ نے ارشاد فرمایا'' جتنا تم چاہو اور اگر زیادہ کرلو تو تمہارے لئے بہتر ہے'' میں نے عرض کیا پھر میں اپنے سارے وقت کو آپکے درود کیلئے مقرر کرتا ہوں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا'' اگر ایسا کرلو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری ساری فکروں کو ختم فرما دیں گے اور تمہارے گناہ بھی معاف کر دیئے جائیں گے''۔ (ترمذی)

## درود شریف سے تمام گناہ معاف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

''نہیں ہیں دو بندے جو آپس میں محبت رکھتے ہوں ان میں کوئی ایک جب اپنے

ساتھی کے سامنے آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دونوں درود بھیجیں تو جدا ہونے سے پہلے ان دونوں کے آئندہ اور گزشتہ (صغیرہ) گناہوں کی مغفرت کردی جائیگی'' (کنزالعمال)

## جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے پر گناہ معاف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جو شخص جمعہ کے دن اسی مرتبہ مجھ پر درود بھیجے اس کے اسی سال کے (صغیرہ) گناہ معاف کردیئے جائینگے''۔ عرض کیا گیا یارسول اللہ! آپ پر کیسے درود پڑھا جائے؟ رسول اللہ صلی الہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''یوں کہو''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَنَبِیِّکَ وَرَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ'' (دارقطنی)

## مرحوم کیلئے دعائے مغفرت پر گناہ معاف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔''اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت میں کسی مرد صالح کا درجہ ایک دم بلند کردیا جاتا ہے تو وہ جنتی بندہ پوچھتا ہے کہ اے پروردگار! میرے درجہ اور مرتبہ میں یہ ترقی کس وجہ سے اور کہاں سے ہوئی؟ جواب ملتا ہے تیرے واسطے تیری فلاں اولاد کی دعائے مغفرت کرنے کی وجہ سے''۔ (طبرانی)

## مومنین کیلئے دعائے مغفرت پر گناہ معاف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''جو کوئی شخص مومن مردوں اور مومن عورتوں کیلئے مغفرت طلب کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کیلئے ہر مومن مرد اور عورت کے عوض ایک نیکی لکھ دیتے ہیں''۔ (طبرانی)

## ہر دعا قبول کرانے کا نسخہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
جو شخص ہر روز مومن مردوں اور عورتوں کیلئے ستائیس بار مغفرت طلب کرے گا تو اس کا شمار ان لوگوں میں ہوگا جن کی دعا قبول ہوتی ہے اور جن کی وجہ سے اہل زمین کو رزق ملتا ہے۔ (طبرانی)

# جنازہ میں شرکت پر گناہ معاف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''بندہ مومن کو اس کی موت کے بعد سب سے پہلی جزا جو دی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ اس کے جنازے کے پیچھے چلنے والے تمام افراد کی مغفرت کر دی جاتی ہے''۔ (کنز العمال)

# وصیت کرنے پر گناہ معاف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔ ''جس نے وصیت کی حالت میں انتقال کیا (یعنی اس حالت میں جسکا انتقال ہوا کہ اپنی مالیت اور معاملات وغیرہ کے بارے میں جو وصیت اس کو کرنی چاہئے تھی وہ اس نے کی اور صحیح اور رضائے خداوندی کیلئے کی) تو اسکا انتقال ٹھیک راستہ پر اور شریعت پر چلتے ہوئے ہوا اور اسکی موت تقویٰ اور شہادت والی موت ہوئی اور اسکی مغفرت ہوگی''۔ (ابن ماجہ)

# مراحل قبر پر گناہ معاف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ ''قبر میں بھینچ جانا مومن کیلئے کفارہ ہے ہر اس گناہ کا جو اسکے ذمہ باقی تھا اور اس کی مغفرت نہیں ہوئی تھی''۔ (کنز العمال)

# شہادت پر گناہ معاف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ ''موت ہر مسلمان کیلئے کفارہ ہے''۔ (نزع وغیرہ کی وجہ سے جو دکھ اس کو پہنچتے ہیں اس کی بناء پر) (کنز العمال)

# شہادت پر تمام گناہ معاف

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ ''شہید کے جسم سے خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرتے ہی اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے اور دو حوروں سے اس کا نکاح کر دیا جاتا ہے اور اس کے گھرانے میں سے ستر افراد کے حق میں شفاعت قبول کی جاتی ہے اور سرحد کا نگہبان جب اپنی چوکی میں جائے گا۔ ستر حوروں سے اس کا نکاح کر دیا جائے گا اور اسے کہا جائے گا ٹھہر جا اور سفارش کر یہاں تک کہ حساب وکتاب سے فراغت ہو''۔ (کنز العمال)

# سمندری سفر میں گناہ معاف

حدیث شریف میں ہے: جس نے سمندر میں سفر کرتے ہوئے چالیس موجیں شمار کیں اس حال میں کہ وہ اللہ اکبر کہہ رہا تھا۔ اسکے اگلے پچھلے گناہوں کی مغفرت کردی جائیگی، تحقیق موجیں گناہوں کو جھاڑ دیتی ہیں۔ (خصال المکفرہ)

# اکرام میت پر گناہ معاف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ "جو شخص میت کو غسل دیتا ہے اور اس کے ستر کو اور اگر کوئی عیب پائے تو اسکو چھپاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکے چالیس بڑے گناہ معاف فرمادیتے ہیں اور جو اپنے بھائی کی (میت) کیلئے قبر کھودتا ہے اور اسکو اس میں دفن کرتا ہے تو گویا اس نے (قیامت کے دن) دوبارہ زندہ اٹھائے جانے تک اسکو ایک مکان میں ٹھہرا دیا یعنی اسکو اس قدر اجر ملتا ہے جتنا کہ اس شخص کیلئے قیامت تک مکان دینے کا اجر ملتا ہے۔ (طبرانی، مجمع الزوائد)

# تجہیز و تکفین پر گناہ معاف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔ "جو شخص کسی میت کو غسل دیتا ہے پھر اس کے ستر کو اور اگر کوئی عیب پائے تو اس کو چھپاتا ہے تو چالس مرتبہ اس کی مغفرت کی جاتی ہے اور جو شخص میت کو کفن دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے باریک اور موٹے ریشم کا لباس پہنائیں گے"۔ (مستدرک حاکم)

# فوت شدہ کی تعریف پر گناہ معاف

حدیث شریف میں ہے: جب لوگ کسی کی نماز جنازہ پڑھ لیں اور میت کے بارے میں کلمات خیر کہیں تو حق تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتے ہیں "ان کی گواہی کو ان کے علم کے مطابق نافذ کیا جائے اور جو یہ نہیں جانتے اس کی بھی مغفرت کرتا ہوں"۔ (کنز العمال)

# مرحوم کے حق میں گواہی پر گناہ معاف

حدیث شریف میں ہے: جب بندہ مومن انتقال کر جائے اور اسکے دو پڑوسی یہ کہہ دیں کہ یہ شخص بڑا بھلا تھا اسکے علاوہ ہم کچھ نہیں جانتے۔ حالانکہ وہ علم خداوندی میں اسکے برعکس تھا تو حق تعالیٰ فرشتوں سے ارشاد فرماتے ہیں "میرے بندہ کے بارے میں میرے بندہ کی گواہی قبول کرلو۔ میرے علم کے مطابق یہ جیسا بھی تھا اس سے درگزر کرو"۔ (کنز العمال)

ایک اور حدیث شریف میں ہے: جب کسی مسلمان بندے کی موت واقع ہوتی ہے اور اس کے بالکل نزدیکی پڑوس کے تین گھرانے (اس کے بارے میں) بھلائی کی گواہی دیتے ہیں تو حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں "میں نے اپنے بندوں کی گواہی کو ان کے علم کے مطابق قبول کرلی اور جو کچھ میں جانتا ہوں اس کو معاف کر دیا"۔ (کنز العمال)

# جمعہ کے ایک عمل پر گناہ معاف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جو شخص جمعہ کے دن اپنے والدین یا ان میں سے ایک کی قبر کی زیارت کرے تو اسکی مغفرت کر دی جائیگی اور اسکو فرمانبردار لکھا جائیگا"۔ (کنز العمال)

# نماز جنازہ سے میت کی مغفرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جس میت کی سو آدمی نماز جنازہ پڑھ لیں اللہ تعالیٰ اس میت کی مغفرت فرما دیتے ہیں"۔

نیز فرمایا: جو شخص انتقال کر جائے اور اس کی نماز جنازہ میں مسلمانوں کی تین صفیں ہوں تو مغفرت یا جنت واجب ہو جاتی ہے" (ابوداؤد)

اس حدیث پر عمل کرنے کی وجہ سے حضرت مالک رضی اللہ عنہ جب کسی جنازہ میں شریک ہوتے تو تین صفیں بناتے۔

# ہر نماز کے بعد استغفار پر گناہ معاف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "...... جو شخص ہر نماز کے بعد "اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ

وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ" پڑھا کرے تو اس کی مغفرت کر دی جائے گی خواہ وہ میدان جنگ سے بھاگ کر ہی کیوں نہ آیا ہو"۔ (طبرانی) اس دعا کو پڑھتے ہوئے اسکے معنی کا خیال رکھیں۔

## بیماری گناہ......علاج استغفار

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔" کیا میں تم کو تمہارے مرض اور تمہاری دواء کے بارے میں نہ بتاؤں؟ غور سے سنو! تمہارا مرض گناہ ہے اور تمہاری دواء استغفار ہے"۔ (بیہقی)

## خوف خداوندی سے کپکپانے پر......گناہ معاف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"......جب مسلمان کا دل اللہ کے راستہ میں کپکپانے لگے تو اس کی خطائیں ایسی جھڑتی ہیں جیسے کھجور کے خوشے (تیز ہوا کے چلنے سے) گر جاتے ہیں"۔ (کنز العمال)

## اللہ کی تعظیم کیجئے......سارے گناہ معاف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرو اور اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت فرما دے گا"۔ (مسند احمد)

## اللہ کو یاد کیجئے......سارے گناہ معاف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "غافلین کے مجمع میں اللہ کا ذکر کرنے والا اس سرسبز درخت کی طرح ہے جو سوکھے درختوں میں ہو، غافل لوگوں میں اللہ کا ذکر کرنے والا اس چراغ کی طرح ہے جو اندھیرے گھر میں رکھا ہوا ہو اور غافل لوگوں کے مجمع میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے کو اللہ تعالیٰ اس کی زندگی میں ہی جنت میں اس کا ٹھکانہ دکھا دیں گے۔ ہر انسان اور جانور کی تعداد کے موافق اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائیں گے اور غافلین میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے کی طرف حق تعالیٰ ایسی نظر سے دیکھیں گے کہ کبھی بھی اس کو عذاب نہیں دیں گے، بازار میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے کیلئے اس کے ہر بال کے بدلے قیامت کے دن نور ہوگا"۔ (بیہقی)

# شرک سے بچنے پر مغفرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: میرے بندے! بے شک جب تک تو میری عبادت کرتا رہے گا اور مجھ سے (مغفرت کی) امید رکھے گا میں تجھ کو معاف کرتا رہوں گا چاہے تجھ میں کتنی ہی برائیاں کیوں نہ ہوں۔ میرے بندے! اگر تو زمین بھر گناہ کے ساتھ بھی مجھ سے اس حال میں ملے کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو تو میں بھی زمین بھر مغفرت کے ساتھ تجھ سے ملوں گا یعنی بھرپور مغفرت کردوں گا۔ (مسند احمد)

# توبہ پر گناہ معاف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جب بندہ توبہ کر لیتا ہے تو رب العزت کراماً کاتبین کو اس کے گناہ بھلا دیتے ہیں اور اس کے اعضاء اور جوارح کو بھی بھلا دیتے ہیں حتیٰ کہ زمین کے ٹکڑوں کو بھی اللہ تعالیٰ بھلا دیتے ہیں حتی کہ وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کے خلاف اللہ تعالیٰ کی جناب میں کوئی گواہ نہیں ہوگا''۔ (کنز العمال)

حدیث قدسی میں ہے۔ اللہ رب العزت کا پاک ارشاد ہے کہ ''مجھ سے بڑھ کر کون سخی ہے۔ بندوں کی ان کی خواب گاہوں میں حفاظت کرتا ہوں گویا انہوں نے میری نافرمانی نہیں کی اور یہ میرا اکرم ہے کہ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول کرتا ہوں۔ حتی کہ وہ توبہ ہی کرتا رہتا ہے وہ کون ہے جس نے میرا دروازہ کھٹکھٹایا اور میں نے اس کیلئے دروازہ نہ کھولا ہو؟ کون ہے جس نے مجھ سے مانگا ہو اور میں نے اس کو نہ دیا ہو؟ کیا میں بخیل ہوں کہ بندہ مجھ کو بخل کی طرف منسوب کرتا ہے؟ (کنز العمال)

# استغفار کی توفیق پر گناہ معاف

حدیث شریف میں ہے۔ جس کو چار چیزیں مل گئیں وہ چار چیزوں سے محروم نہیں رہا۔

جس کو دعا مل گئی وہ قبولیت سے محروم نہیں رہا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا''۔

جس کو شکر مل گیا وہ زیادتی سے محروم نہیں رہا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''اگر تم شکر کرو گے تو پھر میں تمہاری نعمتوں میں اضافہ کروں گا''۔

جس کو استغفار مل گیا وہ مغفرت سے محروم نہیں رہا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ''اپنے رب سے بخشش چاہو وہ بہت معاف کرنے والا ہے''۔

جس کو توبہ مل گئی وہ قبولیت سے محروم نہیں رہا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ''اللہ تعالیٰ وہ ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے''۔ (کنزالعمال)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔''جب تم نماز کیلئے کھڑی ہو تو دس مرتبہ سبحان اللہ کہو اور دس مرتبہ لا الہ الا اللہ کہو اور دس مرتبہ استغفر اللہ کہو۔ سبحان اللہ کے جواب میں حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں یہ میرے لئے ہے اور جب تم نے لا الہ الا اللہ کہا تو حق تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتے ہیں یہ میرے لئے ہے اور جب تم نے ''استغفر اللہ'' کہا تو حق تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتے ہیں میں نے تمہاری مغفرت کر دی''۔ (کنزالعمال)

## سورہ حشر کی تین آیتوں پر گناہ معاف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔''جس نے سورہ حشر کی آخری تین آیات پڑھیں تو اس کے اگلے پچھلے گناہوں کی مغفرت کر دی جائے گی''۔ (گلدستہ تفاسیر)

## ہر روز دو سو مرتبہ سورہ اخلاص پڑھیے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔جس شخص نے ہر روز دو سو مرتبہ سورۃ قل ہو اللہ احد پڑھی تو اسکے پچاس سال کے گناہ معاف کر دیئے جائینگے مگر یہ کہ اس پر قرض ہو۔ (ترمذی)

## گناہ پر شرمندگی سے گناہ معاف

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔جس شخص نے کوئی غلطی کی یا کوئی گناہ کیا پھر اس پر شرمندہ ہوا تو یہ شرمندگی اس کے گناہ کا کفارہ ہے۔ (بیہقی)

## مغفرت کے بہترین کلمات

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا ''ہائے میرے گناہ! ہائے میرے گناہ! اس نے یہ دو یا تین مرتبہ کہا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا:۔ اَللّٰھُمَّ مَغْفِرَتُکَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتُکَ اَرْجٰی عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ

اے اللہ! تیری مغفرت میرے گناہوں سے بہت زیادہ وسیع ہے اور میں اپنے عمل سے زیادہ تیری رحمت کا امیدوار ہوں'' اس شخص نے یہ کلمات کہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا پھر کہو اس نے پھر کہے' آپ نے ارشاد فرمایا: پھر کہو: اس نے تیسری مرتبہ بھی یہ کلمات کہے اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا ''اٹھ جاؤ' اللہ تعالیٰ نے تمہاری مغفرت فرمادی''۔ (مستدرک حاکم)

## ندامت کیساتھ معافی مانگنے پر گناہ معاف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

''کوئی بندہ جب گناہ کرلیتا ہے پھر (نادم ہوکر) کہتا ہے: میرے رب! میں تو گناہ کر بیٹھا اب تو مجھے معاف فرمادے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے فرماتا ہے کیا میرا بندہ یہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہوں کو معاف کرتا ہے اور ان پر پکڑ بھی کرسکتا ہے؟ (سن لو) میں نے اپنے بندے کی مغفرت کردی۔ پھر وہ بندہ جب تک اللہ چاہے گناہ سے رکا رہتا ہے۔ پھر کوئی گناہ کر بیٹھتا ہے تو (نادم ہوکر) کہتا ہے: میرے رب! میں تو ایک اور گناہ کر بیٹھا تو اس کو بھی معاف کردے۔ تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے: کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ معاف کرتا ہے اور اس پر پکڑ بھی سکتا ہے (سن لو) میں نے اپنے بندے کی مغفرت کردی۔ پھر وہ بندہ جب تک اللہ چاہے گناہ سے رکا رہتا ہے۔ اس کے بعد پھر کوئی گناہ کر بیٹھتا ہے تو (نادم ہوکر) کہتا ہے میرے رب! میں تو ایک اور گناہ کر بیٹھا تو اس کو بھی معاف فرمادے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں: کیا میرا بندہ یہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ معاف کرتا ہے اور اس پر پکڑ بھی کرسکتا ہے؟ (سن لو) میں نے اپنے بندے کی تیسری مرتبہ بھی مغفرت کردی بندہ جو چاہے کرے''۔ (بخاری شریف)

## سوتے وقت مغفرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو شخص اپنے بستر پر لیٹتے ہوئے تین مرتبہ

''اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ''

پڑھے تو اس کے گناہوں کی مغفرت کردی جائے گی خواہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں، خواہ درختوں کے پتوں کے شمار کے موافق ہوں خواہ تہہ بہ تہہ ریت کے ذروں کے برابر ہوں خواہ دنیا کے دنوں کے عدد کے موافق ہوں"۔ (ترمذی)

## بیداری پر مغفرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جس شخص نے بیدار ہوتے ہی یہ دعا پڑھی "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" اور پھر اس نے یوں کہا "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ" یا اور کوئی دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں گے اس کے بعد وضو کر کے نماز پڑھی تو اس کی نماز قبول ہوگی" (بخاری)

## سونے سے پہلے سورۂ ملک پڑھنے پر مغفرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ "قرآن کریم میں ایک سورت تیس آیات کی ایسی ہے کہ وہ اپنے پڑھنے والے کی شفاعت کرتی رہتی ہے یہاں تک کہ اس کی مغفرت کردی جاتی ہے وہ سورۂ ملک ہے۔ (ترمذی)

## سورۂ اخلاص پڑھنے پر ایک سال کے گناہ معاف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ "جس شخص نے صبح کی نماز پڑھی، پھر بولنے سے پہلے سو مرتبہ سورہ اخلاص پڑھی (قل ھو اللہ احد) تو اللہ پاک اس کیلئے ایک سال کے گناہوں کی مغفرت فرمادیں گے"۔ (کنز العمال)

## سورۂ کہف پڑھنے پر گناہ معاف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ "جو شخص جمعہ کے دن سورہ کہف کی تلاوت کرے گا اس کے قدم سے لے کر آسمان کی بلندی تک نور ہو جائے گا جو قیامت کے دن روشنی دے گا اور گزشتہ جمعہ سے اس جمعہ تک کے اس کے سب گناہ معاف ہو جائیں گے۔ (صغیرہ گناہ مراد ہیں)

# سات مرتبہ پڑھنے پر تمام گناہ معاف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

''جو شخص جمعہ کی نماز کے بعد ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ''

سات سات مرتبہ پڑھے تو اللہ رب العزت آئندہ جمعہ تک برائی سے پناہ میں رکھیں گے''۔ (گناہوں کے ارتکاب سے بڑھ کر آدمی کیلئے کون سی برائی ہوسکتی ہے)۔

حدیث: جب مسلمان کا دل اللہ کے راستے میں کپکپانے لگے تو اس کی خطائیں ایسی جھڑتی ہیں جیسے کھجور کے خوشے (تیز ہوا چلنے سے) گر جاتے ہیں۔ (کنز العمال)

# توبہ کرنے والا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ اللہ کی قسم یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ پر تمہارے اس آدمی (کی خوشی) سے زیادہ خوش ہو جاتے ہیں جو وسیع بیابان میں اپنی گمشدہ (سواری) کو پالے۔ (صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ)

# توبہ واستغفار کی اہمیت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ اللہ کی قسم، میں بھی ایک دن میں ستر سے زیادہ مرتبہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا ہوں اور اس کے حضور میں توبہ کرتا ہوں۔ (البخاری)

# حرص

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ ''اگر ابن آدم کے پاس مال و دولت کی دو وادیاں بھی ہو جائیں تو وہ تیسری کی تلاش میں رہے گا، مٹی کے سوا کوئی چیز ابن آدم کا پیٹ نہیں بھر سکتی، اور جو شخص اللہ کے حضور توبہ کرے اللہ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔'' (بخاری ومسلم)

## توبہ کرنے والے کو عار نہ دلاؤ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ ''جو شخص اپنے (مسلمان) بھائی کو کسی (ایسے) گناہ پر (جس سے اس نے توبہ کرلی ہو) عار دلائے تو وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک خود اس گناہ کا ارتکاب نہ کرلے۔'' (ترمذی، مشکوۃ)

## رمضان اور مغفرت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ ''میرے پاس جبرئیل (علیہ السلام) آئے اور کہنے لگے کہ جس شخص نے رمضان کا زمانہ پایا ہو پھر بھی وہ اپنی مغفرت نہ کراسکے تو اللہ اسے اپنی رحمت سے دور کردے! میں نے کہا آمین۔'' (ابن حبان)

## ایک کھجور یا ایک گھونٹ سے افطار کرانا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ ''جو شخص رمضان میں کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے تو وہ اس کے گناہوں کی مغفرت اور جہنم سے اسکی گردن کی آزادی کا ذریعہ ہوگا اور اسکو روزہ دار کے روزے کا اجر ملے گا۔ جب کہ روزہ دار کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہم میں سے ہر شخص کے پاس اتنا نہیں ہوتا جس سے وہ روزہ دار کو روزہ افطار کرائے''۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ ''اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی عطا فرمائیں گے جو کسی روزہ دار کو ایک کھجور سے' یا پانی سے' یا دودھ کے گھونٹ سے افطار کرائے۔'' (صحیح ابن خزیمہ)

## مغفرت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ جو شخص اپنے کسی بھائی سے کی ہوئی بیع کو واپس لے لے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی غلطیاں معاف فرمائیں گے۔ (مجمع الزوائد' معجم اوسط للطبرانی)

# ایک آدمی کی مغفرت کا سبب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔"ایک شخص لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا، اور اس نے اپنے نوکر سے کہہ رکھا تھا کہ اگر تم کسی ایسے شخص کے پاس (قرض وصول کرنے کیلئے) پہنچو جو تنگدست ہو تو اس سے درگزر کر دیا کرو، شاید اللہ تعالیٰ (اس عمل کے صلہ میں) ہمارے گناہوں سے درگزر کرے، چنانچہ وہ شخص مرنے کے بعد اللہ سے ملا تو اللہ نے اسکی مغفرت کر دی۔" (بخاری و مسلم)

# مصافحہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔"جب بھی دو مسلمان آپس میں ملاقات کرتے اور مصافحہ کرتے ہیں تو ان کے جدا ہونے سے پہلے ان کے (صغیرہ گناہوں کی) مغفرت کر دی جاتی ہے۔" (احمد، ترمذی، مشکوٰۃ)

# رحمتوں کا نزول

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔"اللہ تعالیٰ اپنے بیت حرام کے حاجیوں پر ہر روز ایک سو بیس رحمتیں نازل فرماتا ہے، ان میں سے ساٹھ طواف کرنے والوں پر، چالیس نماز پڑھنے والوں پر اور بیس (کعبے کو) دیکھنے والوں پر نازل ہوتی ہیں۔" (بیہقی)

# دس رحمتیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"جس شخص کے سامنے میرا ذکر ہو اسے چاہئے کہ مجھ پر درود بھیجے اور جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے۔ اللہ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجتے ہیں"۔ (ایضاً)

# لوگوں کو بھلائی سکھانا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور آسمان و زمین کی مخلوقات، یہاں تک کہ اپنے بلوں میں رہنے والی چیونٹیاں اور یہاں تک کہ مچھلیاں ان لوگوں پر رحمت بھیجتے ہیں جو لوگوں کو بھلائی کی بات سکھاتے ہیں۔ (جامع ترمذی)

# حضرت بلالؓ کا عمل

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”مجھے اپنا وہ عمل بتاؤ جس سے تمہیں سب سے زیادہ (ثواب کی) امید ہو۔ کیونکہ میں نے (معراج کے موقع پر) جنت میں اپنے سامنے تمہارے قدموں کی آہٹ سنی ہے۔“ حضرت بلالؓ نے عرض کیا۔ ”مجھے اپنے جس عمل سے سب سے زیادہ (اللہ کی رحمت کی) امید ہے وہ یہ ہے کہ میں نے دن یا رات کو جس وقت میں بھی کبھی وضو کیا تو اس وضو سے جتنی توفیق ہوئی نماز ضرور پڑھی۔“ (بخاری ومسلم)

# اللہ کی رحمتوں کے پانے والے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ خدا نے سو رحمتیں پیدا کی ہیں۔ ہر رحمت اتنی وسیع ہے جتنی کہ آسمان اور زمین کے درمیان وسعت ہے۔ ایک رحمت تو دنیا کے تمام رہنے والوں میں تقسیم کی گئی ہے اور یہ اسی رحمت کی برکت ہے کہ ماں اپنی اولاد پر مہربان ہوتی ہے اور پرندے اور وحشی جانور ایک جگہ پانی پیتے ہیں اور لوگ ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی کرتے ہیں۔ باقی ننانویں رحمتیں قیامت کے دن ان لوگوں کو عطا کی جائیں گی۔ جو پرہیز گار ہیں اور خدا سے ڈرتے رہتے ہیں پھر وہ ایک رحمت بھی جو دنیا میں تقسیم کی گئی تھی۔ انہیں کو مل جائے گی۔ (المستدرک للحاکم)

# کسی حال میں مایوس نہ ہوں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ اگر مسلمانوں کو معلوم ہو جائے کہ خدا کے پاس عذاب دینے کے کیسے کیسے سامان ہیں تو جنت میں جانے کی امید کسی کو نہ رہے اور اگر کافروں کو معلوم ہو جائے کہ خدا کی رحمتیں کس قدر وسیع ہیں تو جنت میں جانے سے کوئی ناامید نہ ہو۔ (سنن الترمذی)

# امید رکھنے والا گنہگار

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ بدکار آدمی جو خدا کی رحمت کی امید رکھتا ہے بہ نسبت اس شخص کے جو عبادت کرتا اور خدا کی رحمت سے ناامید ہوتا ہے خدا سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ (رواہ الحکیم والشیرازی فی الالقاب)

10.

# اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محرومی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ جو شخص ناز اور تمکنت سے زمین پر دامن کھینچتا چلتا ہے قیامت کے دن خدا اس کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھے گا۔ (رواہ مسلم)

# اللہ تعالیٰ کی رحمت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ خدا فرماتا ہے کہ اے ابن آدم! جب تو میرے پاس آنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوگا تو میں تیری طرف چل پڑوں گا اور جب تو میری طرف چل پڑے گا تو میں تیرے پاس دوڑ کر آؤں گا۔ (رواہ الامام احمد فی المسند)

# ایمان و عمل صالح اللہ کی رحمت سے ملتے ہیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ اللہ کی قسم اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت نہ ہوتی تو نہ ہم ہدایت پاتے، نہ صدقے دیتے اور نہ ہی نماز پڑھتے۔ (البخاری)

# خدا کی رحمت کا مستحق

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ خدا اس انسان پر رحم کرے جو جائز طریقہ سے روزی کماتا اور اعتدال کے ساتھ خرچ کرتا اور افلاس اور حاجت مندی کے زمانہ کے لئے کچھ نہ کچھ بچا لیتا ہے۔ (رواہ ابن النجار)

# اللہ کی رحمت سے محروم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

''تین آدمی ایسے ہیں کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ان کی طرف (رحمت کی نظر سے) دیکھے گا بھی نہیں (۱) والدین کی نافرمانی کرنے والا، (۲) شراب کا دھنی، (۳) اور دے کر احسان جتلانے والا''۔ (نسائی، بزار)

# جماعت کیلئے مسجد جانا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ جو شخص جماعت کی نیت سے مسجد کی طرف چلے تو اس کا ایک قدم ایک گناہ کو مٹاتا ہے اور ایک قدم اس کے لیے نیکی لکھتا ہے جانے میں بھی، لوٹنے میں بھی۔ (احمد وطبرانی وابن حبان)

# گناہوں کا کفارہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ ''جو مسلمان بھی فرض نماز کا وقت آنے کے بعد اس کے لئے اچھی طرح وضو کرے، خشوع پیدا کرے اور (آداب کے مطابق) رکوع کرے تو اس کا یہ عمل اس کے تمام پچھلے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے، جب تک کہ اس نے کسی گناہ کبیرہ کا ارتکاب نہ کیا ہو اور (گناہوں کی تلافی کا) یہ عمل ساری عمر جاری رہتا ہے۔'' (مسلم ومشکوۃ)

# گناہوں کا جھڑنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

''مسلمان بندہ اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جیسے اس درخت سے یہ پتے جھڑ رہے ہیں۔'' (احمد، مشکوۃ)

# گناہوں سے پاکی کا ذریعہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ ''جس شخص نے اس طرح حج کیا کہ نہ اس کے دوران کوئی فحش کام کیا اور نہ کسی اور گناہ میں مبتلا ہوا تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح (پاک وصاف ہو کر) لوٹتا ہے جیسے کہ آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔'' (بخاری ومسلم)

# بے شمار فوائد

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ جو شخص صبح کے وقت یہ کلمات پڑھے تو اس کو اولاد اسمٰعیل علیہ السلام میں سے دس غلاموں کو آزاد کرانے کا ثواب ملتا ہے' دس نیکیاں لکھی

جاتی ہیں، دس گناہ معاف ہوتے ہیں۔ دس درجے بلند ہو جاتے ہیں اور شام تک وہ شیطان کے شر سے محفوظ رہتا ہے اور یہی کلمات شام کو کہے تو صبح تک یہی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (ابوداؤد)

## ستر گنا زیادہ ثواب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسواک کے ساتھ پڑھی جانے والی نماز مسواک کے بغیر پڑھی جانے والی نماز پر ستر گناہ زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔ (الترغیب بحوالہ حاکم واحمد)

## ہزاروں نیکیاں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

جو شخص بازار میں داخل ہو کر یہ کلمات کہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہزار ہزار نیکیاں لکھتے ہیں۔ ہزار ہزار (صغیرہ) گناہ معاف فرماتے ہیں اور ہزار ہزار درجے بڑھاتے ہیں۔ (ترمذی)

## گناہوں کا خاتمہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ جب خدا کے خوف سے انسان کے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں تو اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح درختوں کے پتے موسمِ خزاں میں جھڑ جایا کرتے ہیں۔ (المعجم الکبیر للطبرانی)

## وعدہ پورا کرنے کی سچی نیت رکھو

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی سے وعدہ کرے اور اپنے دل میں یہ نیت رکھتا ہو کہ اس کو پورا کرے گا پھر وقت پر اس کو پورا نہ کر سکے تو اس کے ذمے کوئی گناہ نہیں ہے۔ (سنن ابی داؤد)

## زیادہ بولنے کے نقصانات

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ جو آدمی بہت بولتا ہے اس کی زبان اکثر پھسل جاتی ہے اور جس کی زبان اکثر پھسل جاتی ہے وہ اکثر جھوٹ بولتا ہے اور جو اکثر جھوٹ بولتا ہے اس کے گناہ بڑھ جاتے ہیں اور جس کے گناہ زیادہ ہو جاتے ہیں اس کا انجام دوزخ کے سوا نہیں ہے۔ (رواہ العسکری فی الشال)

## سچی نیت کی طاقت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ سچی نیت عرش سے وابستہ ہے جب انسان اپنی نیت کو درست کرتا ہے تو وہ نیت عرش الٰہی کے پایہ کو حرکت میں لاتی ہے اور خدا اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ (رواہ الخطیب)

## گناہوں کی بخشش

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ ''جو شخص اپنے ہاتھ سے محنت کر کے شام کو تھکا ماندہ واپس آیا ہو، اس کی شام اس حالت میں ہوتی ہے کہ اس کے گناہ (صغیرہ) بخش دیئے جاتے ہیں۔'' (طبرانی)

## گناہوں کی معافی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ جو آدمی ماں باپ کی نافرمانی کرے اس سے کہا جاتا ہے کہ تو جو عبادت چاہے کر تیرے گناہ معاف نہیں ہو سکتے اور جو آدمی ماں باپ کی فرمانبرداری کرے اس سے کہا جاتا ہے کہ تو جو گناہ چاہے کر تیرے گناہ ہر حالت میں معاف کئے جائیں گے۔ (رواہ ابو نعیم فی الحلیہ)

نوٹ: درج بالا احادیث میں جو گناہوں کی مغفرت کا وعدہ ہے وہ گناہ صغیرہ کے بارے میں ہے۔ کیونکہ گناہ کبیرہ توبہ اور تلافی کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔

# گناہ اور توبہ کے متعلق اکابر اہل اللہ کے عارفانہ اقوال

## احساس گناہ

اہتمام نہ بن پڑے حسنات کا۔ یہ اتنا مضر نہیں جتنا گناہ کا احساس مٹ جانا یہ تو قیامت ہے اس سے زیادہ مہلک اور خطرناک کوئی چیز نہیں اس میں یہاں تک ہوسکتا ہے کہ ۔کفر ہوجائے اور پتہ بھی نہ چلے۔ اللہ بچائے! بڑا سنگین معاملہ ہے۔ پس لرزاں ترساں ہی رہے۔ خطا کار شرمسار مسلمان کیلئے کچھ ڈر ہے۔ ڈر تو عاصی۔ طاغی اور باغی کیلئے ہے۔

## تقویٰ کا مفہوم

تقویٰ بہت آسان ہے۔ سارے گناہوں سے بچنے کا نام۔ تقویٰ نہیں، گناہوں سے بچنے کی کوشش کا نام تقویٰ ہے۔ قرآن میں ہے۔ جتنا تم کر سکتے ہو۔ اتنا کرو۔

## گناہوں کا خیال

حضرت حارث رحمۃ اللہ علیہ۔ (جو حضرت جنید بغدادیؒ کے اساتذہ میں ہیں) کا ارشاد ہے کہ کسی گناہ کا دل میں خیال بھی نہ لاؤ۔ یعنی عمل چاہے نہ ہو۔ مگر دل میں سوچ کر کسی گناہ سے مزے لینا۔ خیال پکانا۔ یہ بھی نہ کرو۔

# توبہ کی حقیقت

صغیرہ گناہ۔ اللہ پاک نیک کام کرنے سے خود بخود معاف کر دیتے ہیں اور کبیرہ۔ گناہ بغیر توبہ وندامت اور بغیر چھوڑنے کے عہد کے معاف نہیں ہوتے۔ پہلے کیے پر ندامت ہو۔ آگے کے لیے عزم کریں۔ اور عملاً اس کے پاس آئندہ نہ جائیں۔

# صغائر پر اصرار

صغیرہ گناہ پر اصرار کرنا بھی کبیرہ گناہ ہے۔ پہلے دائیں کروٹ نہ لیٹا۔ اور معلوم ہونے کے باوجود ضد۔ یا اصرار سے ایسا کیا۔ تو یہ کبیرہ گناہ ہے۔

# توبہ کی حقیقت

عام طور سے لوگوں کے ذہن میں۔ ''توبہ'' کا مفہوم یہ ہے۔ کہ صرف زبان سے۔ ''اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْهِ'' کا ورد کر لیں۔ حالانکہ یہ سخت غلط فہمی ہے۔ توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ انسان کو اپنے پچھلے گناہوں پر حسرت وندامت ہو۔ اور بالفعل ان کو چھوڑ دیا جائے۔ اور آئندہ کے لیے ان سے بچنے کا مکمل عزم ہو۔

# توبہ کی برکت

توبہ خود مستقل عبادت ہے۔ توبہ کے اندر اللہ تعالیٰ نے بہت بڑی طاقت رکھی ہے۔ اگر کوئی ستر برس سے کفر میں مبتلا رہے۔ لیکن اس کے بعد توبہ کرلے تو ستر برس کا کیا ہوا کفر بالکل ختم ہو جائے گا۔ اور وہ ایسا پاک صاف ہو جائے گا جیسا کہ۔ کفر کیا ہی نہیں تھا۔ مومنین کے بارے میں حق تعالیٰ فرماتے ہیں۔ تُوْبُوْا اِلَی اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ اے مومنین سب کے سب مل کر اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کرو۔ تاکہ کامیاب ہو جاؤ۔ تو توبہ کو کامیابی کا دارومدار بتلایا گیا۔ سارے معاصی توبہ کرنے سے معاف ہو جاتے ہیں۔

# گناہوں کا تریاق

انسان کی پوری زندگی پر اتباع سنت چھا جائے۔ جب اس کے ایمان میں کمال آ جائے گا۔اور اس کو مومن کامل کہیں گے۔لیکن یاد رکھئے اتباع سنت کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ کبھی بھی غلطی نہ ہو۔اور گناہ نہ ہو۔ یہ شان تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ہے۔ہم سے گناہ ہوتے ہیں۔اور گناہ کرتے بھی ہیں۔مگر اس کا حل یہ ہے کہ فوراً توبہ کر لیں۔صدق دل سے توبہ کرنے سے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک میں فرمایا گیا ہے۔کہ التائب من الذنب کمن لاذنب لہ

# گناہ طاعت کے اثر کو کمزور کردیتے ہیں

قوت جسم کے لیے غذا جسمانی کا کھانا اور مضر چیزوں سے پرہیز رکھنا ضروری ہے۔ایسے ہی قوت روح کے لیے اعمال صالحہ کا بجالانا اور تمام ظاہری و باطنی گناہوں سے پرہیز ضروری ہے۔ظاہراً و باطناً' مامور بہا نماز کو بھی ادا کیا اور منہی عنہا حسد کو بھی کیا۔ اب حسد۔ مامور بہا نماز کا جو اثر ہے۔اس کو اندر ہی اندر کمزور کر رہا ہے۔اندر ہی اندر جھلسا رہا ہے۔اسی طرح رکوع' سجدہ۔ جھک کر قدموں پر سر رکھ کر اظہار محبت سے روح میں جو اثر ہوا تھا۔مسجد سے باہر نکل کر کسی رنگین (خوبصورت) شکل پر نظر پڑی۔اس کو دیکھ رہا ہے۔تو اس طرح دیکھنے نے' اس بد پرہیزی نے قلب کے اندر کسر نفس کے ساتھ جو انکسار و محبت کی شدت کا اثر ہوا تھا۔اس کو مضمحل کر دیا وہ اثر کمزور ہو گیا۔ یہ ایک مثال دی ہے۔اسی پر تمام اخلاق رذیلہ تکبر وغیرہ کو قیاس کر لیجئے۔

# گناہوں پر اصرار کیسا؟

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ۔میں غیور ہوں۔ غیرت مند ہوں اور اللہ تعالیٰ تو انتہائی غیور ہیں۔ لامتناہی غیور ہیں۔تو یہ تمام گناہ جن سے بچنے کا حکم دیا ہے یہ من حیث الغیور ہیں کہ جب گناہوں کا بندہ سے ارتکاب ہوتا ہے۔تو اللہ تعالیٰ کو غیرت آتی ہے اور جب ذات حق کو غیرت آتی ہے۔تو اے سالک تجھ کو کتنی غیرت آنا چاہیے کہ یہ گناہ تو غیر

ہے بھلا اس غیر کا صدور کیوں ہوگیا۔ غیرت آنا چاہیے اور اگر بتقاضاء بشریت کبھی شر ہوگیا۔ ہوگیا لیکن یہ بار بار شر کے اندر اصرار کرنا کیسا؟۔ کیونکہ تیرا اقدام تو قلب میں ذات حق کے ساتھ انابت اور رجوع قائم کرنے کا تھا۔ پھر بار بار اس کے خلاف کرنا جائے تعجب ہے۔

## فضیلت توبہ

توبہ کرنے والا ایسا ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ اس نے گناہ کیا ہی نہ تھا۔ ''التائب من الذنب کمن لا ذنب له''۔ پس قیامت کے دن اگر کاملین میں نہ ہوگے۔ تو تائبین میں ہونا بھی بڑی دولت ہے۔ لہٰذا توبہ کا اہتمام بہت ضروری ہے۔ اور توبہ کے وقت گناہ کے ترک کا قوی ارادہ کرلے اور خدائے تعالیٰ سے استقامت کی دعا بھی کرے۔

## گناہ اور منکرات سے بچنے کی ضرورت

طاعون کے زمانے میں ہر شخص چوہے سے ڈرتا ہے۔ کہ طاعون کے جراثیم ہمارے گھر میں نہ آجائیں۔ اور بدعملی اور منکرات کے چوہے۔ ہمارے گھروں میں کتنے ہی ہوں فکر نہیں۔ سانپ گھر میں آجائے سب پریشان۔ اور گھر میں خلاف شرع وضع قطع، تصاویر جاندار کی۔ ریڈیو کے گانے۔ ٹیلی ویژن کا گھریلو سینما آجائے تو کوئی فکر نہیں۔ ہر عمل کے معاملے میں علم صحیح کی ضرورت ہے۔ لاعلمی میں زہر کھانے سے نقصان تو یقیناً پہنچے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک گھر میں تشریف لے گئے۔ وہاں تصویر جاندار کی تھی۔ فوراً واپس آگئے۔ رزق کی ترقی اور برکت کیلئے وظیفے پڑھنے کیلئے تیار ہیں۔ مگر گناہ چھوڑنے کیلئے تیار نہیں۔

## گناہ چھوڑنے کی ضرورت

اعمال صالحہ اور وظائف کا اختیار کرنا آسان ہے۔ مگر گناہوں کو چھوڑنا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ جیسے سہارنپور کا گنا چوسنا تو آسان اور لذیذ ہے۔ مگر کسی کے منہ سے گنا چھین لینا مشکل ہے۔ اسی طرح نفس کو جن گناہوں کی عادت ہوگئی ہے۔ ان کو چھڑانا نفس پر بہت شاق ہوتا اور عام طور پر لوگ ایسے واعظ کو بھی پسند نہیں کرتے۔ جو برائیوں پر روک ٹوک اور گناہوں کے ترک پر وعظ کہتا ہو۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''یا یھا الذین امنو

لاتبطلوا صدقاتکم بالمن والاذیٰ" ان آیات میں چند اصول کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ وہ یہ کہ بعض معاصی کے اثرات سے نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں۔ جیسا کہ ان آیات میں ارشاد ہوا۔ کہ اے ایمان والو اپنے صدقات کو باطل مت کرو احسان جتا کر اور اذیت دے کر۔ اس سے معاصی کے ارتکاب سے احتیاط کی نہایت اہمیت ثابت ہوتی ہے۔

## گناہوں سے بچنے کی ضرورت

جس طرح نیکی وثواب کا کام کرنا مطلوب ہے۔ اسی طرح اس کے ثواب کا بقاء بھی مطلوب ہے۔ زبان کی حفاظت نہ کرنے سے غیبت کے سبب۔ یا اذیت مخلوق کے سبب اس عورت کا کیا حال ہوا۔ جو نماز روزہ اور کثرت عبادت کے باوجود بھی۔ فی النار کے لائق ہوئی جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔ پس ثواب کو ضائع کرنے والے اسباب سے بھی بچنا ضروری ہے۔ یعنی گناہوں سے حفاظت کا اہتمام۔ (بالخصوص حقوق العباد کا اہتمام)

## گناہوں کا زہر

سانپ جس عضو کو بھی کاٹتا ہے۔ آدمی مر جاتا ہے۔ کیونکہ اس عضو سے پھر تمام بدن میں زہر پھیل جاتا ہے۔ اسی طرح گناہ کا زہر ہے۔ جس عضو سے بھی معصیت کی جائے گی۔ اس کا زہر تمام جسم میں سرایت کر جاتا ہے۔

## گناہ ہونے پر فوراً توبہ کرے

بعض مرتبہ ایسا ہو جاتا ہے۔ کہ ناواقفیت کی وجہ سے انسان سے گناہ ہو جاتے ہیں۔ اس لئے دو رکعت نماز پڑھے اور توبہ کرے۔ بہت عمدہ چیز ہے۔ ایسے ہی روزہ رکھے گا۔ تو گناہ کم ہوں گے۔ روزہ کی برکت سے طاقت وقوت پیدا ہوگی۔

## انسان کو گناہ سے بچنا چاہئے

انسان تقویٰ اختیار کرے۔ جو ذریعہ رزق بھی ہے۔ کیونکہ اس کی وجہ سے دین کے کاموں میں آسانی ہو جاتی ہے۔ اور جو شخص تقویٰ اختیار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو رزق اس جگہ سے عطا کرتے ہیں۔ جہاں سے اسے وہم وگمان بھی نہیں ہوتا ہے۔ اس لئے بھائی۔ انسان کو چاہئے کہ گناہ سے بچے۔

# خود کو گناہ گار نہ کہئے

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحیٔ عارفی رحمہ اللہ اپنی مجالس میں فرماتے ہیں۔
مسلمان کی زبان پر یہ دو جملے بڑے ثقیل ہیں' ایک تو یہ کہ ہم بڑے گنہگار ہیں اور دوسرے یہ کہ ہم دنیا دار ہیں'' یہ جملے صاحب ایمان کیلئے بہت ہی نامناسب ہیں' تم صاحب ایمان ہو۔ تمہارا اللہ تبارک وتعالیٰ سے براہ راست تعلق ہے۔ تم وحدہ لاشریک لہ پر ایمان لائے ہو۔ تم اس ذات صمدیت پر ایمان لائے ہو جس نے تمہارے لیے تمام ضابطہ حیات و ممات مرتب فرما دیا ہے۔ اپنے فضل وکرم سے ایک ایک بات تمہیں بتادی ہے جو تمہارے دنیا میں بھی کام کی ہے اور آخرت میں بھی تمہارے پاس بہت بڑا سرمایہ ہے۔ عالم امکان میں تم سے بڑا سرمایہ دار کوئی نہیں۔

## سرمائے کی اقسام

دیکھئے سرمائے مختلف قسم کے ہیں۔ صاحب منصب ہیں' وزارت ہے' صدارت ہے' یہ سرمایہ ہے مال و دولت روپیہ پیسہ کا' جو صاحب علم ہیں ان کے پاس علم کا سرمایہ ہے' الغرض سرمائے مختلف قسم کے ہیں لیکن سب سے گراں قدر سرمایہ جس سے بڑا سرمایہ عالم امکان میں نہیں' وہ صاحب ایمان کا سرمایہ ہے۔ اس کے آگے سارے سرمائے ہیچ ہیں۔ حقیر اور ناقص ہیں۔ آنکھ بند ہوتے ہی سارے سرمائے یہیں رکھے رہ جاتے ہیں۔ بس یہی ایمان کا سرمایہ ایسا ہے جو دنیا میں بھی کام آتا ہے اور آخرت میں بھی' بھائی قدر کرو اپنے ایمان کی اور حفاظت کرو اس سرمایہ ایمان کی' یہ کہنا کہ ہم بڑے گنہگار ہیں' ہم بڑے دنیا دار ہیں' یہ الفاظ بڑے ہی ناقدری کے ہیں بلکہ گستاخانہ ہیں' ایسا نہ کہو' دیکھو تم صاحب ایمان ہو اور جس پر ایمان لائے ہو اس نے اپنی شان کریمی سے اور شان رحیمی سے اپنے نبی الرحمت صلی اللہ

علیہ وسلم کے واسطے سے ہر مومن کا ہر گناہ معاف فرما دینے کا وعدہ فرمالیا ہے۔ صاحب ایمان کیلئے ہمہ وقت توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ جس غفور الرحیم اور خداوند کریم پر تم ایمان لائے ہو اور جس سے تمہارا براہ راست تعلق ہے ذرا اس کے ارشاد کریمانہ اور رحیمانہ پر غور کرو وہ اپنے بندوں سے کن الفاظ سے خطاب فرماتے ہیں۔

یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ. اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا. اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔

(اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتیاں کی ہیں' تم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید مت ہو' بالیقین اللہ تمام گناہوں کو معاف فرمادے گا' واقعی وہ بڑا بخشنے والا بڑی رحمت کرنے والا ہے۔)

## گناہوں کی سیاہی دور کیجئے

تو اس اعلان مغفرت ورحمت کے ہوتے ہوئے تم کیسے ناامید ہوسکتے ہو؟ اب رہا یہ کہ نفسانی اور شیطانی وساوس کا آنا' لغزشیں ہوجانا اور گناہوں کا صدور ہوجانا یہ بھی ہماری بشریت ہے لیکن صاحب ایمان ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی حفاظت کا سامان عطا فرما دیا کہ چاہے تم سے کچھ بھی ہوجائے' لغزش ہوجائے' گناہ ہوجائے' آنکھ بہک جائے' دل بہک جائے' زبان بہک جائے' عمل خراب ہوجائے' تم صاحب ایمان ہو' ایک نہ ایک دن ضرور احساس ہوگا اور پچھتاؤ گے کہ یہ بات ناحق کی' بہت برا کیا یہ گناہ ہوگیا' یہ غلطی ہوگئی' جس دن یہ ندامت قلب میں پیدا ہوئی اور آنکھوں سے ندامت کے چند آنسو ٹپک پڑے تو سمجھ لو کہ وہ غلطی معاف ہوگئی' وہ گناہ مٹ گیا' ندامت کے آنسوؤں نے اعمال نامہ سے بداعمالی کی سیاہی کو دھو دیا' اللہ تعالیٰ کا اہل ایمان پر ایسا احسان عظیم ہے کہ ایمان کی سلامتی کیلئے اور اس کے تحفظ کیلئے استغفار کا تحفہ عطا فرما رکھا ہے' ارے جو کچھ بھی ہوچکا اس پر استغفار کرلو' توبہ کرلو' ہر ایک سے کیوں کہتے پھرتے ہو کہ ہم گنہگار ہیں' جب تدبیر موجود ہے' تدارک موجود ہے تو پھر کیوں اپنی گنہگاری کا اعلان کرتے ہو؟ اس اعلان سے کیا فائدہ' ارے جس کا گناہ کیا ہے اسی سے ندامت اور شرمندگی کے ساتھ کہو کہ یا اللہ ہم سے فلاں گناہ ہوگیا ہے۔ معاف فرما دیجئے۔ معافی ہوجائے گی' دوسروں سے ناپاکی کا اظہار کرنا کوئی اچھی بات ہے؟ یہ بھی کوئی فیشن ہے' یا

تواضع ہے کہ ہر ایک سے کہا جائے کہ ہم بڑے گنہگار ہیں' اچھا اگر تم گنہگار ہو تو کس کے ہو؟ گندا آدمی کسی کام کا نہیں ہوتا' اس کی کوئی وقعت اور عزت نہیں' تم نے یہ کیا محاورہ اختیار کر رکھا ہے کہ بڑے گنہگار ہیں' بھائی اگر گنہگار ہو' کیوں توبہ استغفار نہیں کر لیتے؟ کون سی چیز مانع ہے؟

## توبہ اور اس کی طاقت

میں نے تو آسان سی ترکیب بتلا دی ہے کہ رات کو سوتے وقت اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا استحضار کر کے اس پر شکریہ ادا کر لیا کرو اور اپنی دن بھر کی تقصیرات کا جائزہ لو' جہاں جہاں دل بہکا' زبان بہکی ان پر استغفار کر لو' پاک صاف ہو جاؤ گے' پھر کلمہ شہادت سے ایمان کی تجدید کر لو اور پڑھو۔

"اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً ارَّسُوْلُ اللّٰهِ

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ"

بس پاک ہو گئے' جب اتنا سہل نسخہ پاکی کا موجود ہے تو اپنے اعلان سے کہ ہم گنہگار ہیں کیا فائدہ؟ یہ بڑی ناشکری کی بات ہے اگر اسی پر پکڑ لیے گئے کہ کہتے پھرتے ہو ہم بڑے گنہگار ہیں اور توبہ استغفار نہیں کرتے تو یقیناً سزا ملے گی۔ سزا سے چھوٹ نہیں سکتے' تو عافیت اسی میں ہے کہ گناہ ہو جائے توبہ کرو' پھر گناہ ہو جائے توبہ کرو' پھر گناہ ہو جائے تو پھر توبہ کرو' عمر بھر یہی کرتے رہو۔ ارے توبہ استغفار میں بڑی قوت ہے' اس کی عادت ڈال کر تو دیکھو' گناہوں سے خود بخود نفرت ہو جائے گی۔

## سلامتی ایمان

اگر اپنے ایمان کو سلامت رکھنا چاہتے ہو اور اپنے ایمان کا تحفظ چاہتے ہو تو کثرت سے استغفار کیا کرو اور اپنے ایمان پر شکر ادا کیا کرو کہ یا اللہ آپ نے اپنی کروڑوں مخلوق میں سے ہم کو ممتاز فرمایا کہ نبی الرحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنایا' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام بنا کر ہمیں بڑی پشت پناہی عطا فرما دی ہے' یا اللہ ہم بڑے خوش نصیب ہیں۔

اللھم لک الحمد ولک الشکر

یا اللہ ماحول اور معاشرہ ایسا ہے کہ نفس بہک جاتا ہے' شیطان بہکا دیتا ہے' کیا کریں' اس پر کہو:

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا (البقرۃ:۲۸۶)

اللہ تعالیٰ نے اپنا کلام عطا فرما دیا ہے' اس میں تمہارے لیے پناہ ہے' اس کا ورد کرو' اللہ تبارک و

تعالیٰ کا وعدہ ہے' ان شاء اللہ اسکا مورد بھی بنادینگے' خطا اور نسیان کرو' خطا اور نسیان ہو جائے تو کہو:

رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَ لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ایک دفعہ مومن یہ کہہ لے ان شاء اللہ پاک صاف ہو جائے گا۔

## بشریت کی خصوصیت

بھائی! ناپاکی تو ہماری فطرت کے اندر ہے' دیکھئے...... ہم جسمانی طور پر پچاس دفعہ ناپاک ہو جاتے ہیں' پھر پاک ہو جاتے ہیں' کپڑے پاک کر لیتے ہیں' غسل کر لیتے ہیں' وضو کر لیتے ہیں' پاک ہو جاتے ہیں' اسی طرح باطن کی پاکی ہے۔ جب لغزش ہو جائے عمداً یا سہواً تو بارگاہ الٰہی میں گردن جھکا دو' ندامت قلب کے ساتھ استغفر اللہ' استغفر اللہ کہہ لو' پاک ہو گئے' کاہے کے لیے کہتے ہو کہ ہم گنہگار ہیں' خبردار یہ کوئی اچھا محاورہ نہیں' اگر خدانخواستہ اسی اقرار پر موت آ گئی تو واقعی تمہیں سزا ملے گی کہ تم گنہگار ہو گئے ہو اور توبہ استغفار بھی نہیں کی۔

اس میں شک نہیں کہ ہم لوگ آج کل ایسے ماحول اور معاشرہ میں ہیں کہ گناہوں کا صدور عام ہو رہا ہے' ہم گناہوں سے مانوس ہوتے جا رہے ہیں' گناہوں سے مانوس ہوتے جانا بھی ایک لعنت ہے' جذبہ ایمانی کو بیدار رکھنے کیلئے اور قوت ایمانیہ کو بیدار رکھنے کیلئے ضرورت اسی بات کی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا استحضار کر کے کثرت سے شکر ادا کریں اور کثرت سے استغفار کریں اور کثرت سے درود شریف پڑھیں' اس کا ورد بنالو' رفتہ رفتہ (ان شاء اللہ تعالیٰ) گناہ کے تقاضے ختم ہو جائیں گے۔

کلام پاک میں اللہ تعالیٰ نے سینکڑوں صیغے استغفار کے تعلیم و تلقین فرمائے ہیں کہ تم ناامید مت ہو' تم ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہو' ہمارے بندے ہو' ہم پر ایمان لائے' ایمان والوں کو کتنی محبت اور پیار سے مخاطب فرما کر ارشاد فرماتے ہیں:

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ. اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا. اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ

ارے اس کا تو حق ادا کرو جس کی ترکیب میں نے آپ کو بتلادی' توبہ استغفار کرو پاک صاف ہو جاؤ گے۔ (خطبات عارفی)

# تشویشات اور بیماریوں کا حل

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحیٔ عارفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ کسی نے سفلی عمل کر دیا ہے' کسی نے جادو کر دیا ہے' کاروبار نہیں چل رہا ہے' رشتے نہیں مل رہے ہیں' میاں بیوی میں لڑائی ہو رہی ہے' دفاتر میں یہ ظلم ہو رہا ہے' کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کریں؟ آپ کوئی تعویذ دے دیجئے' کوئی وظیفہ تیار کیجئے' لا الہ الا اللہ' بھئی آپ لوگوں سے استدعا ہے کہ آپ کسی کو میرے پاس نہ بھیجئے بھائی' سنار کا کام لوہار سے لو اور لوہار کا کام سنار سے لو' یہ بڑی غلطی ہے۔ بھئی میں تو آپ لوگوں کو کچھ نصیحت کی باتیں بتاتا ہوں' وہ باتیں بتاتا ہوں جن سے ہماری آپ کی عاقبت خراب ہو رہی ہے' ان کے تدارک کی صورتیں بتاتا ہوں چنانچہ اس کی تدبیریں جو اللہ اور اللہ کے رسولؐ نے بتائی ہیں اور بزرگان دین نے بتائی ہیں' وہ آپ لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہوں' نہ بزرگی کا سوال ہے اس میں اور نہ تقدس کا مگر کیا بتاؤں کہ ایسی پریشانی میں پڑ گیا ہوں کہ جس کی تدبیر سمجھ میں نہیں آتی' آخر کس کس سے انکار کروں؟ پوچھا جائے کہ کہاں سے آئے ہو؟ کوئی کہتا ہے ملیر سے آیا ہوں' کوئی کہتا ہے کہ کورنگی سے آیا ہوں' فلاں جگہ سے آیا ہوں' ٹھیک بارہ بجے بھی آ دھمکیں گے' اور دو بجے بھی' رات کے نو بجے بھی آ جائیں گے' کوئی وقت کا تعین نہیں' مزید کہتے ہیں کہ معاف کیجئے گا' ناوقت آپ کو تکلیف دی۔ معاف کیجئے گا' معاف کیجئے گا' ارے بھائی! معاف کرتے کرتے تو ہم پریشانی میں مبتلا ہو گئے' اپنے احباب کا حق محبت ہی نہیں ادا کر سکا' اخراج اور جرمانہ کہاں سے ادا کروں۔

واقعہ یہ ہے کہ آج کل ہم لوگ سب بدحواس ہو رہے ہیں' ایسا ماحول ہو رہا ہے' ایسے جکڑ دیئے گئے ہیں کہ کوئی مفر کی صورت بھی نظر نہیں آتی مگر میں پھر بھی آپ کو اللہ اور اللہ کے رسول کی باتیں بتا چکا ہوں کہ اگر کہیں مفر ہے اور پناہ ہے تو صرف اللہ کے پاس ہے' اس

لئے اللہ ہی کی طرف رجوع کرو' یہ بات اچھی طرح سمجھنے کی ہے کہ سفلی عمل' جادو' آسیب' ٹونے' ٹوٹکے سب میں تاثیر ہے' سنکھیا میں بھی زہر ہے اور سانپ کے اندر بھی زہر ہے اور بھی مختلف چیزوں میں زہر ہے' زہر تو بہت ہے لیکن ہر زہر کا تریاق بھی ہے۔

## کلام اللہ سے گستاخی

کل ایک صاحب مجھ سے کہنے لگے کہ صاحب' ہم بہت پریشان ہیں' ایک تعویذ دیجئے یا کوئی وظیفہ بتا دیجئے' ہم نے کہا یہ سب چیزیں ہم نہیں جانتے' یہ سب فضولیات ہیں' لغویات ہیں' لوگ خواہ مخواہ وقت ضائع کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ تو حدیث میں بھی آیا ہے' اعمال قرآنی میں حضرت مولانا تھانوی رحمتہ اللہ نے اعمال لکھے ہیں' کیا یہ سب ہی بیکار ہیں؟ میں نے ان سے کہا کہ اللہ اور اللہ کے رسولؐ نے جہاں جہاں وظیفے بتائے ہیں اوراد بتائے ہیں اور اسمائے الٰہی بتائے ہیں وہاں وہ سب دفع مضرت کے لئے ہیں' کہیں سے کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچتا' کہیں اپنی جان و مال کا اندیشہ ہو تو اللہ کے کلام میں ان سے حفاظت ہے' اس طرح نہیں کہ اللہ کے کلام اور اللہ کے رسولؐ کے کلام یا بزرگوں کے بتائے ہوئے وظیفوں کو جہاں چاہوں استعمال کرلو' خواہ وہ مقصد جائز ہو یا ناجائز' یاد رکھو! یہ اللہ کے رسول کے بتائے ہوئے وظائف واوراد ہیں' ان کو اگر تم نے غلط استعمال کیا تو اس کا وبال خود تم پڑے گا' اس لئے کہ تم اسمائے الٰہی کی امداد کی اور وظائف کی بے حرمتی کر رہے ہو' اس کا وبال کسی دوسرے پر تو کیا ہوتا تم خود اس میں مبتلا ہو جاؤ گے' ان کو مشغلہ نہیں بنانا چاہیے' کیا یہ گستاخی نہیں کہ نہ فسق و فجور کی باتیں چھوڑو اور نہ گناہوں کی باتیں چھوڑو اور ناپاکیوں میں آلودہ رہو' پھر جب کوئی بیماری ہو جائے یا مصیبت پڑ جائے تو اللہ کا کلام پیش کرو' کتنی بڑی گستاخی کی بات ہے' کتنی بڑی بے ادبی ہے' خبردار! بھئی ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہیے' آج تو اسی پر اکتفا کرتا ہوں' آئندہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے صحت و قوت دی اور توفیق بخشی تو تفصیل سے عرض کروں گا۔ بار بار بتاتے' بتاتے الحمدللہ ثم الحمدللہ کیمیا کے نسخے' اسیر کے نسخے آپ کے سامنے پیش کر دیئے' نیز کتابی صورت میں بھی آ گئے' میں نے اپنا حق ادا کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور ہم لوگوں کو سب کو اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

# وظائف سے نفع اور ان کی تاثیر

یہ نہ سمجھئے گا کہ چیز مختصر سی ہے' اوراد و وظائف مختصر سے ہیں' یہ کیمیا کے نسخے ہیں' بڑے اکسیر کے نسخے ہیں' ان کے اندر بڑی تاثیر ہے' خدا کے لئے انہی تک محدود رکھو' اسی میں عافیت ہے' آگے وظیفوں میں بڑھو گے تو اندیشہ ہے وہاں کا' ذرا سی بات ہوئی فوراً قرآن خوانی کرالی' یہ نہیں دیکھتے کہ اللہ کے کلام کا ختم کراتے ہو جس میں نہ نیت ہے نہ خلوص ہے بلکہ محض دنیاوی مقاصد کے لئے اور دنیاوی اغراض کے لئے ختم ہوتا ہے' ڈرو کہیں ایسا نہ کہ اللہ کے کلام کا ورد تم پر وبال بن جائے' غیر شرعی موقعوں پر استعمال کی وجہ سے اس میں کوئی شک نہیں کہ آیۃ کریمہ کے ختم میں بڑی تاثیر ہے لیکن جائز و ناجائز مقاصد کے لئے اس کو استعمال کر رہے ہیں' اس سے ڈرنے کی ضرورت ہے' چاہے دنیا بھر کے عملیات کر لو' اللہ اور اللہ کے رسول کے کلام کو مشغلہ نہ بناؤ' یہ بڑی خطرناک چیز ہے' یہ ادب واحترام کے خلاف ہے' ہمیشہ اس سے بچو' کسی جائز مقصد کے لئے نفس کی قید سے بچنے کے لئے' شیطان کے مکر سے بچنے کے لئے ایسے لوگوں کے شر سے بچنے کے لئے جو خواہ مخواہ درپے آزار رہتے ہیں' استعمال کرنے کے لئے یہ شرط ہے کسی بزرگ سے اجازت لے لو' خود استعمال نہ کرو' اس لئے کہ خدا معلوم کس طرح استعمال کرو گے؟ یہ تمام وظائف واوراد ایسے ہوتے ہیں کہ جب تک اپنے کسی بزرگ سے ان کی اجازت نہ لے لو مفید ثابت نہیں ہوتے اور ایسے ہی ایرے غیرے کی اجازت کا بھی کوئی اعتبار نہیں۔

# بازاری عاملوں سے بچنے کی ضرورت

کسی عالم صاحب نے ایک اچھے خاصے برسر روزگار جوان کو رات کے پڑھنے کا کوئی عمل بتادیا کہ کھلے آسمان کے نیچے کھڑے ہو کر اتنی دفعہ یہ چیز پڑھو' اس نے وہ وظیفہ پڑھا' نتیجہ یہ ہوا کہ دماغ خراب ہو گیا' پاگل ہو گیا' جو ملازمت تھی وہ بھی جاتی رہی' اعزا جو حواس باختہ پھرتے ہیں آج کل ڈاکٹر کا علاج ہو رہا ہے۔ کبھی ہسپتال جا رہے ہیں' بتانے والے ایسے بیوقوف ہیں کہ یہ نہیں دیکھتے کہ کس مقصد کے لئے بتا رہے ہیں؟ بس کہہ دیا کہ یہ دو گھنٹے کا عمل ہے تین بجے رات کو آسمان کے نیچے کھڑے ہو کر پڑھو' غرض مند آدمی کیا نہیں

کرتا' سب کچھ کرتا ہے' نتیجہ یہ ہوا کہ بے چارہ کا دماغ خراب ہو گیا' جو نماز روزے تھے وہ بھی چھوٹ گئے' خبردار میں پھر آپ سے کہتا ہوں عملیات کے پھیر میں ہرگز نہ پڑنا' عملیات کے پھیر میں بالکل نہ پڑنا' یہ بڑا خطرناک معاملہ ہے؟ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

## گناہ کبیرہ کا وبال

میں کئی دفعہ بتا چکا ہوں کہ آج کل جو کچھ بھی ہماری پریشانیاں ہیں اور جتنی بھی بیماریاں ہیں ایسی بیماریاں کہ ڈاکٹروں کی عقلیں تک حیران ہیں کہ کیا تشخیص کریں؟ دنیا بھر کے ڈاکٹر حیران و پریشان ہیں' ادھر ادھر سر مارتے پھرتے ہیں' ایکسرے کرو' خون لے جاؤ' پیشاب لے جاؤ' یہ کرو وہ کرو لیکن یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ مرض کیا ہے؟ علاج کیسے کریں؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض امراض کا سبب کوئی اور بد پرہیزی ہے لیکن اس پر نظر نہیں جاتی' خدا کا قانون ہے جو کبھی نہیں بدلے گا کہ تم جو گناہ کبیرہ کرتے ہو اس کے وبال میں بیماریاں جو ظاہر ہو رہی ہیں اور پیدا ہوں گی' آج جو کینسر پیدا ہو رہے ہیں' دوسری بیماریاں جو ظاہر ہو رہی ہیں' یہ سب گناہ کبیرہ ہیں' جن سے ہم نے توبہ نہیں کی اور اب یہ بصورت قہر ہمیں بھگتنے پڑ رہے ہیں' اور ان کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں ہے' قہر خداوندی کا آخر کیا علاج ہو سکتا ہے؟ آج تک سائنس عاجز ہے' کینسر کے علاج میں کامیابی نہیں کی' کیوں؟ کیا بات ہے؟ اس لئے کہ کبیرہ گناہ کر رہے ہو' ایسے شدید کبیرہ گناہ جس سے توبہ بھی نہیں کرتے۔

## گناہ کے جسم پر بُرے اثرات

اس کی ایک مثال یہ ہے کہ غیبت کرنا ایسا ہے جیسے مردار بھائی کا گوشت کھانا' تو مردار بھائی کا جو گوشت کھائے گا' کیا ہو گا کیا سمیت (زہر) پیدا نہیں ہو گی؟ پھوڑے ہوں' پھنسی ہوں' تمام بدن گل جائے' بجا ہے کیونکہ اس میں ہوا زہر ہے' اللہ تعالیٰ نے مثال دے کے بتلایا ہے کہ یہ ایسا ہی ہے جیسے مردار بھائی کا گوشت' اللہ میاں نے مثال جس کی دی اس سے معلوم ہوا کہ تاثیر بھی اس کی وہی ہے جو مردار گوشت کھانے سے ہوتی ہے' وہ سمیت (زہریلا پن) ہے' غیبت کی' پچاسوں دفعہ ہم لوگ غیبت کرتے ہیں' کبھی توبہ کرتے ہیں؟ عورتیں بھی

کرتی ہیں، مرد بھی کرتے ہیں، ایک رواج ہے ایک رسم ہے کبھی توبہ کی توفیق نہیں ہوتی اور اللہ تعالیٰ کے یہاں تو عمل اور ردعمل مقرر ہے، کیا تمہاری رسم ورواج میں آ جانے سے اور تمام ابتلا کی وجہ سے اپنا قانون بدل دیں گے، کیا تمہاری گفتگو کے اندر آ جانے سے غیبت کی تاثیر بدل جائے گی؟ کبھی نہیں بدلے گی تو بہت سے امراض جو آج کل پیدا ہو رہے ہیں وہ ان گناہ کبیرہ کا نتیجہ ہے جن کا ہم نے ارتکاب کیا ہے پھر ان سے توبہ بھی نہیں کی، جبکہ اللہ تعالیٰ کی شان کریمی یہ ہے کہ تمہارے سے چاہے جتنا گناہ کبیرہ کا صدور ہو جائے، اگر تم نے توبہ استغفار کرلیا ہے اور اس گناہ کو چھوڑ دیا تو ساری سمیت (زہریلا پن) ختم ہو جائے گی، اللہ تعالیٰ کا رحم ہے ان کا کرم ہے، ان کا وعدہ ہے کہ جس نے توبہ استغفار کیا اور گناہوں کو چھوڑ دیا تو جو ردعمل گناہ کا ہونا تھا، خواہ بیماری ہو پریشانی ہو، سب کا رد ہے توبۃ النصوح یعنی سچے دل کی توبہ استغفار سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں، آنکھ بہکی، زبان بہکی، دل بہکا، گناہ کبیرہ کا ارتکاب ہوا توبہ کی؟ کہاں کی؟ کس وقت کی؟ جب اس کا خمیازہ بھگتنے کا وقت آیا ہے تو دوڑے وظیفہ کی طرف، چلانے لگے کہ کسی نے جادو کر دیا ہے، ارے کسی نے جادو نہیں کیا بلکہ تم نے خود اپنے آپ میں سمیت (زہریلا پن) پیدا کرلی ہے، تمہاری روح کے اندر اور جسم کے اندر ایک سمیت (زہریلا پن) سرایت کر گئی ہے گناہ کبیرہ کی، اب ہزار علاج کرو، کوئی فائدہ نہیں ہوگا، اس لئے کہ جب مرض ہوگا اسی کے مطابق علاج ضروری ہے، اگر کھانا کھانے سے بدہضمی پیدا ہوگئی ہے یا کسی بداحتیاطی اور بدپرہیزی سے ملیریا ہوگیا، علاج کرو ٹھیک ہو جاؤ گے، اسی طرح جتنے امراض جسمانی ہیں وہ سب مادی ہیں۔ بے احتیاطیوں سے اور بدپرہیزیوں سے پیدا ہوتے ہیں لیکن جو روحانی بدپرہیزیوں سے امراض پیدا ہوتے ہیں کیا ان کا علاج مادی علاج سے ہوسکتا ہے؟ ہزار علاج کر کے دیکھ لو، ہزاروں ڈاکٹر مل کر تشخیص کر کے دیکھ لیں، ایکسرے لو، دنیا بھر کی کوششیں کر ڈالو لیکن وہ ردعمل ہو کر رہے گا۔

# گنا کی تباہ کاریاں

حدیث شریف میں ہے کہ جب زنا عام ہو جاتا تو طاعون آتا ہے، طاعون جو ہے اس کی صورت پہلے کچھ اور تھی اور اب اس کی صورت بدل گئی ہے، اب اس نے صورت اختیار

کر لی ہے کینسر کی، تمام ڈاکٹر اور سائنسدان دو سو تین سو برس سے کوشش کر رہے ہیں لیکن یہ پتہ نہیں چلا سکے کہ یہ کیوں پیدا ہوتا ہے؟ ارے یہ اگر کسی مادی چیز سے پیدا ہوا ہو، آب و ہوا کے اثر سے پیدا ہوا ہو تو کوئی بتا دے کہ یہ آب و ہوا کا اثر ہے لیکن کینسر اور اس قسم کے دوسرے امراض تو روحانی بد پرہیزی کی پیداوار ہیں جس میں چھوٹے بڑے، امیر و غریب کی کوئی قید نہیں، کینسر تو اللہ کی ایک لعنت ہے، اس کا کیا علاج ہو؟ یہ کبائر کا جو ارتکاب ہو رہا ہے، اس سے ایسے تمام لا علاج امراض پیدا ہو رہے ہیں، حدیث شریف میں بھی غالباً یہ مفہوم بیان کیا گیا ہے کہ ایک وقت ایسا آئے گا، ایسی ایسی بیماریاں پیدا ہوں گی کہ کسی نے ان کا نام تک نہ سنا ہوگا، جب نام تک نہ سنا ہوگا تو علاج کیسے ہوگا؟

آج جتنے سنگین مرض پیدا ہو رہے ہیں میں آپ لوگوں سے اطلاعاً کہہ رہا ہوں اپنے تجربات کی بناء پر اور اپنے بزرگوں کی کتابیں پڑھ کر، اللہ اور اللہ کے رسول کی منشاء معلوم کر کے بتا رہا ہوں کہ گناہ کبیرہ جو ہیں یہ بہت سنگین ناپاک اور نجس چیزیں ہیں، جب تک انسان ان کا مرتکب ہوتا ہے تو اس کی روح خراب ہوتی ہی ہے، جسم بھی خراب ہو جاتا ہے، اس کا علاج کچھ نہیں ہے، یہ ناممکن ہے اور محال ہے کہ جو کبیرہ گناہوں سے مرض پیدا ہو مادی دواؤں سے اس کا علاج ہو جائے، بالکل ناممکن اور محال ہے، کیسے ہوگا؟ مادی چیزوں کی بد پرہیزی سے جو مرض پیدا ہوتے ہیں ان کا تو علاج ہے، یونانی ہے لیکن جو امراض اس زمانہ میں خصوصاً کبیرہ گناہ کے ارتکاب سے پیدا ہو رہے ہیں ان کا علاج کیسے کسی مادی علاج سے ہو سکتا ہے؟ کسی کی نظر جا سکتی ہے کہ یہ فاسد بندہ کہاں سے پیدا ہوا؟ کیوں پیدا ہوئے جاؤ لاکھ سر مارے جاؤ کچھ نہیں پتہ چلے گا لیکن اللہ تعالیٰ کے جو نیک بندے ہیں وہ بتاتے ہیں تمہاری غیبت کی عادت ہے، شہوانی نظر کی عادت ہے، بدگمانی کی عادت ہے، بدگمانی کی عادت ہے اور یہ سب گناہ کبیرہ ہیں، جب تک یہ جاری رہیں گے ان سے تمہاری روح بیمار ہوتی جائے گی اور رسم پر بھی اثر ہوگا، دنیا تحقیقات کرتے کرتے مر جائے گی، کسی کو پتہ نہ چلے گا کہ اس مرض کا کیا سبب تھا، زنا ایک فعل ہے۔ آنکھوں سے بھی ہوتا ہے، زبان سے بھی ہوتا ہے، کانوں سے بھی ہوتا ہے، تو یہ جو روزمرہ گناہ کبیرہ کا ارتکاب ہماری آنکھیں کر رہی ہیں، ہمارے کان کر رہے ہیں اور ان سے جو سمیت پیدا ہو رہی ہے، یہ کبھی نہیں چھوٹ پائیں گی اور جب ایک دفعہ اس کا

ظہور ہوتا ہے تو ہائے ہائے کر دیتے ہیں یہاں پھوڑا نکل آیا' یہاں کینسر ہو گیا' یہاں دماغ خراب ہو گیا' یہاں فالج ہو گیا' دنیا بھر کی بیماریاں لاحق ہونے لگتی ہیں' ڈاکٹر لوگ تشخیص کر رہے ہیں' ایکسرے کر رہے ہیں' جانچ رہے ہیں' جانے کیا کیا کر رہے ہیں؟ یہ سب کچھ کرتے جاؤ لیکن اس کا کوئی علاج نہیں' میں آپ لوگوں کو بتا چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمیت اور رحمانیت کی شان سے بعید تھا کہ زہر پیدا فرماتے اور اس کا تریاق نہ پیدا فرماتے۔

## گناہوں کا تریاق

جنت میں جو لوگ جائیں گے' پاک صاف ہو جائیں گے' گندے لوگ نہیں جائیں گے تو صاحب ایمان ہونے کی حیثیت سے جو یہاں گناہ کبیرہ کیے اور ان کے ساتھ توبہ بھی نہیں کی اور ان سے جو اثرات سمیت کے پیدا ہوئے ان کو توبہ کے ذریعے زائل نہیں کیا اور گناہ کی گندگیوں سے پاک صاف نہیں ہوئے تو جنت کا دخول ممکن نہیں' ٹھیک ہے تم نے گناہ کبیرہ کیے اور زہر کا استعمال کر لیا' اب اس کا تریاق اس کا تدارک یہ ہے کہ صدق دل سے توبہ کرو' یہ گناہ کے اثرات کیوں ظاہر ہوئے؟ کیونکہ تم نے گناہ کبیرہ کیے تھے اس لئے دماغ کا' آنکھوں کا' کانوں کا' دل کا' زبان کا مرض پیدا ہوا' تم اس قدر بے خبر رہے کہ گناہ کرتے رہے' آنکھ بہکتی رہی' زبان بہکتی رہی' غیبت ہوتی رہی' شہوانی باتیں ہوتی رہیں' لذات نفسانی حاصل کرتے رہے' جذبات شہوانی برانگیختہ ہوتے رہے' ہوتے ہوتے مرض کی صورت میں آ گئے' اب تم توبہ کرنے بیٹھ گئے' استغفار کرنے بیٹھ گئے' جلد ہی یہ مرض ختم ہو جائے گا' اگر یہ مرض جو پیدا ہوا ہے گناہ کبیرہ کے ارتکاب سے پیدا ہوا ہے تو پھر توبہ کریں' استغفار کریں' ٹھیک ہو جائے گا لیکن اس سے سبق حاصل کرنا کہ اب تم کو ہوش آیا ہے جب مرض نے شدت اختیار کی' جسم کے اندر تغیر پیدا کر دیا' سمیت پیدا کر دی' اب تم کو احساس ہوا کہ گناہ کبیرہ جو میں نے کیے اس کا وبال ہے اب کیا کریں؟ مرض کا سبب تو معلوم ہو گیا کہ یہ سبب ہے' اس کا کیا علاج؟

## اہل اللہ کی ضرورت واہمیت

اس کا جواب یہ ہے اور یہ جواب میرا نہیں بلکہ ان لوگوں کی طرف سے ہے جنہوں نے اللہ کی منشاء کو سمجھا' جنہوں نے گناہوں کی حقیقت سمجھی' جنہوں نے گناہ کبیرہ کی سمیت کو سمجھا اور

جنہوں نے سمجھ لیا کہ گناہوں کی سمیت کا جسم میں یہ اثر ہوتا ہے' کبائر سے اور ناپاک گناہوں سے یہ امراض پیدا ہوتے ہیں جو اللہ والے اور ماہر نفسیات ہیں ان کی نظر میں یہ بات آئی کہ یہ شخص شہوانی خیالات کا تھا' یہ شخص جو آیا ہے اس میں حب مال تھا' حب جاہ تھا' اس کی وجہ سے دل و دماغ میں یہ اثر ہوا' اس کے اندر اس کبیرہ گناہ کا مادہ تھا' وہ اس کا ارتکاب کرتا رہا اور اس کے کرتے کرتے یہاں تک ہوا کہ وہ جسمانی صورت میں وبال کی صورت میں ظاہر ہوا' اب ان حضرات اولیاء کا فیصلہ یہ ہے کہ عزیز من! تم نے اپنے آپ کو تباہ کر ڈالا' تم نے ایسے گناہ کبیرہ کیے پھر توبہ بھی نہیں کی' استغفار بھی نہیں کیا' تلافی بھی نہیں کی' خدا کا قانون تو نہیں بدل گیا چنانچہ تم کو مبتلا ہونا پڑا' اب خیریت ہے کہ اپنے گناہ کبیرہ کو ندامت قلب کے ساتھ الحاح وزاری کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں پیش کرو' اپنے معاملہ کو کہ یا اللہ! مجھ سے دانستہ نادانستہ فلاں کبائر اور فلاں فلاں صغائر کا ارتکاب ہوا ہے' میرے دل میں ایسے جذبات تھے' میری زبان کے اندر ایسی سمیت رہی' میرے کانوں کے اندر' میری آنکھوں کے اندر' مدتوں تک سمیت رچی بسی رہی' نہ توبہ کی اور نہ استغفار کیا' آج میں نادم ہوں' میرے جسم کے اندر تغیر پیدا ہو گیا' گناہوں کا زہر پھیل گیا' میرا جسم ماؤف ہو گیا' اب میں آپ کے رحم و کرم میں ہوں' اے اللہ! ندامت قلب سے ایسے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں جن کے وبال میں میں مبتلا ہوں۔

عزیزو! بس یہ مجھ ہی سے سن لیجئے شاید کسی کتاب میں نہ ملے لا الہ الا اللہ خدا کے لئے عمل کرو' یہ کیمیا کا نسخہ ہے اگر نہ کرو گے تو پھر خدانخواستہ الامان والحفیظ بھگتنا نہ پڑے' یہ صرف ایک ہی عنوان سے بتا رہا ہوں' اس کے اور بھی بہت سے عنوانات ہیں' اگر موقع ہوا تو وہ بھی عرض کروں گا۔

## بارگاہ خداوندی میں ندامت

خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ندامت کے ساتھ بیٹھ جاؤ اور کہو کہ اے اللہ! ان آنکھوں سے' ان کانوں سے' ان ہاتھوں سے' اس زبان سے بہت سے کبائر کا میں نے ارتکاب کیا ہے' یہاں تک کہ ان کی سمیت میرے جسم میں پیدا ہو گئی جس کی وجہ سے یہ تکلیف ہے' یہ تکلیف ہے' اے اللہ! میں بہت نادم ہوں' میں برباد ہو گیا' دنیا میں بھی آخرت میں بھی' میری تمام تندرستی بگڑ گئی' میری جسمانی حالت برباد ہو گئی ہے' میں کسی کام کا

نہیں رہا، فالج ہو گیا، پھوڑا ہو گیا، کینسر ہو گیا، یہ ہو گیا، یا اللہ! سب ہماری شامت اعمال ہے اب میں توبہ کرتا ہوں۔ رَبَّنَا وَ لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ یا اللہ معاف فرما دیجئے...... اب ان کی شان کریمی اور رحمانیت پکار اٹھے گی کہ اس مرض کے اندر جو گناہوں کی سمیت تھی وہ ہم نے ختم کر دی، جس سمیت سے گناہ کا مرض پیدا ہوا تھا وہ ہم نے زائل کر دی، اب یہ مرض کی صورت جو باقی رہ گئی ہے اس کے اندر سمیت نہیں ہے، لیکن صورت مرض ہے اس کی ایسی مثال ہے کہ کسی کے پھوڑا نکلا ہو، ڈاکٹر سرجن نے نشتر دیا اور نشتر دینے کے بعد فاسد مادہ کو نکال دیا اور ایسے انجکشن اور ایسی چیزیں دیں کہ جس سے زہر ختم ہو گیا لیکن پھوڑا اب بھی باقی ہے، زخم اب بھی باقی ہے، مرہم پٹی اب بھی باقی ہے، پھوڑے کی سمیت تو رفع ہو گئی لیکن پھوڑے کی صورت پھر بھی باقی ہے، اسی طرح جب اللہ تعالیٰ تمہارے کبائر کو معاف فرما دیں گے، اب اس کے اندر کا زہریلہ مادہ جو تم دنیا اور آخرت میں بھگتتے وہ زہریلی نافرمانی جس کے تم مرتکب ہوتے رہے وہ تو ان شاء اللہ تعالیٰ رفع ہو جائیں گی لیکن صورت بیماری باقی رہ جائے گی۔ صورت بیماری جو ہے اس کے لئے تو اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا وعدہ ہے کہ اگر مسلمان کے کانٹا بھی چبھ جائے تو ہم اس پر اجر دیتے ہیں لہٰذا جو شخص جسمانی اذیت میں مبتلا ہے جس کی سمیت اللہ تعالیٰ نے اپنے رحم و کرم سے نکال دی ہے لیکن صورت بیماری اب بھی موجود ہے یہ اس کے لئے اجر کا سبب ہے، اس سے اس کے درجات بلند ہوں گے۔

## توبہ کی برکات

اس لئے اس بیماری پر صبر کرنا پڑے گا مگر مطمئن رہیے کہ وہ اس کی سمیت سے اب پریشان نہیں رہے گا، سمیت کے زائل ہونے کی خاص علامت یہ ہے کہ دل مطمئن ہو جائے گا اور اس کا اجر دنیا میں نہیں ملے گا تو آخرت میں اللہ میاں ضرور عطا فرمائیں گے، جب سمیت اس میں سے نکل گئی صرف صورت مرض باقی رہ گئی تو صورت مرض خود اس کے رفع درجات کا سبب ہے۔ اب یہ اس کے گناہوں کا خمیازہ نہیں ہے بلکہ اس کے رفع درجات کا سبب ہے۔ اب اس کے درجات بلند ہوتے رہیں گے اور بیماری کے اس علاج سے یہ حالت پیدا ہو گی کہ

آئندہ گناہوں سے پرہیز کرے گا' گناہوں سے اجتناب کرے گا' گناہوں کی باتوں سے بچے گا' یہی ہمارا مقصود ہے اب آنکھ بند ہوتے ہی اس کو وہ درجہ ملے گا جو شہداء کے لئے ہے۔

بھئی! یہ بات آپ مجھ سے سن لیں' اس کی حقیقت جہاں سے سمجھ لیجئے کہ پھوڑا ہے' بڑا سنگین لیکن ڈاکٹر بڑا ماہر ہے' اس نے تمام سمیت کو نکال کے پھینک دیا اور مرہم رکھ دیا اور پٹی بھی باندھ دی اور ایسے انجکشن دیدیئے کہ جو سمیت خون میں سرایت کر گئی تھی وہ بھی رفع ہوگی' اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ندامت قلب نے وہ نشتر لگایا کہ گناہ کی سمیت سے جو مرض پیدا ہوا تھا وہ تو رفع ہو ہی گیا' اب صرف صورت باقی رہ گئی' یہ صورت مرض بھی ان کا کرم ہے 'ان کا رحم ہے کہ تم کو یہ گناہوں سے بچائے گی' تمہاری بیماری تم کو آفات سے محفوظ رکھے گی' گناہوں کو معاف کرا دیتا ہے تو مومن اور صاحب ایمان کے جسم کے اندر جو تکلیف ہو اس کے ساتھ وہ توبہ و استغفار بھی کرتا رہے' اس کی جو بھی تکلیف جسمانی ہوگی وہ اس کے رفع درجات کا سبب ہوگی' یہ صلہ ہے اس عمل کا جو تم سے نہ بن پڑتا ہو' اس حالت پر جو شخص ثواب کی نیت سے صبر کرے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں' اس کے درجات بلند ہوتے ہیں' مرنے کے بعد اسے شہادت کا درجہ ملتا ہے اور باری تعالیٰ مقام عالیہ عطا فرماتا ہے۔

## گناہ کا زہریلا اثر

بھئی! دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہم کو اس ماحول سے بچالے اور آج کل کی ان سمیتوں سے بچالے جن سے ہماری آنکھیں ماؤف ہوگئی ہیں' بے شرمی' بے حیائی' بے غیرتی کے لاتعداد مناظر ہر وقت آنکھوں میں ہیں' اللہ تعالیٰ ان عورتوں کو ہدایت دے اور مردوں کو بھی ہدایت دے' بے شرمی' بے غیرتی اب زہریلا گناہ ہے' اس کے اندر ایسی سمیت ہے جو دنیا کو بھی برباد کر رہی ہے اور آخرت کو بھی برباد کر رہی ہے' بے شرمی و بے غیرتی دنیا کے سنگین ترین زہریلے مادوں میں سے ہیں نہ سنکھیاں میں اتنا اثر ہے اور نہ سانپ کے زہر میں اتنا اثر ہے' کسی چیز میں اتنی تاثیر نہیں' بے شرمی کا زہر اتنا قوی زہر ہے کوئی اس کا تدارک نہیں کر سکتا۔

## عصر حاضر اور ہم

آج کل جو بے شرمی' بے غیرتی عام ہو رہی ہے' یہ تمام بیماریاں' پریشانیاں اسی کا وبال ہیں' خواہ مخواہ بدنام کرتے ہو کہ کسی نے سفلی عمل کر دیا ہے کسی نے ٹونہ کر دیا' کسی نے جادو کر دیا'

کسی نے کہاں کیا تم نے خود کیا تم مرتکب ہوئے' اس کے' اپنی خبر نہیں لیتے اور وظیفے ڈھونڈتے پھرتے ہو لیکن اچھی طرح جان لو' ہزاروں وظیفے ڈھونڈو' لاکھ سر مارو' تمام وظیفے تمام عامل سر پٹخ کے مر جائیں پھر بھی اس کا علاج نہیں کر سکتے' خارجی چیزوں کا تو علاج ہے لیکن گناہ کبیرہ کی جو بیماریاں ہیں' پریشانیاں ہیں' ان کا کوئی علاج نہیں' سوائے اس کے اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو' استغفار کرو' اس کے حضور ندامت کا اظہار کرو' ان شاء اللہ تعالیٰ تمہارے جسم کی تمام سمیت رفع ہو جائیں گی' صرف مرض کی صورت رہ جائے گی جو تمہارے لئے رفع درجات کا باعث ہو گی' یا اللہ! ہم کو بچا لیجئے' یا اللہ! ہم کو اس وبال سے بچا لیجئے' آج کل ہماری آنکھیں' کان اور زبان آسانی سے ماؤف ہو جاتے ہیں ہم کو پتہ بھی نہیں چلتا یا اللہ! سمیت کے اوپر سمیت سرایت کر رہی ہے' گناہوں پر گناہ کرتے رہتے ہیں' کبھی ادراک و احساس بھی نہیں کرتے۔

## یا اللہ ہمیں پاک فرما دیجئے

یا اللہ! ہمارے ماحول نے ہمیں بالکل بے خبر اور بے حس کر رکھا ہے مگر ہماری یہ بے حسی ہمیں ان گناہوں کے خمیازہ سے محفوظ نہیں رکھ سکتی جو ہم سے ہوتے رہے ہیں۔

یا اللہ! آپ علیم و خبیر ہیں' ہماری آنکھوں کے جتنے گناہ ہیں اپنی رحمت کاملہ سے سب معاف فرما دیجئے۔

یا اللہ! ہماری زبان کے جتنے گناہ کبیرہ ہیں' اپنی رحمت کاملہ سے۔

یا اللہ! سب معاف فرما دیجئے' ہمارے کانوں کے گناہ' ہماری زبان کے گناہ' ہماری آنکھوں کے گناہ' کبیرہ گناہ سمیت والے ناپاک گناہ۔

یا اللہ! ہم سب سے توبہ کرتے ہیں' استغفار کرتے ہیں۔

یا اللہ! اپنی رحمت کاملہ اور اپنی رحمانیت کے صدقہ میں سب معاف فرما دیجئے۔

یا اللہ! گناہوں کی جتنی سمیت ہمارے اندر ہے اپنے کرم سے سب پاک فرما دیجئے' سب سے پاک و صاف فرما دیجئے۔

یا اللہ! ہمیں صبر استقلال کی توفیق عطا فرمائیے۔

یا اللہ! ہم کو اس کا بھی تحمل نہ ہو سکے گا' اپنی رحمت سے تحمل عطا فرما دیجئے گا' ہمارے

لیے جو بہتر صورت ہے وہ پیدا فرما دیجئے' ہم کو اپنی رحمتوں سے محروم نہ فرمائیے۔
یااللہ! ہمیں ماحول کی تمام زہر سے ہمیشہ کیلئے محفوظ فرما دیجئے" رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ " جس نے پڑھ لیا قبول ہو گیا' کیوں؟ اس لئے کہ اللہ کا کام ہے' جس کسی مومن کی زبان پر آ گیا' قبول ہو گیا' یاد رکھو! اللہ کا کلام جب زبان پر آ جاتا ہے تو قبولیت لے کر آتا ہے۔ کبھی خبردار نا امید نہ ہونا' کہو" ربنا لاتؤاخذنا ان نسینا او اخطانا"
اے اللہ! ہم سے خطا و نسیان جو ہوتی رہتی ہے اور ہمیں یہ نقصان پہنچاتی ہے۔
یااللہ! ایسی خطا و نسیان جو ہم کو نقصان پہنچائے' اس کی وجہ سے ہم سے مواخذہ نہ فرمائیے" ربنا ولا تحمل علینا اصراً"
اے اللہ! دل و دماغ میں فاسد خیالات' شہوانی خیالات' ناپاک خیالات بھرے رہتے ہیں' ہمارے تمام جذبات ناپاک ہیں' گندے ہیں' ان میں۔
یااللہ! ان کی سمیت ضرور ہم پر اثر کرتی ہو گی۔
یااللہ!" ربنا ولا تحمل علینا اصراً" ان وساوس اور خطرات ہر طرح کے توہمات اور بدگمانیاں جتنی باطنی چیزیں سب میں سمیت ہے' سب میں زہر ہے۔
یااللہ! ہم سب سے توبہ کرتے ہیں" اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَيْهِ"
یااللہ! ہمارے خیالات فاسدہ ہیں جو سمیت ہے وہ بھی اپنے رحم سے معاف کر دیجئے' ہمارے ناپاک جذبات ہمارے شہوانی خیالات جو گندے ہیں' ناپاک ہیں' زہر ہیں ہم ان سے توبہ کرتے ہیں۔
یااللہ! معاف فرما دیجئے' اے اللہ! سب معاف فرما دیجئے" اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا" نیز ہمارے نفس کے اندر شرارتیں ہیں' اس سے ہم پناہ مانگتے ہیں۔
یااللہ! معاف فرما دیجئے اور اس کی سمیت سے ہمیں محفوظ رکھئے' ہم ندامت قلب کے ساتھ توبہ کرتے ہیں' معاف فرما دیجئے' اس کی کے زہر کو دفع فرما دیجئے' ہم سے راضی ہو جائیے' دنیا و آخرت کے خسران سے ہمیں بچا لیجئے' نقصانات سے بچا لیجئے۔
یااللہ! بچا لیجئے" ربنا ولا تحملنا مالا طاقة لنا به" آپ کا وعدہ ہے کہ آپ

اپنے بندوں کی توبہ وندامت قبول فرمالیتے ہیں' ہمیں یقین واثق ہے کہ ہمارے اوپر جو وبال ہے ہمارے اوپر جو شامت اعمال ہے وہ ہماری بداعمالیوں اوران کی سمیتوں کی بناء پر ہے۔

یااللہ! معاف ہی فرمادیجئے' دنیا و آخرت میں اس کی زہریلی کیفیتوں سے پاک و صاف فرمادیجئے' اپنے اسمائے گرامی کے واسطہ سے اوران تسبیحات کے واسطہ سے جو ہم پڑھتے ہیں اور درود شریف کے واسطہ سے نیز ہم جو عبادتیں کرتے ہیں' کلام پڑھتے ہیں۔

یااللہ! اس کے انوار و تجلیات کے واسطہ سے ہماری روح کو پاک وصاف فرمادیجئے' منزہ فرمادیجئے' محفوظ فرمادیجئے تاکہ ہم پر گناہوں کا کوئی اثر نہ ہونے پائے' اپنے کلام پاک کے انوار سے تسبیحات کے انوار سے استغفار کے انوار سے ہماری روح کو اس قدر مضبوط کردیجئے کہ۔

یااللہ! ہم پر کسی سم کی سمیت کا اثر نہ ہو سکے' ہم ندامت قلب سے توبہ کرتے ہیں۔

یااللہ! ماحول کی لعنتوں سے' ماحول کی سمیتوں سے اور ماحول کی تاریکیوں سے اور ظلمتوں سے ہمارے ایمان کو محفوظ فرمادیجئے' ہماری روح کو محفوظ فرمادیجئے۔

یااللہ! ہم پر رحم فرمائیے' ہمیں نہ دنیا میں عذاب دیجئے اور نہ آخرت میں "اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنْ خِزْیِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَۃِ' اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْ بَلَاءِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَۃِ"

یااللہ! ہم کو ہر قسم کی بلاؤں سے محفوظ فرمادیجئے۔

یااللہ! باقی ماندہ عمر میں اپنے ذکر کی توفیق دیجئے' اپنی عبادات کی اپنی طاعات کی' گناہوں سے احتیاط کی اور نفس وشیطان سے حفاظت کی توفیق دیجئے۔

یااللہ! اپنی حفاظت میں لیجئے۔

یااللہ! ہم پر رحم کیجئے' ہماری حالت ایسی خستہ ہے اور ایسی مجبوری کا عالم ہے کہ ہم کوئی تدارک بھی نہیں کرسکتے۔

بر در آمد بندہ بگریختہ آبروئے خود ز عصیاں ریختہ

یااللہ! اپنے آپ کو برباد کرلیا ہے۔ اب آپ کی درگاہ میں دست بدعا ہیں' اپنی رحمت کاملہ سے اور اپنے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے سب خطائیں معاف فرمادیجئے' جتنی سمیت ہمارے دلوں میں ہے' ہمارے دماغ میں ہے' ہمارے رگ وریشہ میں ہے' ہمارے اندر گناہ کبیرہ کے جتنے اثرات ہیں۔

یااللہ! سب اپنی جگہ زہر پھیلا رہے ہیں۔
یااللہ! ان کو اپنے انوار تجلیات سے اور اپنی رحمتوں سے تبدیل فرما دیجئے۔
یااللہ! ہم سے مواخذہ نہ فرمائیے۔
یااللہ! باقی ماندہ زندگی میں ہم کو مجبوریوں سے اور معذوریوں سے محفوظ رکھئے۔
یااللہ! اپاہج ہونے سے محفوظ رکھئے۔
یااللہ! دماغ ودل کے تعطل سے محفوظ رکھئے۔
یااللہ! جو گناہ ہوئے ہو چکے لیکن اب ہمیں ان سے بالکل پاک وصاف فرما دیجئے' باقی ماندہ زندگی۔
یااللہ! پاکیزہ گزارنے کی توفیق عطا فرمائیے' اپنی رحمت سے ہمیں پاکیزہ زندگی عطا فرمائیے۔
یااللہ! ہم سب آپ کے عاجز بندے ہیں' ہم اس ماحول کی سمیت سے بچ نہیں سکتے مگر آپ اپنی قدرت کاملہ سے بچا سکتے ہیں۔
یااللہ! ہمیں بچا لیجئے' جس طرح بیماریوں سے حفاظت کے لئے دوائیں استعمال کی جاتی ہیں تا کہ یہ بیماری پیدا نہ ہو' اسی طرح۔ یااللہ! ہم آپ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔
یااللہ! اپنی رحمت کاملہ سے اذکار واوراد و وظائف میں جو انوار ہیں ان کی قوتیں ہمیں عطا فرما دیجئے تا کہ ان کے ذریعہ ہم اپنے نفس کی حفاظت کر سکیں اور شیطان سے بچنے کیلئے اپنے نفس کی شرارتوں سے بچنے کے لئے' گناہوں سے بچنے کے لئے ہم میں قوت پیدا ہو جائے۔

# اللہ تعالیٰ کی کمال مغفرت

اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ خواہ کسی قسم کے ہوں معاف فرما دیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اپنے نادم اور شرمندہ ہونے والے بندوں کے ساتھ بڑی محبت وشفقت ہے' دل ندامت کے جذبات میں ڈوب گیا' فوراً دل کی گہرائی سے توبہ اور استغفار کی توفیق نصیب ہوئی' ایسا معلوم ہوا کہ ماضی کے حالات پر غور کرنے سے خوف کا پیدا ہونا ایک طبعی امر ہے اور اس سے اپنے قصوروں پر نادم ہونا بھی انسان کی صحیح فطرت ہے تو ہماری غفلتوں اور معصیتوں کا زمانہ ہمارے اندازہ میں چاہئے جس قدر بھی طویل ہو حقیقتاً بہت ہی مختصر ہے اور ماضی کے خسارے کا تمام کارنامہ ایک جذبہ ندامت اور توبۃ النصوح سے دفعتہً بالکل کالعدم اور ختم ہو جاتا ہے۔

# خوف ورجا

مومن کی ساری زندگی خوف و رجاء کے درمیان گزرتی ہے ہمارے حضرت رجاء کو غالب کرتے تھے اور خوف کو مغلوب فرماتے تھے کیونکہ خوف کا تعلق صرف ماضی سے ہے اور وہ محدود ہے اور رجاء کا تعلق مستقبل سے ہے اور مستقبل اللہ تعالیٰ کی رحمت کا اور یہ لامتناہی ہے' خوف محدود ہے' وقتی اور عارضی ہے اور وہ اپنے ماضی سے متعلق ہے. جس میں زیادہ تر اپنا ہی مشاہدہ اور مراقبہ ہے' اپنی پچھلی زندگی چاہے جس طرح بھی بسر ہوئی ہو' اس کی کوتاہیوں کے متعلق مواخذہ آخرت کے لئے خوف کا ہونا ضروری ہے۔

خیر گناہوں پر تو خوف ہونا ہی چاہئے لیکن جب اپنی عبادات پر نظر جاتی ہے تو اسکا اندازہ کر کے دل لرز جاتا ہے کہ ان میں بھی دانستہ و نادانستہ کس قدر شرمناک اور کس قدر افسوسناک خامیاں ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امیدوار رہنا چاہئے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ ان سب کا تدارک بھی ندامت قلبی سے اور توبہ واستغفار سے ہو جائیگا' ماضی ایک محدود وقت تھا جو ختم ہو گیا۔

ندامت کے ساتھ توبہ کر کے سیدھے راستے پر آ گئے' ماضی کے' خوف وخشیت نے دل کی استعداد و صلاحیت کو درست کر دیا' اب آئندہ زندگی میں نیک اعمال اور معاصی سے اجتناب کا اہتمام ہونے لگا۔

لیکن گناہوں یا عبادات کی خامیاں تو ندامت قلب اور توبۃ النصوح سے انشاء اللہ معاف ہو جائیں گی' اب اصل فکر و توجہ تو مستقبل کیلئے ہونا چاہئے' مستقبل کا تعلق خاص طور پر حیات بعد ممات کے ساتھ ہے جو لامتناہی اور ابدی ہے اس لئے بڑے اہمیت کے ساتھ مستقبل کو پاک وصاف بنانے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

# خود کو گناہ گار نہ کہیے

ہمارے حضرت والا فرمایا کرتے تھے کہ جب ماضی کی یاد آ جائے تو اس کے نقائص کی طرف ایک سرسری نظر ڈال کر "اللھم اغفرلی" کہہ لو اور رحمت لامتناہی کی طرف متوجہ ہو جاؤ' اپنا مراقبہ چھوڑ دو' ہم ایسے خطا کار ایسے زیاں کار ہیں' ہم سے کچھ بن نہ پڑا' ساری زندگی برباد ہو

گئی‘ اب یہ کچھ نہ سوچو‘ تم توبۃ النصوح کر چکے ہو جو ان شاء اللہ ضرور قبول ہو گی‘ اب مستقبل میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مشاہدہ کرو کہ لذیذ بھی ہے اور مدید ہے‘ اگر غور کرو گے تو اپنی زندگی کے تمام ماحول میں تمام تعلقات و معاملات میں اللہ تعالیٰ کے انعامات و احسانات ہی نظر آئیں گے اور ان پر ادائے شکر کے تقاضے پیدا ہونگے اور اللہ تعالیٰ سے محبت کے جذبات ابھریں گے مگر مستقبل کا سارا دارومدار زمانہ حال پر ہے اس لئے ہمارے حال کا ہر لمحہ بڑا گرانقدر ہے اس کو تو بہت ہی احتیاط اور اہتمام کے ساتھ استعمال کرنا چاہئے لیکن اس بات کا بغیر کسی مصلح کی نظر کیمیا کے اثر کے حاصل ہونا دشوار ہوتا ہے کیونکہ ہماری روزمرہ کی زندگی میں نفس و شیطان ہمارے دل و دماغ پر غفلت کے پردے ڈال کر طرح طرح کی فریب زدہ لذتوں میں مبتلا کر دیتے ہیں اور ہم کو نہ تو احساس ہوتا ہے اور نہ اس پر کوئی افسوس ہوتا ہے کہ ہم نے اپنے فسق و فجور سے اور عارضی شہوانی لذتوں سے روح کی پاکیزگی کو کس قدر نقصان پہنچا لیا ہے۔

## فسق وفجور کے اثرات

آج مغربیت نے وہ جال پھیلا رکھا ہے اور آج ہی نہیں ہمیشہ سے ساری دنیا کے مسلمانوں پر تباہی بربادی کے سامان اکٹھے کیے جا رہے ہیں‘ ساری دنیا کے فتنوں نے آماجگاہ بنا رکھا ہے اسلام اور مسلمانوں کو‘ پہلے زمانہ میں فتنے اُٹھتے تھے اس وقت قوت ایمانیہ بہت کمزور ہے۔ دراصل فسق و فجور میں خاصیت ہے قوت ایمانیہ کو کمزور کرنے کی اس لیے آج فتنوں کے مقابلے کے لیے ہم کو قوت مدافعت حاصل نہیں‘ ہمارے حالات بدل گئے اور قوت ایمانیہ کمزور ہو گئی اور یہ فسق و فجور کی خاصیت ہے کہ دل کو کمزور اور قوت ایمانیہ کو ضعیف کر دیتی ہے۔ آج مسلمان بزدل بھی اسی لیے ہیں۔

سب سے پہلے خبر لیجئے اس فسق و فجور کو روکنے کی اور اس کے لیے اقدام کیجئے‘ یہ گانا بجانا‘ ٹیلی ویژن‘ تصاویر اور مغربی طرز لباس‘ طرز رہائش‘ طرز طعام ایک ایک کر کے ان کی اصلاح کیجئے۔

چند فرائض اور واجبات کا ادا ہوتے رہنا خواہ عادتاً ہی کیوں نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اُمید ہے کہ باعث نجات ہو جائے لیکن دنیا کی فلاح مسلمانوں کی اپنی تہذیب کی انفرادیت اور مغربی طرز سے مغائرت ہی پر منحصر ہے جس وقت تک آپ اپنے

معاشرے کی اصلاح نہ کریں گے یہ چیز درست نہ ہوگی۔ دوسرے یہ کہ ہمارا دین ہر شعبہ زندگی پر حاوی ہے، خواہ سیاست یا معاشرت ہو یا معاملات و اخلاقیات، ان کی درستی کے لیے دین میں ایسی مکمل تعلیم ہے کہ کسی غیر اسلامی شعائر کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ غیر اسلامی شعائر دنیا اور آخرت کے لحاظ سے ہر طرح اور حد درجہ مضر اور خطرناک ہیں، آج ہم پر جو شامت اعمال مسلط ہے اس کا زیادہ تر سبب یہی چیزیں ہیں۔

## گناہ چھوڑنے کا مجرب نسخہ

فرمایا: فجر کی یا عشاء کی نماز کے بعد خدا کے سامنے تھوڑی دیر بیٹھ کر اپنے اعمال کا محاسبہ کرو اور کہو اے خدا! میرے تمام اعمال سب آپ کے سامنے ہیں، میں نفس و شیطان سے مغلوب ہوں یہ میری روزمرہ کی زندگی ہے یعنی اپنی بے بسی اور مجبوری کو خدا کے سامنے پیش کرو اور کہو یا اللہ! میں چاروں طرف سے گرداب میں پھنس چکا ہوں، یا اللہ! میں کہنے کو تو مسلمان ہوں لیکن تقاضائے دین سے بالکل خالی، حوادثات میں گھرا ہوا ہوں، بالکل بے بس ہوں، اے اللہ! میری مدد فرما، میری حالت کو تبدیل فرما، محروم نہ فرما، میں عاجز بندہ ہوں، آپ ارحم الراحمین ہیں، میرے صغائر و کبائر سب معاف کر دیجئے یا اللہ! آپ کا وعدہ سچا ہے، میں اقراری مجرم ہوں، گناہوں کے ترک کا پکا ارادہ کرتا ہوں، آئندہ آپ مجھے اپنی حفاظت میں رکھ لیں۔ اسی طرح سے یہ نسخہ کچھ دنوں تک آزمائیں، ان شاء اللہ بہت فائدہ ہوگا۔

## لغزشوں سے انکسار پیدا ہوتا ہے

فرمایا: حسنات سے تو معرفت خداوندی بڑھتی ہے اور لغزشوں سے عبدیت و انکسار پیدا ہوتا ہے اور اس کی کوئی حد نہیں، اگر لغزشیں نہ ہوں تو عبدیت و تقویٰ ہی پیدا نہ ہو اس لیے کہ لغزشیں ندامت کا سبب بنتی ہیں اور تقویٰ کی روح رواں ندامت ہے کیونکہ جب اپنی حالت بد پر ندامت ہوگی تو آئندہ اصلاح کی فکر کرے گا اور احتیاط کی کوشش کرے گا یہی تقویٰ کی روح ہے۔

## ہماری پریشانی ہمارے گناہوں کا ردعمل ہے

فرمایا: آج ہر طرف پریشانی ہے کوئی دل ایسا نہیں جو پریشان نہ ہو، یا کسی میں فکر و تردد نہ ہو، تشویش و خطرات و وساوس کے ساتھ جی رہے ہیں، تدبیر سمجھ میں نہیں آ رہی اب کیا

کریں، دین کی تبلیغ اپنے اپنے دائرہ میں ہو رہی ہے لیکن وہ محدود ہے جب کہ دشمنان اسلام کے ذرائع و وسائل مکمل ہیں اور وہ کھلے بندوں بے دینی کی اشاعت کر رہے ہیں، ان کے مقابلے میں علماء حق جن کے وسائل و ذرائع اگرچہ محدود ہیں مگر وہ اپنی جگہ کام کر رہے ہیں جو خلاف شرع کام ہیں ان کی حتی المقدور تردید کر رہے ہیں۔

فرمایا: آج ہر شخص حواس باختہ زندگی گزار رہا ہے، پریشانیوں کے دفتر کھلے ہوئے ہیں، ہر ایک یہ کہتا ہے کہ فلاں نے کچھ کر دیا ہے، ہم پر سفلی عمل ہو گیا ہے وغیرہ۔ لیکن یہ نہیں سوچتے کہ ہر عمل کا ایک ردعمل ہوتا ہے، ہر ایکشن کا ایک ری ایکشن ہوتا ہے، گناہ کبیرہ کا ہم ارتکاب کر رہے ہیں اور کہتے ہیں اس میں حرج کیا ہے؟ یوں سمجھ لیا ہے کہ نماز پڑھ لیتے ہیں، زکوٰۃ دے دیتے ہیں، عمرہ اور حج ادا کر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم صاحب ایمان اور متقی ہیں۔ بتلائیے! جہاں خدا نے نماز روزہ فرض کیا ہے وہاں اس نے گناہ کبیرہ سے بچنے کے لیے بھی کہا ہے یا نہیں؟ ہر صاحب ایمان سے سوال یہ ہے کہ جب تم گناہ کبیرہ کرو گے تو اس وقت مغضوبین اور ضالین میں تمہارا شمار ہو جائے گا یا نہیں؟ تمہاری وضع قطع، رہنا سہنا تجارت، لین دین غرضیکہ سب امور مشرکین کے سے ہیں، پھر کیا شکایت کرتے ہو کہ ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں، شکر و بایں ہمہ جرائم کے ارتکاب کے باوجود ہمیں کھانے کو دے رہے ہیں، پینے کو دے رہے ہیں، ہمیں عزت حاصل ہے۔ ہمیں احساس کرنا چاہیے، فکر کرنی چاہیے اپنے جرم کا اقرار کرنا چاہیے اور اپنے تمام گناہوں سے معافی مانگنی چاہیے۔

## نفس و شیطان کے حملوں سے بچنے کا بہترین طریقہ

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نفس و شیطان کے حملوں سے بچنے کا ایک بہترین طریقہ ارشاد فرمایا ہے۔ وہ یہ کہ جب انسان کے دل میں کسی گناہ کا خیال اور کسی برائی کا وسوسہ پیدا ہو تو فوراً اس خیال اور وسوسے کو دل سے باہر کر دے اور نفس اور شیطان سے کہہ دے کہ مجھے یہ کام نہیں کرنا اور میں جان دے دوں گا پر مالک کو ناراض نہیں کروں گا۔

؎ جان دے دی ان کے نام پر

بہر حال حاصل یہ ہے کہ جو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ

اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا. (سورہ نساء ۷۶)

''شیطان کا مکر بالکل کمزور ہوتا ہے''

اس لئے کہ وہ دل کے اندر صرف غفلت اور وسوسہ اور خیال ڈالتا ہے۔ کبھی شیطان یہ نہیں کرتا کہ کوئی شخص نماز پڑھنے جا رہا ہو اور شیطان اس کو ہتھکڑیاں پہنا کر باندھ دے کہ خبردار! میں تمہیں نماز کے لئے نہیں جانے دوں گا۔

کبھی آپ نے شیطان کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا؟ کبھی ایسا نہیں کرتا بلکہ وہ تو ہمیشہ دل میں وسوسے ڈالتا ہے۔ لہٰذا جو شخص وسوسوں سے بچ گیا وہ شیطان کی قید سے بچ گیا اور جس شخص نے وسوسے کو دل میں بٹھالیا اور اس پر عمل کرلیا تو بس وہ گناہ کے اندر مبتلا ہو گیا اور شیطان کے وسوسے ڈالنے کے بہت سے طریقے ہیں اور ان سے بچنے کے بھی بہت سے طریقے ہیں۔ اب ہمیں شیطان کے وسوسوں سے بچنے کے طریقے جان لینے چاہئیں تا کہ ہم گناہوں سے محفوظ رہ سکیں۔

## گناہ کے خیال کے وقت اللہ کی طرف رجوع کریں

نفس و شیطان کے حملوں سے بچنے کے لئے سب سے پہلے تو اللہ تعالیٰ کے فضل کی ضرورت ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہو جائے۔ بس وہی شخص نفس و شیطان کی مکاریوں اور عیاریوں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ لہٰذا سب سے پہلے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رجوع کرنا چاہیے اور نفس کے حملوں سے بچنے کے لئے حدیث شریف میں عجیب وغریب دعا منقول ہے وہ یہ ہے۔

يَاحَيُّ يَاقَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ اَصْلِحْ لِيْ شَأْنِيْ كُلَّهُ وَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ. (ترمذی شریف، بحوالہ مناجات مقبول)

اے حی و قیوم! میں آپ کی رحمت سے فریاد کرتا ہوں میری ہر حالت کی اصلاح فرما دیجئے اور پلک جھپکنے کے برابر بھی مجھ کو میرے نفس کے حوالے نہ فرما۔

یہ دعا یاد کرلیں عربی میں نہ کرسکیں تو اردو ہی میں یہ دعا مانگ لیا کریں کہ یا اللہ! ہمیں ایک لمحے کے لئے بھی نفس و شیطان کے حوالے نہ فرما اور ان کے شر سے اپنی پناہ کامل عطا فرما (آمین)

ہم میں سے کوئی شخص بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر ان کے شر سے بچ نہیں سکتا۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل ہوگا تو ہم ان کے شر سے بچ سکیں گے۔ ورنہ نہیں بچ سکتے۔

# شیطان کے حملوں سے بچنے کا دوسرا طریقہ

شیطان کے حملوں سے بچنے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں شیطان کے مردود ہونے کا جگہ جگہ ذکر فرمایا ہے اور ہر جگہ پر شیطان نے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ اب میں انسانوں کو تیرے سیدھے راستے سے گمراہ کروں گا اوران کو بہکاؤں گا تا کہ یہ بھی میرے ساتھ جہنم میں جائیں لیکن ساتھ ہی اس نے یہ بھی کہا کہ۔

اِلَّا عِبَادَکَ مِنۡهُمُ الۡمُخۡلَصِيۡنَ (سورۃ الحجر۔۴۰)

یعنی ان انسانوں میں جو آپ کے منتخب اور برگزیدہ بندے ہوں گے جو آپکے مخلص اور فرمانبردار بندے ہونگے انکو میں نہیں بہکا سکوں گا۔ ایسے لوگ میرے داؤ سے بالکل محفوظ رہینگے۔

یہ خود اس نے کہا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو قرآن کریم میں نقل فرمایا ہے۔ منتخب اور برگزیدہ بندے وہ ہیں جو اعمال صالحہ کرنے میں اور گناہوں سے بچنے میں لگے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مشغول رہتے ہیں۔ ایسے نیک اور صالح بندے شیطان کے مکائد سے اوراس کی عیاریوں اور مکاریوں سے محفوظ رہیں گے۔

لہٰذا ہمارے لئے شیطان کے حملے سے بچنے کے لئے یہ ضروری ٹھہرا کہ ہم نیک اور صالح بندوں کی صحبت کو لازم کرلیں۔ اس لئے کہ منجانب اللہ وہ شیطان سے محفوظ ہیں اور جو ان کے پاس بیٹھے گا وہ بھی محفوظ ہوجائے گا۔ ان شاءاللہ

چنانچہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آج کل میں مسلمانوں کے لئے اہل اللہ کی صحبت اختیار کرنے کو فرض عین کہتا ہوں اوراس کی دلیل یہ ہے کہ ایمان کی حفاظت فرض عین ہے اور جس ذریعہ سے ایمان کی حفاظت ہوگی وہ ذریعہ بھی فرض عین ہوگا اور آج اس زمانے میں ایمان کی حفاظت کا ذریعہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی خدمت اوران کی صحبت ہے۔

ان سے آدمی اخلاق اور سچی طلب کے ساتھ رابطہ قائم رکھے اوران سے مشورہ لے کر چلے اوران سے پوچھ پوچھ کر زندگی گزارے۔

# کسی کو گناہ پر عار دلانے کا وبال

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ اپنے خطبات میں فرماتے ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو ایسے گناہ پر عار دلائے اور اس گناہ کا طعنہ دے جس گناہ سے وہ توبہ کر چکا ہے تو یہ طعنہ دینے والا شخص اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک وہ خود اس گناہ کے اندر مبتلا نہیں ہو جائیگا۔ مثلاً ایک شخص کے بارے میں آپ کو معلوم ہوا کہ یہ فلاں گناہ کے اندر مبتلا تھا یا مبتلا ہوا ہے اور آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ اس نے اس گناہ سے توبہ بھی کر لی ہے تو جس گناہ سے وہ توبہ کر چکا ہے۔ اس گناہ کی وجہ سے اس کو حقیر سمجھنا یا اس کو عار دلانا یا اس کو طعنہ دینا کہ تم تو فلاح شخص ہو اور فلاح حرکت کیا کرتے تھے' ایسا طعنہ دینا خود گناہ کی بات ہے۔ اس لئے کہ جب اس شخص نے توبہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے اپنا معاملہ صاف کر لیا اور توبہ کرنے سے گناہ صرف معاف نہیں ہوتا بلکہ نامہ اعمال سے وہ عمل مٹا دیا جاتا ہے تو اب اللہ تعالیٰ نے اس کا گناہ نامہ اعمال سے مٹا دیا لیکن تم اس کو اس گناہ کی وجہ سے حقیر اور ذلیل سمجھ رہے ہو یا اس کو طعنہ دے رہے ہو اور اس کو برا بھلا کہہ رہے ہو۔ یہ عمل اللہ تعالیٰ کو بہت سخت ناگوار ہے۔

# گناہ گار ایک بیمار کی طرح ہے

یہ تو اس شخص کے بارے میں ہے جس کے بارے میں آپ کو معلوم ہے کہ اس نے اس سے توبہ کر لی ہے اور اگر پتہ نہیں ہے کہ اس نے توبہ کی ہے یا نہیں' لیکن ایک مومن کے بارے مین احتمال تو ہے کہ اس نے توبہ کر لی ہوگی یا آئندہ کر لے گا۔ اس لئے اگر کسی نے گناہ کر لیا اور آپ کو توبہ کرنے کا علم بھی نہیں ہے۔ تب بھی اس کو حقیر سمجھنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ کیا پتہ کہ اس نے توبہ کر لی ہو۔ یاد رکھئے نفرت گناہ سے ہونی چاہئے' گناہ گار سے نہیں' نفرت معصیت اور نافرمانی سے ہے' لیکن جس شخص نے معصیت اور نافرمانی کی ہے۔ اس سے نفرت کرنا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں سکھایا۔ بلکہ وہ گناہ گار ترس کھانے اور رحم کے قابل ہے کہ وہ بیچارہ ایک بیماری کے اندر مبتلا ہے۔ جیسے کوئی شخص کسی جسمانی بیماری کے اندر مبتلا ہو تو اب

اس شخص کی بیماری سے تو نفرت ہوگی۔ لیکن کیا اس بیمار سے بھی نفرت کرو گے کہ چونکہ یہ شخص بیمار ہے۔ اس لئے نفرت کے قابل ہے؟ ظاہر ہے کہ بیمار کی ذات قابل نفرت نہیں ہے۔ بلکہ اس کی بیماری سے نفرت کرو۔ اس کو دور کرنے کی فکر کرو' اس کیلئے دعا کرو' لیکن بیمار نفرت کے لائق نہیں' وہ تو ترس کھانے کے لائق ہے کہ یہ بیچارہ اللہ کا بندہ کس مصیبت کے اندر مبتلا ہو گیا۔

## کفر قابل نفرت ہے' نہ کہ کافر

حتی کہ اگر کوئی شخص کافر ہے تو اس کے کفر سے نفرت کرو' اس کی ذات سے نفرت مت کرو' بلکہ اس کے حق میں دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت عطا فرمائے آمین۔ دیکھئے حضور اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کفار کتنی تکالیف پہنچایا کرتے تھے آپ پر تیر اندازی ہو رہی ہے' پتھر برسائے جا رہے ہیں' آپ کے جسم کے کئی حصے خون سے لہولہان ہو رہے ہیں' اس کے باوجود اس زبان پر جو کلمات آئے وہ یہ تھے کہ

اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ

اے اللہ' میری قوم کو ہدایت عطا فرما کہ ان کو حقیقت کا پتہ ہی نہیں ہے۔ یہ دیکھئے کہ ان کی معصیت' کفر' شرک' ظلم اور زیادتی کے باوجود ان سے نفرت کا اظہار نہیں فرمایا بلکہ شفقت کا اظہار فرماتے ہوئے یہ فرمایا کہ یا اللہ یہ ناواقف لوگ ہیں۔ ان کو حقیقت حال کا پتہ نہیں ہے' اس لئے میرے ساتھ یہ لوگ ایسا برتاؤ کر رہے ہیں۔ اے اللہ ان کو ہدایت عطا فرما۔ لہٰذا جب کسی کو گناہ میں مبتلا دیکھو تو اس پر ترس کھاؤ اور اس کے لئے دعا کرو اور کوشش کرو کہ وہ اس گناہ سے بچ جائے۔ اس کو تبلیغ و دعوت کرو لیکن اس کو حقیر نہ جانو' کیا پتہ کہ اللہ تعالیٰ اس کو توبہ کی توفیق دیدیں اور پھر وہ تم سے بھی آگے نکل جائے۔

## حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا دوسروں کو افضل سمجھنا

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس اللہ سرہ کا یہ ارشاد میں نے اپنے والد ماجد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ سے بھی سنا اور حضرت ڈاکٹر عبدالحئی صاحب قدس اللہ سرہ سے بھی سنا ہے وہ یہ کہ میں ہر مسلمان کو اپنے سے حالاً اور ہر کافر کو اپنے آپ سے احتمالاً افضل سمجھتا ہوں "احتمالاً" کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ وہ اس وقت کفر کے اندر مبتلا ہے'

لیکن کیا پتہ کہ اللہ تعالیٰ اس کو توبہ کی توفیق عطا فرما دے اور وہ کفر کی مصیبت سے نکل جائے اور پھر اللہ تعالیٰ اس کے درجات اتنے بلند کر دے کہ وہ مجھ سے بھی آگے بڑھ جائے اور جو شخص مسلمان ہے، صاحب ایمان ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو ایمان کی دولت عطا فرمائی ہے، کیا پتہ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے کیا معاملات ہیں کیونکہ ہر انسان کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختلف معاملات ہوتے ہیں، کسی کے بارے میں ہم کیا رائے ظاہر کریں کہ وہ ایسا ہے اس لئے میں ہر مسلمان کو اپنے سے افضل سمجھتا ہوں۔ ظاہر ہے کہ اس میں جھوٹ اور غلط بیانی کا احتمال تو نہیں ہے کہ ویسے ہی مروتاً یہ کہہ دیا کہ "میں ہر مسلمان کو اپنے سے افضل سمجھتا ہوں" یقیناً ایسا سمجھتے ہوں گے تبھی تو فرمایا۔ بہر حال کسی کو بھی حقیر سمجھنا، چاہے وہ گناہ اور معصیت کی وجہ سے ہو، جائز نہیں۔ (اصلاحی خطبات)

## خدا سے یوں ڈر جیسے تو اسے دیکھ رہا ہے

حضرت امام صادق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"خدا سے یوں ڈرتا رہ جیسے تو اسے دیکھ رہا ہے۔ اور اگر تو اسے نہ دیکھ پاتا تو وہ تجھے دیکھ ہی رہا ہے۔ اگر تجھے یہ خیال ہے کہ۔ وہ تجھے نہیں دیکھتا تو۔ تو کافر ہو گیا ہے اور اگر تو یہ سمجھتا ہے کہ۔ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ پھر بھی تو اس کے سامنے گناہ کرے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ۔ تو نے اسے نہایت کم نظر سمجھ رکھا ہے۔"

تجھے جب گناہ کرتے کوئی دیکھ لیتا ہے۔ اور اسے تیرے گناہ کا پتہ چل جاتا ہے۔ تو۔ تو اس سے شرمندہ ہو کر گناہ کو چھوڑ بیٹھتا ہے۔ لیکن تجھے خدا سے شرم نہیں آتی۔

توبہ کی توفیق کا مل جانا یہ بہت بڑی نعمت ہے۔ غالباً حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ۔ "یاد رکھو! جس کو استغفار کی توفیق مل گئی سمجھ لو اللہ اس کو معاف کرنا چاہتے ہیں اور جس کو استغفار کی توفیق نہ ملے تو سمجھ لو اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہے۔"

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں فرمایا۔

ثُمَّ تَابَ عَلَيۡهِمۡ لِيَتُوبُوٓاْ

اللہ تعالیٰ نے صحابہ پر توجہ فرمائی تاکہ وہ توبہ کر لیں۔

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم نے ایک مجلس میں فرمایا۔

علامہ آلوسی تاب علیہم کی تفسیر فرماتے ہیں۔ ای وفقهم للتوبة. یعنی اللہ تعالیٰ نے ان

کو توفیق دی کہ وہ توبہ کریں۔ معلوم ہوا کہ توفیق آسمان سے آتی ہے۔ تب زمین والے توبہ کر کے ولی اللہ بنتے ہیں۔ اگر توفیق اپنے اختیار میں ہوتی تو ساری دنیا ولی اللہ ہو جاتی۔ توفیق توبہ انعام الٰہی ہے۔ جس کو توفیق توبہ نہ ہو سمجھ لو کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عنایت سے محروم ہے۔

جو لوگ توبہ میں دیر کرتے ہیں۔ تو سمجھ لو اللہ تعالیٰ کی عنایت سے محروم ہیں۔ دنیا میں سب سے بڑا عذاب آپ کی نافرمانی ہے۔ بندہ ہو کر اپنے مالک کا اور قادر مطلق مالک کا نافرمان ہو۔ اس پر جتنے جوتے پڑ جائیں کم ہیں۔ اور جتنے عذاب اور بے چینیاں دل پر نازل ہو جائیں تھوڑی ہیں۔

بتاؤ عشق مجازی کے مزے کیا لوٹے ہتھوڑے دل پہ ہیں مغز دماغ میں کھونٹے

دوستو! جو اللہ سے کٹ گئے ان کی زندگی کٹی ہوئی پتنگ کی طرح ہے۔ گناہوں کی حرام لذت میں مبتلا شخص کو دیکھنے ہی سے پتہ چل جاتا ہے کہ۔ ظالم اللہ سے کتنا کٹا ہوا ہے۔ جیسے کٹی ہوئی پتنگ کی رفتار دیکھ لینے سے کیا پتہ نہیں چلتا کہ کٹ چکی ہے۔ اور پھر بچے اسے لوٹ کھسوٹ لیتے ہیں۔ ایسے شخص پر جو بھی عذاب آ جائے کم ہے۔

گردے بے کار کر دیئے جائیں۔ بلڈ کینسر ہو جائے۔ ایکسیڈنٹ میں اس کی کھوپڑی پھٹ جائے۔ جتنا بھی عذاب نازل ہو کم ہے کہ۔ اتنی بڑی طاقت سے ٹکر لے رہا ہے۔ نافرمانی کی جرأت کر کے اتنی بڑی طاقت والے مالک کو ناراض کر رہا ہے۔ اور خوش کس کو کر رہا ہے؟۔ ادنیٰ مخلوق نفس کو اور نفس بھی کیسا؟۔ ’’سب سے بڑا دشمن۔‘‘

سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہزاروں۔ کروڑوں بے شمار رحمتیں نازل ہوں۔ فرماتے ہیں کہ۔ اے ایمان والو! سب سے بڑا دشمن تمہارے اندر بیٹھا ہوا ہے۔ اس کا نام نفس ہے۔ یہ ساری بدمعاشیوں۔ رشوت خوریوں۔ حرام لذتوں کا توشہ کس کو پہنچتا ہے؟۔ نفس دشمن کو پہنچتا ہے۔ انسان جتنے گناہ کرتا ہے۔ نفس موٹا ہوتا چلا جاتا ہے۔ نفس کی غذا نافرمانی ہے۔ اور روح کی غذا فرمانبرداری ہے۔

ذکر حق آمد غذا ایں روح را...... اللہ کا ذکر روح کی غذا ہے

مرہم آمد ایں دل مجروح را

زخمی دلوں کا مرہم اللہ کا نام ہے۔ شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کبھی کبھی آسمان

کی طرف منہ کر کے فرمایا کرتے تھے۔

''اے قرار جان بے قراراں!۔یعنی بے قرار جانوں کے لئے آپ قرار اور سکون ہیں۔''

بہت سے ایسے لوگ جو رومانٹک دنیا میں غرق تھے۔ بالکل مسٹر اور رات دن حسینوں کے چکر میں تھے۔ یہاں اس مجلس میں موجود ہیں۔ لیکن نام نہیں بتاؤں گا۔ کیونکہ کسی کی غلطی کو کھولنا جائز نہیں۔ لیکن ان لوگوں نے غلط راستہ چھوڑ کر داڑھی رکھ لی۔ اللہ اللہ کرنے لگے۔ گناہوں سے توبہ کر لی۔ میں نے ان سے کہا کہ قرآن سر پر رکھ کر قسم کھا کر بتاؤ کہ تم کو وہ زندگی پیاری تھی یا اب یہ موجودہ زندگی۔ کہنے لگے کہ دوزخ کی زندگی سے جنت کی زندگی میں آ گئے۔ حسینوں کے عشق میں تو جیسے آگ میں جل رہے تھے۔

# نافرمان کے دو دوزخ

جو شخص اللہ تعالیٰ کو ناراض رکھتا ہے۔ اس کے لئے دو دوزخیں ہیں ایک تو اس کی دنیا ہی میں بن جاتی ہے کہ۔ ہر وقت تڑپتا رہتا ہے۔ چین نہیں پاتا اور دوسری دوزخ آخرت میں ہے۔ جو اصل اور ہیڈ آفس ہے۔ نفس کی حرام خواہشات دنیا میں اس کی شاخ اور برانچ ہیں جو ہیڈ آفس کا مزاج ہوتا ہے۔ وہی شاخ کا ہوتا ہے۔

لہٰذا نفس کی خواہشات پر چلنے والوں کی زندگی دوزخیوں کی سی زندگی ہوتی ہے۔ ایک پل کو سکون نہیں ملتا۔ ہر وقت تڑپتے رہتے ہیں۔ لہٰذا اللہ کے نافرمانوں کی ایک دوزخ تو ان کی دنیا ہی میں بن جاتی ہے۔ اور دوسری اصل دوزخ آخرت میں ہے۔ جو ہیڈ آفس ہے۔ خواہشات نفس کا اور جو مال شاخ اور برانچ میں جمع کرایا جاتا ہے۔ وہ خود بخود ہیڈ آفس میں پہنچ جاتا ہے۔ بس اسی طرح خواہشات نفس آدمی کو دوزخ تک لے جاتی ہے۔

گناہوں پر ندامت کا ہونا اور تنہائی میں گناہوں پر رونا۔ یہ اللہ کو بہت پسند ہے۔ مگر رونے اور استغفار کے ساتھ ساتھ یہ یاد رکھئے کہ گناہ سے علیحدہ ہونا۔ یہ لازمی شرط ہے۔

اسی لئے توبہ کی تین شرطیں ہیں۔ اللہ کے حقوق میں اور ایک شرط ہے۔ بندوں کے حقوق میں اس طرح کل چا شطیں ہوئیں۔ (شرح مسلم)

اللہ کے حقوق میں پہلی رط یہ ہے کہ۔ سب سے پہلے تو اس گناہ سے الگ ہو جائے۔

ان یقلع عن المعصیة. یہ نہیں کہ حالت گناہ میں ہے۔ اور توبہ توبہ کر رہا ہے۔ جیسا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ۔ لا حول ولا قوۃ۔ کیا بے حیائی ہے۔ کیا عریانی کا زمانہ آ گیا ہے۔ اور خواتین کو دیکھتے بھی جا رہے ہیں۔ اور لاحول بھی پڑھتے جا رہے ہیں۔ ایسا لاحول ہمارے نفس پر خود لاحول پڑھتا ہے۔ لہٰذا سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ۔ گناہ چھوڑ دے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ۔ ان یندم علیھا. اس گناہ پر دل میں ندامت پیدا ہو جائے۔ ندامت کی تعریف یہ ہے کہ۔ دل میں دکھن اور غم پیدا ہو جائے کہ ہائے میں نے کیسے یہ نالائقی کر لی۔ ایسے محسن اور پالنے والے مالک کے احسان کا میں نے کیوں حق ادا نہیں کیا۔

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"اگر دوزخ نہ بھی ہوتی تو بھی بندوں کی شرافت کے خلاف تھا کہ ایسے احسان کرنے والے مالک کی انسان نافرمانی کرے۔ اللہ تعالیٰ کا پیار اور اس کے احسانات ہمارے اوپر اتنے ہیں کہ۔ شرافت طبع کا تقاضا یہ تھا کہ ہم ان کو ناراض نہ کرتے۔"

سبحان اللہ!۔ یہ محبت کا معاملہ ہے۔ جیسے کوئی کریم باپ اپنے بیٹوں کو ڈنڈا تو نہیں مارتا ۔ لیکن اولاد پر اس کے انتہائی احسانات ہیں۔ تو شریف بیٹا یہی کہتا ہے کہ ابا کو ناراض نہ کرو کہ اس پر ان کے احسانات بہت ہیں۔ توبہ کی تیسری شرط یہ ہے کہ۔

ان یعزم عزماً جازماً ان لایعود الیھا ابداً.

پختہ عزم کرلے کہ یا اللہ!۔ اب یہ گناہ کبھی نہیں کروں گا۔ دل میں ٹھان لے کہ چاہے جان جاتی رہے۔ لیکن اب کبھی اس گناہ کے پاس نہ پھٹکوں گا۔ توبہ کرتے وقت پھر گناہ نہ کرنے کا ارادہ پکا۔ اس کے بعد پھر اگر کبھی ٹوٹ جائے تو شکست عزم خلاف عزم نہیں ہے ۔ شکست عزم اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ۔ عزم ہی نہیں کیا تھا۔ شکست ارادہ خلاف ارادہ نہیں ہے۔ اس وقت ارادہ ہونا چاہیے۔ بعد میں اگر ٹوٹ جائے تو وہ ارادہ کے خلاف نہیں۔ وہ توبہ قبول ہو گئی۔ چاہے لاکھ دفعہ ٹوٹ جائے۔

توبہ کی قبولیت کے لئے اتنا کافی ہے۔ چاہے شیطان وسوسہ ڈالے کہ تم تو بار بار توبہ توڑتے رہتے ہو۔ تو اس وسوسہ شکست توبہ سے کوئی حرج نہیں۔ چاہے اپنے ضعف یا بشریت اور زندگی کے بارہا تجربوں سے آپ کو بھی یہ یقین ہو کہ ہم اس عزم توبہ پر قائم نہ رہ سکیں گے۔ لیکن بوقت

توبہ اس ارادہ کو توڑنے کا بس ارادہ نہ ہو تو یہ احساس ضعف ہوگا۔ ارادۂ شکست نہیں ہوگا۔

بندہ کو اپنی کمزوری کا احساس ہوتا ہے کہ ہزاروں بار میری نالائقی سے میرے عزائم ٹوٹ چکے ہیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ سے یہی کہہ دے کہ اے اللہ! میں نے جو یہ توبہ کا ارادہ کیا ہے۔ اپنی طاقت کے بھروسہ پر نہیں بلکہ آپ کے بھروسہ پر میں یہ ارادہ کر رہا ہوں۔ ورنہ

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

وہ کہتا ہے کہ اے اللہ یہ دست و بازو یہ میرے ارادے بارہا میرے آزمائے ہوئے ہیں۔ ہم تو کمزور ہیں اور آپ نے ہم کو ضعیف فرمایا ہے۔

خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا. ''انسان ضعیف ہے۔''

پس جب انسان کا کل ضعیف ہے تو اس کا جز بھی ضعیف ہوگا اور ارادہ تو اس کا جز ہے لہٰذا ضعیف چیز کا ٹوٹ جانا عجب نہیں۔ اس لئے حدیث میں آتا ہے کہ

''اگر کوئی شخص بار بار توبہ کرتا ہے دل سے ارادہ کرتا ہے کہ آئندہ ہرگز گناہ نہ کرونگا لیکن پھر ٹوٹ جاتا ہے تو وہ اصرار کرنے والوں میں نہیں ہے۔ یعنی ضدی نہیں وہ بندہ ضدی نہ کہلائے گا''۔

مااصر من استغفر و ان عاد فی الیوم سبعین مرة (مشکوٰۃ)

چنانچہ علامہ آلوسی السید محمود بغدادی رحمۃ اللہ علیہ وَلَمْ یُصِرُّوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک اصرار شرعی ہے اور ایک اصرار لغوی ہے۔

اصرار لغوی یہ ہے کہ مثلاً ایک گناہ دس دفعہ ہوگیا تو یہ شخص لغۃً مصر ہے لیکن اصرار شرعی کی تعریف یہ ہے۔

اَلْاِقَامَةُ عَلَى الْقَبِیْحِ بِدُوْنِ الْاِسْتِغْفَارِ وَالتَّوْبَةِ (روح المعانی)

کسی برائی پر قائم رہنا بغیر استغفار اور توبہ کے اور اگر قائم نہیں رہتا توبہ و استغفار کر لیتا ہے تو اگر ہزار دفعہ بھی ہو جائے تو یہ شخص معصیت پر اصرار کرنے والوں میں شمار نہیں ہوگا۔

ارے ہم گناہ کرتے کرتے تھک سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ معاف کرتے کرتے نہیں تھک سکتے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ کراچی کے ایک کروڑ یعنی سولاکھ انسانوں کا پیشاب پاخانہ سمندر میں جاتا ہے ایک موج آتی ہے اور سب پیشاب پاخانہ کو پاک کر دیتی ہے سمندر ایک مخلوق ہے اور اس

کی موج میں یہ طاقت اللہ تعالیٰ نے دی ہے کہ لاکھوں انسانوں کے پیشاب پاخانہ کو پاک کر دیتی ہے اور وہاں کوئی امام نہا کر نماز پڑھادے تو اس کی نماز صحیح ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے غیر محدود سمندر کی ایک موج ہمارے گناہوں کو کیسے پاک نہ کر دے گی۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ۔ ارے ہم تو بڑے گنہگار ہیں ہماری دعا اللہ کیسے قبول کرے گا۔ بار بار ہماری توبہ ٹوٹ جاتی ہے۔ اللہ ہم کو کیسے بخشے گا۔ بظاہر تو یہ بڑی تواضع معلوم ہوتی ہے کہ بھائی اس کو تو بڑا اپنی نالائقی کا احساس ہے۔

لیکن حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صورتاً یہ شخص متواضع ہے مگر حقیقتاً انتہائی متکبر ہے کہ اپنے گناہوں کو اللہ کی رحمت سے عظیم سمجھتا ہے۔ اپنے گناہوں کو اللہ کی رحمت کی عظمت اور وسعت شان سے زیادہ عظمت دے رہا ہے اور اس پر حضرت نے ایک واقعہ بیان فرمایا کہ ایک بیل پر ایک مچھر بیٹھ گیا تھا۔ اس بیل نے کہا کہ مجھے نہ تیرے بیٹھنے کی خبر نہ تیرے جانے کی۔

اگر تو نہ بولتا تو مجھے پتہ بھی نہ چلتا کہ تو کب بیٹھا اور کب گیا تو فرمایا گیا کہ ہمارے معاصی کے سمندر حق تعالیٰ کی رحمت کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔

اگر شیطان بھی توبہ کر لیتا تو اس کا بھی کام بن جاتا۔ لیکن حکیم الامت فرماتے ہیں کہ شیطان میں تین عین تھے۔ ایک عین نہ تھا عابد کا عین بھی اس میں تھا۔ عارف کا عین بھی تھا اور عالم کا عین بھی تھا۔ عالم اتنا بڑا کہ تمام نبیوں کی شریعتوں کے جزئیات اس کو یاد ہیں۔ کلمات کے ساتھ ساتھ اور عابد اتنا بڑا کہ کوئی زمین اس کے سجدہ سے خالی نہیں رہی اور عارف اتنا کہ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ کے موقع پر اللہ تعالیٰ کے عین غضب کی حالت میں دُعا مانگ رہا ہے۔

کیونکہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تاثر اور انفعال سے پاک ہیں۔ مغلوب الغضب نہیں ہوتے۔ اس وقت بھی میری دعا قبول کرنے پر قادر ہیں۔

اتنی معرفت تھی لیکن بس عاشق کا عین نہیں تھا اس کے پاس اگر عاشق کا عین ہوتا تو پھر یہ مردود نہ ہوتا۔ اگر یہ عاشق ہوتا تو مقابلہ نہ کرتا بلکہ محبوب حقیقی کی ناراضگی سے بے چین ہو کر سجدہ میں گر پڑتا اور وہی کہتا جو آدم علیہ السلام نے کہا تھا یعنی رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا اگر یہ ایسا کر لیتا تو اس کی بھی معافی ہو جاتی۔

# شیطان کے بہکانے کا طریقہ

شیطان کا انسان کو بہکانے کا طریقہ یہ ہے کہ۔ وہ گناہوں کو اور گناہوں کی باتوں کو خوشنما اور خوبصورت بنا کر انسان کے ذہن میں ڈالتا ہے۔ کوئی گناہ ایسا نہیں ہے۔ جس میں مزہ اور لذت نہ ہو۔ اگر گناہ کے اندر لذت نہ ہوتی تو کون گناہ کرتا۔ گناہ میں لذت کی وجہ سے انسان گناہ کی طرف لپکتا ہے۔

لہٰذا یہ شیطان گناہ کی لذت اور اسکے فوائد اسکے ذہن میں لاکر اس کو گناہ کی طرف آمادہ کرتا ہے اور انسانی دل میں وسوسے اور خیالات ڈالتا ہے۔ مثلاً ٹی وی دیکھتا ہے۔ اس میں کچھ فوائد بھی ہیں اور نقصانات بھی ہیں۔ اب شیطان نے انسان کے دل میں اسکے فوائد کو ایسا مزین اور آراستہ کر کے پیش کیا کہ اچھے اچھے سمجھدار اور دیندار بھی اس ٹی وی دیکھنے کے گناہ کے اندر مبتلا ہو گئے۔

لہٰذا انسان کا نفس تو انسان کے دل میں خواہشات پیدا کر کے اس کو گناہ کی دعوت دیتا ہے اور شیطان وساوس اور خیالات انسان کے دل میں ڈال کر اس کے ذریعے گناہ میں مبتلا کرتا ہے۔

حضرت مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے نفس اور شیطان کے بارے میں یہ اشعار ارشاد فرمائے ہیں۔

نفس اور شیطان ہیں خنجر در بغل     وار ہونے کو ہے اے غافل سنبھل

یعنی نفس و شیطان بغل میں خنجر لئے کھڑے ہیں۔ تاکہ تمہیں گناہ کے اندر مبتلا کر دیں اور ہر وقت وار کرنے کو تیار کھڑے ہیں۔ ایک گناہ سے بچ جائے تو دوسرے گناہ میں مبتلا کر دیں اور اس سے بچ جائے تو تیسرے گناہ میں مبتلا کر دیں۔ بس اسی کوشش میں رہتے ہیں کہ کسی طرح یہ انسان گناہ کر بیٹھے نافرمانی کر بیٹھے۔ نماز چھوڑ دے۔ جماعت چھوڑ دے۔ جھوٹ بول دے۔ غیبت کر لے وغیرہ۔ پھر آگے فرماتے ہیں۔

آ نہ جائے دین و ایمان میں خلل     باز آ باز آ اے بدعمل

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے     کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

یعنی جہاں کسی شخص نے اپنے نفس کی ناجائز خواہش پر عمل کیا اور شیطان کے ڈالے ہوئے وسوسے پر عمل کیا تو بس نفس و شیطان کا وار چل گیا اور وہ شخص گناہ کے اندر مبتلا ہو گیا اور اس شخص کے ایمان اور عمل میں خلل آ گیا اور جس شخص نے اپنے نفس کی ناجائز خواہش کو دبالیا اور شیطان کے ڈالے ہوئے وسوسے کو دل سے نکال باہر کیا تو بس اس کا وار خالی چلا گیا اور وہ شخص بچ گیا۔

## سب سے تیز ترین سواری

توبہ کی سواری اس قدر تیز رفتار ہے کہ دنیا میں کوئی سواری کوئی راکٹ ایسا نہیں ہے جو دم میں اللہ تک پہنچ جائے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

مرکب توبہ عجائب مرکب است　　تا فلک تاز دبیک لحظہ زپست

توبہ کی سواری عجیب وغریب سواری ہے ایک سیکنڈ میں آسمان تک اڑا کر لے جاتی ہے۔ اللہ سے ملا دیتی ہے اور اسی وقت وہ بندہ جو خباثت سے اور گناہوں کی وجہ سے اللہ سے دور تھا۔ توبہ کے صدقہ میں اللہ سے قریب ہوا اور محبوب بھی ہوگیا۔ التائب حبیب اللہ یعنی الذی تاب کان حبیب اللہ جو توبہ کرتا ہے فوراً اللہ کا محبوب ہو جاتا ہے۔

اچھا یہ بتلایئے کہ گناہ اچھی چیز ہے۔ یا خراب چیز؟ جب خراب چیز ہے تو خراب چیز کو چھوڑنا اچھا ہے یا پالنا؟ خراب چیز کو جلد چھوڑ دینا چاہیے اور چھوڑ کر خوش ہونا چاہیے۔

## توبہ کے سہارے پر گناہ کرنے سے بچو

میرے دوستو! توبہ کے سہارے پر گناہ کرنے والا انتہائی گدھا اور بے وقوف ہے کیونکہ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ''توبہ کا سہارا ایمرجنسی ہے'' اگر کسی مرہم کی ڈبیہ کے بارے میں دواخانے والا کہہ دے کہ اگر یہ مرہم صحیح نہ کرے تو دواخانہ ایک لاکھ روپیہ ادا کرے گا تو کیا اس اعلان کو سن کر کوئی اس مرہم کی ڈبیہ کے آسرے پر آگ میں ہاتھ ڈالے گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے توبہ کو ایمرجنسی رکھا ہے اور اپنے اختیار میں رکھا ہے دوستو! توفیق توبہ آسمان سے اترتی ہے۔ آج کوئی گناہ کرے پھر اسے موت تک توفیق ہی نہ ملے تو پھر کیا کرو گے؟ لہٰذا! توبہ ایمرجنسی مرہم ہے۔ بعض لوگوں نے خوب خوب گناہ کر کے اپنے نفس کو موٹا کیا تو پھر ان سے توفیق توبہ کو چھین لیا گیا۔ (واقعات کی دنیا)

## گناہوں سے پاکی کی ایک مثال

ایک چھوٹا بچہ ہے وہ نہانے اور ہاتھ منہ دھلوانے سے گھبراتا ہے اور اس کو نہانے سے تکلیف ہوتی ہے لیکن ماں زبردستی پکڑ کر اس کو نہلا دیتی ہے۔ اور اس کا میل کچیل دور کر دیتی

ہے۔اب نہانے کے دوران وہ روتا بھی ہے۔چیختا چلاتا بھی ہے اس کے باوجود ماں اس کو نہیں چھوڑتی ہے۔اب وہ بچہ تو یہ سمجھ رہا ہے کہ مجھ پر ظلم اور زیادتی ہو رہی ہے۔ مجھے تکلیف پہنچائی جا رہی ہے۔لیکن ماں شفقت اور محبت کی وجہ سے بچے کہ نہلا رہی ہے۔اس کا میل کچیل دور کر رہی ہے۔اس کا جسم صاف کر رہی ہے۔ چنانچہ جب وہ بچہ بڑا ہوگا' اس وقت اس کی سمجھ میں آئے گا کہ یہ نہلانے دھلانے کا جو کام میری ماں کرتی تھی۔وہ بڑی محبت اور شفقت کا عمل تھا' جس کو میں ظلم اور زیادتی سمجھ رہا تھا۔اگر میری ماں میرا میل کچیل دور نہ کرتی تو میں گندہ رہ جاتا۔ بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر حالات لا کر اس کے گناہوں کو صاف کرتے ہیں۔

## توبہ سب گناہوں کو مٹا دیتی ہے

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر ساری زمین گناہوں سے بھر جاوے تو توبہ سب کو مٹا دیتی ہے۔دیکھئے بارود ذرا سی ہوتی ہے مگر بڑے بڑے پہاڑوں کو اڑا دیتی ہے۔

## قیامت میں دو شخص جب باقی رہ جائیں گے؟

حضرت عبادہ بن صامت اور فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہما حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ قیامت میں تمام مخلوق کا فیصلہ کرے گا تو دو شخص باقی رہ جائیں گے۔ارشاد حق ہوگا کہ ان دونوں کو آگ میں لے جاو ان میں سے ایک شخص پلٹ پلٹ کر دیکھنے لگے گا۔اللہ تعالیٰ اس کو لوٹانے کا حکم دیں گے۔ چنانچہ ملائکہ اس کو لوٹا کر لائیں گے ارشاد ہوگا کہ تو کیوں دیکھتا تھا؟ یہ عرض کرے گا الٰہی ! مجھے تو یہ امید تھی کہ تو جنت میں داخل کرے گا۔ارشاد ہوگا اس کو جنت میں داخل کرو جب جنت میں داخل ہونے کا حکم کر دیا جائے گا تو کہے گا مجھ کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر ملک دیا ہے کہ اگر میں تمام اہل جنت کی دعوت کر دوں اور ان کو کھانا کھلاؤں تب بھی میری دولت میں کمی نہ آئے گی۔(احمد)

# حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تعلیم فرمودہ توبہ اور مغفرت کے ستر کلمات استغفار

ارشاد الساری میں ملا علی قاری رحمہ اللہ نے لکھا ہے
کہ کوئی مظلوم قید خانہ میں چلا گیا وہاں اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس قیدی کو استغفار کے ستر (۷۰) کلمات تعلیم فرمائے کہ روزانہ دس استغفار اس طرح پڑھنے کیلئے فرمایا کہ جمعہ سے شروع کر کے جمعرات کو ختم کرلے۔
قیدی نے ان استغفارات کو پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے اسکو نجات دیدی۔
حضرت علی کرم اللہ وجہہ ان کو روزانہ صبح کے وقت پڑھا کرتے تھے۔

نوٹ:۔ سات منزلوں پر مشتمل یہ ستر کلمات پورے ہفتہ کا معمول بنالیا جائے اور یومیہ ایک منزل کی دعائیں پڑھ لی جائیں تو نہایت نافع ہے۔ قارئین کی سہولت کے پیش نظر ان کلمات کا سلیس اردو ترجمہ دیدیا گیا ہے۔ جو حضرات اصل عربی دعائیں پڑھنا چاہیں۔ وہ ادارہ کا مطبوعہ ''مبارک مجموعہ وظائف'' سے پڑھ لیں۔

# پہلی منزل

۱۔ اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں ہر اس گناہ کی جس پر میرا جسم قادر ہوا آپ کی دی ہوئی عافیت کی وجہ سے اور میری طاقت کی رسائی ہوئی اس گناہ پر آپ کی نعمت کی فراوانی کی وجہ سے اور میرا ہاتھ لپکا اس گناہ کی طرف آپ کی دی ہوئی وسعت رزق کی وجہ سے اور میں لوگوں سے چھپا رہا آپ کی پردہ پوشی کی وجہ سے اور جب گناہ کرنے کے وقت آپ کا خوف آیا بھی تو آپ کے امان پر بھروسہ کیا اور میں نے اعتماد کیا اس میں آپ کی گرفت سے بچنے کیلئے آپ کی بردباری پر اور (اسی طرح) میں نے بھروسہ کیا آپ کی ذات کے عفو و کرم پر (الٰہی! ان سب گناہوں کی معافی چاہتا ہوں)

۲۔ اے اللہ! میں ہر ایسے گناہ کی معافی مانگتا ہوں جو آپ کے غضب کی طرف بلائے یا آپ کی ناراضگی سے قریب کر دے یا مجھے اس چیز کی طرف مائل کر دے جس سے آپ نے مجھے منع کیا ہے یا اس سے دور کر دے جس کی طرف آپ نے مجھے بلایا ہے۔

۳۔ اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں ہر اس گناہ کی جس پر میں نے آپ کی مخلوق میں سے کسی کو اپنی گمراہی کی وجہ سے لگایا یا میں نے اس کو اپنے مکر سے اس طرح دھوکا دیا کہ اس کو وہ (گناہ کا راستہ) سکھایا جس کو وہ نہیں جانتا تھا۔ (یعنی اپنی چال بازی اور چرب زبانی سے سبز باغ دکھلا کر لوگوں کو سود اور جوئے کی لعنت میں ملوث کر دیا جیسے انعامی بانڈز کی سکیمیں اور انشورنس پالیسیاں وغیرہ) اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائیں۔ آمین! اور میں نے خوبصورت بنا کر پیش کیا جس کو وہ جانتا تھا اور اب تو میں آپ سے کل ملوں گا اپنے اور دوسروں کے گناہوں کے بوجھ سمیت۔

۴۔ اے اللہ! میں معافی چاہتا ہوں ایسے تمام گناہوں کی جو گمراہی کی طرف بلائیں اور راہ راست (سیدھے راستے) سے بھٹکا دیں اور وافر مال کو کم کر دیں اور پدری جائیداد (خاندانی مال و

دولت ) کو نیست و نابود کر دیں اور نیک نامی ( ذکر خیر ) کو ختم کر دیں اور نفری کو کم کر دیں ( خاندان دوست و احباب اولاد و اقرباء خبر نہ لیں جیسے لوگ کہتے ہیں اب اسے کون منہ لگائے گا )۔

۵۔ اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ایسے تمام گناہوں کی، جس میں تھکا دیا میں نے اپنے اعضا کو اپنی رات میں اور اپنے دن میں اور میں نے اپنے آپ کو چھپایا آپ کے بندوں سے شرماتے ہوئے آپ ہی کے پردے سے۔

اور درحقیقت کوئی پردہ پردہ نہ تھا سوائے اس کے جو آپ کی طرف سے میری پردہ پوشی ہوئی۔ کوئی پردہ پوشی نہیں کر سکتا سوائے آپ کے جو آپ نے پردہ پوشی کی۔

۶۔ اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں ایسے تمام گناہوں کی جس سے میرے دشمنوں نے میری پردہ دری کا ارادہ کیا۔

آپ نے ان کے مکر ( فریب ) کو مجھ سے پھیر دیا اور میری رسوائی پر آپ نے ان کی اعانت نہیں کی گویا کہ میں آپ کا فرمانبردار بندہ ہوں' ( یعنی میرے دشمنوں نے بھری مجلس میں مجھے رسوا کرنے کا ارادہ کیا۔ آپ نے مجھے بچالیا ) اور آپ نے میری یہاں تک مدد کی کہ گویا میں آپ کا ولی ہوں اور کب تک اے میرے پروردگار! میں آپ کی نافرمانی کرتا رہوں گا اور آپ مجھے ڈھیل دیتے رہیں گے۔ بہت عرصہ سے میں آپ کی نافرمانی کرتا رہا اور آپ نے میرا مواخذہ نہیں کیا ( گرفت و پکڑ نہیں کی ) اور میں باوجود اپنے برے کاموں کے ( گناہوں کے ) آپ سے مانگتا رہا اور آپ مجھے دیتے رہے ( الٰہی ) اب کون سا شکر ایسا ہے جو آپ کی نعمتوں میں جو مجھ پر ہیں ایک نعمت کے بدلہ میں بھی شمار ہو سکتا ہے۔

۷۔ اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں ایسے تمام گناہوں کی جس سے میں نے آپ کے سامنے اپنی توبہ پیش کی اور میں نے آپ کے سامنے آپ کی قسم اٹھائی اور اپنے اوپر آپ کے بندوں میں سے آپ کے اولیاء کو گواہ بنایا۔

کہ میں پھر نہیں لوٹوں گا آپ کی نافرمانی کی طرف' پھر شیطان نے اپنے مکر سے اس میں مجھے پھنسانے کی کوشش کی ( اور میں نے اپنے کرتوتوں سے آپ کی مدد کو دور کر دیا )

اور آپ کی عدم نصرت نے مجھے اس گناہ کی طرف مائل کر دیا اور میرے نفس نے مجھے نافرمانی کی طرف دعوت دی تو میں نے آپ کے بندوں سے شرماتے ہوئے وہ گناہ چھپ

کر کیا آپ پر جرأت کرتے ہوئے اپنی طرف سے (یعنی آپ کے سامنے دیدہ دلیری کرتے ہوئے) حالانکہ میں خوب جانتا ہوں کہ آپ سے مجھے کوئی چھپا نہیں سکتا نہ کوئی مکان نہ اندھیرا' نہ کوئی حیلہ وتدبیر آپ سے اوجھل ہوسکتی ہے' نہ ہی کوئی پردہ' نہ ہی کوئی دروازہ اور آپ کی نظر کو کوئی حجاب نہیں روک سکتا۔ اس جاننے کے باوجود میں نے جان کے بھی مخالفت کی اس گناہ کے کرنے میں جس سے آپ نے مجھے منع کیا تھا۔

پھر بھی آپ نے (اپنے فضل وکرم سے) پردہ فاش نہیں کیا۔

بلکہ آپ نے مجھے اپنے اولیاء (محبوب بندوں) کے ساتھ اس طرح برابر رکھا گویا کہ میں ہمیشہ سے آپ کا فرمانبردار بندہ ہوں اور آپ کے حکم بجالانے میں جلدی کرنے والا ہوں اور آپ کی وعید (دھمکی) سے ڈرنے والا ہوں۔

حالانکہ میں آپ کے بندوں پر مشتبہ رہا آپ کے سوا میرے بھید کو کوئی نہیں جانتا تھا۔ لیکن پھر بھی آپ نے (اپنا خصوصی کرم فرما کر) مجھے کسی نشانی کے ذریعہ ان سے الگ نہیں کیا' بلکہ آپ نے مجھ پر ان نیک لوگوں کی نعمتوں کی طرح کامل نعمت فرمادی' پھر مجھ کو ان پر ان نعمتوں کی وجہ سے برتری عطا فرمائی۔

گویا کہ میں بھی آپ کے نزدیک ان کے رتبہ میں ہوں اور یہ سب کچھ جو مجھ پر آپ کا بے انتہا کرم ہوا وہ آپ کے حلم' بردباری' آپ کی مزید نعمت اور آپ کی طرف سے سراسر احسان کے سوا کچھ نہیں تھا۔ پس آپ ہی کیلئے تمام تعریفیں ہیں اے میرے مولیٰ! اب آپ ہی سے میں سوال کرتا ہوں اے اللہ! جیسے آپ نے میرے گناہوں پر دنیا میں پردہ ڈالا اسی طرح آخرت میں مجھے رسوانہ کیجئے گا۔ اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے!

۸۔ اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی جس کی لذت میں اور اس کے کرنے کے انتظار میں اور اس کے وجود اور اس کے حاصل کرنے تک کی رسائی میں میں نے اپنی رات بے خوابی میں گزاری' یہاں تک کہ جب میں نے صبح کی تو (ظاہراً) میں آپ کے سامنے نیکوکاروں کا لبادہ اوڑھ کر حاضر ہوا حالانکہ میں (باطن میں) بجائے نیکی کے وہی گناہ کی گندگی چھپائے ہوئے تھا آپ کی مرضی کے خلاف۔ اے رب العالمین (مجھے اپنی مہربانی سے معاف فرمادیجئے)

۹۔ اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی جس کی وجہ سے میں نے آپ کے ولیوں میں سے کسی ولی پر ظلم کیا یا اس کی وجہ سے میں نے مدد کی آپ کے دشمنوں میں سے کسی دشمن کی، یا میں نے بات کی اس میں آپ کی پسند کے خلاف، یا میں اس میں اٹھ کھڑا ہوا آپ کی مخالفت میں یا میں چلا ہوں اس میں آپ کے حکم کے خلاف۔

۱۰۔ اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی جو کینہ کو جنم دے اور بلا (مصیبت) اتروانے کا سبب ہو اور ایسا گناہ جو دشمنان اسلام کو ہنسنے کا موقعہ دے، یا میرے اس گناہ کی وجہ سے دوسروں کی پردہ دری ہوتی ہو، یا میرے گناہ کے باعث مخلوق پر آسمان سے بارش برسنے سے روک لی گئی ہو۔

## دوسری منزل

۱۱۔ اے اللہ! میں معافی چاہتا ہوں آپ سے ہر اس گناہ کی جس نے مجھے غافل کر دیا اس سے جس کی طرف آپ نے میری رہنمائی کی تھی اور اس کے کرنے کا آپ نے مجھے حکم دیا تھا۔ یا منع کیا تھا (کسی گناہ سے اور میں وہ کر گزرا) یا آپ نے مجھے اس کی نشاندہی کی تھی جس میں میری ہی سعادت اور آپ کی رضا مندی تک رسائی تھی اور (آپ نے مجھے ایسے نیک اعمال کرنے کی دعوت دی) جس سے آپ کی رضا اور محبت حاصل ہو سکتی تھی اور (ان اعمال کے کرنے اور ان گناہوں سے بچنے کی صورت میں) آپ کا قرب حاصل ہو سکتا تھا (لیکن الٰہی! میں نے ان اعمال کی قدر نہ کی، مجھے معاف فرما دیجئے)

۱۲۔ اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں تمام ایسے گناہوں کی جس گناہ کو میں کر کے بھول گیا ہوں، آپ نے اس کو محفوظ رکھا اور میں نے اس کو معمولی سمجھ کر نظر انداز کر دیا۔ آپ نے اس کو درج کر کے برقرار رکھا اور میں نے آپ کے سامنے کھلم کھلا کیا آپ نے اس کو چھپایا اگر میں آپ کے سامنے اس گناہ سے توبہ کرتا تو یقیناً آپ اس کو بخش دیتے۔ الٰہی! اب میں سچے دل سے توبہ کرتا ہوں۔

۱۳۔ اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی جس کے پورے کرنے سے پہلے ہی آپ کی طرف سے فوری گرفت کی میں نے توقع کی تھی (کہ اب پکڑا جاؤں گا) لیکن پھر بھی آپ نے مجھے بچائے رکھا مہلت دے کر اور آپ نے تو مجھ پر پردہ

لٹکائے رکھا' پھر بھی میں گناہوں میں اتنا مگن تھا کہ اس کے چاک کرنے میں اپنی طرف سے میں نے کوئی کمی نہیں کی (لیکن پھر بھی آپ نے مجھے رسوائی سے بچالیا اور پردہ پوشی ہی کی)

۱۴۔ اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں ہر ایسے گناہ کی جس سے آپ نے مجھ کو منع کیا تھا لیکن اس گناہ کو کر کے میں نے آپ کی مخالفت کی آپ نے مجھے اس کے عذاب سے ڈرایا تھا لیکن پھر بھی میں اس پر جمارہا۔ آپ نے اس گناہ کی قباحت یعنی اس کی برائی مجھ پر واضح فرمادی تھی پھر بھی میرے نفس نے اس گناہ کو میرے لئے ایسا سجایا کہ میں اس گناہ کو کر بیٹھا اور آپ کی وعید (دھمکی) کی پرواہ نہ کی۔

۱۵۔ اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی (جس کی نحوست) مجھ سے آپ کی رحمت پھیر دے یا مجھ پر آپ کی ناراضگی نازل کردے یا مجھے آپ کے اعزاز و بخشش سے محروم کردے یا آپ کی نعمتوں کو مجھ سے زائل کردے۔

۱۶۔ اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ہر اس گناہ کی جس پر میں نے آپ کی مخلوق میں سے کسی کو عار دلائی ہو۔ یا آپ کی مخلوق میں سے کسی کے گناہ کے خلاف ناراضگی کا اظہار کیا ہو لیکن پھر میں خود اس گناہ کے کرنے میں لگ گیا اور اپنے چال چلن کو خراب کرلیا آپ کے سامنے اپنی طرف سے جرأت کرتے ہوئے۔

۱۷۔ اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ہر اس گناہ کی جو مجھ پر غالب آگیا اور جس کا میں حق دار ہوگیا ہوں۔ کسی ایسے کام کرنے سے جس کو میں نے کیا کسی وعدے کی وجہ سے جو میں آپ سے کرچکا تھا یا کوئی پکے عہد و پیمان کی وجہ سے جو میں آپ سے کرچکا تھا یا کسی ذمہ داری کی وجہ سے میں نے آپ کی قسم اٹھائی تھی آپ کی خاطر آپ کی مخلوق میں سے کسی کیلئے پھر میں نے اس کو توڑ دیا بغیر کسی شدید مجبوری کے جو مجھے پیش آئی ہو۔ بلکہ مجھے اس کو پورا کرنے سے غرور و تکبر نے نیچے اتارا اور مجھے اس کے خیال کرنے اور اس عہد کی رعایت کرنے سے شیطان نے ایسا قہر آلود و غضب ناک کیا کہ میں غصہ میں اس عہد کی رعایت نہ کرسکا اور وہ وعدہ اور عہد توڑ دیا (اللہ سے کوئی وعدہ کرلیا یا منت مان کر اپنے اوپر کوئی عبادت واجب کرلی مثلاً یوں کہا: اے اللہ! میرا فلاں کام ہوگیا تو یہ عبادت کروں گا' کروں گی' یا اتنا صدقہ دوں گا' دوں گی' یا قسم کھا کر توڑ دی یا کسی بندہ سے وعدہ کر کے پھر

گیا یا غرور وتکبر میں آ کر وعدہ کو معمولی سمجھ کر پورا نہ کیا تو ان کی معافی اور منت وقسم کے کفارے کی ادائیگی یا مخلوق کے وعدوں کو پورا کرنے کی توفیق چاہتا ہوں۔

الٰہی! میں اپنے گناہوں کا اقراری مجرم ہوں اور آپ کی نعمتوں کا بھی اقرار کرتا ہوں مجھے معاف فرما دیجئے۔

۱۸۔ اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی جس سے میں نے آپ کے سامنے توبہ کی اور پھر اس کو کرنے کی جرأت کی تو مجھے آپ سے شرم آئی اس حال میں کہ میں اس میں مبتلا ہو چکا تھا اور میں آپ سے ڈر بھی رہا تھا لیکن پھر بھی اس گناہ میں لگا ہوا تھا پھر میں نے اس گناہ کی آپ سے معافی مانگ لی لیکن پھر دوبارہ میں اس گناہ کی طرف لوٹ گیا۔

۱۹۔ اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی جس نے مجھے پالیا ہو آپ کی کسی ایسی نعمت کی وجہ سے (جو آپ نے مجھ کو بطور فضل وکرم اور انعام کے دی تھی) اس نعمت کی وجہ سے جو مجھے قوت ملی اس کو آپ ہی کی نافرمانی میں خرچ کیا اور اس میں میں نے آپ کے حکم کی خلاف ورزی کی اور آپ کی طرف سے وعید ودھمکی کے باوجود میں نے جرأت، دلیری سے اس گناہ کو کیا۔ (میں نے کتنا برا کیا آپ نے کھلایا پلایا اور میں نے آپ ہی کی مخالفت کی "لوگ کیا کہیں گے برادری میں ناک کٹ جائے گی" اس کا تو خیال کر کے گناہ کر لیا مگر یہ نہ سوچا کہ مالک الملک کو کیا جواب دوں گا اللہ اور اس کے رسول مجھ سے ناراض ہو جائیں گے اس کی پرواہ نہ کی۔ اب نادم ہوں) الٰہی! مجھے معاف فرما دیجئے۔

۲۰۔ اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ہر اس گناہ کی جس کے کرنے میں میں نے اپنی خواہش کو مقدم رکھا آپ کی فرمانبرداری پر اور اپنی چاہت (اپنی پسند) کو آپ کے حکم پر ترجیح دے کر آپ کو ناراض کر کے اپنے نفس کو خوش کیا اور اپنے نفس کو آپ کے غضب کا حق دار بنایا۔ ان گناہوں کو کر کے جس سے آپ نے منع فرمایا تھا اور ان کاموں کے بارے میں پہلے ہی سے مجھے آپ نے ڈرا دیا تھا اور مجھے اپنی وعید (دھمکی) کے ذریعے سے روکا تھا (مگر پھر بھی وہ گناہ مجھ سے ہو گئے) اے اللہ! میں آپ سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرتا ہوں اور آپ کے حضور توبہ کرتا ہوں۔

# تیسری منزل

۲۱۔اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ہر اس گناہ کی جسکو میں نے اپنے نفس سے جانا پھر چاہے اس گناہ کو کر کے میں بھول گیا ہوں یا یاد رکھا یا اس کو میں نے جان بوجھ کر کیا یا بلا ارادہ کیا۔ حالانکہ وہ ان گناہوں میں سے ہے کہ جس کے بارے میں مجھے کوئی شک نہیں کہ آپ ضرور اس کے بارے میں مجھ سے سوال کریں گے اور یہ کہ میری ذات اس گناہ کے بدلہ میں آپ کے پاس گروی رکھی ہوئی ہے اگر چہ میں اس گناہ کو بھول گیا ہوں اور اس سے میرا دل غافل ہو گیا ہے۔

۲۲۔اے اللہ! میں مغفرت طلب کرتا ہوں آپ سے ہر اس گناہ سے جس کو میں نے آپ کے سامنے (علی الاعلان) کیا حالانکہ مجھے یقین تھا کہ آپ مجھے دیکھ رہے ہیں لیکن میں نے یہ نیت کر لی تھی کہ میں آپ کے سامنے اس گناہ سے توبہ کرلوں گا (لیکن ہائے افسوس) مجھے آپ سے اس گناہ کی معافی مانگنا بھلا دیا گیا اور شیطان ہی نے مجھے بھلا دیا (توبہ استغفار سے باز رکھا)

۲۳۔اے اللہ! میں آپ سے اپنے ہر اس گناہ کی مغفرت طلب کرتا ہوں جس کا میں نے ارتکاب کیا آپ کے بارے میں اپنے اس اچھے گمان کی وجہ سے کہ آپ مجھے اس گناہ پر عذاب نہیں دیں گے اور اس امید پر کہ آپ مجھے معاف کر دیں گے اس وقت میرے نفس نے یہی پٹی پڑھائی تھی کہ اللہ غفور رحیم ہے اس گناہ کو کرنے کی جرأت کی اور اپنے آپ کو اعتماد دلایا بوجہ میرے جاننے نے آپ کے کرم کے کہ جیسا آپ نے مجھ پر پردہ ڈالا ہے اسی طرح آپ مجھے رسوا بھی نہیں کریں گے۔ یعنی میں یہ سمجھا کہ وہ پردہ پوشی فرما رہے ہیں تو عذاب بھی نہ دیں گے پس اسی خیال میں آکر بہت سے گناہ کر لئے اے اللہ! مجھے معاف فرما دے۔

۲۴۔اے اللہ! میں آپ سے ہر اس گناہ کی مغفرت طلب کرتا ہوں جس کی وجہ سے میں آپ کی طرف سے اس بات کا مستحق ہو گیا کہ دعا رد ہو جائے قبولیت سے محروم ہو جائے (جس کی وجہ سے آپ کی طرف سے مردود الدعاء ہونے کا حق دار ہو گیا اور دعا کی قبولیت سے محروم ہو گیا) اور جو آرزوئیں وابستہ تھیں وہ پوری نہ ہوئیں اور آپ سے جو رحمت کی امیدیں باندھی تھیں وہ ٹوٹ گئیں۔

۲۵۔اے اللہ! میں آپ سے مغفرت طلب کرتا ہوں ہر ایسے گناہ کی جس کی نحوست

بیماریوں میں مبتلا کر کے کمزور لاغر کر دینے کا سبب ہو اور سزا کو ضروری کر دے اور بلاء کو اتر وا دے اور قیامت کے دن حسرت وندامت کا سبب ہو۔

۲۶۔اے اللہ! میں آپ سے مغفرت طلب کرتا ہوں ہر ایسے گناہ کی جو ہر کام کے انجام میں حسرت یا افسوس کا سبب بنے اور ندامت میں مبتلا کر دے رزق کو روک دے اور دعا کو لوٹا دے یعنی وہ گناہ جو تمام خیر و برکات کو روک دے۔عبادات ودعا کی حلاوت سے محروم کر دے مثلاً نگاہوں کی حفاظت نہ کرنے سے عبادت کی حلاوت سے محروم ہو جاتا ہے یا والدین کو ستانے سے دنیا کے کاموں میں بھی ناکامی کا سامنا ہوتا ہے جب تک ان سے معافی نہ مانگ لیں۔

۲۷۔اے اللہ! آپ سے مغفرت طلب کرتا ہوں ہر اس گناہ پر کہ میں نے اس گناہ کی تعریف کی اپنی زبان سے' یا میں نے کینہ کی طرح چھپایا اس کو اپنے دل میں' یا میرا دل اس پر خوش ہوا' یا میں نے دلائل کے زور سے زبان کے ذریعہ اس گناہ کو کیا یا اپنے افعال سے کیا یعنی قولی یا فعلی جو بھی گناہ کئے۔

یا میں نے اس کو اپنے ہاتھ سے لکھا میں نے خود اس گناہ کا ارتکاب کیا یا اس گناہ میں لگا دیا آپ کے بندوں کو (یعنی بعض مرتبہ آدمی گناہ پر بحث کرتا ہے کہ یہ گناہ ہی نہیں معاشرہ میں جس کو گناہ نہیں سمجھا جاتا ہے اور اس کو گناہ ہی ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتے ایسا نہیں کرنا چاہئے اگر کسی غلطی یا لاپرواہی سے ہم سے کوئی گناہ ہو رہا ہے تو خود کو گناہ گار سمجھے۔ان شاء اللہ تعالیٰ کبھی نہ کبھی ضرور توبہ کی توفیق ہو جائے گی لیکن گناہ کر کے اپنے آپ کو مجرم نہ سمجھنا یہ بری بات ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کی سمجھ عطا فرمائے آمین۔

۲۸۔اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی جس کو میں نے خلوت میں کیا اپنی رات میں' یا اپنے دن میں اور آپ نے پردہ لٹکائے رکھا مجھ پر اس طرح کہ آپ کے سوا مجھے کوئی نہ دیکھے اے جبار! یعنی آپ نے اپنے حلم سے ایسی پردہ پوشی فرمائی کہ کسی مخلوق کو اس کا علم نہ ہونے دیا لیکن اسی سے میرا نفس شک میں رہا اور میں حیران رہا کہ آپ کے خوف سے اس گناہ کو چھوڑ دوں یا لگا رہوں اس خوش فہمی کی بناء پر (کہ آپ تو غفور ورحیم ہیں) لیکن میرے نفس نے اس گناہ کو اس طرح مزین کر کے میرے لئے پیش کیا کہ میں اس گناہ کو گناہ سمجھتے ہوئے اور اس بات کو جانتے ہوئے کہ میں آپ کی نافرمانی کر رہا ہوں پھر بھی یہ گناہ کر بیٹھا۔

۲۹۔اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی جس کو میں نے معمولی گناہ سمجھا اور آپ کے ہاں وہ عظیم تھا اور میں نے اس کو چھوٹا گناہ سمجھا اور آپ کے ہاں وہ بڑا گناہ تھا اور مجھے نادانی نے ہلاکت میں ڈالا۔

۳۰۔اے اللہ! میں آپ سے مغفرت طلب کرتا ہوں ہر ایسے گناہ کی کہ میں نے گمراہ کیا اس گناہ کے ذریعے آپ کی مخلوق میں سے کسی کو یا میں نے برا سلوک کیا اس گناہ کے ذریعے آپ کی مخلوق میں سے کسی کے ساتھ یا میرے نفس نے اس گناہ کو میرے لئے خوب صورت کر کے پیش کیا یا میں نے اس گناہ کے کرنے کا دوسروں کو مشورہ دیا یا میں نے رہنمائی کی اس گناہ پر اپنے سوا کسی اور کی اور میں ڈٹا رہا اس گناہ پر باوجود اس کے کہ میں جانتا تھا یہ گناہ ہے یا میں نے اس پر ہیشگی اختیار کی اپنے نہ جاننے یعنی جہل کی وجہ سے۔یعنی دوسروں کو گناہ پر اکسایا' یا نفس نے گناہ کو ایسا سجا دیا کہ مجھے دیکھ کر دوسرا بھی اس گناہ میں مبتلا ہو گیا۔

# چوتھی منزل

۳۱۔اے اللہ! میں معافی چاہتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی کہ میں نے خیانت کی اس کے ذریعہ اپنی امانت میں' یا خوب صورت کر دیا میرے نفس نے میرے لئے اس گناہ کا کرنا' یا میں نے گناہ میں ڈالا اس کے ساتھ اپنے جسم کو یا میں نے اپنی (خواہش نفسانی) شہوت کو اس گناہ کے کرنے میں آپ کے حکم پر مقدم کیا یا میں نے اس گناہ میں لذت پائی یعنی اس گناہ کو کرنے میں اپنی لذت کو بہت زیادہ کیا یا میں نے کوشش کی اس گناہ کے کرنے میں کسی دوسرے کی وجہ سے (یعنی غیر کی وجہ سے گناہ کیا) یا میں نے گمراہ کیا (بلایا) اس گناہ کی طرف اس کو جس نے میری متابعت کی یا میں نے دشمنی اختیار کر لی اس گناہ کے کرنے میں اس سے جس نے مجھے روکنے کی کوشش کی یا میں غالب آ گیا اس پر جس نے مجھے گناہوں سے روکتے ہوئے مجھ پر غلبہ پانے کی کوشش کی یا میں غالب آ گیا اس پر اپنے کسی حیلہ بہانے کی وجہ سے یا مجھے میری کسی خواہش نے اس گناہ میں مبتلا کر دیا۔

۳۲۔اے اللہ! میں مغفرت طلب کرتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ پر جس کی وجہ سے میں نے مدد حاصل کی اس کے کرنے پر کسی ایسے حیلے بہانے کے ساتھ جو آپ کے غیظ و

غضب سے قریب کرنے والا ہے۔ یا میں نے غلبہ پایا اس کے حاصل کرنے میں آپ کے اطاعت گزار بندوں پر یا میں نے مائل کیا اس کے ساتھ آپ کی مخلوق میں سے کسی ایک کو آپ کی نافرمانی کی طرف یا میں نے صرف ارادہ کیا اس بات کا کہ لوگوں کو گناہوں کی طرف لے جاؤں گا اس طرح کہ میں نے آپ کے بندوں کو اپنے کرتوتوں کے ذریعہ دکھلایا یہ کہ گویا میں اس حیلے کے ذریعے آپ کی خوشنودی چاہتا ہوں حالانکہ مراد اس کے ذریعہ نافرمانی تھی۔ (اپنی حالت ان پر مشتبہ کردی کہ وہ سمجھیں کہ نیکی کرنے کا خواہش مند ہے جبکہ میرا مقصد حیلے سے نافرمانی کرنا تھا) اور جبکہ خواہش نفس تو آپ کی اطاعت سے پھری ہوئی تھی۔

۳۳۔ اے اللہ! مغفرت طلب کرتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی جس کو آپ نے مجھ پر لکھا ہے بسبب اس خود پسندی و خود بینی کے جو مجھے اپنے بارے میں تھی۔ ریا' یا دکھلاوے یا (کسی مسلمان کے ساتھ) کینہ رکھنے یا کسی طرح کی خیانت کرنے یا تکبر کرنے یا اکڑنے یا اترانے یا ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے یا حسد کرنے کی وجہ سے یا مستی کی وجہ سے یا (غصے میں) آپے سے باہر ہونے کی وجہ سے یا ناجائز غیرت یا عصبیت کی وجہ سے یا کسی کی خوشی یا کسی امید یا بخل کی وجہ سے یعنی جہاں خرچ کرنا ضروری ہو یا بہتر ہو خرچ نہ کیا جائے یا بے جا سخاوت کردی جہاں کم ضرورت تھی وہاں زیادہ فضول خرچ کردیا یا کسی پر ظلم کیا یا کسی کو کسی بہانے سے ستایا یا کسی طرح بھی چوری کی (یعنی گاہکوں کو دھوکا دینا' ناپ تول میں کمی کرنا' ملازمت کے اوقات میں وقت کی چوری کرنا' نماز میں رکوع سجدہ صحیح طرح ادا نہ کرنا یا دل کی حرام لذت کے ساتھ کسی حسین چہرے پر نظریں ڈالنا یا جمانا جو نگاہوں کی چوری ہے یہ سب چوری میں داخل ہے) یا کسی قسم کا جھوٹ بولا یا غیبت مجھ سے ہوئی یا لہو ولعب یعنی فضول یا شرعاً ناجائز کھیل کھیلنے یا ان کو دیکھنے میں وقت ضائع کیا یا کسی کی چغلی کی یا اسی طرح کسی قسم کے بھی گناہ کئے اور ایسے گناہ کبیرہ کا ارتکاب ہوا جس کے کرنے سے ہلاکت و غم اور پریشانی آتی ہے۔ الٰہی! ان سب گناہوں کو معاف فرما دیجئے۔

۳۴۔ اے اللہ! میں مغفرت طلب کرتا ہوں' معافی مانگتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی کہ میں ڈرا اس میں آپ کے سوا کسی اور سے اور میں نے دشمنی مول لی اس میں آپ کے دوستوں سے اور میں نے دوستی اختیار کی آپ کے دشمنوں سے اور میں نے مدد چھوڑ دی اس

میں آپ کے دوستوں کی اور میں نے اپنے آپ کو پیش کیا آپ کے غضب وغصہ کیلئے (یعنی ایسے گناہ کئے جو آپ کا غصہ اور غضب مجھ پر نازل کرواتے ہیں)

۳۵۔ اے اللہ! میں مغفرت طلب کرتا ہوں آپ سے آپ کی ایسی عظیم قدرت کے ساتھ جس کے ذریعہ آپ مجھ پر اور ہر چیز پر قادر ہیں کہ آپ معاف فرمادیں میرے وہ گناہ بھی کہ جو آپ کے علم میں ہیں کہ میں آئندہ کروں گا۔

۳۶۔ اے اللہ! میں مغفرت طلب کرتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی جس سے کہ میں نے توبہ کی آپ کی طرف پھر میں دوبارہ لوٹا اس گناہ کی طرف اور میں نے وہ عہد توڑ دیا اس گناہ کے کرنے سے جو میرے اور آپ کے درمیان تھا جرأت کرتے ہوئے آپ پر (محض اس وجہ سے کہ) میں آپ کے عفو (معاف کرنے) کو جانتا تھا (کہ آپ بہت زیادہ معاف کرنے والے ہیں)

۳۷۔ اے اللہ! میں مغفرت طلب کرتا ہوں، معافی مانگتا ہوں آپ سے ہر اس گناہ کی جس نے مجھے آپ کے عذاب سے نزدیک کردیا ہے یا مجھے دور کردیا۔ آپ کی طرف سے ملنے والے ثواب سے اور میرے اور آپ کی رحمت کے درمیان وہ گناہ حجاب بنا ہے۔ یا تنگ کردیا ہے مجھ پر آپ کی نعمت کو یعنی اس گناہ کی وجہ سے آپ کی نعمت سے محروم ہوگیا ہوں۔

۳۸۔ اے اللہ! میں مغفرت طلب کرتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی جس کی وجہ سے میں نے وہ گرہ کھولی جس کو آپ نے باندھ دیا تھا یا میں نے باندھ لی۔ اس گناہ کے ذریعہ ایسی گرہ جس کو آپ نے کھولا تھا۔ یعنی میں نے اجازت دے دی ان کاموں کی جس سے آپ نے منع کیا تھا یا میں نے روک دیا ان کاموں سے جن کی آپ نے اجازت دی تھی۔ (مثلاً اس طرح کہ میں نے اپنے نوکروں ماتحتوں کو نماز کی ترغیب ہی نہیں دی یا ان کے اجازت مانگنے پر بھی رکاوٹ بنا، یا ان کی خواہش پر گناہوں کی اجازت دی ہے۔ مثلاً گانے بجانے یا ٹی وی وغیرہ کی اجازت دی) اور ایسی کوئی خیر جس کا آپ نے وعدہ فرمایا تھا۔ اس گناہ کو کرنے کی وجہ سے اس سے میں محروم ہوگیا اور ایسی بھلائی سے جس کا میں مستحق تھا محروم ہوگیا۔ میں محروم کرنے کا سبب بن گیا۔ اس گناہ کے ذریعہ کسی نفس کو جو اس خیر و بھلائی کا مستحق تھا۔ پس مجھے معاف فرمادیجئے۔

۳۹۔ اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں ہر ایسے گناہ کی جس کا میں نے ارتکاب کیا آپ کی عافیت کے عام ہونے کی وجہ سے یا میں نے قدرت پائی اس گناہ پر آپ کی نعمت کے فضل کی وجہ

سے یا اس گناہ پر میری ہمت بندھی۔ اس وجہ سے کہ آپ نے اپنی ناراضگی مجھ سے دور رکھی تھی۔

یا میرا ہاتھ بڑھا اس گناہ کی طرف آپ کی طرف سے ملی ہوئی رزق کی فراوانی کی وجہ سے یا کوئی ایسی بھلائی کہ میں چاہتا اس نیکی کے ذریعہ آپ کی رضا مندی لیکن میں نے ملاوٹ کر دی اس میں اپنے نفس کی ایسی برائی جس میں آپ کی رضا مندی مقصود نہ تھی۔

۴۰۔ اے اللہ! میں مغفرت طلب کرتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی جس کی طرف مجھے بلایا رخصتوں (جیسے شرعی مجبوری میں تیمم سے نماز پڑھنا، بڑی بیماری میں روزے چھوڑنا) نے یا لالچ نے تو میں آمادہ ہو گیا اس گناہ کے کرنے پر اور میں نے حلال ٹھہرا لیا اپنے نفس کیلئے اس چیز کو جو آپ کے نزدیک حرام تھی۔ (حرام کو حلال سمجھ لیا)

# پانچویں منزل

۴۱۔ اے اللہ! میں مغفرت طلب کرتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی جو آپ کی مخلوق سے چھپا کر کر لئے، لیکن آپ سے کہاں چھپا سکتا تھا پھر میں نے آپ سے معافی طلب کی۔ پھر آپ نے مجھے معاف بھی فرما دیا پھر (دوبارہ توبہ توڑ کر) میں اس گناہ کی طرف لوٹ آیا پھر آپ نے اپنے کرم سے پردہ پوشی ہی فرمائی (مجھے مخلوق کے سامنے رسوا نہ کیا۔ الٰہی! یہ بے شک آپ کا کرم ہے)

۴۲۔ اے اللہ! میں مغفرت طلب کرتا ہوں تمام ایسے گناہوں کی جس کی طرف میں اپنے پاؤں سے چلا، یا اس کی طرف میں نے ہاتھ بڑھایا یا میں نے آنکھوں سے تاڑا، یا میں نے اس کی طرف کان لگایا۔ یا میں نے ان گناہوں کو زبان کے بول سے کیا ہو یا میں نے فنا و برباد کر دیا اس گناہ کے کرنے میں وہ مال جو آپ نے مجھے دیا تھا۔ پھر میں نے آپ سے رزق مانگا اپنے گناہوں کے باوجود پھر بھی آپ نے مجھے رزق دیا پھر میں نے آپ کے اسی رزق سے مدد حاصل کی۔ آپ کی نافرمانی پر پھر بھی آپ نے میری پردہ پوشی فرمائی۔ پھر میں نے آپ سے رزق کی زیادتی کا سوال کیا۔ لیکن پھر بھی آپ نے (اپنے فضل و کرم سے) مجھے محروم نہیں فرمایا۔ زیادہ رزق دیا، پھر میں نے (کم قسمتی سے ہائے افسوس) آپ کی دی ہوئی روزی کی فراوانی کے بعد کھلم کھلا آپ کی نافرمانی کی۔

لیکن پھر بھی آپ نے مجھے رسوا نہیں کیا، میں برابر قدم جمائے رہا آپ کی نافرمانی پر

اور آپ برابر مجھ پر اپنی بردباری اور اپنے کرم کا معاملہ فرماتے رہے۔ اے کرم کرنے والوں میں سب سے بہتر کرم کرنے والے!

۴۳۔ اے اللہ! میں مغفرت طلب کرتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی جس کا چھوٹا گناہ دردناک عذاب کا حق دار ٹھہراتا ہے اور اس کا بڑا گناہ سخت ترین گرفت اتارتا ہے اور اس گناہ کا ارتکاب کرنا آپ کی فوری گرفت کا سبب بنتا ہے۔ یعنی دنیا ہی میں اس کی سزا مل جاتی ہے اور اس گناہ پر اصرار آپ کی نعمت کے زائل ہونے کا سبب بنتا ہے۔

(اللہ تعالیٰ ہم سب کی گناہوں سے حفاظت فرمائے۔ ایسی ہمت عطا فرمائے کہ ہم گناہوں کو چھوڑ دیں۔ جن سے ہمارے مالک نے منع فرمایا ہے اور ان سے رک جائیں)

۴۴۔ اے اللہ! میں مغفرت طلب کرتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی جس کی آپ کے سوا اور کسی کو خبر نہ ہوئی اور جس کو آپ کے سوا کسی نے نہیں جانا اور وہ ان گناہوں میں سے ہے جس پر پکڑ سے مجھے کوئی بچا نہیں سکتا (اس کی سزا سے کوئی چھٹکارا نہیں دلا سکتا) سوائے آپ کے عفو (معاف کرنے اور درگزر کرنے) کے۔

اور (وہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ) نہیں سمو سکتا اس کو کوئی مگر آپ کی مغفرت اور حلم (آپ کی بردباری اور آپ کی وسیع رحمت اس سے بھی بڑی ہے اور وہی اس کو ڈھانپ سکتی ہے)

۴۵۔ اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ایسے تمام گناہوں کی جو نعمتوں کو زائل کردیں اور عذاب کو اتار دیں جو عزت و شرافت ختم کردیں اور (ان گناہوں کی نحوست) بیماری کو لمبا کردے اور فوری دکھ درد لے آئے اور ندامت کو پیدا کرنے کا باعث ہو (ان گناہوں کی بھی آپ سے معافی طلب کرتا ہوں)

۴۶۔ اے اللہ! ایسے گناہ بھی کیے جو نیکیوں کو مٹا دیں اور برائیوں کو بڑھا دیں اور سزا و عذاب کو اتار دیں اور آپ کو ناراض کردیں۔ اے آسمانوں کے مالک! ان گناہوں کی آپ سے معافی طلب کرتا ہوں۔

۴۷۔ اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی جس کو معاف کرنا آپ ہی کی شایان شان ہے اس لئے کہ آپ ہی اس کو چھپانے کے زیادہ لائق ہیں۔ کیونکہ بے شک آپ ہی ہیں وہ جس (کے عذاب) سے ڈرنا چاہئے اور آپ ہی ہیں جو (بندوں کے گناہ) معاف کرتے ہیں۔

۴۸۔اے اللہ! میں آپ سے معافی مانگتا ہوں تمام ایسے گناہوں کی جن کے ذریعہ میں نے ظلم کیا آپ کے دوستوں میں سے کسی دوست پر آپ کے دشمنوں کی مدد کرتے ہوئے اور آپ کے نافرمان بندوں کی طرف مائل ہوتے ہوئے آپ کے فرمانبرداروں کو چھوڑ کر یعنی اہل طاعت کے مخالف اہل معصیت سے جاملا ہوں ان کا ساتھ دیا ہو (الٰہی! ان گناہوں کو بھی معاف فرمادے)

۴۹۔اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی جس میں بہت زیادہ منہمک ہوجانے نے مجھے ذلیل ورسوا کردیا اور مجھے آپ کی رحمت کے ہونے ہی سے ناامید کردیا۔ یا ناامیدی اتنی چھا گئی کہ مجھے روک دیا آپ کی اطاعت کی طرف لوٹنے سے اس وجہ سے میں سمجھتا تھا کہ میرا اجرم بہت ہی بڑا ہے اور میرا گمان میرے نفس کے ساتھ برا تھا کہ میرا گناہ تو بہت ہی بڑا ہے کیسے معاف ہوسکتا ہے۔

۵۰۔اے اللہ! میں مغفرت طلب کرتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی جو میری ہلاکت کا باعث بنتا اگر آپ کی بردباری اور رحمت شامل حال نہ ہوتی اور مجھے جہنم میں ڈالنے کا سبب بنتا اگر آپ کی نعمت دستگیری نہ کرتی اور مجھے (اس گناہ کی نحوست) لے چلتی گمراہی کے راستہ پر اگر آپ کی رہنمائی نہ ہوتی۔

## چھٹی منزل

۵۱۔اے اللہ! ایسے گناہ بھی کئے جس کے کرنے سے آپ سے رحمت کی امید ختم ہوجاتی ہے اور دعا رد کردی جاتی ہے اور پے در پے بلائیں آتی رہتی ہیں اور ایک کے بعد ایک پریشانی آتی رہتی ہے اور غم بڑھتے ہی رہتے ہیں۔ الٰہی! ان سب گناہوں کی آپ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔

۵۲۔اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی جو میری دعا کو آپ کے دربار سے واپس پھیر دے اور آپ کی ناراضگی لمبی کردے یا تجھ سے میری امید کم کردے یعنی اے اللہ! ان حالات سے پناہ چاہتا ہوں اور ان گناہوں کی بخشش چاہتا ہوں۔

۵۳۔اے اللہ! مجھ سے جو ایسے گناہ ہوگئے جو مردہ دلی کا باعث ہوئے یعنی دل کو مردہ کردیا اور بے چینی کو بھڑکا دیا اور فکر کو مشغول کردیا اور شیطان کو خوش کردیا اور رحمٰن کو

ناراض کردیا۔الٰہی !ان سب گناہوں کی آپ سے مغفرت چاہتا ہوں۔

۵۴۔اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ہرایسے گناہ کی (جوانجام کے اعتبار سے) اپنے پیچھے آپ کی رحمت سے ناامیدی لاتا ہے اور مایوس کردیتا ہے آپ کی مغفرت سے اورمحروم کردیتا ہے اس فراخی وفراوانی سے جوآپ کے پاس (آپ کے خزانوں میں) ہے۔

۵۵۔اے اللہ! میں مغفرت طلب کرتا ہوں آپ سے ہرایسے گناہ کی جس کی وجہ سے میں اپنے نفس پر ناراض ہوا آپ کی عظمت کی وجہ سے اور پھر میں نے آپ کے سامنے توبہ کا اظہار بھی کیا اور آپ نے (اپنے کرم سے) اس توبہ کو قبول بھی فرمالیا اور پھر میں نے آپ سے معافی کا سوال کیا آپ نے اس کو معاف بھی فرمادیا۔

پھر مجھے خواہش نفس نے دوبارہ اپنی پرانی عادت کی طرف لوٹادیا آپ کی وسعت رحمت اور آپ کے معاف کرنے کی مہربانی کی امید پر اور آپ کی وعید کو بھولتے ہوئے آپ کے بہترین وعدوں کی امید کرتے ہوئے ان گناہوں کی طرف دوبارہ لوٹ گیا۔پس الٰہی مجھے معاف فرمادیجئے۔

۵۶۔اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں تمام ایسے گناہوں کی جو چہرے کی سیاہی کا باعث بنیں اس دن جس دن آپ کے ولیوں کے چہرے سفید ہوں گے اور آپ کے دشمنوں کے چہرے سیاہ ہوں گے جس وقت آپس میں وہ سیاہ چہرے والے ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگیں گے تو آپ ان سے کہیں گے تم جھگڑا نہ کرو میرے پاس جبکہ میں پہلے ہی ڈراچکا تھا۔

۵۷۔اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے تمام ایسے گناہوں کی کہ میں ان کا گناہ ہونا سمجھ چکا تھا (لیکن) میں اس سے خاموش ہوگیا۔آپ سے شرماتے ہوئے اس کی یاد آنے کے وقت (یعنی یاد آنے پر شرم کے مارے اس کی معافی نہیں مانگی) یا میں نے ان کو اپنے دل میں چھپایا اور آپ نے مجھ سے ان کو جان لیا اس لئے کہ بے شک آپ جانتے ہیں چپکے سے کہی ہوئی بات کو بلکہ اس سے بھی زیادہ چھپی ہوئی بات کو یعنی جو بھی دل میں ہے اس کو بھی جانتے ہیں۔

(اسی لئے اولیاء اللہ کہتے ہیں کہ دل کو بھی برے خیالات سے پاک رکھنا چاہئے اور کسی بھی مسلمان مرد وعورت کے متعلق دل میں نفرت کے جذبات نہ رکھے جائیں اور نہ ان کے متعلق دل غیبت کرے)

۵۸۔اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ہرایسے گناہ کی جو مجھے آپ کے

بندوں کے سامنے مبغوض بنادے اور آپ کے اولیاء کو مجھ سے متنفر کردے۔

یا اللہ آپ کے اہل اطاعت سے مجھے لاتعلق کردے (نامانوس کردے) گناہوں کی وحشت کی وجہ سے اور ایک گناہ دوسرے گناہ کا ذریعہ بن جائے اور پے در پے گناہ ہونے لگیں ان سب کی معافی چاہتا ہوں یعنی جیسے بے نمازی کے چہرہ سے صلحاء اور نیک لوگوں کا نور ہٹادیا جاتا ہے۔ اسی طرح بے پردہ عورت کے چہرہ سے بھی نور ہٹادیا جاتا ہے۔

۵۹۔ اے اللہ! ایسے گناہ جو کفر کی طرف دعوت دیتے ہیں اور فکر کو دراز کرتے ہیں (لمبی فکر میں ڈالتے ہیں) اور محتاجگی پیدا کرتے ہیں اور تنگ دستی کھینچ لاتے ہیں (اور ان گناہوں کی نحوست) خیر و بھلائی سے روکتی ہے اور پردہ دری کا سبب ہوتی ہے اور آسانی کو روکتی ہے۔ الٰہی! ان سب گناہوں کی مغفرت آپ سے طلب کرتا ہوں ان کو معاف فرمادیجئے۔

۶۰۔ اے اللہ! میں مغفرت طلب کرتا ہوں آپ سے تمام ایسے گناہوں کی جو موت کو قریب کردے۔ امیدوں اور آس کو توڑ دیں اور اعمال کو عیب دار کردیں۔

# ساتویں منزل

۶۱۔ اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی جو میلا کرتا ہے ہر اس چیز کو جس کو آپ نے پاک کیا ہے اور پردہ ہٹادیتا ہے میری تمام برائیوں سے جس پر آپ نے پردہ کیا ہے یا بدصورت کردیتا ہے مجھ سے ہر اس چیز کو جس کو آپ نے خوب صورت کیا (بعض گناہوں کی نحوست دل کو بصیرت سے محروم کردیتی ہے جس سے نیک اعمال بوجھ معلوم ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائیں)

۶۲۔ اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی جس کی وجہ سے آپ کا وعدہ حاصل نہیں کیا جاسکتا اور اس کے ہوتے ہوئے آپ کے قہر سے بے فکری حاصل نہیں کی جاسکتی اور اس گناہ (کی نحوست کی وجہ) سے نہ ہی آپ کی رحمت نازل ہوتی ہے اور نہ ہی آپ کی کوئی نعمت میرے ساتھ ہمیشہ رہ سکتی ہے۔

۶۳۔ اے اللہ! میں مغفرت طلب کرتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی جس کو میں نے دن کو روشنی میں آپ کے بندوں سے چھپا کر کیا اور رات کی تاریکی میں میں نے اس کو آپ کے سامنے کھلم کھلا اپنی طرف سے آپ کی نافرمانی پر جرأت کرتے ہوئے باوجود اس کے کہ میں جانتا

ہوں اس بات کو کہ ہر بھید وراز آپ پر کھلا ہے اور ہر چھپی ہوئی چیز آپ کے ہاں ظاہر ہے (سروا علانیہ آپ کے ہاں برابر ہے) اور یہ کہ بے شک آپ (کی پکڑ) سے مجھے کوئی نہیں بچا سکتا اور نہ مجھے آپ کے سامنے کوئی نفع دے سکتا ہے چاہے مال ہو چاہے اولاد ہو سوائے اس کے کہ میں آپ کے پاس قلب سلیم یعنی سلجھا ہوا دل لے کر آؤں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عطا فرمائے۔

۶۴۔ اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ہر اس گناہ کی جو آپ کی یاد کو بھلا دینے کا سبب ہے یا اس گناہ کی نحوست اپنے پیچھے آپ کی وعید و ڈر سے غفلت لاتی ہے اور مجھے ڈھیلا پاتے ہوئے لاپرواہ و بے فکر کر دیتی ہے آپ کی گرفت و پکڑ سے یا مجھے مایوس کر دیتی ہے ان تمام بھلائیوں سے جو آپ کے پاس (آپ کے غیبی خزانوں میں) ہیں۔

۶۵۔ اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی جو مجھے لاحق ہوا اپنی روزی بند ہونے پر آپ سے گلہ و شکوہ کرنے کی وجہ سے اور میری ناشکری اور آپ کے بندوں سے آپ کی شکایت کرنے کی وجہ سے اور میری آپ سے روگردانی اور آپ کے بندوں کی طرف رخ کرنے کی وجہ سے ان کے سامنے عاجزی وزاری کرتے ہوئے اس طرح مسکینی کا اظہار کیا ہو کہ جیسے حاجت روائی اسی کے قبضہ میں ہے (حالانکہ مجھے آپ ہی سے بیان کرنی چاہئے تھیں جبکہ آپ کا غیر نہ کوئی مصیبت دور کر سکتا ہے نہ کوئی نفع دے سکتا ہے آپ کی مرضی کے بغیر) بے شک آپ مجھے اپنی بات سنا چکے تھے اپنی کتاب محکم میں کہ یہ کفار کی خصلت ہے (کہ جب عین مصیبت میں اور مصیبت بھی ایسی سخت جس کو عذاب کہا جاسکے) پھر انہوں نے عاجزی کی اپنے رب کے آگے اور نہ وہ گڑگڑائے۔

۶۶۔ اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی جو مجھ پر آ گیا ایسی مصیبت کی وجہ سے کہ جس سے چھٹکارا پانے کیلئے میں آپ کے غیر کے پاس فریاد لے گیا اور میں نے اس پر آپ کے سوا کسی اور سے فریاد کی ہو اور اس (بلا مصیبت) سے چھٹکارا حاصل کرنے کیلئے مدد طلب کی ہو آپ کے سوا کسی سے بھی ان سب گناہوں کو معاف فرما دیجئے۔

۶۷۔ اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی، جس پر مجھے آپ کے غیر کے خوف نے آمادہ کر لیا اور اس ڈر نے مجھے آپ کی مخلوق میں سے کسی کے سامنے گریہ وزاری و عاجزی کرنے کی دعوت دی یا اس نے مجھے مائل کر دیا للچائی ہوئی نگاہوں کے سامنے ان چیزوں کی طرف جو آپ کے غیر کے پاس ہیں۔ اس لالچ کی بنا پر جو کچھ آپ ہی

کا دیا ہوا ان کے پاس ہے اس کو حاصل کر سکوں اس کی وجہ سے میں نے آپ کی فرمانبرداری پر آپ کی نافرمانی کو ترجیح دی حالانکہ میں اس بات کو اچھی طرح جانتا تھا کہ میں آپ ہی کا محتاج ہوں جیسا کہ مجھے آپ سے بے نیازی حاصل نہیں ہوسکتی۔

۶۸۔اے اللہ! میں آپ سے معافی مانگتا ہوں ہر ایسے گناہ کی جس کو میرے نفس نے میرے سامنے ہلکا اور معمولی بنا کر پیش کیا اور میرے لئے (اتنے بڑے گناہ کی) چھوٹی سی صورت بنا کر پیش کی اور مجھے اس گناہ کو کم کر کے دکھایا (کہ یہ تو معمولی گناہ ہے حالانکہ چھوٹی سی چنگاری بھی جلانے کیلئے کافی ہوتی ہے۔ ضروری نہیں کہ صرف انگارے ہی سے تباہی آئے) یہاں تک کہ مجھے اس گناہ میں پھنسا دیا۔

۶۹۔اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں آپ سے ہر ایسے گناہ کی جس کے بارے میں آپ کا قلم چل چکا ہے اور آپ کا علم محیط ہو چکا ہے میری آخری عمر تک' مجھ سے سرزد ہونے والے ظاہری اور باطنی گناہوں کے بارے میں اور میرے تمام گناہوں کی اول سے لے کر آخر تک جان بوجھ کر اور غلطی سے کئے ہوئے کی کم اور زیادہ کی' چھوٹے اور بڑے کی' معمولی اور بھاری گناہوں کی' پرانے اور نئے گناہوں کی پوشیدہ کی اور کھلم کھلا لوگوں کے سامنے ہونے والے گناہوں کی اور جو گناہ علی الاعلان ہوئے ان کی گناہوں کی (معافی چاہتا ہوں اے رب العالمین!) جو میں کرنے والا ہوں اپنی تمام عمر میں۔

۷۰۔اے اللہ! میں مغفرت طلب کرتا ہوں آپ سے اپنے ہر ایسے گناہ کی اور میں آپ سے مانگتا ہوں کہ آپ میری مغفرت فرما دیجئے ایسے گناہوں کے بارے میں جو آپ نے شمار کر رکھے ہیں میرے اوپر بندوں کے ایسے حقوق جن کو ادا کرنے میں میری طرف سے کوتاہی ہوئی اس لئے کہ یقیناً مجھ پر آپ کے بندوں کے کچھ تو عام حقوق ہیں اور کچھ ایسے حقوق ہیں جو دبائے ہوئے ہیں (جیسے کسی کا حق مار دیا' یا سرے سے حق ہی ادا نہ کیا' کسی طرح بھی کسی بندے پر ظلم کیا) ان حقوق کے بدلے میں میں پھنسا ہوا ہوں اس کے بدلے میں گروی ہوں۔

اے اللہ! میرے گناہ اگرچہ بہت ہیں لیکن یقیناً آپ کے دریائے درگزر کے سامنے وہ بہت تھوڑے ہیں یعنی آپ کی جناب سے ان کا بخش دیا جانا بہت آسان ہے۔

اے اللہ! آپ کے بندوں اور بندیوں میں سے کسی کا حق مجھ پر ہو یا میرے پاس

ہو جس کو میں نے ان سے چھین لیا تھا چاہے وہ اس کی زمین میں سے چھینا ہو یا اس کا مال چھین لیا ہو یا اس کی بے عزتی کی، یا اس کو جسمانی تکلیف دی ہو (مثلاً شاگرد یا ملازم، یا اولاد کو مارنے میں شرعی حد سے تجاوز کیا) چاہے وہ بندہ اس وقت غائب ہو یا موجود ہو، چاہے وہ خود یا اس کا (وکیل) مجھ سے مطالبہ کرتا ہو اور میں اس کی طاقت نہیں رکھتا کہ اس کو اس کا حق واپس کردوں اور نہ ہی میں نے اس حق کی اس سے معافی مانگ لی یعنی اس کو کسی طرح بہت زیادہ خوش کر کے حق حلال کروالیا ہو (اس کو کسی طرح خوش کردیا ہو)

تو میں آپ ہی سے سوال کرتا ہوں آپ کے دریائے فضل و کرم اور جو کچھ آپ کے پاس آپ کے غیبی خزانوں میں ہے اس کی فراوانی کے واسطے سے کہ آپ ان کو مجھ سے راضی کردیں (مجھے اس بات کی ہمت عطا فرمایئے کہ ان کا حق واپس کردوں اور جو ستایا اس کے بدلے میں اتنا دے دوں کہ وہ خوش ہو جائیں اور ان کو اس بات کی توفیق عطا فرما کہ جتنا دے سکتا ہوں اس پر وہ راضی ہو جائیں اور باقی جن حقوق کی ادائیگی نہیں کرسکتا اس پر وہ مجھے معاف کردیں)

ان کا حق دلوانے کیلئے مجھ پر ایسی سزا مسلط نہ کیجئے جو میری نیکیوں کو گھٹا دے اس لئے کہ یقیناً آپ کے پاس وہ سب کچھ ہے جو ان کو مجھ سے راضی کردے اور میرے پاس وہ چیز نہیں جو ان کو راضی کردے (اور اے اللہ! آپ سے اس بات کا بھی سوالی ہوں) کہ ان کے گناہوں کیلئے میری نیکیوں پر کوئی راستہ نہ چھوڑیئے۔

کاپی.14

حصہ دوم

# واقعات

سابقہ امتوں...عہد رسالت...خیر القرون
اور اَسلاف کی تاریخ سے...توبہ کر کے خود کو
پاک کرنیوالے خوش نصیبوں کے واقعات

# توبہ کی انوکھی شان

حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ اپنے خطبات میں فرماتے ہیں
حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب آدم علیہ السلام اور شیطان کی دشمنی ٹھن گئی تو شیطان آدم علیہ السلام کا حاسد اور فریبی دشمن بن گیا ۔ حضرت آدم علیہ السلام کو تاج خلافت پہنا دیا گیا۔ جنتوں کے وعدے دیئے گئے تو شیطان کو فکر ہوئی۔ اس نے کہا۔
''یا اللہ!۔ آدم بہر حال میرا دشمن ہو گیا اور میں اسکا دشمن ۔ اسکے پاس عقل بھی ہے اور اسباب ہدایت بھی ہیں۔ یہ تو میرا ناطقہ بند کر دیگا۔ کچھ وقت مجھے بھی دیجئے کہ میں اس پر غالب رہوں۔''
حق تعالیٰ نے فرمایا۔ ''ہم نے تجھے اکثریت کی قوت دی۔''
آدم علیہ السلام کا اگر ایک بیٹا ہوگا تو تیرے دس بیٹے ہوں گے۔ اس کے سو ہوں گے۔ تو تیرے ایک ہزار ہوں گے۔ تو ہمیشہ اکثریت میں رہے گا۔ یہ ارب ہوں گے۔ تو دس ارب ہوگا۔
مگر وہ بھی بڑا ہوشیار ہے۔ اس نے دیکھا کہ بعض اوقات تو اقلیت بھی اکثریت پر غالب آجاتی ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ اکثریت ہی کا غلبہ ہو۔''
اس نے عرض کیا۔ ''یا اللہ!۔ بے شک میں اکثریت میں ہو گیا۔ لیکن اگر طاقتور اقلیت ہو۔ وہ تو اکثریت پر غالب آجاتی ہے۔ اس لئے مجھے اور طاقت دیجئے۔''
فرمایا۔ ''تجھے یہ طاقت دیتے ہیں کہ تو آدم کے بدن میں اس طرح سرایت کر سکے گا۔ جیسے خون رگوں میں دوڑتا ہے۔'' کہنے لگا۔ ''اب میں اسے پچھاڑ سکوں گا۔''
اس لئے کہ میں اس کے اندر گھس کر قلب میں وسوسے ڈالوں گا۔ دماغ کو خراب کروں گا۔ اور جو چاہے اندر جا کے کروں گا۔ اب مجھے طاقت مل گئی۔ اور وہ مطمئن ہو گیا۔
اب حضرت آدم علیہ السلام کو فکر پڑی کہ اس کمبخت کی یہ طاقت کہ میرے اندر گھس جائے۔ میرے اندر تو یہ طاقت نہیں کہ اس کے اندر گھس سکوں تو یہ غالب رہے گا۔ اور سب کو

جہنمی بنادے گا۔ مجھے بھی تو کوئی قوت دیجئے۔ (میں بھی اس کا مقابلہ کرسکوں؟)

حق تعالیٰ نے فرمایا۔ "آدم کو بھی ہم ایک طاقت دیتے ہیں کہ شیطان کی ہزار برس کی کارروائیاں ایک دم میں سب ملیامیٹ ہوجائینگی اور وہ ایسے چت ہوگا کہ چاروں شانے لگ جائینگے۔"

کفر تک اگر ہوجائے تو توبہ نصیب ہونے پر ایک منٹ میں سارا کفر ختم ہوجائے گا۔

اس نے سو برس کفر کرایا۔ تم نے ایک سچی توبہ کی۔ وہ سارا سو برس کا کفر ختم ہوگیا۔ اس کی ساری کارستانیاں ختم ہوجائیں گی۔ تو توبہ میں اتنی طاقت ہے کہ۔ شیطان بھی اس سے عاجز ہے۔ اس لئے آدمی توبہ نہ چھوڑے۔ ذرا سی غلطی ہو فوراً توبہ کرلے۔ بلکہ اس قدر استغفار کو مستقل تسبیح کے طور پر پڑھے۔ کم از کم سو دفعہ روزانہ استغفار کرے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ تَعَالیٰ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ

سو دفعہ پڑھ لے۔ سو گناہ نہیں کرے گا۔ مگر سو استغفار ہوجائیں گے۔ تو اس کے گناہ ختم ہوتے رہیں گے۔ اور یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ صرف دس منٹ کی بات ہے۔ صبح کی نماز کے بعد اگر سو دفعہ استغفار پڑھ لے تو کوئی محنت نہیں۔ مشقت نہیں۔ دن بھر میں آدمی سو گناہ نہیں کرتا مگر توبائیں (توبہ کی جمع) سو ہوگئیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ سب گناہ ختم ہوجائیں گے۔

بہر حال قلب کا رخ صحیح رکھے۔ اعتدال کیساتھ چلتا رہے۔ جب گناہ ہو معافی مانگ لے۔ ایک نہ ایک روز منزل پر پہنچ جائیگا۔

## اللہ کی محبت میں آنکھ کو نکال دیا

موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایک دفعہ بنی اسرائیل پر بارش نہ ہونے کی وجہ سے سخت خشک سالی کی حالت ہوگئی انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا کریں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لوگوں سے فرمایا کہ میرے ساتھ پہاڑ کی طرف نکلو۔

چنانچہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ پہاڑ کی طرف نکلے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام پہاڑ پر چڑھنے لگے تو اعلان فرمایا کہ۔

"میرے پیچھے کوئی ایسا آدمی نہ آئے جس نے اللہ کی کوئی نافرمانی کی ہو۔"

اس اعلان کے بعد نصف سے زیادہ لوگ واپس ہوگئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دوسری

مرتبہ اعلان فرمایا کہ۔ ''میرے پیچھے کوئی ایسا آدمی نہ آئے جس نے اللہ کی کوئی نافرمانی کی ہو۔''
دوسری مرتبہ اعلان کے بعد سارے لوگ واپس لوٹ آئے مگر ایک کانا آدمی جس کو برخ عابد کہتے تھے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ رہا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ۔
''تجھے نہیں سنائی دیا جو کچھ میں نے کہا؟۔''
برخ عابد نے کہا کہ۔ ''جی کیوں نہیں؟ میں نے آپ کا فرمان سنا ہے۔''
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ''پھر تو نے کبھی کوئی گناہ نہیں کیا؟۔''
اس نے عرض کیا کہ۔ ''مجھے اور تو کچھ یاد نہیں پڑتا مگر ایک چیز یاد پڑتی ہے۔ اگر وہ گناہ ہے۔ تو میں واپس ہو جاتا ہوں۔'' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ''وہ بتاؤ کیا ہے؟۔''
عابد برخ نے عرض کیا کہ۔ ''ایک مرتبہ میں کسی راستے سے گزر رہا تھا تو اچانک مجھے ایک گھر کا دروازہ کھلا ہوا دکھائی دیا۔ میں نے اپنی کانی آنکھ سے اس میں جھانکا۔ مجھے کوئی شخص دکھائی دیا۔ البتہ یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ مرد تھا یا عورت۔ میں نے اپنی اس آنکھ سے کہا کہ تو نے اللہ کی نافرمانی کی طرف جلدی کی۔ اس لئے اب تو میرے ساتھ نہیں رہ سکتی۔ میں نے اپنی انگلی سے اس آنکھ کو نکال دیا۔ اگر میرا یہ عمل اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ تو میں واپس ہو جاتا ہوں۔''

## بادشاہت سے ولایت کا سفر

حضرت جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بادشاہ کو توبہ کی توفیق بخشی اس کا نام امراء القیس تھا۔ رات ہی رات بادشاہت چھوڑ کر دوسرے ملک میں چلا گیا۔ وہاں اینٹیں بنانے لگا۔ جسے یہاں بلاک کہتے ہیں۔ اور چہرے پر نقاب ڈال دیا۔ مزدوروں کے ساتھ دن میں اینٹیں بناتے اور رات بھر عبادت کرتے۔ ایک دن کما لیا چھ دن اللہ اللہ کرتے۔
ایک دن تیز ہوا چلی ۔ نقاب ہٹ گیا۔ مزدوروں نے چہرہ دیکھ لیا۔ بادشاہ کا چہرہ کہاں چھپ سکتا ہے۔ سب نے کہا بھائی یہ تو مزدور نہیں ہے۔ یہ تو کوئی بہت بڑا شخص ہے ۔ چہرہ پر اقبال شاہی ہے۔ یہ خبر اس ملک کے بادشاہ کو پہنچ گئی۔ وہ بادشاہ تو گھبرایا ہوا آیا اور اس نے کہا ان مزدوروں کو یہاں سے ہٹا دو۔ اور وہ جو نقاب ڈالے ہوئے مزدور ہے۔ اس کو میرے پاس بلاؤ۔ اور اس سے کہا نقاب ہٹائے۔ اب بادشاہ کا حکم تو ماننا ہی تھا۔
ایک ملک کا بادشاہ دوسرے ملک میں تو غلام ہوتا ہے۔ نقاب ہٹایا تو بادشاہ نے کہا''

دیکھئے آپ مزدور نہیں ہیں۔'' جس طرح ولی۔ ولی کو پہچانتا ہے۔ بادشاہ۔ بادشاہ کو پہچانتا ہے۔
''آپ کے چہرے سے آثار سلطنت ظاہر ہیں۔ آپ سچ سچ بتایئے کہ آپ یہاں کیسے آگئے اور کیوں مزدور بنے ہوئے ہیں؟'' اس نے کہا کہ۔
''میں اللہ کی محبت میں اپنی سلطنت کو چھوڑ کر یہاں سکون سے عبادت کر رہا ہوں۔''
اس نے کہا۔'' آپ میرے پاس چلئے۔ میرے شاہی محل میں۔ میں اپنے تخت سلطنت پر آپ کو بٹھالوں گا۔'' اور یہ شعر پڑھا۔

پیش ما باشی کہ بخت ما بود جان ما از وصل تو صد جاں شود

''اے عظیم شخص تم میرے سامنے رہو تو میری خوش نصیبی ہوگی۔ میری یہ جان تمہاری ملاقات سے سو جان رہے گی۔ ہر وقت میں تم کو دیکھ کر خوش رہوں گا۔''
سن لو ایسی ہمت کرو کہ ہزاروں گندی خواہشات ہوں۔ بس سب کو ترک کر دو۔ سلطنت کی بجائے آپ خواہشات کو ترک کر دیں۔
مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ۔ اس شاہ تارک سلطنت نے اس ملک کے بادشاہ کے کان میں ایک بات کہہ دی۔
جو اپنے کو اللہ کے عشق و محبت میں جلاتا ہے۔ مجاہدہ کرتا ہے۔ غم اٹھاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو درد دل۔ اور قلب بریان اور اس کی گفتگو میں اثر ڈال دیتے ہیں۔ درد بھرے دل سے اس نے بادشاہ کے کان میں ایک بات کہی۔
اس بادشاہ نے کہا کہ اچھا اللہ کے نام میں اتنا مزہ ہے۔ اس نے بھی سلطنت چھوڑ دی اور کہا کہ چلو ہم دونوں مل کر کسی تیرے ملک میں چلیں۔ اینٹیں بنائیں۔ مزدوری کریں اور اللہ کو یاد کریں۔
مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ۔'' ہزاروں سلطنتیں اس خالق سلطنت پر فدا ہو جائیں۔ اپنی اپنی قسمت ہے۔ جس کو چاہے وہ مالک جذب کر لے۔''
بہت نادان ہے۔ وہ شخص جو چار دن کی عیاشی کے لئے اپنے کریم اور مہربان اللہ کو ناراض کر کے جئے۔ اللہ کو ناراض کر کے حرام مزہ لینا بھی کوئی مزہ ہے۔ ایسا شخص جو اللہ کے حکم کو توڑ کر حرام مزہ لیتا ہے۔ وہ بہت ہی بے وفا ہے۔ جو اپنے محسن (احسان کرنے والے) کو ناخوش کر کے خوشی کا سامان کر رہا ہے۔

حالانکہ اگر اللہ تعالیٰ چاہیں تو ایک سیکنڈ میں دنیا بھر کے سب سے خوش نافرمان کی زندگی میں بے سکونی اور حادثات کا سیلاب لا سکتے ہیں۔

مگر اللہ تعالیٰ ڈھیل دیتے ہیں کہ۔ شاید میرے بندے کو احساس ہو جائے کہ پالنے والے کو ناراض کر کے جینا بھی کوئی جینا ہے۔

ایک دوست نے یہ واقعہ سنایا کہ میں ایک مریض کی عیادت کے لئے گیا تو ڈاکٹروں نے بتایا کہ اس کا پیشاب بند ہو گیا ہے۔ اس کی وجہ سے مریض کا پیٹ مسلسل پھول رہا ہے۔ میں نے اس کا پیٹ دیکھا تو حیرت ہوئی کہ ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ۔ گویا کہ پیٹ میں اتنی ہوا بھری ہوئی ہے کہ۔ یہ غبارہ کی طرح پھٹ جائے گا اور اس مریض کی چیخیں پورے ہسپتال میں مسلسل گردش کر رہی تھیں۔

حالانکہ دیکھا جائے تو اس کو معمولی بیماری تھی کہ اس کا پیشاب اللہ نے اپنے ایک حکم سے بند کر دیا تھا۔ پھر چند دنوں کے بعد ہسپتال عیادت کے لئے گیا تو دیکھا کہ اس کے وارڈ سے خطرناک قسم کی بدبو آ رہی تھی اور وہ مریض بھی بیڈ پر نہ تھا۔

لوگوں نے بتایا کہ اس کا پیٹ پیشاب کی کثرت سے پھٹ گیا۔ یہ بدبو اس پیشاب کی ہے۔

ہمارا رب کائنات کے ایک ایک ذرہ کا اکیلا بادشاہ ہے۔ اگر اللہ چاہے تو تمام نافرمانوں کو ایسے ہی سزا دے سکتا ہے۔ لہٰذا ابھی بھی وقت ہے۔ موقع ہے۔ آج رو رو کر اپنے رب کو منالو۔ پھر شاید یہ موقع ملے بھی کہ نہیں۔

ایک نوجوان لڑکا ابھی حال ہی میں (دروازہ بند کر کے) ٹی وی دیکھ رہا تھا۔ والدین نے کھانے کے وقت آوازیں دیں۔ مگر وہ نہ آیا تو والدہ نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ مگر جب نہ کھلا تو مجبوراً گھر والوں نے دروازہ توڑا۔ جب اندر گئے تو والدین کی چیخیں نکل گئیں۔ انہوں نے دیکھا کہ ٹی وی چل رہا تھا اور ان کا بیٹا موت کے منہ میں جا چکا تھا۔

یہ واقعات ہمارے لئے عبرت ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔

**کفی بالموت واعظاً** موت سب سے بڑا واعظ ہے۔ اگر اب بھی ہم نہ سنبھلے اور گناہوں کی گٹر لائن سے نہ نکلے تو یہ ہماری اپنی ہی بدنصیبی ہے۔

''گناہ کرنے میں ہمارا ہی نقصان ہے۔ ہمارے گناہ سے اللہ کو نقصان نہیں پہنچتا۔

اس نے تو ہمارے ہی سکون کے لئے ہمیں گناہ چھوڑنے کا حکم دیا ہے۔"

اسی لئے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک موقع پر دعا کرتے ہوئے فرمایا۔

**یامن لا تضره الذنوب ولا تنقصه المغفرة فاغفرلی مالا یضرک وهب لی مالا ینقصک**

اے وہ ذات۔ جس کو ہمارے گناہوں سے کوئی ضرر نہیں پہنچتا اور معاف کرنے سے جس کے خزانہ مغفرت میں کوئی کمی نہیں آتی۔ پس میرے ان گناہوں کو بخش دیجئے جو آپ کو کچھ مضر نہیں اور وہ مجھے مغفرت عطا فرمائیے جو آپ کے یہاں کم نہیں ہوتی۔

## گناہ سے بچنے کی برکت سے عورت زندہ ہوگئی

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ۔ بنی اسرائیل میں ایک آدمی تھا جو اپنی کٹیا میں اللہ کی عبادت کیا کرتا تھا۔ سرکش لوگوں کی ایک جماعت نے اسے بدنام کرنے کی سازش تیار کی اور ایک بدکار عورت کے پاس آئے اور اس بات پر اکسایا کہ یہ اس عابد کو ورغلائے۔

لہٰذا وہ عورت ایک بارش والی رات میں اس عابد کے پاس گئی اور اس سے کہا۔

"اے اللہ کے بندے!۔ مجھے پناہ دے دو۔"

وہ نماز پڑھتا رہا اور اس کا چراغ روشن تھا۔ وہ اس کی طرف متوجہ نہ ہوا۔

اس نے پھر کہا۔ "اے اللہ کے بندے۔ اندھیرا اور بارش ہے۔ مجھے پناہ دے۔"

وہ اصرار کرتی رہی۔ یہاں تک کہ اس نے اسے بلا لیا۔ وہ لیٹ گئی اور عابد نماز پڑھتا رہا۔ وہ لیٹ کر ناز و انداز اور اپنے حسن و جمال کا نظارہ دکھانے لگی۔ یہاں تک کہ اس عابد کے دل میں اس کی خواہش پیدا ہوئی۔

تو اس نے اپنے نفس کو مخاطب کر کے کہا۔ "ٹھہر جا!۔ پہلے میں آگ پر تیرا صبر دیکھ لوں۔"

لہٰذا وہ چراغ کے پاس آیا اور اپنی انگلی کو اس پر رکھ دیا۔ یہاں تک کہ وہ جل گئی۔ پھر جا کر نماز پڑھنے لگا۔ پھر دوبارہ دل میں خیال گناہ کا آیا اور پھر چراغ کے پاس گیا اور اپنی دوسری انگلی جلا دی۔ اسی طرح ایک ایک کر کے اس نے اپنی ساری انگلیاں جلا ڈالیں۔

وہ عورت یہ سارا منظر دیکھ رہی تھی۔ اس نے ایک چیخ ماری اور مر گئی۔ صبح کو سرکشوں کی

جماعت وہاں پہنچی کہ دیکھیں کہ عورت نے کیا گل کھلایا ہے؟۔

کیا دیکھا کہ وہ مری پڑی ہے۔تو انہوں نے کہا۔

''اے اللہ کے دشمن!۔اے ریا کار!۔ پہلے تو نے اس سے بدکاری کی۔ پھر اس کو قتل کر دیا۔''

وہ اس عابد کو بادشاہ کے پاس لے گئے اور اس کے خلاف گواہی دی۔ بادشاہ نے اسے قتل کرنے کا حکم دیا تو اس نے عرض کیا۔'' مجھے دو رکعت نماز پڑھنے کی مہلت عنایت کر دیں۔'' اس نے نماز پڑھی اور دعا مانگی۔

''اے اللہ!۔ میں جانتا ہوں کہ تو میرے عمل پر مجھ سے مواخذہ نہ کرے گا۔ لیکن میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ اس شہر والے میرے بعد مجھ پر لعنت نہ کریں۔''

اللہ تعالیٰ نے دعا قبول کی۔ وہ عورت زندہ ہوئی۔ اس نے گواہی دی کہ اس عابد کو میں نے گناہ کی دعوت دی۔ اس نے انکار کیا۔ حتیٰ کہ اپنی انگلیاں جلا ڈالیں۔ اتنا کہہ کر وہ عورت مر گئی۔ اس واقعہ سے اس عابد کی شہرت دور دور تک پھیل گئی۔ لوگ اس سے دعا کرانے دور دور سے آتے تھے۔ اس کی زیارت کو ثواب سمجھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسا تقویٰ نصیب فرمائے۔

## حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی توبہ

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے علماء یہود سے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ اپنے باپ ابراہیم و اسماعیل علیہم السلام کی مسجد میں جا کر عید منائیں۔ مکہ مکرمہ پہنچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہیں تھے۔ یہ لوگ جب حج سے واپس ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات ہوئی۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مسجد میں تشریف فرما تھے اور لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے۔ یہ بھی مع اپنے ساتھیوں کے کھڑے ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی طرف دیکھ کر پوچھا کہ آپ ہی عبداللہ بن سلام ہیں۔ کہا ہاں فرمایا قریب آ جاؤ۔ جب قریب گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میرا ذکر تورات میں نہیں پاتے؟

انہوں نے کہا آپ خدا تعالیٰ کے اوصاف میرے سامنے بیان فرمائیے اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ کہو'' قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ '' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوری سورت پڑھ سنائی

ابن سلام نے اسی وقت کلمہ پڑھ لیا مسلمان ہو گئے۔ مدینے واپس چلے آئے لیکن اپنے اسلام کو چھپائے رہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کر کے مدینے پہنچے اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کھجور کے ایک درخت پر چڑھے ہوئے کھجوریں اتار رہے تھے جب آپ رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی۔ اسی وقت درخت سے کود پڑے۔ ماں کہنے لگیں کہ اگر (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) بھی آجاتے تو تم درخت سے نہ کودتے کیا بات ہے؟

جواب دیا کہ اماجی (حضرت) موسی (علیہ السلام) کی نبوت سے بھی زیادہ خوشی مجھے خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہاں تشریف آوری سے ہوئی (تفسیر ابن کثیر)

## توبہ میں حقوق العباد کی اہمیت

غزوۂ خیبر کے موقع پر ایک چرواہا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا وہ یہودیوں کی بکریاں چرایا کرتا تھا اس چرواہے نے جب دیکھا کہ خیبر سے باہر مسلمانوں کا لشکر پڑاؤ ڈالے ہوئے ہے تو اس کے دل میں خیال آیا کہ میں جا کر ان سے ملاقات کروں اور دیکھوں کہ یہ مسلمان کیا کہتے ہیں اور کیا کرتے ہیں؟ چنانچہ بکریاں چراتا ہوا مسلمانوں کے لشکر میں پہنچا اور ان سے پوچھا کہ تمہارے سردار کہاں ہیں؟

صحابہ کرامؓ نے اس کو بتایا کہ ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس خیمے کے اندر ہیں پہلے تو اس چرواہے کو ان کی باتوں پر یقین نہیں آیا اس نے سوچا کہ اتنے بڑے سردار ایک معمولی سے خیمے میں کیسے بیٹھ سکتے ہیں اس کے ذہن میں یہ تھا کہ جب آپ اتنے بڑے بادشاہ ہیں تو بہت ہی شان وشوکت اور ٹھاٹ باٹ کے ساتھ رہتے ہوں گے لیکن وہاں تو کھجور کے پتوں کے چٹائی سے بنا ہوا خیمہ تھا خیر وہ اس خیمے کے اندر آپ سے ملاقات کے لئے داخل ہو گیا اور آپ سے ملاقات کی اور پوچھا کہ آپ کیا پیغام لے کر آئے ہیں؟

اور کس بات کی دعوت دیتے ہیں؟

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سامنے اسلام اور ایمان کی دعوت رکھی اور اسلام کا پیغام دیا اس نے پوچھا کہ اگر میں اسلام کی دعوت قبول کر لوں تو میرا کیا انجام ہوگا؟ اور کیا مرتبہ ہوگا؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"اسلام لانے کے بعد تم ہمارے بھائی بن جاؤ گے اور ہم تمہیں گلے سے لگائیں گے"

اس چرواہے نے کہا کہ آپ مجھ سے مذاق کرتے ہیں میں کہاں اور آپ کہاں! میں ایک معمولی سا چرواہا ہوں اور میں ایک سیاہ فام انسان ہوں میرے بدن سے بدبو آ رہی ہے ایسی حالت میں آپ مجھے کیسے گلے سے لگائیں گے؟

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "ہم تو ضرور گلے سے لگائیں گے اور تمہارے جسم کی سیاہی کو اللہ تعالیٰ تابانی سے بدل دیں گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے جسم سے اٹھنے والی بدبو کو خوشبو سے تبدیل کر دیں گے"۔

یہ باتیں سن کر وہ فوراً مسلمان ہو گیا اور کلمہ شہادت:

**اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمداً رسول اللہ** پڑھ لیا

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! اب میں کیا کروں؟

آپ نے فرمایا کہ: "تم ایسے وقت میں اسلام لائے ہو کہ نہ تو اس وقت کسی نماز کا وقت ہے کہ تم سے نماز پڑھواؤں اور نہ ہی روزہ کا زمانہ ہے کہ تم سے روزے رکھواؤں اور زکوٰۃ تم پر فرض نہیں ہے اس وقت تو صرف ایک ہی عبادت ہو رہی ہے جو تلوار کی چھاؤں میں انجام دی جاتی ہے وہ ہے جہاد فی سبیل اللہ"۔

اس چرواہے نے کہا کہ یا رسول اللہ! میں اس جہاد میں شامل ہو جاتا ہوں۔ لیکن جو شخص جہاد میں شامل ہوتا ہے اس کے لئے دو میں ایک صورت ہوتی ہے یا غازی یا شہید تو اگر میں اس جہاد میں شہید ہو جاؤں تو آپ میری کوئی ضمانت لیجئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "میں اس بات کی ضمانت لیتا ہوں کہ اگر تم اس جہاد میں شہید ہو گئے تو اللہ تعالیٰ تمہیں جنت میں پہنچا دیں گے اور تمہارے جسم کی بدبو کو خوشبو سے تبدیل کر دیں گے اور تمہارے چہرے کی سیاہی کو سفیدی میں تبدیل فرما دیں گے۔

چونکہ وہ چرواہا یہودیوں کی بکریاں چراتا ہوا وہاں پہنچا تھا۔

اس لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "تم یہودیوں کی جو بکریاں لے کر آئے ہو ان کو جا کر واپس کرو اس لئے کہ یہ بکریاں تمہارے پاس امانت ہیں"

اس سے اندازہ لگائیں کہ جن لوگوں کے ساتھ جنگ ہو رہی ہے۔ جنکا محاصرہ کیا ہوا ہے انکا

مال مال غنیمت ہے۔ لیکن چونکہ وہ چرواہا بکریاں معاہدے پر لے کر آیا تھا۔ اس لئے آپ نے حکم دیا کہ پہلے وہ بکریاں واپس کر کے آؤ پھر جہاد میں شامل ہونا۔ چنانچہ اس چرواہے نے جا کر بکریاں واپس کیں اور واپس آ کر جہاد میں شامل ہوا اور شہید ہو گیا اس کا نام ہے "اسلام" (اصلاحی خطبات)

## حاتم طائی کی بیٹی کی توبہ

۹ ہجری میں بنی طے سے خفیف سا مقابلہ ہوا دشمن شام کی طرف بھاگ گیا اس کے اعزہ واقربا کو مسلمانوں نے گرفتار کر لیا اور مال واسباب ضبط کر کے مدینہ لائے۔

قیدیوں میں بنی طے کے سردار حاتم طائی کی بیٹی بھی تھی اس نے کہا میں اپنی قوم کے سردار کی بیٹی ہوں۔ میرا باپ رحیم وکریم اور سخی وفیاض تھا بھوکوں کا کھانا کھلاتا، ننگوں کو کپڑا دیتا اور غریبوں پر رحم کرتا تھا وہ مر گیا۔ ایک بھائی تھا وہ شکست کھا کر شام کی طرف بھاگ گیا ہے۔ میں ایسے رحم وکرم والے کی بیٹی بے یار ومددگار آپ کی قید میں ہوں اور رحم کی خواستگار ہوں۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لڑکی تیرے باپ میں ایمان والوں کی صفتیں تھیں یہ کہہ کر آپ نے اس کو رہا کر دیا۔ اس نے پھر عرض کیا۔ میں بنت کریم ہوں اپنی رہائی کے ساتھ اپنے قبیلہ کے قیدیوں کی رہائی کی بھی تمنا رکھتی ہوں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف اس جواں عمر عورت کی درخواست ہی قبول کی بلکہ اس کو زادراہ اور سفر خرچ دے کر اس کے بھائی کے پاس ملک شام میں بھجوا دیا۔

جانتے ہو اس خلق محمدیؐ اور اس حسن سلوک کا کیا نتیجہ نکلا اور اس کریم النفس نبیؐ کے اوصاف نے کیا اثر کیا۔ عدی بن حاتم (اس عورت کا بھائی) خلق محمدی کی یہ کیفیت اپنی بہن کی زبانی سن کر مدینہ آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مسلمان ہو گیا۔ (ناقابل فراموش واقعات)

## ہرمزان کی توبہ

ہرمزان ایرانیوں کے ایک لشکر کا سردار تھا۔ ایک مرتبہ مغلوب ہو کر اس نے جزیہ دینا بھی قبول کیا تھا مگر پھر باغی ہو کر مقابلے پر آیا۔ آخر شکست ہوئی اور گرفتار ہو کر اس حالت میں کہ تاج مرصع سر پر تھا۔ دیبا کی قبا زیب تن کمر سے مرصع تلوار آویزاں پیش بہا زیورات سے آراستہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عدالت میں پہنچا۔ آپ اس وقت مسجد نبوی میں تشریف رکھتے

تھے فرمایا تم نے مکرر سہ کرر بدعہدی کی اب اگر اس کا بدلہ تم سے لیا جائے تو تم کو کیا عذر ہے؟
ہرمزان نے کہا مجھے خوف ہے کہ شاید میرا عذر سننے سے پیشتر ہی مجھے قتل نہ کر دیا جائے آپ نے فرمایا ایسا ہرگز نہ ہوگا تم کوئی خوف نہ کرو ہرمزان نے کہا مجھ کو پہلے پانی پلا دو حضرت عمرؓ نے پانی پلانے کا حکم دیا ہرمزن نے ہاتھ میں پانی کا پیالہ لے کر کہا کہ مجھے خطرہ ہے کہ میں پانی پینے سے پہلے قتل نہ کر دیا جاؤں!

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب تک تم پانی نہ پی لو اور اپنی عذر نہ بیان کرلو تم اپنے آپ کو ہر قسم کے خطرہ سے محفوظ سمجھو ہرمزان نے پانی کا پیالہ ہاتھ سے رکھ دیا اور کہا میں پانی نہیں پینا چاہتا آپ نے مجھ کو امان بخشی ہے اس لئے آپ مجھے قتل نہیں کر سکتے

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس چالاکی اور دھوکہ دہی پر بہت غصہ آیا لیکن حضرت انسؓ درمیان میں بول اٹھے اور کہا امیر المؤمنین! یہ سچ کہتا ہے کہ کیونکہ آپؓ نے فرمایا ہے کہ جب تک پورا حال نہ کہہ لو کسی قسم کا خوف نہ کرو اور جب تک پانی نہ پی لو کسی قسم کے خطرے میں نہ ڈالے جاؤ گے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام کی اور لوگوں نے بھی تائید کی حضرت عمرؓ نے فرمایا ہرمزان تو نے مجھے دھوکہ دیا ہے لیکن میں تجھے دھوکہ نہ دوں گا اسلام نے اس کی تعلیم نہیں دی ایفائے عہد اور حسن سلوک کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہرمزان مسلمان ہو گیا امیر المؤمنین نے دو ہزار سالانہ اس کی تنخواہ مقرر کر دی (ناقابل فراموش واقعات)

## حضرت ابومحجن ثقفی رضی اللہ عنہ کی توبہ

حضرت ابن سیرین بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابومحجن ثقفی رضی اللہ عنہ کو شراب پینے کی وجہ سے کوڑے لگا کرتے تھے۔ جب بہت زیادہ پینے لگے تو مسلمانوں نے انہیں باندھ کر قید کر دیا۔ جب جنگ قادسیہ کے دن یہ مسلمانوں کو دشمن سے لڑتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ تو انہیں یہ محسوس ہوا کہ مشرکوں نے مسلمانوں کو بھاری نقصان پہنچایا ہے تو انہوں نے (مسلمانوں کے امیر) حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی ام ولد یا ان کی بیوی کے پاس پیغام بھیجا کہ ابومحجن یہ کہہ رہا ہے کہ اسے جیل خانہ میں سے رہا کر دو اور اسے یہ گھوڑا اور یہ ہتھیار دے دو۔ وہ جا کر دشمن سے جنگ کرے گا اور پھر وہ تمام مسلمانوں سے پہلے تمہارے پاس واپس آجائے گا۔ تم اسے پھر جیل خانہ میں باندھ دینا۔ ہاں اگر ابومحجن وہاں شہید ہو گیا تو پھر اور بات ہے اور یہ اشعار پڑھنے لگے۔

كَفٰى حُزناً اَن تَلتَقِيَ الخِيلُ بِالقَنَا وَاُترَكَ مَشدُودًا عَلَيَّ وَثَاقِيا

ترجمہ:۔"رنج وغم کے لئے اتنا کافی ہے کہ سوار تو نیزے لے کر لڑ رہے ہیں اور مجھے بیڑیوں میں باندھ کر جیل خانہ میں چھوڑ دیا گیا ہے"۔

اِذَاقُمتُ عَنَانِي الحَدِيدُ وغُلِقَت مَصَارِعُ دُونِي قَد تَصِمُّ المُنَادِيَا

ترجمہ:۔"جب میں کھڑا ہوتا ہوں تو لوہے کی بیڑیاں میرے قدم روک لیتی ہیں اور میرے شہید ہونے کے تمام دروازے بند کر دیئے گئے ہیں اور میری طرف سے پکارنے والے کو بہرا کر دیا گیا ہے"۔

اس باندی نے جا کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بیوی کو ساری بات بتائی۔ چنانچہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بیوی نے ان کی بیڑیاں کھول دیں اور گھر میں ایک گھوڑا تھا وہ ان کو دے دیا اور ہتھیار بھی دے دیئے۔ تو گھوڑے کو ایڑ لگاتے ہوئے نکلے اور مسلمانوں سے جا ملے وہ جس آدمی پر بھی حملہ کرتے اسے قتل کر دیتے اور اس کی کمر توڑ دیتے۔ جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھا تو ان کو بڑی حیرانی ہوئی اور وہ پوچھنے لگا یہ سوار کون ہے؟ بس تھوڑی ہی دیر میں اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو شکست دے دی اور حضرت ابومحجن رضی اللہ عنہ نے واپس آ کر ہتھیار واپس کر دیئے اور اپنے پیروں میں پہلے کی طرح بیڑیاں ڈال لیں ۔ جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ اپنی قیام گاہ پر واپس آئے تو ان کی بیوی یا ان کی ام ولد نے کہا آپ کی لڑائی کیسی رہی؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ لڑائی کی تفصیل بتانے لگے اور کہنے لگے۔ ہمیں ایسے ایسے شکست ہونے لگی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ایک سفید سیاہ گھوڑے پر ایک آدمی کو بھیج دیا۔ اگر میں ابومحجن رضی اللہ عنہ کو بیڑیوں میں باندھا ہوا چھوڑ کر نہ گیا ہوتا تو میں یقین کر لیتا کہ ابومحجن رضی اللہ عنہ کا کارنامہ ہے تو انہوں نے کہا اللہ کی قسم! یہ ابومحجن رضی اللہ عنہ ہی تھے اور پھر ان کا سارا واقعہ سنایا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت ابومحجن رضی اللہ عنہ کو بلا کر ان کی بیڑیاں کھول دیں اور ان سے فرمایا کہ (تم نے آج مسلمانوں کی شکست کو فتح میں بدل دیا ہے اس لئے اب) آئندہ تمہیں شراب پینے کی وجہ سے کبھی کوڑے نہیں ماریں گے۔ اس پر حضرت ابومحجن رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! میں بھی اب آئندہ شراب نہیں پیوں گا۔ چونکہ آپ مجھے کوڑے مار لیتے تھے اس لئے میں شراب چھوڑنا پسند نہیں کرتا تھا۔ چنانچہ اس کے بعد حضرت ابومحجن رضی اللہ عنہ نے کبھی شراب نہ پی۔ (اخرجہ عبدالرزاق)

# ایک فاحشہ عورت کی توبہ

بنی اسرائیل کی قوم میں ایک گانے والی عورت تھی جو نہایت خوبصورت اور بدکارتھی۔ وہ ایک تخت پر ہمیشہ ناچتی رہتی تھی اور اس کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا تھا۔ جو بھی ادھر سے گزرتا اس کی نگاہ اس پر پڑتی تھی اور وہ اس پر فریفتہ ہو جاتا تھا اور وہ عورت کم از کم دس دینار لئے بغیر اس شخص کو پاس نہ آنے دیتی تھی۔ ایک دن ایک اسرائیل کا عابد وہاں سے گزرا۔ اس کی نظر اس پر جا پڑی اور وہ بھی فریفتہ ہو گیا۔ چنانچہ وہ آہیں بھرتا پھرتا تھا۔ اس نے اپنے نفس سے خوب جنگ کی۔ آخر اس کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہ رہا کہ اس سے ملاقات کرے کیونکہ اس فاحشہ عورت نے اس بزرگ کے دل پر ایسا گہرا اثر ڈالا تھا کہ زائل نہ ہو سکا۔ چنانچہ اس نے سوچا کہ اپنا سارا مال و اسباب فروخت کر کے اس عورت تک رسائی حاصل کرے۔ سو اس نے ایسا ہی کیا جب روپیہ لے کر اس کے پاس حاضر ہوا تو عورت نے کہا کہ میری مطلوبہ رقم میرے وکیل کے پاس جمع کرادو۔ اور فلاں وقت میرے پاس آ جاؤ۔ چنانچہ اس نے روپیہ جمع کرا دیا۔ اور وقت مقررہ پر اس کے پاس آیا۔ وہ عورت اس وقت بناؤ سنگھار کر کے تخت پر بیٹھی تھی۔ عابد بھی اس کے ساتھ تخت پر بیٹھ گیا اور اس کے ساتھ دل لگی کرنے لگا۔ جب عابد نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تو خدا کی رحمت نے اس کی پہلی عبادت کی برکت سے ہاتھ پکڑ لیا اور اس کے دل میں خیال آیا کہ اگرچہ میں لوگوں سے پوشیدہ ہوں مگر خدا تو مجھے دیکھتا ہے۔ اگر میں نے حرامکاری کی تو میرے تمام اچھے اعمال غارت ہو جائیں گے۔ دل میں خیال آیا کہ قیامت کے دن علیم و خبیر کو کیا جواب دوں گا۔ شرمندہ ہو کر بے اختیار رو دیا۔ اور تمام اعضاء اس کے کانپنے لگے۔ اور عیش کڑوی ہوگئی۔ خدا کے خوف سے اس کا چہرہ فق ہو گیا۔ عورت نے معلوم کر لیا اور پوچھا تجھے کس کا خوف ہے کہ تیرا حال ایسا ہوا۔ اس نے کہا میں اپنے پروردگار سے ڈرتا ہوں۔ مجھے چھوڑ دے کہ میں جلد یہاں سے چلا جاؤں۔ عورت نے کہا تجھ پر افسوس ہے کہ کئی لوگ اس بات کی خواہش کرتے ہیں جو تجھے حاصل ہوئی اور تو اس سے منہ موڑتا ہے۔ آخر یہ کیوں؟ عابد نے جواب دیا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور جو رقم میں نے تیرے وکیل کو دے دی ہے وہ تجھ پر حلال ہے۔

یعنی وہ رقم تیری ہوگئی اور میں جاتا ہوں۔ عورت نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تو نے کبھی اس کا ذائقہ نہیں چکھا۔ اس نے جواب دیا نہیں۔ عورت نے پوچھا کہ تم کہاں رہتے ہو اور تمہارا نام کیا ہے۔ اس نے اپنا نام اور پتہ بتایا تب اس عورت نے اسے جانے کی اجازت دے دی۔ اور عابد اپنی حالت پر روتا اور افسوس کرتا ہوا وہاں سے چلا آیا۔

خدا کی قدرت دیکھئے کہ اس عابد کے سبب سے اس فاحشہ عورت کے دل میں خوف الٰہی غلبہ پانے لگا۔ دل ہی دل میں کہنے لگی کہ اس شخص نے پہلی مرتبہ برائی کا ارادہ کیا تھا کہ خدا کے خوف سے لرزنے لگا اور میں نگوڑی اتنی مدت سے دن رات گناہ میں غرق ہوں حالانکہ اس کا خدا اور میرا خدا ایک ہے۔ مجھے تو اس عابد سے کہیں زیادہ ڈرنا چاہئے۔ اس خیال کے آتے ہی اس فاحشہ عورت نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کی۔ اور ایسی خالص توبہ کی جیسے دودھ کی دھار تھن سے باہر نکلنے کے بعد پھر تھن میں نہیں جاسکتی۔ چنانچہ اس نے پھٹے پرانے اور میلے کچیلے کپڑے پہن لئے اور لوگوں کو اپنے پاس آنے سے روک دیا۔ اور اپنے معبود کی عبادت میں بیٹھ گئی۔ اور جہاں تک ہو سکا اللہ کی عبادت میں لگی رہی۔ کچھ مدت بعد اسے خیال آیا کہ اگر میں اس عابد کے پاس جاؤں تو شاید وہ مجھ سے نکاح کرے اور میں اس کی خدمت میں رہ کر دین کی باتیں سیکھوں۔ اور خدا کی راہ میں وہ میری مدد کرے۔ چنانچہ وہ اپنا مال اور خادم لے کر پتہ پوچھتی ہوئی عابد کے گاؤں میں پہنچی۔ لوگوں نے عابد سے کہا کہ ایک عورت اس شکل کی تجھے ڈھونڈنے آئی ہے۔ عابد باہر آیا تو عورت نے عابد کو پہچان لیا اور پھر اپنے چہرے سے نقاب اٹھایا تاکہ عابد بھی اسے پہچان لے۔ چنانچہ اس نے بھی پہچان لیا اور عابد کو پرانا واقعہ یاد آ گیا جس کے یاد آتے ہی عابد کی چیخ نکل گئی۔ اور اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ اور اللہ کو پیارا ہوا۔ عورت کہنے لگی کہ میں تو اس کی تلاش میں ماری ماری بڑی مشکل سے یہاں پہنچی تھی اور اس نے مجھے دیکھتے ہی جان دے دی۔ پھر اس عورت نے پوچھا کہ عابد کے خاندان میں سے کوئی ہے جو مجھ سے نکاح کرے؟ لوگوں نے بتایا کہ اس عابد کا ایک مفلس بھائی ہے جس کے پاس کچھ نہیں۔ عورت نے کہا پرواہ نہیں۔ زندگی گزارنے کے لئے میرے پاس مال موجود ہے۔ چنانچہ اس نے اس کے بھائی سے نکاح کر لیا۔ اس صالح شخص کے ہاں اس عورت سے سات بیٹے پیدا ہوئے جو سب کے سب ولی اللہ بنے۔ (غنیۃ الطالبین)

# ایک بادشاہ اور اللہ کی عبادت نہ کرنے والی قوم کی توبہ

بکر بن عبداللہ المزنی سے روایت ہے کہ: تم سے پہلے لوگوں میں ایک بادشاہ اللہ تعالیٰ کا نافرمان تھا، مسلمانوں نے اس سے جنگ کی اور اسے زندہ پکڑ لیا، اور آپس میں مشورہ کیا کہ اسے کس طرح قتل کریں۔ پھر انہوں نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا کہ ایک بڑی دیگ میں اس کو ڈال کر اس کے نیچے آگ جلا دی جائے اور اسے موت سے پہلے عذاب کا مزہ چکھا دیا جائے تو انہوں نے ایسا ہی کیا۔

اب اس بادشاہ نے یکے بعد دیگرے اپنے جھوٹے خداؤں کو پکارنا شروع کیا اور وہ کہتا۔ اے فلاں۔ میں جو تیری عبادت کرتا تھا اور تیرے لئے نمازیں پڑھتا اور تیرے چہرے کو چھوتا تھا اس واسطے سے میری مدد کر۔ جب اس نے دیکھا کہ کوئی مدد کو نہیں آتا تو اپنا سر آسمان کی طرف اٹھا کر بولا لا الـه الا الـلـه۔ اور نہایت اخلاص سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے بارش برسائی جس سے آگ بجھ گئی اور ایک ہوا آئی اور اس دیگ کو اڑا کر لے گئی اور یہ دیگ آسمان اور زمین کے درمیان چکر لگاتی رہی اور یہ لا اله الا الله کا ورد کرتا رہا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ایسی قوم کے درمیان پھینک دیا جو اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کرتی تھی۔ یہ اس وقت بھی " لا الـه الا الـلـه" کہہ رہا تھا ان لوگوں نے اس کو دیگ سے نکالا اور کہا تیرا ستیاناس۔ تجھے کیا ہوا۔ (یہ کیا کہہ رہا ہے) اس نے بتایا کہ میں فلاں قوم کا بادشاہ ہوں اور وہ میری مملکت تھی پھر اس نے انہیں اپنا قصہ سنایا تو یہ ساری قوم (توبہ کر کے) ایمان لے آئی۔

# کفل اسرائیلی کی توبہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہے کہ: بنی اسرائیل میں ایک شخص "کفل" تھا وہ کوئی بھی گناہ کرنے میں حرج محسوس نہیں کرتا تھا ایک مرتبہ اس کے پاس ایک عورت آئی اس نے اسے ساٹھ دینار دیئے کہ وہ اس سے بدکاری کرے۔ تو جب یہ مقصد پورا کرنے کے لئے بیٹھا تو وہ عورت کپکپانے لگی اور رو دی۔ اس نے کہا کہ تو کیوں روتی ہے۔ کیا میں نے کوئی زبردستی کی ہے۔ اس نے کہا نہیں لیکن میں نے کبھی یہ کام نہیں کیا۔ تو کفل نے کہا تو پھر تو یہ کام کرنے کیوں آ گئی حالانکہ تو نے کبھی نہیں کیا۔ اس نے کہا کہ ایک ضرورت کی بناء پر میں مجبور ہو گئی تو کفل نے اسے چھوڑ دیا اور کہا جا چلی جا

اور یہ دینار تیرے ہوئے۔ پھر کہنے لگا۔ واللہ! کفل اب کبھی گناہ نہیں کرے گا۔ اور یہ اسی رات مر گیا۔ صبح اس کے دروازے پر لکھا ہوا تھا "اللہ تعالیٰ نے کفل کی مغفرت کردی۔" (کتاب التوابین)

# ایک غلام کی توبہ

بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں ایک مرتبہ قحط لاحق ہوا تو لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جمع ہوئے اور کہا کہ "اے کلیم اللہ" اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ ہمیں بارش عطا فرمائے۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام ان لوگوں کو لے کر صحراء کی طرف نکل پڑے حاضرین کی تعداد ستر ہزار سے زائد تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا فرمائی کہ اے اللہ!

"ہمیں بارش عطا فرما، اور ہم پر اپنی رحمت کھول دے ہم پر شیر خوار بچوں کے واسطے رحم فرما، اور ہم پر چرنے والے جانوروں، اور راکعین بزرگوں کے واسطے رحم فرما، مگر آسمان پر سوائے تقشع (آسمان کھلنے) اور سورج میں سوائے حرارت و تپش کے کوئی فرق نہیں پڑا۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے اللہ! اگر میرا مرتبہ اور وجاہت تیرے نزدیک بوسیدہ ہو چکے ہیں تو نبی الامی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی وجاہت کی بدولت۔ جنہیں تو آخری زمانے میں مبعوث فرمائے گا" ہم پر رحم فرما۔

تو اللہ تعالیٰ نے انہیں وحی فرمائی کہ اے موسیٰ! تیری وجاہت و مرتبہ ہمارے ہاں بوسیدہ نہیں ہوئے تو میرے نزدیک وجیہ ہے۔ لیکن تمہارے درمیان ایک بندہ ہے جو مجھ سے چالیس سال سے گناہوں کے ساتھ جنگ کر رہا ہے۔ لوگوں میں منادی کرو کہ وہ تمہارے سامنے نکل آئے۔ میں نے اس کی وجہ سے بارش روکی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے خدا میرے آقا۔ میں کمزور بندہ ہوں اور میری آواز بھی کمزور ہے، یہ لوگ ستر ہزار سے زائد ہیں میری آواز ان تک کیسے پہنچے گی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آواز لگانا تمہارا کام ہے اور ان سب تک آواز کا پہنچانا میری ذمہ داری ہے۔

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آواز لگائی اے اللہ کے گنہگار بندے! جو اللہ تعالیٰ سے چالیس سال سے گناہوں کے ذریعے مقابلہ کر رہا ہے، ہمارے درمیان سے نکل آ تیری وجہ سے ہم سے بارش روک دی گئی ہے۔ "وہ گناہگار بندہ تیار ہو گیا" اور اس نے اپنے دائیں بائیں دیکھا۔ تو اسے کوئی اور باہر نکلتا نظر نہ آیا تو یہ سمجھ گیا کہ میں ہی مطلوب ہوں۔ پھر یہ دل میں کہنے لگا کہ اگر میں

اتنی ساری خلقت کے درمیان سے نکلوں گا تو رسوا ہو جاؤں گا اور اگر بیٹھا رہوں گا تو میری وجہ سے ان سے بارش رک جائے گی تو اس نے نادم ہو کر اپنا سر اپنے کپڑوں میں چھپالیا اور کہنے لگا۔

اے میرے خدا! میرے آقا میں نے چالیس سال تیری نافرمانی کی ہے اور تو نے مجھے مہلت دی اب میں مطیع ہو کر تیرے سامنے حاضر ہوں مجھے قبول فرمالے۔

ابھی اس کی بات پوری بھی نہیں ہوئی تھی کہ سفید بادل بلند ہوئے اور اس طرح برسے جیسے مشکیزوں کے منہ کھل گئے ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میرے خدا میرے آقا! تو نے ہم پر بارش کس وجہ سے عطا فرمائی ہے باوجود اس کے کہ ایک گناہگار ہم میں موجود ہے۔ تو ارشاد ربانی ہوا کہ اے موسیٰ! میں نے اسی شخص کی وجہ سے تم پر بارش عطا کی ہے۔ جسکی وجہ سے روکی تھی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ "اے اللہ مجھے وہ مطیع بندہ دکھلا دے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ جب اس نے میری اطاعت کر لی ہے تو میں اسے رسوا نہیں کروں گا۔ اے موسیٰ! میں چغلخوروں کو مبغوض رکھتا ہوں تو کیا خود کسی کا راز افشا کروں۔

## حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر ایک چور کی توبہ

وھیب بن ورد سے منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے بنی اسرائیلی حواریین میں سے ایک شخص کہیں چلے جا رہے تھے کہ ان کا گذر ایک چور کے قلعہ کے پاس سے ہوا جب چور نے انہیں دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں توبہ کا جذبہ ڈال دیا تو وہ دل میں کہنے لگا کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں روح اللہ اور اللہ کا کلمہ ہیں اور یہ ان کا حواری ہے۔ اور اے بد بخت تو کیا ہے؟۔ بنی اسرائیل کا چور۔ رہزنی کرتا ہے اور مال چھینتا ہے خون بہاتا ہے۔ پھر یہ کہہ کر تائب اور نادم ہو کر ان کی طرف چل پڑا۔ جب یہ ان کے قریب پہنچا تو دل میں کہنے لگا کہ "کیا تو ان کے ساتھ ساتھ چلنا چاہتا ہے۔ تو اس کا اہل نہیں ہے۔ ان کے پیچھے پیچھے چل جس طرح ایک گنہگار اور خطا کار چلتا ہے۔ اتنے میں حواری نے مڑ کر اسے دیکھا تو پہچان لیا اور اپنے دل میں کہنے لگا کہ اس خبیث اور بد بخت شخص کی طرف دیکھو اور اس کا ہمارے پیچھے چلنے کو دیکھو۔

اور اللہ تعالیٰ ان دونوں کے دلوں میں پیدا ہونے والی ندامت اور حقارت اور حواری کے دل میں اپنی بڑائی پر مطلع تو تھا ہی، تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم کو وحی کی کہ

حواری اور اس چور کو حکم دیں کہ اپنے اعمال کو ابتداء سے بجالائیں چور اس لئے کہ اس کی ندامت اور توبہ کی وجہ سے اس کی مغفرت کر دی گئی اور حواری کے اعمال حبط (باطل) کر لئے گئے ہیں اس لئے کہ وہ خود کو بڑا سمجھ رہا تھا اور اس توبہ کرنے والے کو حقیر سمجھ رہا تھا۔ (کتاب التوابین)

## زاذان کندی کی حضرت ابن مسعودؓ کے ہاتھ پر توبہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ ایک دن کوفہ کے نواح سے گذر رہے تھے کہ انہوں نے کچھ اوباش نوجوانوں کو دیکھا جو جمع ہو کر پینے پلانے میں مصروف تھے اور ان میں ایک گلوکار بھی تھا جس کا نام زاذان تھا وہ ستار بجاتا اور گاتا تھا اس کی آواز بہت ہی اچھی تھی۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی آواز سنی تو فرمایا یہ کتنی اچھی آواز ہے کاش کہ یہ تلاوت قرآن میں استعمال ہو، پھر آپ نے سر پر چادر ڈالی اور وہاں سے گذرتے چلے گئے زاذان نے ان کی بات سن لی تھی لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون تھے۔ بتایا گیا کہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی ہیں۔ زاذان نے پوچھا کہ کیا کہہ رہے تھے۔ بتایا گیا کہ انہوں نے فرمایا "یہ کتنی اچھی آواز ہے، کاش تلاوت قرآن میں استعمال ہو۔" یہ سنتے ہی زاذان نے ستار زمین پر دے مارا اور توڑ دیا اور تیزی سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے روانہ ہوا اور انہیں جا لیا، اس نے اپنا رومال اپنی گردن میں ڈال دیا اور زور زور سے ان کے سامنے رونے لگا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے گلے لگا لیا اور خود بھی رونے لگے پھر فرمایا کہ جس سے اللہ تعالیٰ محبت کرے میں اس سے کیوں محبت نہ کروں۔ پھر زاذان نے اللہ تعالیٰ سے توبہ کی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہنے لگا اور آپ سے قرآن سیکھا اور ان سے خوب علم حاصل کیا حتیٰ کہ علم کا امام بن گیا۔ اس نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔

## اہل خندق کی توبہ

پچھلے زمانہ میں ایک بادشاہ تھا' اس کے ہاں ایک جادوگر تھا' جب جادوگر بوڑھا ہو گیا تو اس نے بادشاہ سے کہا کہ اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور میری موت کا وقت آ رہا ہے مجھے کوئی بچہ

سونپ دو تو میں اسے جادو سکھادوں۔ چنانچہ ایک ذہین لڑکے کو وہ تعلیم دینے لگا۔ لڑکا اس کے پاس جاتا تو راستہ میں ایک راہب کا گھر پڑتا جہاں وہ عبادت میں اور کبھی وعظ میں مشغول ہوتا یہ بھی کھڑا ہو جاتا اور اس کے طریق عبادت کو دیکھتا اور وعظ سنتا۔ آتے جاتے یہاں رک جایا کرتا تھا۔ جادوگر بھی مارتا اور ماں باپ بھی کیونکہ وہاں بھی دیر میں پہنچتا اور یہاں بھی دیر میں آتا۔

ایک دن اس بچے نے راہب کے سامنے اپنی شکایت بیان کی۔ راہب نے کہا کہ جب جادوگر تجھ سے پوچھے کہ کیوں دیر لگ گئی؟ تو کہہ دینا کہ گھر والوں نے روک لیا تھا' اور گھر والے بگڑیں تو کہہ دینا کہ آج جادوگر نے روک لیا تھا یونہی ایک زمانہ گزر گیا کہ ایک طرف تو وہ جادو سیکھتا تھا' دوسری جانب کلام اللہ اور دین الٰہی سیکھتا تھا۔ ایک دن یہ دیکھتا ہے کہ راستہ میں ایک زبردست ہیبت ناک جانور پڑا ہوا ہے' اس نے لوگوں کی آمد و رفت بند کر رکھی ہے۔ ادھر والے ادھر اور ادھر والے ادھر نہیں آ سکتے اور سب لوگ ادھر ادھر حیران و پریشان کھڑے ہیں۔ اس نے اپنے دل میں سوچا کہ آج موقعہ ہے کہ میں امتحان کر لوں کہ راہب کا دین خدا کو پسند ہے یا جادوگر کا۔ چنانچہ اس نے ایک پتھر اٹھایا اور یہ کہہ کر اس پر پھینکا کہ:۔

''خدایا! اگر تیرے نزدیک راہب کا دین اور اس کی تعلیم جادوگر کے امر سے زیادہ محبوب ہے تو تو اس جانور کو اس پتھر سے ہلاک کر دے تاکہ لوگوں کو اس بلا سے نجات ملے''

پتھر کے لگتے ہی وہ جانور مر گیا اور لوگوں کا آنا جانا شروع ہو گیا۔ پھر جا کر راہب کو خبر دی' اس نے کہا پیارے بچے! تو مجھ سے افضل ہے اب خدا کی طرف سے تیری آزمائش ہو گی اگر ایسا ہو تو کسی کو میری خبر نہ کرنا' اب اس بچے کے پاس حاجت مند لوگوں کا تانتا لگ گیا اور اس کی دعا سے مارزاد اندھے کوڑھی جذامی اور ہر قسم کے بیمار اچھے ہونے لگے۔

بادشاہ کے ایک نابینا وزیر کے کان میں بھی یہ آواز پڑی وہ بڑے تحفے تحائف لے کر حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ اگر تو مجھے شفا دے دے تو یہ سب میں تجھے دے دوں گا۔ اس نے کہا کہ شفا میرے ہاتھ نہیں' میں کسی کو شفا نہیں دے سکتا' شفا دینے والا تو اللہ وحدہ لاشریک لہ ہے۔ اگر تو اس پر ایمان لانے کا وعدہ کرے تو میں اس سے دعا کروں اس نے اقرار کیا' بچے نے اس کے لئے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے شفا دے دی۔

وہ بادشاہ کے دربار میں آیا اور جس طرح اندھا ہونے سے پہلے کام کرتا تھا کرنے لگا

اور آنکھیں بالکل روشن تھیں' بادشاہ نے متعجب ہو کر پوچھا کہ تجھے آنکھیں کس نے دیں؟ اس نے کہا: میرے رب نے بادشاہ نے کہا ہاں! یعنی میں نے۔ وزیر نے کہا: نہیں نہیں' میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔ بادشاہ نے کہا اچھا تو کیا میرے سوا تیرا کوئی اور رب بھی ہے۔ وزیر نے کہا: ہاں میرا اور تیرا رب اللہ عزوجل ہے اب اس نے اس کی مار پیٹ شروع کر دی اور طرح طرح کی تکلیفیں اور ایذائیں پہنچانے لگا اور پوچھنے لگا تجھے یہ تعلیم کس نے دی؟ آخر اس نے بتا دیا کہ اس بچے کے ہاتھ پر میں نے اسلام قبول کیا۔ اس نے اسے بلوایا اور کہا اب تم جادو میں خوب کامل ہو گئے ہو کہ اندھوں کو بینا اور بیماروں کو تندرست کرنے لگ گئے۔ اس نے کہا غلط ہے نہ میں کسی کو شفا دے سکتا ہوں نہ جادو۔ شفاء اللہ عزوجل کے ہاتھ میں ہے۔ کہنے لگا: ہاں! یعنی میرے ہاتھ میں ہے کیونکہ اللہ تو میں ہی ہوں۔ اس نے کہا ہرگز نہیں۔ کہا پھر کیا تو میرے سوا کسی اور کو رب مانتا ہے؟ تو وہ کہنے لگا: ہاں! میرا اور تیرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ اس نے اب اسے بھی طرح طرح کی سزائیں دینی شروع کیں یہاں تک کہ راہب کا پتہ لگا لیا' راہب کو بلا کر اس سے کہا کہ تو اسلام کو چھوڑ دے اور اس دین سے پلٹ جا اس نے انکار کیا تو اس بادشاہ نے آرے سے اسے چیر دیا اور ٹھیک دو ٹکڑے کر کے پھینک دیا۔ پھر اس نوجوان سے کہا کہ تو بھی اس دین سے پھر جا۔ اس نے بھی انکار کیا تو بادشاہ نے حکم دیا کہ ہمارے سپاہی اسے فلاں فلاں پہاڑ پر لے جائیں اور اس کی بلند چوٹی پر پہنچ کر پھر اسے اس کے دین چھوڑ دینے کو کہیں اگر مان لے تو اچھا ورنہ وہیں سے اسے لڑھکا دیں۔

چنانچہ یہ لوگ اسے لے گئے جب وہاں سے دھکا دینا چاہا تو اس نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا کی: **اللھم اکفنیھم بما شئت** ”خدایا جس طرح چاہے مجھے ان سے نجات دے“

اس دعا کے ساتھ ہی پہاڑ ہلا اور وہ سب سپاہی لڑھک گئے۔ صرف وہ بچہ ہی بچا رہا۔ وہاں سے وہ اترا اور ہنسی خوشی پھر اس ظالم بادشاہ کے پاس آ گیا۔ بادشاہ نے کہا یہ کیا ہوا؟ میرے سپاہی کہاں ہیں؟ فرمایا میرے خدا نے مجھے ان سے بچا لیا' اس نے کچھ اور سپاہی بلوائے اور ان سے کہا کہ اسے کشتی میں بٹھا کر لے جاؤ اور بیچوں بیچ سمندر میں ڈبو کر چلے آؤ۔ یہ اسے لے کر چلے اور بیچ میں پہنچ کر جب سمندر میں پھینکنا چاہا تو اس نے پھر وہی دعا کی کہ:

”بار الہا! جس طرح چاہے مجھے ان سے بچا“

موج اٹھی اور وہ سپاہی سارے کے سارے سمندر میں ڈوب گئے۔ صرف وہ بچہ ہی باقی

رہ گیا۔ یہ پھر بادشاہ کے پاس آیا اور کہا میرے رب نے مجھے ان سے بچالیا اے بادشاہ! تو چاہے تمام تدبیریں کر ڈال لیکن مجھے ہلاک نہیں کر سکتا ہاں جس طرح میں کہوں اس طرح اگر تو کرے تو میری جان نکل جائے گی۔ اس نے کہا کیا کروں؟ فرمایا تمام لوگوں کو ایک میدان میں جمع کر پھر کھجور کے تنے پر سولی چڑھا اور میرے ترکش میں سے ایک تیر نکال کر میری کمان پر چڑھا اور بسم اللہ رب ھذا الغلام یعنی اس اللہ تعالیٰ کے نام سے جو اس بچے کا رب ہے' کہہ کے وہ میری طرف پھینک! وہ مجھے لگے گا اور اس سے میں مروں گا چنانچہ بادشاہ نے یہی کیا تیر بچے کی کنپٹی میں لگا اس نے اپنا ہاتھ اس جگہ رکھ لیا اور شہید ہو گیا اس کے اس طرح شہید ہوتے ہی لوگوں کو اس کے دین کی سچائی کا یقین آ گیا۔ ہر طرف سے یہ آوازیں اٹھنے لگیں کہ ہم سب اس بچے کے رب پر ایمان لا چکے' یہ حال دیکھ کر بادشاہ کے ساتھی بڑے گھبرائے اور بادشاہ سے کہنے لگے اس لڑکے کی ترکیب ہم تو سمجھے ہی نہیں' دیکھئے اس کا یہ اثر پڑا ہے کہ تمام لوگ اس کے مذہب پر ہو گئے ہم نے تو اسی لئے اسے قتل کیا تھا کہ کہیں یہ مذہب پھیل نہ پڑے لیکن وہ ڈر تو سامنے ہی آ گیا اور سب مسلمان ہو گئے۔ بادشاہ نے کہا اچھا! یہ کرو کہ تمام محلوں اور راستوں میں خندقیں کھدواؤ' ان میں لکڑیاں بھرواور ان میں آگ لگا دو۔ جو اس دین سے پھر جائے اسے چھوڑ دو اور جو نہ مانے اسے اس آگ میں ڈال دو' ان مسلمانوں نے صبر کیساتھ آگ میں جلنا منظور کر لیا اور اس میں کود کود کر گرنے لگے البتہ ایک عورت جس کی گود میں دودھ پیتا چھوٹا سا بچہ تھا وہ ذرا جھجکی تو اس بچہ کو خدا تعالیٰ نے بولنے کی طاقت دی اس نے کہا اماں کیا کر رہی ہو' تم تو حق پر ہو' صبر کرو اس میں کود پڑو۔

فائدہ: اللہ اکبر! یہ تھے وہ کامیاب لوگ جنہوں نے جان پر کھیلنا تو گوارہ کر لیا مگر اپنے دین اور ایمان پر کوئی آنچ نہ آنے دی اور اپنے ایمان کی سلامتی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہو گئے۔

## گناہ کبیرہ کرنے والے کی توبہ

حضرت بریدۃ الاسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

ماعز بن مالک الاسلمی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے

اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے اور زنا کر بیٹھا ہوں۔ میری خواہش ہے کہ آپ مجھے پاک کر دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں واپس بھیج دیا۔ اگلے دن پھر وہ آ گئے اور کہا یا رسول اللہ! میں نے زنا کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دوبارہ واپس لوٹا دیا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی قوم کو پیغام بھیج کر دریافت کیا کہ تمہارے علم کے مطابق ماعز کی عقل میں کوئی فتور تو نہیں؟ یا تم اسے بدلا بدلا سا تو نہیں پاتے ہو؟ قوم والوں نے جواب دیا ہماری معلومات کے مطابق وہ کامل عقل کا مالک ہے اور ہمارے خیال کے مطابق وہ نیک آدمی ہے۔

ماعز رضی اللہ عنہ تیسرے دن پھر آ گئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے بارے میں دوبارہ دریافت فرمایا قوم والوں نے کہا نہ تو اس کا کردار بدلا ہے اور نہ اس کی عقل میں کوئی کوتاہی واقع ہوئی ہے۔ چنانچہ چوتھے روز ان کی خاطر ایک گڑھا کھودا گیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے انہیں سنگسار کر دیا گیا۔

## چالیس سال تک اللہ کی نافرمانی کرنے والا

مروی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں بنی اسرائیل کے اندر قحط واقع ہوا۔ لوگوں نے جمع ہو کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ یا نبی اللہ اپنے پروردگار سے دعا کیجئے کہ ہم پر بارش برسا دے۔ آپ ان کے ہمراہ جنگل کو چلے وہ ستر ہزار آدمی تھے بلکہ زیادہ آپ نے دعا فرمائی کہ الٰہی ہم پر بارش نازل فرما اور ہم پر اپنی رحمت پھیلا دے اور دودھ پینے والے بچوں اور چرنے والے جانوروں اور نمازی بوڑھوں کے طفیل ہم پر رحم فرما۔

مگر آسمان پہلے سے بھی زیادہ صاف اور آفتاب پہلے سے بھی زیادہ گرم ہو گیا آپ نے اس وقت عرض کیا کہ الٰہی اگر میری وجاہت آپ کے سامنے گھٹ گئی ہے تو حضرت نبی امی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے التجا کرتا ہوں جنہیں آخر زمانہ میں آپ مبعوث فرمائیں گے ہم پر بارش برسائی جائے۔

وحی آئی کہ اے موسیٰ تمہارا رتبہ میرے نزدیک گھٹا نہیں ہے اور نہ تمہاری وجاہت کم ہوئی ہے لیکن تم میں ایک بندہ ہے جو چالیس برس سے گناہوں کے ساتھ میرا مقابلہ کر رہا ہے تم لوگوں میں منادی کر دو تاکہ وہ شخص تم میں سے نکل جائے میں نے اسی کے سبب بارش روک

رکھی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا الٰہی! میں کمزور بندہ اپنی کمزور آواز سے ان سب کو کیونکر مطلع کروں گا حالانکہ لوگ کم و بیش ستر ہزار ہیں حکم ہوا تو آواز دو ہم پہنچا دیں گے۔

چنانچہ آپ نے کھڑے ہو کر ندا کی کہ اے وہ گناہ گار بندے جو چالیس سال سے گناہوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا مقابلہ کر رہا ہے۔ ہمارے درمیان سے نکل جا کیونکہ تیری ہی وجہ سے ہم سے بارش روکی گئی ہے۔ یہ سن کر وہ بندہ گناہ گار کھڑا ہوا اور چاروں طرف نظر دوڑا کر دیکھا تو کوئی نکلتا ہوا نظر نہ آیا۔ اس وقت وہ سمجھ گیا کہ میں ہی مطلوب ہوں اور جی میں سوچنے لگا کہ اگر میں لوگوں میں سے نکلوں گا تو سب کے سامنے رسوائی ہوگی۔

اگر میں نکلوں گا تو ذلیل ہو جاؤں گا اگر ان کے ساتھ ٹھہرا رہوں تو میری وجہ سے سب لوگ بارش سے محروم ہو جائیں گے۔ اس خیال کے آتے ہی اس نے اسی وقت اپنے چہرے پر کپڑا اڈالا تا کہ کوئی دیکھ نہ لے اور دعا کی کہ۔

اے اللہ میں نے چالیس سال تیری نافرمانی کی میرا دن بھی تیری نافرمانی میں گزرا میری رات بھی تیری نافرمانی میں گزری تو نے مجھے مہلت دی۔ اب میں فرمانبردار بن کر آیا ہوں مجھے قبول فرمالے۔ ابھی یہ دعا پوری بھی نہ کرنے پایا تھا کہ ایک سفید ابر کا ٹکڑا ظاہر ہوا اور اس تیزی سے برسا کہ گویا مشک کے دہانے کھل گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ الٰہی ابھی تو ہم میں سے کوئی بھی نہیں نکلا پھر کیسے آپ نے ہم پر بارش نازل فرمائی؟ ارشاد ہوا اے موسیٰ جس کی وجہ سے پانی روکا گیا تھا اب اسی کی وجہ سے برسا ہے۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا اے الٰہی! اس بندہ کو مجھے دکھا دے۔ فرمایا اے موسیٰ میں نے نافرمانی کے زمانہ میں اسے رسوا نہ کیا اب فرمانبرداری کے وقت اسے کیونکر رسوا کروں گا۔ (کرامات اولیاء)

## ۲۰ سال عبادت اور ۲۰ سال نافرمانی کرنیوالا شخص

بنی اسرائیل میں ایک شخص نے بیس سال تک حق تعالیٰ کی عبادت کی اس میں ایک لحظہ بھی گناہ کا مرتکب نہ ہوا۔ پھر بیس سال تک اللہ کی نافرمانی کی اس میں ایک لحظ بھی اطاعت نہ کی۔ ایک دن اپنا چہرہ آئینہ میں دیکھا تو سفید بال نظر آئے کہنے لگا بڑھاپا اور عیب پیدا ہو گیا۔ افسوس! قسم ہے تیری عزت کی آئندہ گناہ نہیں کروں گا۔ پھر اسی وقت توبہ کیلئے طہارت کی۔

جب رات ہوئی کہنے لگا الٰہی میں نے بیس سال عبادت کی اور بیس سال نافرمانی کی۔ اب مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ اگر میں تیری جانب پھر رجوع کروں تو تو مجھے قبول کر لے گا؟ اس گھر کی ایک جانب سے آواز سنائی دی۔ ہاں! ہم تجھے قبول کر لیں گے۔ تو نے اطاعت کی ہم نے تیرے مقاصد پورے کئے اور نافرمانی کی تو ہم نے بھی ڈھیل دے دی اور اب اگر رجوع کرلے گا تو قبول کر لیں گے۔ (کتاب التوابین)

## چار سو سال تک بت پوجنے کا واقعہ

حضرت موسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ مبارک میں بنی اسرائیل میں ایک بت پرست تھا جس نے چار سو سال تک بت پرستی کی تھی کبھی ناغہ نہیں کیا۔ بت کے قدموں میں سر ڈالے رکھتا۔ ایک دن اسے بخار آیا تو دوڑا ہوا گیا اور بت کے قدموں میں سر رکھ کر کہا تو میرا خدا ہے اور میرا پروردگار ہے مجھ سے یہ تپ (بخار) دور کر دے دیر تک اس سے کہتا رہا پتھر اسے کیا جواب دیتا جب بہت دیر ہو گئی اور بخار میں بھی تیزی آ گئی تو اٹھ کر بت پر ایک لات ماری اور کہا تو میرا پروردگار نہیں اور مندر سے نکل کر چلا۔

راستہ میں اسے ایک مسجد نظر آئی تو اس میں جا کر آواز دی کہ اے موسیٰ کے خدا تو ہر طرف سے لبیک یا عبدی لبیک یا عبدی کی آواز آئی یعنی اے میرے بندے میں حاضر ہوں اے میرے بندے میں حاضر ہوں۔ مروی ہے کہ لبیک کی یہ آواز ستر بار بلا واسطہ اس نے سنی بت پرست حیران تھا کہ چار سو برس تک اس نے بتوں کے قدموں سے اپنا سر نہیں اٹھایا اور کبھی ان سے اپنی کوئی حاجت طلب نہیں کی تھی اور جب ضرورت پر طلب کی تو بتوں کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔

اس کے برعکس موسیٰ کے خدا کو صرف ایک بار پکارا تو اس نے ستر بار میری پکار کا جواب دیا اس کے دل نے گواہی دی کہ حقیقت میں یہی خدا ہے۔ لہٰذا اس نے کہا اے میرے سچے معبود! مجھ سے بخار کو دور کر دے۔

اتنا کہنا تھا کہ بخار جاتا رہا یہ شخص وہاں سے سیدھا موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا اے موسیٰ! کوئی شخص چار سو برس تک دم بھر کیلئے بتوں کے قدموں سے اپنا سر نہ اٹھائے۔ لیکن پھر اسے ترک کر دے اور بیزار ہو جائے تو آپ اس کے حق میں کیا فرماتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چہرہ مبارک پر غصہ کے علامات ظاہر ہوئے۔ تو بت پرست بھاگا اور

بار بار پیچھے مڑ مڑ کر دیکھتا جاتا تھا کہ شاید موسیٰ علیہ السلام با اعتماد کرم الٰہی مجھ کو واپس بلوائیں۔

جب دور چلا گیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی کہ اے موسیٰ! جلد جا کر میرے بندہ سے ملو اور اس سے کہو کہ چار سو برس تو کیا اگر چار ہزار برس بھی بت پرستی کرتا پھر ان بتوں سے نا امید ہو کر مجھ کو ایک ہی بار پکارتا تو میں بمقتضائے کرم و رحم ستر بار تجھ کو بلا واسطہ جواب دیتا اور تو جو حاجت چاہتا پوری کرتا۔ غرض حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے پیچھے ننگے پاؤں دوڑے اور بلایا کہ آ تیری توبہ قبول اور ایمان قبول ہوا۔

حکم خداوندی یہ ہوا کہ اگر چار سو برس کیا چار ہزار برس تک بت پوجتا اور اپنا سر اس کے قدموں میں ڈالے رکھتا۔ پھر جب اس سے نا امید ہو کر ہماری بارگاہ عالی پر آتا اور ایک بار پکارتا تو ستر بار ہم بلا واسطہ جواب دیتے اور جو حاجت ہوتی پوری کرتے۔

## کفل نامی شخص کی توبہ کا واقعہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ قصہ سنا کہ بنی اسرائیل میں کفل نامی ایک شخص تھا جو کسی بھی گناہ سے پرہیز نہیں کرتا تھا۔ ایک دفعہ اس کے پاس کوئی حاجت مند عورت آئی اس نے اس عورت کو ساٹھ دینار اس شرط پر دیئے کہ وہ اس سے زنا کرے گا۔

جب وہ شخص اس عورت کے قریب اس جگہ بیٹھا جہاں کہ خاوند اپنی بیوی کے قریب بیٹھتا ہے تو وہ عورت کانپ اٹھی اور رونا شروع کر دیا۔ اس نے عورت سے کہا کہ روتی کیوں ہے؟ کیا میں تجھے برا لگتا ہوں؟ اس نے کہا نہیں بلکہ میں نے ایسا کام کبھی نہیں کیا۔ اس شخص نے کہا کہ جب تو نے کبھی ایسا کام کیا ہی نہیں تھا تو پھر کیوں آمادہ ہوئی۔ اس نے جواب دیا کہ ضرورت نے مجبور کر دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص نے اس عورت کو چھوڑ دیا اور کہا کہ دیناروں کو بھی لے جا۔ پھر اس شخص نے اللہ سے عہد کیا کہ وہ اللہ کی کبھی نافرمانی نہیں کریگا۔ اللہ کی شان! وہ اسی رات انتقال کر گیا۔ صبح لوگوں نے اسکے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ اللہ نے کفل کو معاف کر دیا۔

ملاحظہ:۔ یہ وہ کفل نہیں جو نبی ہیں اور جن کا قرآن مجید میں ذکر آیا ہے۔

بعض روایات میں ہے کہ اس نے کہا کہ اللہ کی قسم میں آئندہ کبھی بھی اللہ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ پھر وہ اسی رات فوت ہو گیا اور صبح کو لوگوں نے اس کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا۔ (بے شک اللہ نے کفل کی بخشش کر دی) (رواہ الترمذی)

# حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے اسلام تک پہنچنے کا واقعہ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ میں جی والوں میں سے تھا اور میرے قصبہ والے چتکبرے گھوڑے کی عبادت کرتے تھے۔ اور میں سمجھتا تھا کہ یہ کسی حقیقت پر نہیں۔ مجھے بتایا گیا جس دین کا تو طلب گار ہے وہ مغرب کی سمت میں ہے تو میں نکل پڑا حتیٰ کہ میں موصل کی سرزمین کے قریب پہنچ گیا۔ میں نے وہاں کے سب سے بڑے عالم کے بارے میں پوچھا تو مجھے ایک عبادت خانہ میں رہنے والے ایک آدمی کا بتایا گیا۔ میں اس کے پاس گیا اور اس سے کہا میں مشرق کا آدمی ہوں اور خیر کی طلب میں آیا ہوں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو میں آپ کے ساتھ رہ کر آپ کی خدمت کروں اور اللہ تعالیٰ نے جو علم آپ کو عطا فرمایا ہے آپ مجھے سکھائیں؟ اس نے کہا درست ہے۔ پھر اس نے میرے لئے غلہ۔ سرکہ اور زیتون جاری کرا دیا جیسا کہ اس کے لئے جاری تھا۔ اس طرح جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا میں اس کے ساتھ رہا پھر اس کی موت آ پڑی۔ جب اس کا انتقال ہونے لگا تو میں اس کے سرہانے بیٹھ کر رونے لگا۔ اس نے کہا کس وجہ سے روتے ہو؟ میں نے کہا میں نے خیر کی تلاش میں اپنا وطن چھوڑا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی صحبت عطا کی اور آپ نے مجھے اچھے طریقہ سے رکھا اور جو علم اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کیا ہے آپ نے وہ مجھے سکھایا اور اب آپ پر موت طاری ہو رہی ہے اور میں نہیں جانتا کہ اب میں کہاں جاؤں؟ اس نے کہا تم فلاں فلاں مقام پر میرے بھائی کے پاس چلے جانا اور اسے میرا اسلام کہہ کر اسے بتانا کہ میں نے تمہیں اس کی طرف آنے کی وصیت کی تھی اور اسی کی صحبت میں رہنا بے شک وہ حق پر ہے۔ پس جب وہ فوت ہو گیا تو میں چل پڑا حتیٰ کہ وہاں پہنچ گیا جہاں کا اس نے مجھے بتایا تھا۔ میں نے کہا آپ کا فلاں بھائی آپکو سلام کہتا تھا۔ اس نے کہا اور اس پر بھی سلام ہو۔ اس کا کیا ہوا؟ میں نے کہا وہ فوت ہو گیا ہے اور میں نے پورا قصہ سنایا پھر اسے بتایا کہ اس نے مجھے آپ کی صحبت میں رہنے کا حکم کیا تھا چنانچہ اس نے مجھے قبول کر لیا اور اچھے

طریقہ سے رکھا اور مجھ پر اسی طرح کا (سامان ضرورت) جاری کرا دیا جیسا دوسروں کے لئے مقرر تھا۔ جب اسے موت آنے لگی تو میں اس کے سرہانے بیٹھ کر رونے لگا تو اس نے پوچھا تجھے کیا چیز رلاتی ہے؟ میں نے جواب دیا۔ اب آپ کی موت آنے لگی ہے تو میں نہیں جانتا کہ میں کہاں جاؤں؟ اس نے کہا تم روم میں داخل ہونے والے راستہ کے مقام پر میرے بھائی کے پاس چلے جانا اس کے پاس جا کر اسے میرا سلام کہنا اور بتانا کہ میں نے تمہیں اس کی صحبت میں رہنے کا حکم دیا ہے۔ پھر تم اسی کی صحبت میں رہنا کیونکہ وہ حق پر ہے۔

جب وہ فوت ہو گیا تو میں چل پڑا حتیٰ کہ جو آدمی اس نے بتایا تھا وہاں پہنچ گیا اور اس سے کہا آپ کا فلاں بھائی آپ کو سلام کہتا تھا اس نے کہا وعلیہ السلام۔ اس کا کیا حال ہے؟ میں نے کہا وہ فوت ہو گیا ہے اور اسے اپنا سارا قصہ سنایا تو اس نے مجھے قبول کر لیا اور مجھے اچھے طریقہ سے رکھا اور جو علم اللہ تعالیٰ نے اسے دیا تھا مجھے سکھایا۔

جب اس کو موت آنے لگی تو میں اس کے سرہانے بیٹھ کر رونے لگا۔ اس نے پوچھا کس وجہ سے روتے ہو؟ میں نے اسے اپنا قصہ سنایا اس نے کہا کہیں نہ جانا کیونکہ اب حالت یہ ہے کہ میں کسی آدمی کو نہیں جانتا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین پر باقی ہو لیکن یہ تہامہ کی سرزمین میں ایک نبی کے آنے کے حالات ہیں۔ لہٰذا تم میرے حجرہ میں رہنا اور جو بھی تاجر تیرے پاس سے گزرے اس سے پوچھنا اور روم میں جانے کے لئے اہل حجاز کے تاجروں کا راستہ وہی تھا۔ لہٰذا اہل حجاز میں سے جو تیرے پاس آئے اس سے پوچھنا کیا تم میں سے کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ پس جب وہ تجھے بتائیں کہ ان میں وہ شخصیت آ چکی ہے تو اس کے پاس چلے جانا وہ وہی ہے جس کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خوشخبری دی تھی اور اس کی نشانی یہ ہے کہ اس کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی اور وہ ہدیہ سے کھائے گا۔ صدقہ نہیں کھائے گا۔

چنانچہ اس کا انتقال ہو گیا اور میں اس کی جگہ پر رہا جو بھی میرے پاس سے گزرتا میں اس سے پوچھتا کہ تم کون سے علاقہ سے آئے ہو۔ یہاں تک کہ مکہ والوں میں سے کچھ لوگ میرے پاس سے گزرے تو میں نے ان سے پوچھا تم کون سے ملک سے آئے ہو؟ انہوں نے کہا حجاز سے۔ میں نے پوچھا تم میں کوئی ایسا آدمی سامنے آیا ہے جو سمجھتا ہو کہ میں نبی ہوں؟ انہوں نے کہا ہاں۔ میں نے کہا کیا تمہیں یہ منظور ہے میں تم میں سے کسی کا اس شرط

پر غلام بن جاؤں کہ وہ مجھے اپنے پیچھے سواری پر بٹھا لے اور مجھے بچے کھچے ٹکڑے کھلاتا رہے اور اس طرح مکہ پہنچا دے۔ جب وہ مجھے مکہ لے جائے تو اس کی مرضی ہے چاہے تو مجھے بیچ دے اور چاہے تو اپنے پاس رکھے۔ ان میں سے ایک نے کہا میں تیار ہوں تو میں اس کا غلام ہو گیا وہ مجھے اپنے ساتھ بٹھانے لگا اور ٹکڑے کھلانے لگا حتیٰ کہ میں مکہ آ گیا۔ جب میں مکہ آ گیا تو اس نے مجھے دو حبشیوں کے ساتھ اپنے باغ میں ٹھہرا دیا پھر میں ایک دفعہ نکلا اور مکہ میں گھوما تو میرے ملک والوں کی ایک خاتون مجھے ملی تو میں نے اس سے پوچھا اور گفتگو کی۔ معلوم ہوا کہ اس کے غلام اور گھر والے سب مسلمان ہو چکے ہیں اور میں نے اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سوال کیا تو اس نے بتایا کہ جب مکہ کی چڑیاں چہکتی ہیں تو آپ اپنے اصحاب کے ساتھ حطیم میں بیٹھتے ہیں حتیٰ کہ جب فجر روشن ہو جاتی ہے تو متفرق ہو جاتے ہیں۔ تو میں اس رات آتا جاتا رہا اس وجہ سے کہ میرے ساتھی کہیں مجھے غائب نہ سمجھیں۔ انہوں نے پوچھا تمہیں کیا ہے؟ میں نے کہا میرے پیٹ میں تکلیف ہے پس جب وہ گھڑی آئی جس کا اس نے مجھے بتایا تھا کہ اس میں آپ تشریف فرما ہوتے ہیں تو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ حطیم میں اپنی چادر کمر و گھٹنوں کے گرد باندھ کر بیٹھے تھے اور آپ کے اصحاب سامنے بیٹھے تھے۔ میں آپ کے پیچھے سے گیا تو آپ نے میرا مقصد جان لیا اور اپنی چادر چھوڑ دی اور وہ گر پڑی تو میں نے آپ کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت دیکھ لی۔ میں نے دل میں کہا اللہ اکبر یہ ایک نشانی ہو گئی۔

پھر جب اگلی رات آئی تو میں نے اسی طرح کیا جیسے گذشتہ رات کیا تھا تاکہ میرے ساتھی مجھے نہ ٹوکیں۔ میں نے کچھ کھجوریں جمع کیں اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا وقت آیا میں نے کھجوریں آپ کے سامنے رکھ دیں۔ آپ نے دریافت فرمایا یہ کیا ہے میں نے کہا صدقہ ہے۔ آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کھاؤ! اور اپنا ہاتھ نہ بڑھایا۔ میں نے دل میں کہا اللہ اکبر یہ دو نشانیاں پوری ہو گئیں جب اگلی رات آئی تو میں نے کچھ کھجوریں جمع کیں پھر آپ جس وقت میں تشریف رکھتے تھے اس وقت میں آیا اور کھجوریں آپ کے سامنے رکھ دیں۔ آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا ہدیہ ہے تو آپ نے بھی تناول فرمائیں اور اصحاب نے بھی۔ میں نے کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ و انک رسول

اللہ (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں) تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ماجرا دریافت فرمایا تو میں نے آپ کو بتا دیا اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا "جا اور اپنے آپ کو خرید لے"۔ میں اپنے مالک کے پاس گیا اور کہا تم مجھے بیچ دو۔ اس نے کہا درست ہے میں تجھے تیرا نفس اس کے عوض بیچتا ہوں کہ تو مجھے کھجور کے سو درخت کاشت کر دے جب وہ پھل اٹھائیں اور ان کا پھل واضح ہو جائے تو گٹھلی کے برابر سونا لا دے۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو بتایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے جو مانگا ہے وہ دینے کا وعدہ کر لو اور میرے پاس اس کنوئیں کے پانی کا ایک ڈول لاؤ جس سے اس باغ کو پانی دیا جاتا ہے۔ پھر میں مالک کے پاس گیا اور اس سے اپنا آپ خرید لیا اور جو اس نے مانگا تھا اس کی شرط کو منظور کر لیا اور اس کنوئیں کے پانی کا ایک ڈول لایا جس سے باغ کو سیراب کیا جاتا تھا۔ وہ پانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں میرے لئے دعا فرمائی۔ اور میں نے جا کر اس پانی سے درختوں کو لگایا۔ اللہ کی قسم ان سے ایک درخت بھی ضائع نہیں ہوا۔ پھر جب کھجوروں کا پھل واضح ہو گیا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں خبر دی کہ کھجوروں کا پھل واضح ہو چکا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے گٹھلی کی مقدار سونا منگایا اور مجھے عطا فرمایا۔ میں اس سونے کو اپنے مالک کے پاس لے گیا اور اسے ترازو کے ایک پلہ میں رکھا اور اس نے اپنی گٹھلی دوسرے پلہ میں رکھی۔ اللہ کی قسم وہ پلہ زمین سے نہ اٹھا۔ پھر (بقیہ کو) میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گیا تو فرمایا اگر تم اس سے اتنے اتنے وزن کی شرط کر لیتے تو بھی یہ ٹکڑا اس پر بھاری ہو جاتا۔ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گیا اور آپ کے ساتھ رہنے لگا۔

## یحییٰ بن اکثم رحمہ اللہ کی اللہ تعالیٰ کے سامنے پیشی

یحییٰ بن اکثم بہت بڑے عالم گزرے ہیں امام کے درجے کے عالم ہیں جب ان کی وفات ہوئی تو بعض اہل اللہ نے انہیں خواب میں دیکھا اور خواب بھی کشف جیسا تھا۔ یہ دیکھا کہ ان کی اللہ تعالیٰ کے سامنے پیشی ہوئی ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے یحییٰ کیا چیز لیکر آئے ہو

ہمارے لئے۔ جواب دیا کہ اے اللہ تعالیٰ میں نے پچپن حج کئے ہیں۔ فرمایا ہمیں ایک بھی قبول نہیں۔ انہوں نے کہا کہ اے باری تعالیٰ میں نے ایک سو باون قرآن ختم کئے ہیں۔ فرمایا کہ ہمیں ایک بھی قبول نہیں۔ انہوں نے کہا کہ یا اللہ میں نے اتنی نمازیں پڑھی ہیں۔ فرمایا کہ ہمیں ایک بھی قبول نہیں۔ پوری زندگی کے اعمال ذکر کئے۔ باری تعالیٰ نے فرمایا ہم نے ایک بھی قبول نہیں کیا اور بتاؤ کیا لے کر آئے ہو۔ آپ عاجز ہو گئے۔ آخر میں کہا کہ اے اللہ بس تیری رحمت کا سہارا لے کر آیا ہوں اور کچھ لے کر نہیں آیا۔ فرمایا کہ اب بات تو نے ٹھیک کہی ہے۔

وجبت لک رحمتی میری رحمت تیرے لئے واجب ہو گئی ہے۔ جا تیرے لئے جنت اور مغفرت ہے تو عمل کے ساتھ ساتھ رضا خداوندی اور رحمت خداوندی کی توقع اور امید بھی ہونی چاہئے۔ اعمال پر گھمنڈ اور ناز نہیں ہونا چاہئے۔ جس عمل میں محبت کی آمیزش اور رحمت کی امید نہ ہو وہ عمل قابل قبول نہیں ہے۔ اسی لئے میں نے عرض کیا تھا کہ اصل چیز محبت ہے پھر اس کے بعد عمل کا مرتبہ ہے اور اس محبت سے ہی عمل پیدا ہوتا ہے۔ عمل ہی محبت کی علامت ہے اسی سے معلوم ہو جاتا ہے کہ دل میں محبت ہے یا نہیں۔ (خطبات طیب)

## حضرت یحییٰ علیہ السلام کا خوف خداوندی

عمر رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام خوف خدا میں اس قدر گریہ کرتے کہ آنسوؤں کے بہنے سے آپ کے رخسار مبارک پھٹ گئے۔ اور گوشت پوست اتر گئے اور یہ کہ دانت اور چہرہ کی ہڈیاں نظر آنے لگیں۔ ایک دن والدہ نے دیکھ کر فرمایا۔ بیٹا!۔ اپنے دانت چھپالو۔ پھر آپ کی والدہ نے آپ کے رخساروں پر کپڑا ڈال دیا۔ پھر حضرت یحییٰ علیہ السلام خوف خدا میں روتے تو کپڑا گیلا ہو جاتا تو آپ کی والدہ محترمہ اسے بدل دیتی۔ اسی طرح بار بار کپڑا تبدیل کرنا پڑتا۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کے والد حضرت زکریا علیہ السلام جب اہل ایمان کو وعظ فرماتے اور دوزخ سے ڈراتے تو پہلے دیکھتے اور پوچھتے کہ مجمع میں یحییٰ تو موجود نہیں۔ تو اگر وہ ہوتے تو ان کے سامنے دوزخ و قیامت کا ذکر نہ کرتے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی رقت قلبی کے پیش نظر ایک روز ایسا ہوا کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام سر ڈھانپ کر مجمع میں ایک طرف بیٹھ گئے۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے ان کے متعلق پوچھا مگر کسی نے نہ دیکھا لہٰذا

خاموش رہے تو حضرت زکریا علیہ السلام نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے جہنم میں ایک گڑھا پیدا کیا جس کا نام سکران ہے۔ اور اس میں ایک پہاڑ پیدا کیا جس کا نام غضبان ہے۔ اس پر سے کوئی نہیں گزر پائے گا۔ مگر وہ جو اللہ کے خوف سے بہت روتا ہو۔

جب حضرت یحییٰ علیہ السلام نے یہ بیان سنا۔ تو ایک زوردار چیخ ماری اور غشی سے گر پڑے۔ پھر جب افاقہ ہوا تو کپڑے پھاڑ کر سر پر مٹی ڈال کر روتے ہوئے جنگل کی طرف نکل گئے اور سب لوگ بھی روتے ہوئے آپ کے پیچھے نکل پڑے۔ جب انہوں نے تلاش کرنے پر نہ پایا تو حضرت زکریا علیہ السلام زور زور سے رونے لگے۔ حتیٰ کہ آپ پر غشی طاری ہو گئی۔ لوگوں نے نہایت ادب سے تخت پر لٹا دیا۔ پھر اُٹھا کر آپ کے گھر پہنچا دیا۔ جب آپ کی زوجہ محترمہ نے آپ کا یہ حال دیکھا تو لوگوں سے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے متعلق دریافت کیا۔ تو لوگوں نے اسے حضرت یحییٰ علیہ السلام کا حال بتایا۔ حال سنتے ہی مادر شفیقہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ اور عصا ہاتھ میں لے کر کھڑی ہو گئیں اور پریشان دل کے ساتھ لوگوں سے پتہ پوچھتی ہوئی جنگل کو نکل پڑیں۔ تین دن بیٹے کی تلاش میں پہاڑ و غاریں چھان ماریں' آخر بکریوں کے چرواہوں کو دیکھا تو ان سے حضرت یحییٰ علیہ السلام کا پوچھا۔ تو انہوں نے بتایا کہ گزشتہ رات ہم نے اس پہاڑ میں کہنے والے کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہائے مصیبت سکران کے عذاب سے۔ ہائے خرابی غضبان پہاڑ پر گزرنے سے۔ ہائے بربادی دوزخ کے جلانے سے۔

آپ یہ سنتے ہی جلدی سے وہاں پہنچیں تو اپنے بیٹے کو بہت مغموم و پریشان پایا اور اسی طرح سخت عذاب سے واویلا پکارتے اور روتے ہوئے پایا۔ والدہ محترمہ نے آپ کو گلے لگایا۔ اور واپس گھر لائیں۔ پھر آپ کے لیے جو کی روٹی اور بھنا گوشت لائیں۔ اور فرمایا۔ اللہ کے لیے حق مادر اس میں سے کچھ کھا لو۔ اور ذرا سا تو لوتا کہ مجھے سکون ہو۔ اور اس میلے موٹے لباس کو اتار دو۔ یہ سن کر حضرت یحییٰ علیہ السلام بہت روئے۔ لیکن ماں کا کہنا ٹال نہ سکے۔ آخر کچھ کھا لیا اور سو گئے جب صبح ہوئی تو حضرت جبرئیل امین علیہ السلام آئے اور آپ کو بیدار کر کے کہا۔

''اے یحییٰ!۔ بے شک اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے۔ اور فرماتا ہے۔ کہ شاید تم نے اپنا گھر میرے گھر سے بہتر پایا کہ اس میں آرام سے سوئے۔ مجھے اپنی عزت وجلال وقدرت کی قسم!۔ اگر تم ایک نظر میری جنت فردوس کو دیکھ لیتے تو اس کے شوق میں اتنا

روتے کہ روح تمہارے بدن سے جدا ہو جاتی۔ اور اگر تم ایک نظر میری دوزخ کو دیکھ لیتے تو اس وقت تمہاری ہڈیاں پگھل جاتیں۔''

یہ سنتے ہی حضرت یحییٰ علیہ السلام اُچھل کر اُٹھے۔ اور چیخ مارتے ہوئے گھر سے نکلے پھر آپ کی والدہ محترمہ نے آپ کو کبھی نہ دیکھا۔ یہاں تک کہ آپ ظلماً شہید کیے گئے۔ اللہ تعالیٰ کا آپ پر سلام ہو۔

## حضرت یونس علیہ السلام اور ان کی قوم

حضرت یونس علیہ السلام انبیاء بنی اسرائیل میں سے ہیں۔ اور آپ کا زمانہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قریب ۸۰۰ سال قبل کا ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام کا ذکر قرآن پاک کی چھ سورتوں میں فرمایا گیا ہے۔ آپ اہل نینوا جس کی آبادی قرآنی بیان کے مطابق ایک لاکھ یا اس سے کچھ زیادہ تھی کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے۔ نینوا موجودہ عراق کے شمال میں دریائے دجلہ کے ساحل پر موصل کے علاقہ میں ایک نہایت مستحکم اور مرکزی شہر تھا۔ یہاں کے لوگ بت پرستی میں مبتلا تھے۔ حضرت یونس علیہ السلام لگا تار سات یا نو سال تک ان کو دین حق کی تبلیغ اور توحید کی دعوت دیتے رہے اور پند و نصیحت کرتے رہے مگر انہوں نے آپ کے اعلان حق پر کان نہ دھرا بلکہ روز بروز انکار و تکذیب بڑھتا ہی رہا۔ جب ان کا کفر و عصیان حد سے بڑھ گیا تو حضرت یونس علیہ السلام قوم کی پیہم مخالفت و معاندت سے متاثر ہو کر قوم سے خفا ہو گئے اور ان کو آگاہ کیا کہ اگر تم باز نہ آئے تو تین دن کے اندر تم پر عذاب الٰہی نازل ہو گا۔ جب تیسری شب آئی تو حضرت یونس علیہ السلام آدھی رات گزرنے پر بستی سے نکل کھڑے ہوئے اور قوم کے درمیان سے غضبناک ہو کر روانہ ہو گئے۔

صبح ہوتے ہی اہل نینوا کو آثار عذاب کے نظر آنے لگے۔ آسمان پر نہایت ہولناک اور سیاہ بادل چھا گیا اور وہ آبادی سے قریب ہوتا جاتا تھا۔ یہ آثار دیکھ کر جب لوگوں کو اپنی ہلاکت اور حضرت یونس علیہ السلام کی صداقت کا یقین ہوا تو انہوں نے حضرت یونس علیہ السلام کو تلاش کرنا شروع کیا۔ لیکن آپ تو بستی سے جا چکے تھے۔ جب آپ نہ ملے تو وہ سخت خوفزدہ ہوئے اور ساری قوم عورتوں اور بچوں سمیت بلکہ مویشی اور جانوروں کو بھی ساتھ لے کر ایک وسیع میدان میں سب جمع ہوئے اور خوف سے چیخیں مارتے اور روتے جاتے تھے

اور اخلاص وتضرع سے خدا کو پکار رہے تھے۔ چاروں طرف آہ وبکا کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں اور کہتے جاتے تھے امنا بما جاء به یونس (جو کچھ یونس علیہ السلام لے کر آئے ہم اس پر ایمان لاتے ہیں) روایات میں ہے کہ یہ عاشورہ یعنی ۱۰ محرم کا دن تھا۔ حق تعالیٰ نے ان کی سچی توبہ اور آہ وزاری پر رحم فرمایا اور ان کا ایمان قبول فرمایا اور ابتدائی آثار عذاب جو ظاہر ہو چکے تھے اٹھا لئے گئے۔ اس طرح قوم یونس علیہ السلام جب ایمان لے آئی تو دنیا کی اس ذلت وخواری سے بھی بچ گئی جو ظلم وکفر وشرک کی وجہ سے پیش آنے والی تھی۔ اور بقیہ زندگی میں بھی دنیوی فوائد سے بہرہ مند ہوئی۔ (درس قرآن)

## حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا عجیب واقعہ

حضرت عمرؓ کے قبول اسلام کی مشہور اور معتبر روایت یہ ہے کہ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر گردن میں تلوار لٹکا کر گھر سے نکلے راستہ میں بنی زہرہ کے ایک آدمی نے پوچھا کہ عمر! کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے کہا میرا ارادہ ہے کہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دوں۔ اس آدمی نے کہا کہ اگر تم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دیا تو بنی زہرہ اور بنی ہاشم سے کس طرح بچو گے؟ حضرت عمر نے اس پر اس شخص سے یہ کہا کہ میرا خیال ہے کہ تو بھی بے دین ہو چکا ہے اور جس دین پر تو تھا اسے چھوڑ چکا ہے۔ اس آدمی نے کہا کہ میں تمہیں اس سے بھی عجیب بات بتاؤں۔ حضرت عمر نے پوچھا وہ کیا بات ہے۔ اس آدمی نے کہا کہ تمہاری بہن اور بہنوئی بھی بے دین ہو گئے اور جس دین پر تم ہو اسے چھوڑ بیٹھے۔ یہ سنتے ہی حضرت عمر غصہ سے بھڑک گئے اور اپنی بہن حضرت فاطمہ بنت خطاب اور بہنوئی حضرت سعید بن زید کے پاس پہنچے۔ ان دونوں کے پاس مہاجرین میں سے حضرت خباب بیٹھے قرآن پڑھا رہے تھے اور اسی سورۂ طٰہٰ کی تلاوت کر رہے تھے۔ حضرت خباب نے حضرت عمر کے آنے کی آہٹ سنی تو گھر کے اندر ایک جگہ چھپ گئے۔ حضرت عمر نے گھر میں داخل ہوتے ہی کچھ پڑھنے کی آواز سن لی تھی اس لئے پوچھا کہ ابھی جو آواز میں نے تم لوگوں کے پاس سنی وہ کیا ہے؟ ان دونوں نے کہا کہ ہم بات کر رہے تھے۔ حضرت عمر نے کہا کہ شاید تم دونوں بے دین ہو چکے ہو۔ ان کے بہنوئی نے کہا کہ اے عمر تم ہی بتاؤ کہ اگر حق تمہارے دین

کے علاوہ میں ہو تو کیا کیا جائے۔ حضرت عمر جھپٹے اور بہنوئی پر پل پڑے اور مارنا پیٹنا شروع کر دیا۔ بہن نے بچانا چاہا تو انہیں بھی مارا اور بہن کا چہرہ بھی خون آلود ہو گیا۔ اللہ اللہ! یہ ان مبارک سابقین اولین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) ہستیوں کا خون تھا جس سے اسلام کا پودا سینچا گیا اور ایک آج اسلام کے دعویدار ہیں کہ جو اس لگے لگائے باغ کو اجاڑنے پر کمر بستہ ہیں اور اسلام کا لیبل لگا کر اس کی جڑیں کاٹنے کو تیار ہیں۔ اللہ اپنی قدرت سے ان بے دینوں۔ بدخواہوں کی جڑیں کاٹ دے جو دین اسلام میں طرح طرح کے نئے نئے فتنے آئے دن کھڑے کرتے رہتے ہیں آخر کار بہن اور بہنوئی دونوں نے کہا کہ ہم تو مسلمان ہو چکے ہیں تم سے جو کچھ ہو سکے کر لو۔ یہ جواب سن کر اور اپنی بہن کا خون بہتا دیکھ کر کچھ حضرت عمر پشیمان سے ہو گئے اور کہنے لگے کہ اچھا مجھے بھی وہ چیز دکھاؤ جو تم لوگ پڑھ رہے تھے۔ بہن نے پہلے قسم لی کہ آپ اسے پھاڑ نہ دیں گے پھر کہا کہ جب تک تم غسل نہ کر لو اس کو ہاتھ نہیں لگا سکتے۔ حضرت عمر نے غسل کیا اور پھر وہ صحیفہ لے کر پڑھنا شروع کیا۔ اس میں یہی سورۂ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی۔ حضرت عمر لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ چنانچہ جب سورۂ طٰہٰ یہاں تک پڑھی انني انا الله لا اله الا انا فاعبدني واقم الصلوٰة لذكري (میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں تو تم میری ہی عبادت کیا کرو اور میری ہی یاد کے لئے نماز پڑھا کرو) حضرت عمر نے کہا کہ مجھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس لے چلو۔ یہ سن کر حضرت خباب بھی کوٹھری سے باہر نکل آئے اور کہا کہ اے عمر! بشارت حاصل کرو۔ مجھے پوری امید ہے کہ جمعرات کی رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعا مانگی تھی وہ تمہارے حق میں قبول ہو گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا مانگی تھی کہ اے اللہ عمر بن خطاب یا ابوالحکم بن ہشام یعنی (ابوجہل) ان دونوں میں سے کسی کو اسلام کا حامی بنا دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی مکان میں تشریف فرما ہیں جو صفا پہاڑی کے دامن میں ہے۔ حضرت عمر وہاں سے چل کر دارِ ارقم میں پہنچے۔ دروازہ پر حضرت حمزہؓ اور حضرت طلحہؓ اور چند دیگر صحابہ حاضر تھے۔ حضرت عمر کی آمد سے لوگوں نے خطرہ محسوس کیا۔ حضرت حمزہؓ نے یہ دیکھ کر فرمایا ہاں یہ عمر ہی آ رہے ہیں اگر اللہ پاک نے عمر کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا ہے تو اسلام لے آئیں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کر لیں گے اور اس کے علاوہ اگر ان کا کوئی اور ارادہ ہے تو ہمارے لئے ان کا قتل

کر دینا کوئی بڑی بات نہیں۔ آسان ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکان کے اندر تھے آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی۔ اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور حضرت عمر کے پاس پہنچ کر فرمایا کہ اے عمر کیا تم باز آنے والے نہیں جب تک اللہ تمہارے اوپر ذلت وعذاب نہ نازل کر دے جیسا کہ ولید بن مغیرہ پر نازل کیا۔ اے میرے اللہ یہ عمر بن خطاب ہے۔ اے میرے اللہ عمر بن خطاب کے ذریعہ دین کو عزت دے یہ سنتے ہی حضرت عمر نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں اور اسلام لے آئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب آپ کھلم کھلا تبلیغ کیجئے۔ (درس قرآن)

# شرابی... توبہ کی برکت سے نیک بن گیا

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شرابی کو دیکھا جو مدہوش زمین پر گرا ہوا تھا اور اپنے شراب آلودہ منہ سے "اللہ اللہ" کہہ رہا تھا۔ آپ نے وہیں بیٹھ کر اس کا منہ پانی سے دھویا اور فرمایا۔ "اس بے خبر کو کیا خبر کہ ناپاک منہ سے کس پاک ذات کا نام لے رہا ہے۔"

منہ دھو کر آپ چلے گئے۔ جب شرابی کو ہوش آیا تو لوگوں نے اسے بتایا کہ تمہاری بے ہوشی کے عالم میں حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ یہاں آئے تھے اور تمہارا منہ دھو کر گئے ہیں۔

شرابی یہ سن کر بڑا پشیمان و نادم ہوا اور رونے لگا اور نفس کو مخاطب کر کے بولا۔

"بے شرم! اب تو سری سقطی بھی تجھے اس حالت میں دیکھ گئے ہیں۔ خدا سے ڈر اور آئندہ کیلئے توبہ کر۔" رات کو حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں کسی کہنے والے کو یہ کہتے سنا۔

"اے سری! تم نے شرابی کا ہماری خاطر منہ دھویا۔ ہم نے تمہاری خاطر اس کا دل دھو دیا۔"

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ تہجد کے وقت مسجد میں گئے تو اسی شرابی کو تہجد پڑھتے ہوئے پایا۔ آپ نے اس سے پوچھا۔ "تم میں یہ انقلاب کیسے آ گیا؟"

وہ بولا۔ "آپ مجھ سے کیوں پوچھتے ہیں۔ جب کہ اللہ نے آپ کو بتا دیا ہے۔"

جو شخص گناہ سے بچنا چاہتا ہے۔ تو اسے چاہئے کہ۔ وہ اللہ والوں کیساتھ رہنا شروع کر دے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِينَ اور اہل تقویٰ کیساتھ رہو۔ ان کے ساتھ رہتے رہتے ایک دن مزاج بدل جائے گا۔ پہلے جو بھنگی پارہ میں

رہتا تھا لیکن اب باغ میں رہتا ہے۔ پھولوں میں رہتا ہے۔ چنبیلی اور گلاب کے درمیان رہتا ہے۔اس کا مزاج بھنگی پن کا ختم ہو جاتا ہے۔ پھر وہ بھنگی پاڑے میں جا کر گو کا کنستر نہیں سونگھے گا۔ ہمت سے کچھ دن تک بھنگی پاڑہ جانا چھوڑ دو۔

اور اگر نفس پھر بھنگی پاڑہ لے جائے گا۔ اور گناہ کرادے گا۔ تو سال دو سال کے لئے باہر نکلنا چھوڑ دو۔ کوئی رشتہ دار ہو۔ کوئی ہو سب کو اللہ پر فدا کر دو اور کہہ دو کہ وہی یہاں آ کر مل لیں۔ وہ کچھ بھی کہتے رہیں کہ اللہ کا راستہ بہت مشکل ہے۔ کسی کی پرواہ نہ کرو۔ پھر یہی رشتہ دار آپ کے قدم چوم لیں گے۔ جب تقویٰ کا تاج آپ کے سر پر ہوگا۔ آپ کی آنکھوں سے تقویٰ کا نور ٹپکے گا۔ زبان سے تقویٰ کی خوشبو ظاہر ہو جائے گی۔

سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا

اللہ تعالیٰ وعدہ کرتے ہیں کہ۔ جو گناہ چھوڑ دے۔ میرا بن جائے۔ میں اس کو خود محبوب کر دوں گا۔ اس کو کوئی تعویذ۔ کسی تسخیر کے عمل کی ضرورت نہیں ہے۔ جب وہ میرا بن گیا تو اب میرا کام ہے کہ۔ میں مخلوق میں اس کو محبوب کر دوں۔

## سچی توبہ نے اللہ کا مقبول بنا دیا

حضرت عتبہ نوجوان تھے اور (توبہ سے پہلے) فسق و فجور اور شراب نوشی میں مشہور تھے ایک دن سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں آئے۔

حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر کر رہے تھے۔

اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ ”کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد (کے لئے)“ (پ ۲۷۔ الحدید ۱۶)

آپ نے اس قدر موثر وعظ فرمایا کہ لوگوں پر گریہ طاری ہو گیا ایک نوجوان کھڑا ہوا اور یہ کہنے لگا۔ ”اے نیک آدمی! کیا اللہ تعالیٰ مجھ جیسے فاسق و فاجر کی توبہ قبول کریگا جب میں توبہ کروں“

شیخ نے فرمایا ”تیرے فسق و فجور کے باوجود اللہ تعالیٰ تیری توبہ قبول کرے گا“

جب عتبہ نے یہ بات سنی تو اس کا چہرہ زرد پڑ گیا اور سارا بدن کانپنے لگا چلایا اور غش کھا کر گر پڑا۔ اور یہ اشعار پڑھے۔

ایا شاباً لرب العرش عاصی　　اتدری ماجزاء ذوی المعاصی

''اے عرش والے کی نافرمانی کرنیوالے نوجوان کیا تو جانتا ہے کہ گنہگاروں کی سزا کیا ہے؟''

سعیر للعصاة لها زفیر　　وغیظ یوم یؤخذ بالنواصی

''نافرمانوں کے لئے جہنم ہے جس میں گرج ہوگی اور جس دن پیشانیوں سے پکڑے جائیں گے۔اس دن غضب ہوگا''

فان تصبر علی النیران فاعصه　　والا کن عن العصیان قاصی

''پس اگر تو آگ پر صبر کر سکے تو نافرمانی کر ورنہ نافرمانی سے دور ہو جا''

وفیما قد کسبت من الخطایا　　رهنت النفس فاجهد فی الخلاصی

''تو نے گناہ کس لئے کئے ہیں؟ تو نے اپنے کو پھنسا دیا۔اب نجات کے لئے کوشش کر''

عتبہ کی چیخ نکل گئی اور غش کھا کر گر پڑا۔جب افاقہ ہوا تو کہنے لگا۔

''اے شیخ! کیا میرے جیسے کمینے کی توبہ بھی رب رحیم قبول فرمائے گا؟''

شیخ نے فرمایا۔''بدنصیب بندے کی توبہ اور معافی رب تعالیٰ قبول فرماتا ہے''

پھر عتبہ رحمۃ اللہ علیہ نے سر اٹھایا اور تین دعائیں کیں۔

(۱) اے میرے اللہ! اگر تو نے میری توبہ قبول کر لی اور میرے گناہ معاف فرما دیئے تو مجھے فہم و یادداشت عطا کر مجھے عزت عطا فرما کہ علوم دین اور قرآن مجید سے جو سنوں حفظ کر لوں۔

(۲) اے اللہ! مجھے حسن آواز کا اعزاز عطا فرما۔جو بھی میری قرأت سنے اگر وہ سنگ دل ہو تو اس کا دل نرم ہو جائے۔(۳) اے اللہ! رزق حلال کا اعزاز عطا فرما۔ وہاں سے روزی عطا فرما کہ مجھے اس کا گمان بھی نہ ہو۔

اور اللہ تعالیٰ نے انکی تمام دعائیں قبول فرمائیں۔انکا فہم تیز ہو گیا۔جب وہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو ہر سننے والا تائب ہو جاتا۔انکے گھر میں روزانہ سالن کا ایک پیالہ اور دو روٹیاں رکھی ہوتیں اور پتا نہ چلتا کہ کون رکھ جاتا ہے۔اسی حالت میں آپ کا انتقال ہوا۔(مکاشفۃ القلوب)

## ایک شرابی کی بخشش کا واقعہ

ایک مرتبہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سوئے ہوئے تھے۔ان کو خواب میں کسی بزرگ کی زیارت ہوئی اور فرمایا گیا کہ تمہارے پڑوسی کا جنازہ تیار ہے۔تم جا کر اس کا جنازہ پڑھو۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ جانتے تھے کہ ان کا پڑوسی بڑا شرابی بندہ تھا۔ اب وہ اٹھ تو بیٹھے لیکن بڑے حیران تھے کہ اس پڑوسی کے بارے میں مجھے خواب میں فرمایا گیا کہ جاؤ اس کی نماز جنازہ پڑھ کے آؤ پھر ان کے دل میں خیال آیا کہ ہوسکتا ہے کہ اس کی کوئی وجہ ہو۔

چنانچہ انہوں نے اہل خانہ سے پچھوایا کہ "اس کی موت کس حال میں ہوئی؟"

انہوں نے جواب دیا کہ "یہ ایک غافل سا بندہ تھا لیکن موت کے وقت اس کی آنکھوں میں آنسو تھے اور یہ اللہ تعالیٰ سے یوں فریاد کر رہا تھا۔"

"اے دنیا و آخرت کے مالک! اس شخص پر رحم فرما جس کے پاس نہ دنیا ہے نہ آخرت ہے"۔

اس عاجزی کے صدقے میں اللہ تعالیٰ نے موت کے وقت اسکے گناہوں کو معاف فرمادیا۔ سبحان اللہ! کاش ہمارے اندر بھی ایسی ندامت پیدا ہو جائے۔ حدیث مبارکہ میں آتا ہے۔

**الندم التوبہ** "توبہ ندامت کا نام ہے"

گناہ ہوگیا تو اس شرابی کی طرح نادم ہو جائیں کہ

"ہائے افسوس! میں نے کروڑوں نعمتیں دینے والے کو کیوں ناراض کیا؟"

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

**لأنین المذنبین احب الی من زجل المحبین**

"گنہگاروں کے آنسو اللہ کو سبحان اللہ سبحان اللہ پڑھنے والوں سے زیادہ محبوب ہیں"

خوب یاد رکھئے! توبہ کی شرائط میں ہے کہ گناہ کو ترک کردے لیکن وقتی نیت کر کے توبہ کرنا یہ توبہ نہیں۔ یہ دھوکہ ہے اللہ کے بندے اس وقت تو کم از کم اس عزم سے سچی نیت سے داڑھی رکھو کہ اب جان دے دوں گا پر محبوب کی سنت کو نالی میں نہیں بہاؤں گا۔

(۱) یاد رکھو! داڑھی منڈانا ۲۴ گھنٹے کا گناہ ہے۔

(۲) داڑھی تمام انبیاء کی سنت ہے۔

(۳) داڑھی منڈانے والا ظاہری طور پر یہ کہہ رہا ہے کہ مجھے ان کافروں کے چہرہ سے محبت ہے۔ جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ مبارک پر تھوکا جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پتھر مارے۔ ان کی ادا مجھے پیاری ہے۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کا چہرہ مجھے پیارا نہیں۔اس لئے میں داڑھی منڈاتا ہوں۔

(۴) چھوٹی بات یہ بھی یاد رکھئے کہ داڑھی رکھنا واجب ہے۔سنت نہیں شراب پینے کی طرح زنا کرنے کی طرح داڑھی منڈوانا بھی حرام ہے۔

(۵) داڑھی منڈانے میں کسی امام کا اختلاف نہیں۔چاروں اماموں کے نزدیک ایک مشت سے کم داڑھی کٹانا حرام ہے۔

(۶) کسریٰ کے دو سفیر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو دیکھتے ہی منہ پھیر لیا اور فرمایا ویلکما تم دونوں کی ہلاکت ہو۔کس نے تمہیں داڑھی منڈانے کا حکم دیا؟۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم قیامت کے دن کہہ سکیں۔

تیرے محبوب کی یارب شباہت لے کر آیا ہوں
حقیقت تو اس کو کردے میں صورت لے کر آیا ہوں
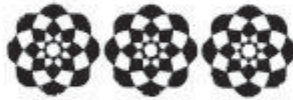
# شیخ اُندلسی رحمہ اللہ سے کی توبہ کا عجیب واقعہ

حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ اپنی مجالس میں فرماتے ہیں۔

حضرت شیخ ابوعبداللہ مشہور شیخ المشائخ اندلس کے اکابر اولیاء اللہ میں ہیں ہزاروں خانقاہیں ان کے دم سے آباد ہزاروں مدارس ان کے فیوض سے جاری ہزاروں شاگرد ہزاروں مریدین آپ کے مریدین کی تعداد بارہ ہزار تک بتائی جاتی ہے ایک دفعہ بارادۂ سفر تشریف لے گئے ہزاروں مشائخ وعلماء ہمرکاب ہیں جن میں حضرت جنید بغدادیؒ حضرت شبلیؒ بھی ہیں حضرت شبلیؒ کا بیان ہے کہ ہمارا قافلہ نہایت ہی خیرات وبرکات کے ساتھ چل رہا تھا کہ عیسائیوں کی ایک بستی پر گزر ہوا نماز کا وقت تنگ ہورہا تھا بستی میں پانی نہ ملا بستی سے باہر ایک کنوئیں پر چند لڑکیاں پانی بھر رہی تھیں حضرت شیخ کی نگاہ ایک لڑکی پر پڑی حضرت کی نگاہ اس پر پڑتے ہی تغیر ہونے لگا حضرت شبلیؒ فرماتے ہیں کہ شیخ اس کی گفتگو کے بعد سر جھکا کر بیٹھ گئے تین دن کامل گزر گئے کہ نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں نہ کسی سے بات کرتے ہیں حضرت شبلیؒ کہتے ہیں کہ سب خدام پریشان حال تھے تیسرے دن میں نے جرأت کر کے عرض کیا یا شیخ! آپ کے ہزاروں مریدین آپ کی اس حالت سے پریشان ہیں شیخ نے ان لوگوں کی طرف متوجہ ہوکر کہا ''میرے عزیزو! میں اپنی حالت تم سے کب تک چھپاؤں پرسوں میں نے جس لڑکی کو دیکھا ہے اس کی محبت مجھ پر اتنی غالب آچکی ہے کہ تمام اعضاء وجوارح پر اسی کا تسلط ہے اب کسی طرح ممکن نہیں کہ اس سرزمین کو میں چھوڑ دوں''۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ''اے میرے سردار! آپ اہل عراق کے پیرومرشد علم وفضل زہد وعبادت میں شہرۂ آفاق ہیں آپ کے مریدین کی تعداد بارہ ہزار سے متجاوز ہوچکی ہے بطفیل قرآن عزیز ہمیں اور ان سب کو رسوا نہ کیجئے''

شیخ نے فرمایا ''میرے عزیز! میرا تمہارا نصیب تقدیر خداوندی ہوچکی ہے مجھ سے

ولایت کا لباس سلب کر لیا گیا ہے اور ہدایت کی علامات اٹھالی گئیں '' یہ کہہ کر رونا شروع کیا اور کہا '' اے میری قوم! قضاوقدر نافذ ہو چکی ہے اب کام میرے بس کا نہیں ۔''

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمیں اس عجیب واقعہ پر سخت تعجب ہوا اور حسرت سے رونا شروع کیا شیخ بھی ہمارے ساتھ رو رہے تھے یہاں تک کہ زمین آنسوؤں سے امنڈ آنے والے سیلاب سے تر ہوگئی اس کے بعد ہم مجبور ہو کر اپنے وطن بغداد کی طرف لوٹے جب ہم نے واپس آ کر یہ واقعات سنائے تو شیخ کے مریدین میں کہرام مچ گیا چند آدمی تو اسی وقت غم وحسرت میں عالم آخرت کو سدھار گئے اور باقی لوگ گڑگڑا کر خدائے بے نیاز کی بارگاہ میں دعائیں کرنے لگے کہ اے مقلب القلوب شیخ کو ہدایت کر اور پھر اپنے مرتبہ پر لوٹا دے اس کے بعد تمام خانقاہیں بند ہوگئیں اور ہم ایک سال تک اسی حسرت وافسوس میں شیخ کے فراق میں لوٹتے رہے ایک سال کے بعد جب مریدوں نے ارادہ کیا کہ چل کر شیخ کی خبر لیں کہ کس حال میں ہیں تو ہماری ایک جماعت نے سفر کیا اس گاؤں میں پہنچ کر لوگوں سے شیخ کا حال دریافت کیا تو گاؤں والوں نے بتایا کہ وہ جنگل میں سؤر چرا رہا ہے۔ ہم نے کہا خدا کی پناہ یہ کیا ہوا؟۔

گاؤں والوں نے بتایا کہ اس نے سردار کی لڑکی سے منگنی کی تھی اس کے باپ نے اس شرط پر منظور کر لیا اور وہ جنگل میں سؤر چرانے کی خدمت پر مامور ہے ہم یہ سن کر ششدر رہ گئے اور غم سے کلیجے پھٹنے لگے آنکھوں سے بے ساختہ آنسوؤں کا طوفان امنڈنے لگا بمشکل دل تھام کر اس جنگل میں پہنچے جس میں وہ سؤر چرا رہے تھے دیکھا تو شیخ کے سر پر نصاریٰ کی ٹوپی اور کمر میں زنار بندھا ہوا ہے اور اس عصا پر ٹیک لگائے ہوئے خنزیروں کے سامنے کھڑے ہیں جس سے وعظ اور خطبہ کے وقت سہارا لیا کرتے تھے جس نے ہمارے زخموں پر نمک پاشی کا کام کیا شیخ نے ہمیں اپنی طرف آتے دیکھ کر سر جھکا لیا ہم نے قریب پہنچ کر السلام علیکم کہا شیخ نے کسی قدر دبی آواز سے وعلیکم السلام کہا حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ '' اے شیخ! اس علم وفضل اور حدیث وتفسیر کے ہوئے آج تمہارا کیا حال ہے''؟

شیخ نے فرمایا '' میرے بھائیو! میں اپنے اختیار میں نہیں میرے مولیٰ نے مجھے جیسا چاہا ویسا کر دیا اور اس قدر مقرب بنانے کے بعد جب چاہا کہ مجھے اپنے دروازہ سے دور پھینک دے تو پھر

اس کی قضا کو کون ٹالنے والا ہے اے عزیزو! خدائے بے نیاز کے قہر وغضب سے ڈرو اپنے علم و فضل پر مغرور نہ ہو "اس کے بعد آسمان کی طرف نظر اٹھا کر کہا کہ "اے میرے مولیٰ! میرا گمان تو تیرے بارے میں ایسا نہ تھا کہ تو مجھ کو ذلیل وخوار کر کے اپنے دروازہ سے نکال دے گا " یہ کہہ کر خدا تعالیٰ سے استغاثہ کرنا اور رونا شروع کر دیا اور فرمایا "اے شبلی! اپنے غیر کو دیکھ کر عبرت حاصل کر"۔

شبلی نے روتے ہوئے عرض کیا "اے ہمارے پروردگار! ہم تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں اور تجھ ہی سے استغاثہ کرتے ہیں اور ہر کام میں ہم کو تیرا ہی بھروسہ ہے ہم سے یہ مصیبت دور کر دے کہ تیرے سوا کوئی دفعہ کرنے والا نہیں"۔

خنزیران کا رونا اور ان کی دردناک آواز سنتے ہی ان کے پاس جمع ہو گئے اور انہوں نے بھی رونا اور چلانا شروع کر دیا ادھر شیخ بھی زار زار رو رہے تھے حضرت شبلی نے عرض کیا کہ "شیخ! آپ حافظ قرآن تھے اور قرآن کو ساتوں قراتوں سے پڑھا کرتے تھے اب بھی کوئی اسکی آیت یاد ہے"؟

شیخ نے کہا "اے عزیز! مجھے قران میں دو آیت کے سوا کچھ یاد نہیں رہا ایک تو یہ ہے:

"وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَالَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ط اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ"

(جس کو اللہ ذلیل کرتا ہے اس کو کوئی عزت دینے والا نہیں بیشک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے)

اور دوسری یہ ہے: "وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ"

(جس نے ایمان کے بدلہ میں کفر اختیار کیا تحقیق وہ سیدھے راستہ سے گمراہ ہو گیا)

حضرت شبلی نے عرض کیا اے شیخ! آپ کو تیس ہزار حدیثیں مع اسناد کے برزبان یاد تھیں اب ان میں سے بھی کوئی یاد ہے؟

شیخ نے کہا "صرف ایک حدیث یاد ہے یعنی من بدل دینه فاقتلوه (جو شخص اپنا دین بدل ڈالے اس کو قتل کر ڈالو)

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم نے یہ حال دیکھ کر شیخ کو وہیں چھوڑ کر بغداد کا قصد کیا ابھی تین منزل طے کرنے پائے تھے کہ تیسرے روز اچانک شیخ کو اپنے آگے دیکھا کہ ایک نہر سے غسل کر کے نکل رہے ہیں اور بآواز بلند شہادتیں اشهد ان لا الٰه الا الله واشهد ان محمدا رسول الله پڑھتے جاتے ہیں اس وقت ہماری مسرت کا اندازہ وہی شخص کر سکتا ہے جس کو اس سے پہلے ہماری مصیبت کا اندازہ ہو بعد میں شیخ سے ہم نے

پوچھا کہ کیا آپ کے اس ابتلا کا کوئی سبب تھا تو شیخ نے فرمایا ''ہاں جب ہم گاؤں میں اترے اور بت خانوں اور گرجا گھروں پر ہمارا گذر ہوا آتش پرستوں اور صلیب پرستوں کو غیر اللہ کی عبادت میں مشغول دیکھ کر میرے دل میں تکبر اور بڑائی پیدا ہوئی کہ ہم مومن موحد ہیں اور یہ کمبخت کیسے جاہل واحمق ہیں کہ بے حس و بے شعور چیزوں کی پرستش کرتے ہیں مجھے اسی وقت ایک غیبی آواز دی گئی کہ یہ ایمان وتوحید کچھ تمہارا ذاتی کمال نہیں کہ سب کچھ ہماری توفیق سے ہے۔ کیا تم اپنے ایمان کو اپنے اختیار میں سمجھتے ہو؟

اور اگر تم چاہو تو ہم تمہیں ابھی بتلا دیں اور مجھے اسی وقت یہ احساس ہوا کہ گویا ایک پرندہ میرے قلب سے نکل کر اڑ گیا جو درحقیقت ایمان تھا۔''

بعض بزرگوں نے لکھا ہے کہ جب شیخ بحال ہو کر اپنی خانقاہ میں چلے گئے اور پھر اصلاح امت کی خدمت میں لگ گئے تو وہ عیسائی کی لڑکی کہتی تھی کہ ہمارے شیخ کہاں گئے وہ ان کی جدائی میں بے چین تھی اور تلاش کرتی تھی اس کو ایک شخص ملا اور کہا کہ تم اس قدر بے چین کیوں ہو اس نے اپنا واقعہ سنایا۔ انہوں نے کہا کہ آنکھ بند کرو اس نے آنکھ بند کر لی پھر کہا کہ اب آنکھ کھولو تو اس لڑکی نے دیکھا کہ شیخ کی خانقاہ سامنے ہے اور وہ اس میں تشریف فرما ہیں لڑکی ان کی خدمت میں حاضر ہوئی حضرت شیخ عبداللہ اندلسیؒ نے فرمایا کہ اب مجھے شادی کی ضرورت نہیں ہے لڑکی نے کہا کہ میں مسلمان ہو رہی ہوں اور آپ کے پاس رہ کر اسلام کی تعلیم کے مطابق زندگی گزاروں گی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے منظور فرما لیا وہ لڑکی دن رات عبادت اور ذکر میں مصروف رہتی تھی اور ولیہ بن گئی اور چند سال کے بعد اس کا انتقال ہو گیا حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی نماز جنازہ پڑھا کر دفن کرا دیا۔

اللہ تعالیٰ اس طرح اپنے مخلصین بندوں کی مدد فرماتے ہیں اور تنبیہ کے طور پر کسی کوتاہی اور بھول پر سزا بھی دیتے ہیں اسی لئے اولیاء اللہ چھوٹی چھوٹی خطاؤں کو اور غلطیوں کو بھی گناہ کبیرہ کہتے ہیں کیونکہ بعض مرتبہ چھوٹی غلطی بھی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بن جاتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ سے بھی غلطی ہو جاتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ عام لوگوں سے بڑے بڑے گناہ سرزد ہوتے رہتے ہیں مگر ان کی کوئی پکڑ نہیں ہوتی اور مقربین کی چھوٹی چھوٹی غلطیوں کی پکڑ ہو جاتی ہے مگر وہ حضرات چھوٹی سی غلطی پر اس قدر نادم ہو کر

روتے ہیں اور توبہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا غضب ان کے رحم و کرم سے بدل جاتا ہے باری تو بہ کرنے والے اور معافی مانگنے والے اپنے اولیاء کی توبہ کو قبول فرما کر ان کے مقام کو پہلے سے بہت زیادہ بلند فرما دیتے ہیں جیسا کہ حضرت شیخ ابو عبد اللہ اندلسی رحمۃ اللہ علیہ کے واقعہ کو آپ لوگوں نے سنا اگر بندہ اپنی غلطی پر نادم ہو کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا رہے تو وہ رحیم و کریم ہیں بڑے بڑے گناہوں کو معاف فرما کر ان کی جگہ پر حسنات شامل فرما دیتے ہیں اسلئے تمام بندگان خداوندی کو اپنی زندگی کے ہر لمحہ کی قدر کرنی چاہئے اور باری تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرنا چاہئے۔ (مجالس حکیم الاسلام)

## حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کی توبہ

ایک دن ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ کا بخارا کے باغات کی طرف گزر ہوا آپ ایک نہر کے کنارے (جو باغات کے اندر سے ہوتی ہوئی نکلتی تھی) بیٹھ کر وضو کرنے لگے آپ نے دیکھا کہ نہر مذکور میں ایک سیب بہتا ہوا آ رہا ہے خیال کیا کہ اس کے کھا لینے میں کوئی مضائقہ نہیں چنانچہ اٹھا کر کھالیا جب کھا چکے تو یہ وسوسہ پیدا ہوا کہ میں نے سیب کے مالک سے اجازت نہیں لی اور ناجائز طریقہ پر کھالیا ہے اس خیال سے باغ کے مالک کے پاس گئے کہ اسے اس امر کی اطلاع دے دیں تا کہ اس کی اجازت سے حلال و مباح ہو جائے چنانچہ باغ کے دروازے کو جہاں سے یہ سیب بہہ کر آیا تھا کھٹکھٹایا آواز سن کر ایک لڑکی باہر آئی آپ نے اس سے کہا کہ میں باغ کے مالک سے ملنا چاہتا ہوں اسے بھیج دو اس نے عرض کیا کہ وہ عورت ہے آپ نے فرمایا کہ اچھا اس سے پوچھ لو میں خود حاضر ہو جاؤں۔

چنانچہ اجازت مل گئی اور آپ اس خاتون کے پاس تشریف لے گئے اور سارا واقعہ اس کو سنایا خاتون مذکور نے جواب دیا کہ نصف باغ تو میرا ہے اور نصف سلطان کا ہے اور وہ یہاں نہیں ہیں بلخ تشریف لے گئے ہیں جو بخارا سے دس دن کی مسافت پر ہے اس نے اپنے سیب کا نصف حصہ تو آپ کو معاف کر دیا۔

اب باقی رہا دوسرا نصف اسے معاف کرانے بلخ تشریف لے گئے جب وہاں پہنچے تو بادشاہ کی سواری جلوس کے ساتھ جا رہی تھی اس حالت میں آپ نے سارے واقعہ کی بادشاہ کو خبر دی اور نصف سیب کی معافی کے طالب ہوئے بادشاہ نے فرمایا: اس وقت تو میں

کچھ نہیں کہتا کل میرے پاس تشریف لے آیئے اس کی ایک حسینہ و جمیلہ لڑکی تھی اور بہت سے شاہزادوں کی نسبت کے پیغام اس کے لئے آ چکے تھے لیکن اس شہزادی کا باپ یعنی بادشاہ انکار کر دیا کرتا تھا کیونکہ لڑکی عبادت اور نیک کاروں کو بہت دوست رکھتی تھی اس لئے اس کی یہ خواہش تھی کہ دنیا کے کسی متورع (پرہیزگار) زاہد سے اس کا نکاح ہو۔

جب بادشاہ محل میں واپس آیا تو اپنی لڑکی سے ادہم کا سارا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ میں نے ایسا متورع (پرہیزگار) شخص کہیں نہیں دیکھا کہ صرف نصف سیب حلال کرنے کے لئے بخارا سے آیا ہے جب اس لڑکی نے یہ کیفیت سنی تو نکاح منظور کر لیا۔

جب دوسرے دن ادہم بادشاہ کے پاس آئے تو اس نے ان سے کہا کہ جب تک آپ میری لڑکی کے ساتھ نکاح نہ کریں گے آپ سے نصف سیب معاف نہیں کروں گا ادہم نے کمال انکار کے بعد چار و ناچار نکاح کرنا منظور کر لیا۔

چنانچہ بادشاہ نے لڑکی کا ادہم کے ساتھ نکاح کر دیا جب ادہم خلوت میں اپنی بیوی کے پاس گئے تو دیکھا کہ لڑکی نہایت آراستہ و پیراستہ ہے اور وہ مکان بھی جہاں لڑکی تھی نہایت تکلفات کے ساتھ مزین ہے ادہم ایک گوشہ میں جا کر نماز میں مصروف ہو گئے حتیٰ کہ اس حالت میں صبح ہو گئی اور متواتر سات راتیں اسی طرح گزر گئیں اور اب تک سلطان نے سیب کا نصف انہیں معاف نہ کیا تھا اس لئے آپ نے بادشاہ کو یاددہانی کے لئے کہلا بھیجا کہ اب وہ معاف فرما دیجئے بادشاہ نے جواب دیا کہ جب تک آپ کا میری لڑکی کے ساتھ اجتماع کا اتفاق نہ ہو گا میں معاف نہ کروں گا آخر کار شب ہوئی اور ادہم اپنی بیوی کے ساتھ اجتماع پر مجبور ہوئے۔ آپ نے غسل کیا نماز پڑھی اور چیخ مار کر مصلےٰ پر سجدہ میں گر پڑے لوگوں نے دیکھا تو ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ مردہ تھے۔

بعد ازاں لڑکی سے ابراہیم رحمہ اللہ تعالیٰ پیدا ہوئے چونکہ ابراہیم کے نانا کا کوئی لڑکا نہ تھا اس لئے سلطنت ابراہیم کو ملی آپکے سلطنت چھوڑنے کا واقعہ مشہور ہے اسکی اصل بھی یہی ہے۔ (سفرنامہ ابن بطوطہ)

## حضرت رابعہ بصریہ رحمہا اللہ

حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا بہت بڑی ولی اللہ گزری ہیں آپ اپنے والدین کی چوتھی بیٹی تھیں اس لئے رابعہ نام رکھا گیا۔ چونکہ بصرہ میں پیدا ہوئیں اور عمر کا بیشتر حصہ وہیں گزرا لہٰذا البصری کہلوائیں اس طرح آپ کا نام رابعہ بصریہ مشہور ہو گیا۔ آپ نے

غربت میں آنکھ کھولی۔ والدین اتنے غریب تھے کہ آپ کی پیدائش کے وقت دیا جلانے کے لئے تیل تک بھی نہ تھا۔ لہٰذا کسی سے تیل مانگ کر ضرورت پوری کی گئی۔ چنانچہ اسی حالت غریبی میں پرورش پائی۔ انہی ایام میں ملکی انقلاب آیا تو بہنوں سے جدا ہو گئیں اور کچھ عرصہ غلامی میں گزرا۔ اس لئے آپ کی ذات میں تقویٰ صبر اور توکل جیسی خوبیاں پیدا ہوگئیں۔ بڑے بڑے بزرگ آپ سے فیض حاصل کرتے تھے۔

ان کے باپ کا نام اسماعیل تھا وہ ایک گمنام زاہد تھا۔ جب ملک میں انقلاب آیا اور بھوک عام ہوگئی اور چور ڈاکو نکل پڑے تو باندی غلام کی خرید و فروخت کرنے والوں نے ایسے بچوں کو جو بھوک پیاس کے مارے ہوئے آوارہ اور خستہ حال پھرتے تھے پکڑ پکڑ کر بیچنا شروع کر دیا چنانچہ حضرت رابعہ رحمہا اللہ بھی ایک چور کے ہاتھ لگ گئیں۔ اس نے آگے ان کو ایک تاجر کے ہاتھ بیچ دیا جو بڑا سنگدل تھا اور دن رات ان سے خدمت لیتا جس کی وجہ سے یہ بہت دبلی پتلی ہوگئیں۔

آپ اپنے ایک سفر کے متعلق بتاتی ہیں کہ میں بڑھاپے کے زمانہ میں ایک صحرا سے گزر رہی تھی کہ مجھے سخت پیاس لگی دور دور تک کہیں پانی کا نام و نشان تک بھی نظر نہ آیا۔ آخر کار ایک کنواں نظر آیا اور میں بڑی خوش ہوئی لیکن جب دیکھا کہ پانی نکالنے کا کوئی سامان ڈول رسی وغیرہ نہیں ہے تو بہت افسردہ ہوئی۔ ناامیدی کی حالت میں وہیں بیٹھی تھی کہ کیا دیکھتی ہوں کہ چند ہرنیاں چوکڑیاں بھرتی ہوئی آئیں جونہی وہ کنوئیں کے نزدیک پہنچیں تو پانی کناروں تک آ گیا اور وہ پی کر چلی گئیں۔ ان کے جاتے ہی پانی فوراً نیچے اتر گیا۔ میں یہ دیکھ کر بڑی مایوس ہوئی کہ اتنی عبادت کرنے کے باوجود بھی اس قابل نہیں ہو سکی کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح اپنی رحمت ہرنیوں پر فرمائی ہے اسی طرح مجھے بھی اپنی رحمت سے نوازے۔ پھر کہتی ہیں کہ اسی وقت آواز آئی اے رابعہ! تیری نظر اسباب پر تھی تو رسی اور ڈول ڈھونڈ رہی تھی مگر اس بے زبان مخلوق کی نظر مسبب الاسباب یعنی حق تعالیٰ پر تھی اس لئے ان کے لئے پانی اچھال دیا گیا اگر تو بھی سبب کو دل سے نکال دیتی تو تیرے لئے بھی پانی اچھل کر آ سکتا تھا۔

نقل ہے کہ حضرت رابعہ بصری رحمہا اللہ ابتداء میں کسی کی باندی تھیں۔ سارا دن اس کی تابعداری اور خدمت میں حاضر رہتیں۔ رات کو آقا کو سلا کر علیحدہ مکان میں جا کر تمام رات عبادت الٰہی میں مشغول رہتیں۔ اسی طرح عرصہ دراز گزرا کہ دن کو روزہ رکھتی تھیں اور

رات کو عبادت کرتیں۔ ایک مرتبہ اتفاقاً آقا نیند سے چونکا تو رابعہ کو نہ پایا۔ متعجب ہو کر ڈھونڈنے لگا۔ ناگاہ ایک خالی مکان سے آواز آئی۔ دیکھا تو رابعہ سجدہ میں پڑی زاروزار روتی گڑگڑاتی ہیں کہ خداوند! تو خوب جانتا ہے کہ جیسا تیری لونڈی کا جی تیری بندگی کو چاہتا ہے مگر کیا کروں دن کو آقا کی خدمت سے فرصت نہیں اور رات کو اس کے سونے کے بعد تیری حضوری میں جی جان سے حاضر ہو کے جو کچھ بندگی بن آتی ہے کرتی ہوں اگرچہ ایسی بندگی سراپا شرمندگی ہے اور ہرگز قابل قبول نہیں مگر تو تو بری بھلی سب قبول فرماتا ہے۔ میرے مولیٰ! اگر تو مجھے اپنے کسی بندے کے تابع نہ کرتا تو تجھے چھوڑ کر کیوں کسی کی طرف ایک لمحہ کے لئے بھی منہ کرتی۔ اوراب جی کی آرزو جی ہی میں ہے۔

اس کے آقا نے جب یہ ماجرا دیکھا تو آقا کے ہوش اڑ گئے اور ہیبت الٰہی جی میں سما گئی۔ چپکے سے آ کر لیٹ رہا اور تمام رات چین نہ پڑا۔ صبح کو رابعہ کو بلا کر بخوشی تمام آزاد کر دیا۔ حضرت رابعہ خوشی سے پھول گئیں اور سب دکھ درد اگلے بھول گئیں اور اپنے آقا کے حق میں خدا تعالیٰ سے دعا کرتی چلی گئیں۔ پھر باہر شہر کے ایک خراب سے مکان میں رہنا اختیار کیا۔ رات دن یاد خدا میں بیخود تھیں۔ اور جوش محبت الٰہی میں دریا کی طرح ابلتی تھیں۔ ایک مدت دراز اسی انداز سے گزری۔

ان کی غلامی کی عبادت کا یہ حال تھا کہ جب نماز عشاء سے فارغ ہوتیں تو قمیص اور دوپٹہ لپیٹ لیتیں اور کہتیں اے پروردگار! ستارے روشن ہو گئے لوگ سو گئے۔ بادشاہوں نے دروازے بند کر لئے ہر حبیب اپنے حبیب سے محو خلوت ہے اور میں یہاں تیرے سامنے کھڑی ہوں۔ پھر ساری رات نماز پڑھتی رہتیں حتیٰ کہ فجر ہو جانے پر تلاوت قرآن میں مصروف ہو جاتیں۔ جب روشنی پھیل جاتی تو اس طرح مناجات کرتیں کہ اے خدایا! رات گزر گئی دن آ گیا۔ کاش مجھے یہ معلوم ہوتا کہ تو نے میری نماز قبول کر لی یا رد کر دی۔ تیری عزت کی قسم میرا یہی طریقہ رہے گا۔ جب تک تو مجھے جواب نہ دے گا۔ قسم ہے تیری عزت کی اگر تو مجھے اپنے دروازے سے دھتکار بھی دے گا تو میں نہ ٹلوں گی۔ جب ذرا اونگھ آتی اور مصلے پر سو جاتیں تو ان الفاظ میں اپنے آپ کو ملامت کرتیں کہ اے نفس تو کب تک سوئے گا اور کب تک خراٹے لیتا رہے گا۔ وہ دن قریب ہے کہ تو ایسی نیند سو جائے گا کہ پھر یوم حشر کی چیخ و پکار ہی تجھے جگا سکے گی۔

چنانچہ حضرت رابعہ رحمہا اللہ کی اس قدر محنت و مشقت کو دیکھ کر کسی نے کہا کہ تو اس قدر

کیوں دن رات جان مارتی ہو اور ایک گھڑی آرام نہیں لیتیں کہ اللہ غفور و رحیم ہے۔ کہا یہ سچ ہے مگر میرا مطلب کچھ اور ہے یعنی قیامت کے دن اعمالنامے ہر امت کے اپنے اپنے نبی کے آگے مجمع انبیاء علیہم السلام میں کھولے جائیں گے تو میرا اعمالنامہ جب حسن اعمال سے مالا مال ہوگا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مجمع میں کمال جاہ و جلال حاصل ہوگا۔

آزاد ہو چکنے کے بعد جب یہ خچر پر سوار ہو کر حج کو چلیں تو ناگاہ راہ میں خچر مر گیا۔ قافلہ والوں نے کہا کہ تم کچھ تردد نہ کرو۔ ہم تم کو بخوبی سوار کر لیں گے اور سب اسباب تمہارا رکھ لیں گے۔ کہا کہ آپ سب صاحبوں کی مہربانی اور شکریہ۔ مگر آپ چلیں میری کچھ فکر نہ کریں۔ لاچار ہو کر قافلہ روانہ ہو گیا۔ چنانچہ حضرت رابعہ رحمہا اللہ زار و زار رونا اور گڑگڑانا شروع کیا کہ اے مالک میرے تو نے اپنی لونڈی کو اپنے گھر کی زیارت کو بلایا اور راہ میں خچر مر گیا۔ سب سامان سفر راہ میں پڑا ہے اور تیری لونڈی زار و نزار ہے۔ پس تیری لونڈی ہو کر اب کیا کسی اور کی کہلاؤں گی یا کسی اور کی خوشامد کروں گی؟ کیا تو میرے پریشان حال سے آگاہ نہیں ہے ناگاہ قدرت خدا سے وہ خچر زندہ ہو گیا۔ اور حضرت رابعہؒ اس پر سوار ہو کر جھٹ قافلہ میں جا داخل ہوئیں۔ تمام قافلہ والے یہ حال دیکھ کر حیران ہو گئے اور وہ خچر ایسا خوش رفتار ہو گیا کہ بعد عرصہ دراز کے ایک بڑی بھاری قیمت پر فروخت ہوا۔

حاکم بصرہ نے ان سے شادی کا کہا۔ محمد بن سلیمان ہاشمی حاکم بصرہ نے شادی کا ارادہ کیا تو دوستوں سے پوچھا کہ کونسی عورت ان کے شایان شان ہو سکتی ہے۔ سب نے بالاتفاق حضرت رابعہ کا نام لیا مگر ان سے پوچھنے پر انہوں نے صاف انکار کر دیا۔

حضرت رابعہ سے کسی نے پوچھا کہ تو شادی کیوں نہیں کرتی؟ انہوں نے جواب دیا کہ میرے لئے صرف تین چیزیں اہم ہیں۔ اگر کوئی شخص ایسا مل جائے جو ان باتوں کے غم سے چھڑا دے تو میں اس سے شادی کر لوں گی۔ دریافت کرنے والے نے کہا کہ وہ چیزیں کیا ہیں؟ کہنے لگیں کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر میں مر گئی تو کیا میں ایمان سلامت لے جاؤں گی؟

دوسری بات یہ ہے کہ قیامت کے دن مجھے میرا اعمالنامہ داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا؟

تیسری بات یہ ہے کہ جب روز حشر ہوگا اور داہنے بازو والے جنت کی طرف اور بائیں بازو والے دوزخ کی طرف جائیں گے تو میں کس میں شامل ہوں گی؟ پوچھنے والے نے کہا کہ جو کچھ

آپ نے دریافت کیا میں اس کا کیا جواب دے سکتا ہوں۔اس کا علم تو صرف پروردگار کو ہے۔

حضرت رابعہؒ نے کہا کہ اگر یہی بات ہے اور مجھے ان باتوں کی فکر ہے اور بہت غم ہے تو میں شوہر کے لئے کیونکر وقت نکال سکتی ہوں۔ سو اس نے حاکم بصرہ کی فرمائش پر شادی سے صاف انکار کر دیا۔ حالانکہ عورت کے لئے اس سے زیادہ پسندیدہ چیز کوئی نہیں۔ حضرت رابعہ نے ماں بننے کی خواہش ہی نہیں کی۔ جو ہر عورت چاہتی ہے۔ مگر یہ بھی یاد رکھئے کہ دنیا میں جتنی عورتوں نے ایسا کیا وہ شاذ کا حکم رکھتی ہیں کیونکہ عورت کا شادی سے انکار کرنا فطرت کے خلاف ہے وہ تو بقائے نسل کے لئے پیدا کی گئی ہے۔

یہ سادہ خاتون روزانہ ہزار رکعتیں پڑھتیں۔ حضرت رابعہ کھردرے صوف کے کپڑے پہنتیں اور بوریے پر سوتی تھیں۔ جوان کا مصلیٰ تھا۔ انہوں نے یہ وصیت کی تھی کہ مجھے مرنے کے بعد اسی صوف کے جبے میں لپیٹ دینا۔ حضرت رابعہ کی عمر ۹۵ھ سے ۱۸۰ھ تک ہے۔ دن رات میں ہزار رکعت نماز پڑھتی تھیں۔ جب ان کی روح نے پرواز کی تو وہ کلمہ شہادت پڑھ رہی تھیں اور آنسوان کی غمگین آنکھوں سے جاری تھے یہ مختصر حال ہے اس درخشاں ستارے کا جو بصرہ کے افق پر پہلی صدی ہجری کے اواخر میں طلوع ہوا۔

حضرت رابعہ رحمہا اللہ بہت رویا کرتیں اگر دوزخ کا ذکر سن لیتی تھیں تو غش آ جاتا۔ اسی برس کی عمر میں یہ حال ہو گیا تھا کہ چلنے میں معلوم ہوتا تھا کہ اب گریں۔ کفن ہمیشہ اپنے سامنے رکھتیں سجدے کی جگہ آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔ ان کو رابعہ عدویہ بھی کہتے ہیں۔ (راہ جنت)

# ایک چور جب قطب بن گیا

حضرت فضیل ابن عیاضؒ کی ابتدائی زندگی نہایت ہی بھیانک تھی۔ آپ ایک زبردست ڈاکو اور راہزن تھے۔ رہزنی اور ڈاکہ ڈالنے کی وجہ سے حضرت فضیل سے لوگ بہت خوف کھاتے تھے۔ لوگ خوف سے شاہراہوں پر زیادہ تر قافلوں کی صورت میں گزرتے تھے تا کہ فضیل کے ہاتھوں نہ لٹ جائیں۔ ایک دفعہ آپ ایک مکان کی دیوار پھلانگنا چاہتے تھے کہ کسی قاری کی آواز کانوں میں آئی جو کہ قرآن کریم کی تلاوت کر رہا تھا۔ حضرت فضیل نے جب یہ آیت شریفہ سنی۔ اَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ (ترجمہ:۔ کیا

ابھی وقت نہیں آیا ایمان والوں کو کہ خدا کے ذکر سے ان کے دل لرز جائیں تھرا جائیں) بس یہ آیت سنتے ہی ان کے دل کی دنیا بدل گئی۔ ان پر قرآن کی آیت نے ان کی جاہلانہ زندگی میں ایک غیر معمولی انقلاب برپا کر دیا کہ آپ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنے گناہوں کی زندگی سے تائب ہو گئے جو ہاتھ بے گناہوں کا گلہ کاٹنے کے لئے اٹھتے تھے وہی ہاتھ اب دعا کے لئے اٹھنے لگے۔ اور جو نگاہیں لوٹ مار کے لئے قافلوں کی تلاش میں رہتی تھیں وہ رحمت باری کا انتظار کرنے لگیں۔ ابھی یہ توبہ ہی کر رہے تھے کہ تھوڑے فاصلے پر آپ نے چند لوگوں کی آواز سنی جو ادھر سے گزرنا چاہتے تھے وہ آپس میں ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے کہ ہمیں اس طرف سے نہیں جانا چاہئے کیونکہ یہاں پر فضیل کے ہاتھوں لٹ جانے کا ڈر ہے۔ جب فضیل نے یہ بات سنی تو ان لوگوں کے پاس آئے اور ان سے فرمایا کہ فضیل نے خدا کے حضور میں سچے دل سے توبہ کر لی ہے۔ اس لئے آپ بلا خوف وخطر گزر جائیں اور فضیل میرا ہی نام ہے اور خدا نے میرے دل کی سیاہی کو نور ہدایت سے منور کر دیا ہے۔ پھر تو فضیل کی یہ حالت تھی کہ توبہ کر لینے کے بعد آپ کا معمول ہو گیا کہ وہ ان لوگوں کے پاس جاتے جنہیں لوٹ چکے تھے ان کا سامان واپس کرتے اور ان سے معافی بھی مانگتے اسی سلسلہ میں ایک دن وہ ایک یہودی کے پاس گئے تو اس نے معافی دینے سے انکار کر دیا۔ یہودی بولا کہ معافی اس شرط پر دوں گا کہ میرے کھیت میں جو ریت کا ٹیلہ ہے اسے اٹھا کر دریا میں پھینک دو۔ حضرت فضیلؒ کے نزدیک یہ سودا گراں نہ تھا۔ چنانچہ وہ ریت اٹھانے میں مصروف ہو گئے۔ خالص توبہ کے جذبات نے رحمت الٰہی کو جوش میں لایا اور عناصر پر قدرت رکھنے والے اس حی وقیوم نے ہوا کو حکم دیا کہ فضیل کی مدد کرو۔ ہوا نے سر تسلیم خم کیا اور وہ ریت کا ٹیلہ دیکھتے ہی دیکھتے یہودی کے کھیت میں سے اڑا دیا گیا۔ اور کھیت بالکل صاف ہو گیا۔ یہودی اس کرشمہ قدرت کو دیکھ کر فضیل کے رب کی قدرت کاملہ پر ایمان لائے بغیر نہ رہ سکا۔ غرضیکہ یہی ڈاکو فضیل سرتاج اولیاء ہوئے۔ یہی وہ بزرگ ہیں جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ چور سے قطب بنے۔

توبہ ایک صابن ہے جس طرح صابن لگانے سے کپڑے اجلے نکھر آتے ہیں اسی طرح توبہ کرنے سے انسان گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے چاہے گناہ سمندر کے جھاگ سے بھی زیادہ ہوں۔ (راہ جنت)

# مالک بن دینار رحمہ اللہ کی توبہ

مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ ایک روز بصرہ کی گلیوں میں پھر رہے تھے کہ ایک کنیز کو نہایت جاہ وجلال اور حشم وخدم کے ساتھ جاتے دیکھا۔ آپ نے اسے آواز دے کر پوچھا۔ کہ کیا تیرا مالک تجھے بیچتا ہے؟ اس نے کہا شیخ کیا کہتے ہو ذرا پھر تو کہو۔ مالکؒ نے کہا تیرا مالک تجھے بیچتا ہے۔ یا نہیں۔ اس نے کہا بالفرض اگر فروخت بھی کرے تو کیا تجھ جیسا مفلس خرید لے گا؟ کہا ہاں تو کیا چیز ہے میں تو تجھ سے بھی اچھی خرید سکتا ہوں۔ وہ سن کر ہنس پڑی اور خادموں کو کہا کہ اس شخص کو ہمارے ساتھ گھر تک لے آؤ۔ خادم لے آیا وہ اپنے مالک کے پاس گئی اور اس سے سارا قصہ بیان کیا۔ وہ سن کر بے اختیار ہنسا کہ ایسے درویش کو ہم بھی دیکھیں۔ یہ کہہ کر مالک بن دینار کو اپنے پاس بلایا۔ دیکھتے ہی اس کے قلب میں رعب سا چھا گیا اور پوچھنے لگا آپ کیا چاہتے ہیں؟ کہا یہ کنیز میرے ہاتھ بیچ دو۔ اس نے کہا آپ اس کی قیمت دے سکتے ہیں؟ فرمایا اس کی قیمت ہی کیا ہے۔ میرے نزدیک تو اس کی قیمت کھجور کی دو سڑی گلی گٹھلیاں ہیں یہ سن کر سب ہنس پڑے اور پوچھنے لگے کہ یہ قیمت آپ نے کیونکر تجویز فرمائی۔ کہا اس میں بہت سے عیب ہیں۔ چنانچہ عیب دار شے کی قیمت ایسی ہی ہوا کرتی ہے جب اس نے عیبوں کی تفصیل پوچھی تو شیخ بولے سنو جب یہ عطر نہیں لگاتی تو اس میں بدبو آنے لگتی ہے جو منہ صاف نہ کرے تو منہ گندہ ہو جاتا ہے۔ بو آنے لگتی ہے اور جو کنگھی نہ کرے اور تیل نہ ڈالے تو جوئیں پڑ جاتی ہیں۔ اور بال پراگندہ اور غبار آلود ہو جاتے ہیں اور جو اس کی عمر زیادہ ہوگئی تو بوڑھی ہو کر کسی کام کی بھی نہیں رہے گی۔ حیض اسے آتا ہے۔ پیشاب پاخانہ یہ کرتی ہے۔ طرح طرح کی نجاستوں سے یہ آلودہ ہے۔ ہر قسم کی کدورتیں اور رنج وغم اسے پیش آتے رہتے ہیں یہ تو اس کے ظاہری عیب ہیں۔ اب باطنی عیب سنو خود غرض اتنی ہے کہ تم سے جو محبت ہے وہ غرض کے ساتھ ہے یہ وفا کرنے والی نہیں اور اس کی دوستی سچی نہیں۔ تمہارے بعد تمہارے جانشین سے ایسی ہی مل جائے گی۔ جیسا کہ اب تم سے ملی ہوئی ہے۔ اس لئے اس کا اعتبار نہیں۔ میرے پاس اس سے کم قیمت کی ایک کنیز ہے کہ اس کے لئے میری ایک کوڑی بھی صرف نہیں ہوئی۔ اور وہ

سب باتوں میں اس سے فائق ہے۔ کافور‘ زعفران‘ مشک‘ جواہر اور نور سے اس کی پیدائش ہے۔ اور اگر کسی کھاری پانی میں اس کا لعاب دہن گرا دیا جائے تو وہ شیریں اور خوش ذائقہ ہو جائے۔ جو کسی مردہ کو اپنا کلام سناوے تو وہ بھی بول اٹھے۔۔ اور جو اس کی ایک کلائی سورج کے سامنے ظاہر ہو جائے تو سورج شرمندہ ہو جائے۔ جو تاریکی میں ظاہر ہو تو اجالا ہو جائے اور جو وہ پوشاک و زیور سے آراستہ ہو کر دنیا میں آ جائے تو تمام جہان معطر و مزین ہو جائے۔ مشک زعفران کے باغوں اور یاقوت و مرجان کی شاخوں میں اس نے پرورش پائی ہے اور طرح طرح کے آرام میں رہی ہے۔ تسنیم کے پانی سے غذا دی گئی ہے۔ اپنے عہد کی پوری ہے دوستی کو نبھانے والی ہے۔ اب تم بتاؤ کہ ان میں کونسی خریدنے کے لائق ہے؟ کہا کہ جس کی آپ نے مدح و ثناء کی ہے۔ یہی مستحق خریدنے اور طلب کرنے کے ہے۔ شیخ نے کہا پھر اس کی قیمت تو ہر وقت ہر شخص کے پاس موجود ہے۔ اس میں کچھ بھی صرف نہیں ہوتا۔ پوچھا کہ جناب فرمایئے تو اس کی قیمت کیا ہے؟ شیخ نے فرمایا اس کی قیمت یہ ہے کہ رات بھر میں ایک گھڑی کے لئے جملہ امور سے فارغ ہو جاؤ اور نہایت اخلاص کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھو اور اس کی قیمت یہ ہے کہ کھانا جب تمہارے سامنے چنا جائے تو اس وقت کسی بھوکے کو خالص اللہ کی رضا کے لئے دے دیا کرو اور اس کی قیمت یہ ہے کہ راہ میں اگر کوئی نجاست یا اینٹ ڈھیلا پڑا ہو تو اسے اٹھا کر راستہ سے پرے پھینک دیا کرو اور اس کی قیمت یہ ہے کہ اپنی عمر کو تنگدستی اور فقر و فاقہ اور بقدر ضرورت سامان پر اکتفا کرنے میں گزار دو اور اس مکار دنیا سے اپنے فکر کو بالکل الگ کر دو۔ اور حرص سے برکنار ہو کر قناعت کی دولت کو لو۔ پھر اس کا ثمرہ یہ ہوگا کہ کل تم بالکل چین سے ہو جاؤ گے اور جنت میں جو آرام و راحت کا مخزن ہے عیش اڑاؤ گے۔

اس شخص نے سن کر کہا کہ اے کنیز! سنتی ہو شیخ کیا فرماتے ہیں۔ سچ ہے یا جھوٹ؟ کنیز نے کہا سچ کہتے ہیں اور خیر خواہی کی بات ارشاد فرماتے ہیں۔ کہا اگر یہی بات ہے تو میں نے تجھے اللہ کے واسطے آزاد کیا اور فلاں فلاں جائیداد تجھے دی اور غلاموں سے کہا کہ تم کو بھی آزاد کیا اور فلاں فلاں زمین تمہارے نام کر دی۔ یہ گھر اور تمام مال اللہ کی راہ میں دیا۔ چنانچہ دروازہ پر ایک بہت موٹا کپڑا پڑا تھا اس کو کھینچ لیا۔ اور تمام پوشاک فاخرانہ اتار کر اسے پہن لیا۔

اس کنیز نے یہ حال دیکھ کر کہا تمہارے بعد میرا کون ہے؟ چنانچہ اس نے بھی اپنا لباس

سب پھینک دیا اور ایک موٹا کپڑا پہن لیا اور وہ بھی اس کے ساتھ ہو گئی۔ مالک بن دینارؒ نے یہ حال دیکھ کر ان کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ اور خیر باد کہہ کر رخصت ہوئے۔ ادھر یہ دونوں اللہ کی عبادت میں مصروف ہو گئے۔ اور عبادت ہی میں جان دے دی۔ رحمۃ اللہ علیہما (راہ جنت)

## درویش ابراہیم بن ادھمؒ کی توبہ

حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کے خادم ابراہیم بن بشار کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم بن ادھم سے پوچھا کہ آپ کا شروع سے معاملہ کیا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ میرے والد اہل بلخ میں سے تھے اور خراسان کے بادشاہوں میں سے تھے۔ ہمیں شکار بہت پسند تھا ایک مرتبہ میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا۔ میرا کتا بھی میرے ساتھ تھا۔ اسی دوران ایک خرگوش یا لومڑ مجھے نظر آیا۔ میں نے گھوڑے کو حرکت دی مجھے اپنی پشت سے یہ آواز آئی کہ "تو نہ اس کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور نہ تجھے اس کا حکم دیا گیا ہے۔" میں نے رک کر دائیں بائیں دیکھا مگر کوئی نظر نہ آیا تو میں نے کہا اللہ تعالیٰ (ابلیس) پر لعنت کرے پھر دوبارہ میں نے گھوڑے کو حرکت دی۔ پھر میں نے وہ آواز ذرا تیز سنی "اے ابراہیم تو نہ اس کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور نہ ہی تجھے اس کا حکم دیا گیا ہے تو میں رک گیا اور میں نے کہا تو نے متنبہ کر دیا تو نے متنبہ کر دیا۔ میرے پاس رب العالمین کی طرف سے ڈرانے والا پہنچ گیا۔ واللہ آج کے بعد اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔" پھر میں اپنے گھر لوٹ آیا اور اپنے والد کے ایک چرواہے کے پاس گیا۔ اس سے ایک جبہ اور چادر لی اور اپنے کپڑے اسے دے دیئے۔ پھر عراق کی طرف چل دیا۔ ایک زمین مجھے اٹھاتی اور دوسری زمین مجھے گراتی۔ یونہی گرتے پڑتے میں عراق پہنچ گیا۔ وہاں چند دن محنت مزدوری کی۔ لیکن وہاں حلال روزی دستیاب نہیں ہو سکی تو میں نے وہاں کے مشائخ سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ اگر حلال کمانا چاہتے ہو تو شام چلے جاؤ تو میں شام کی طرف چل دیا اور ایک شہر میں پہنچا جسے "منصورہ" کہتے ہیں۔ یہ مصیصہ تھا میں نے چند دن وہاں مزدوری کی۔ مگر وہاں حلال روزی نہیں ملی۔ میں نے وہاں کے ایک شیخ سے پوچھا تو اس نے مجھے بتایا کہ اگر حلال روزی چاہتے ہو تو پھر طرطوس چلے جاؤ وہاں بہت کام ہے اور اچھا ہے۔ تو میں طرطوس چلا گیا وہاں محنت مزدوری کی، باغوں کی نگرانی کرتا اور کھیتوں کی کٹائی کرتا۔ ایک مرتبہ میں سمندر کے کنارے بیٹھا تھا کہ ایک

آدمی نے مجھے اپنے باغ کی نگرانی کے لئے کرایہ پر لیا۔ میں کافی دن اس کے باغ میں رہا۔ ایک دن اس کا خادم اپنے کچھ ساتھیوں کے ہمراہ باغ میں آیا اور مجلس لگا کر بیٹھ گیا اور پھر مجھے بلا کر کہا کہ ہمارے لئے باغ کا سب سے اچھا میٹھا اور بڑا انار لے کر آؤ۔ میں اس کے پاس ایک بڑا انار لے گیا۔ خادم نے انار لے کر توڑا تو اسے کھٹا پایا۔ تو مجھے کہنے لگا اے ناطور! کتنے ہی عرصے سے تم ہمارے باغ میں ہو اور تمہیں اب تک معلوم نہیں کہ میٹھا انار کیسا ہوتا ہے اور کھٹا کیسا؟

ابراہیم ابن ادھمؒ کہتے ہیں کہ میں نے اسے کہا کہ واللہ! میں نے آج تک تمہارے پھلوں میں سے کچھ بھی نہیں کھایا اور نہ ہی مجھے کھٹے میٹھے کی پہچان ہے۔ تو خادم نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کر کے کہا کہ اس شخص کی بات سن رہے ہو۔ پھر مجھے کہا کہ تو کیا خود کو ابراہیم بن ادھمؒ سمجھتا ہے جو اس حد سے آگے نہیں بڑھتا۔ یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔ دوسرے دن اس نے مسجد میں میرا ذکر کیا تو کچھ لوگ مجھے پہچان گئے تو خادم اپنے ساتھ کچھ سرکردہ لوگوں کو لے کر آیا۔ میں انہیں دیکھ کر درخت کے پیچھے چھپ گیا اور لوگ اندر آ گئے۔ میں ان کو اندر مل گیا وہ اندر داخل ہو رہے تھے اور میں الٹے پاؤں باہر نکل کر بھاگ کھڑا ہوا۔ یہ میرا پہلا واقعہ ہے اور طرطوس سے ریگستانی علاقوں کی طرف نکل آنے کی وجہ ہے۔

عبداللہ بن الفرج کہتے ہیں کہ مجھے ابراہیم بن ادھمؒ نے اپنے نسک کی طرف آنے کی ابتداء بتاتے ہوئے کہا۔

ایک مرتبہ میں ایسی جگہ بیٹھا ہوا تھا کہ راستے کا منظر گھر سے نظر آتا تھا۔ میں نے ایک بوڑھے شخص کو جس نے چادر پہنی ہوئی تھی دیکھا۔ اس دن بہت گرمی تھی وہ بوڑھا شخص میرے محل کے سائے میں آرام کرنے بیٹھ گیا۔ میں نے خادم کو کہا کہ ان بزرگ کے پاس جا کر میرا سلام کہو اور گزارش کرو کہ اندر ہمارے پاس آ جائے۔ اس پر میرا دل آ گیا ہے۔ وہ خادم جا کر اسے بلا لایا اس نے آ کر سلام کیا، میں نے سلام کا جواب دیا اور میں نے اس کے اندر آنے پر خوشی کا اظہار کیا اور اسے اپنے برابر میں بٹھا لیا۔ میں نے اسے کھانا پیش کیا تو اس نے کھانے سے انکار کر دیا۔ پھر میں نے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو۔ اس نے جواب دیا۔ وراء النھر سے۔ میں نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے۔ اس نے کہا حج کرنے کا اور اس دن ذی الحجہ کی پہلی یا دوسری تاریخ تھی۔ میں نے کہا اس وقت کیسے؟ تو اس نے جواب دیا اللہ جو چاہتا ہے کرتا

ہے۔ میں نے کہا میں ساتھ چلوں؟۔ اس نے کہا اگر پسند کرو تو چلو۔ اس کے بعد جب رات ہوئی تو اس نے مجھے کہا چلو۔ میں نے سفر کے مناسب کپڑے پہنے اور وہ میرا ہاتھ پکڑ کر چلا اور ہم بلخ سے نکل گئے۔ حتیٰ کہ ہم ایک بستی سے گزرے تو مجھے وہاں کا ایک کسان ملا۔ میں نے اس سے اپنی بعض ضروریات کی چیزیں مانگیں۔ اس نے ہمیں انڈے اور روٹی دی اور ہمیں کھانے کے لئے کہا۔ ہم نے وہ کھالی، پھر وہ پانی لایا۔ ہم نے پانی پیا۔ پھر اس بوڑھے نے مجھے کہا اللہ کا نام لے کر اٹھ اور میرا ہاتھ پکڑ کر چل۔ ہم چلتے جا رہے تھے اور میں دیکھ رہا تھا کہ زمین ہمارے نیچے سے یوں گذر رہی تھی جیسے وہ کوئی موج ہو۔ ہم ایک کے بعد دوسرے شہر سے گذرتے چلے گئے اور وہ مجھے بتاتا گیا کہ یہ فلاں شہر ہے اور یہ فلاں اور یہ کوفہ ہے۔ پھر کہا تم یہیں ٹھہرو میں رات میں آؤں گا۔ رات کو وہ پھر آیا اور مجھے لے چلا اور راستے بھر جگہوں کے نام بتاتا گیا اور میں نے کہا یہ فیر ہے۔ اس کے بعد کہا یہ مدینہ منورہ ہے اور میں زمین کو موج کی طرح اپنے پاؤں سے گذرتے دیکھ رہا تھا۔ پھر ہم روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آئے۔ زیارت کی پھر وہ مجھ سے جدا ہو گیا اور کہا کہ رات کو نماز کی جگہ ملیں گے وہ مجھے وہاں آ کر ملا پھر مجھے لے کر چلا حتیٰ کہ رات ہی میں ہم مکہ پہنچ گئے وہ مجھ سے پھر جدا ہونے لگا تو میں نے کہا میں ساتھ چلوں گا اس نے کہا میں شام جا رہا ہوں۔ میں نے کہا میں ساتھ چلوں گا اس نے کہا چلو حج کے بعد زمزم کے پاس ملیں گے۔ حج کے بعد وہ مجھے مقررہ جگہ پر مل گیا۔ اس نے میرا ہاتھ پکڑا ہم نے بیت اللہ کا طواف کیا۔ پھر مکہ سے نکل پڑے اس نے پہلے کی طرح کیا۔ ہم بیت المقدس پہنچ گئے۔ جب مسجد میں داخل ہوئے تو اس نے مجھے سلام کیا اور کہا میں فلاں وقت ان شاء اللہ تمہیں ملوں گا۔ مگر میں اس کے بعد اسے نہ دیکھ سکا اور نہ ہی اس کا نام مجھے معلوم ہوا۔ ابراہیم کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں اپنے شہر کمزوروں کی طرح چلتا منزل بہ منزل رکتا ہوا واپس آیا اور بلخ شہر پہنچ گیا۔ یہ میرا پہلے پہل کا واقعہ ہے۔

ابراہیم بن بشار کہتے ہیں کہ ہم بحری سفر پر ابراہیم بن ادھمؒ کے ساتھ تھے۔ دوران سفر بڑی اچھی ہوا چل رہی تھی اور سواریاں بہت تھیں۔ اچانک بڑی سخت وتند ہوا چلی۔ کشتیاں ٹوٹنے لگیں۔ اس وقت ابراہیم عباء میں لپٹے سوئے ہوئے تھے۔ کشتی والے ان کے پاس آئے اور کہا اے بھائی جس مشکل میں ہم پھنسے ہیں تم لیٹے دیکھ رہے ہو اور تمہیں

کوئی پرواہ نہیں۔ ابراہیمؒ بولے آج جیسے دن کے لئے جس نے تیاری نہیں کی ہوگی وہ کامیاب نہیں ہوگا پھر انہوں نے اپنے ہونٹوں کو حرکت دی۔ اچانک پانی کی طرف سے ایک آواز آئی۔ تمہارے درمیان ابراہیم بن ادھمؒ موجود ہے۔ پھر بھی تم ڈر رہے ہو۔ اے ہوا اور اے بے قرار سمندر ٹھہر جاؤ اللہ کے حکم سے۔ سمندر ساکن ہوگیا اور ہوا بھی رک گئی اور سمندر ایسا سپاٹ ہوگیا جیسے کوئی لکڑی کا تختہ ہو۔ (کتاب التوابین)

## حضرت شفیق بلخی کی توبہ

علی بن محمد بن شفیق بلخی کہتے ہیں کہ میرے دادا کے پاس تین سو گاؤں تھے لیکن جب ان کا انتقال ہوا تو کفن دینے کے لئے کفن کا کپڑا تک موجود نہ تھا۔ انہوں نے اپنا سارا مال اپنے سامنے ہی صدقہ کر دیا تھا۔ ایک مرتبہ وہ ترکی تجارت کی غرض سے چلے گئے۔ اس وقت وہ نوجوان تھے جہاں تجارت کرنے گئے اس قوم کا نام "خلوخیہ" تھا اور وہ بتوں کو پوجتی تھی۔ میرے دادا بتوں کے گھر (عبادت خانے) میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ان کا عالم سر اور داڑھی کے بال مونڈے ہوئے سرخ ارغوانی رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے ہے۔ اسے حضرت شفیق نے کہا کہ:

جو کچھ تو کر رہا ہے سب باطل ہے ان سب کا تیرا اور ساری مخلوق کا ایک مالک اور صانع ہے اس کے جیسا کوئی نہیں ہے۔ دنیا و آخرت اسی کے لئے ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے اور ہر مخلوق کا رازق ہے۔ تو بت کدے کے خادم نے انہیں کہا کہ تیرا اپنا فعل تیرے قول کے مطابق نہیں ہے تو حضرت شفیق نے کہا وہ کیسے۔ اس نے کہا تیرا خیال ہے کہ تیرا ایک خالق ہے، جو ہر چیز پر قادر ہے۔ حالانکہ تو خود مشقت برداشت کر کے اتنی دور روزی کمانے آیا ہے۔ اگر ایسی بات ہوتی جو تو نے کہی ہے تو تیرا مالک تجھے وہاں بھی رزق دے سکتا ہے اور تو اتنی مشقت سے بچ جاتا۔

حضرت شفیق کہتے تھے کہ اس ترکی کی یہ بات میرے زہد کا سبب بن گئی۔ چنانچہ انہوں نے اپنا سارا مال صدقہ کر دیا اور علم حاصل کرنے لگے۔

## حضرت مالک بن دینارؒ کی توبہ

حضرت مالک بن دینارؒ سے مروی ہے کہ ان سے ان کی توبہ کا سبب پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ "میں پولیس میں تھا اور بہت شراب پیتا تھا۔ میں نے ایک خوبصورت

باندی خریدی جو میرے لئے بہت اچھی ثابت ہوئی اس سے میرے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی مجھے اس سے بہت محبت ہوگئی جب وہ پیروں پر چلنے لگی تو اس کی محبت میرے دل میں اور بڑھ گئی وہ بھی مجھ سے بہت محبت کرتی تھی۔ جب میں شراب پینے لگتا تو وہ آ کر شراب گرا دیتی تھی جب اس کی عمر دو سال ہوئی تو اس کا انتقال ہوگیا مجھے اس کی موت نے دل کا مریض بنا دیا جب پندرھویں شعبان کی رات تھی اور جمعہ کی رات بھی تھی میں نشے میں چور ہو کر سو گیا اور میں نے عشاء کی نماز بھی اس دن نہیں پڑھی تھی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہوگئی ہے اور صور پھونکا جا چکا ہے قبریں پھٹ رہی ہیں اور حشر قائم ہے اور میں لوگوں کے ساتھ ہوں اچانک میں نے اپنے پیچھے سرسراہٹ محسوس کی میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو ایک بہت بڑا کالا اور زرد رنگ کا اژدھا میرے پیچھے منہ کھولے میری طرف بڑھ رہا ہے تو میں اس سے ڈر کر بھاگا بھاگتے ہوئے میں ایک صاف ستھرے کپڑے پہنے ہوئے ایک بزرگ کے پاس سے گذرا جن کے پاس خوشبو پھیلی ہوئی تھی میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے جواب دیا تو میں نے کہا کہ ''شیخ مجھے اس اژدھے سے بچایئے اللہ آپ کو اپنے ہاں پناہ دے گا وہ بزرگ روتے ہوئے کہنے لگے کہ میں کمزور ہوں اور یہ مجھ سے بہت طاقتور ہے میں اس پر قادر نہیں ہوسکتا لیکن تم جلدی سے بھاگ جاؤ شاید اللہ تعالیٰ کسی کو تم سے ملا دے جو تمہیں اس سے بچالے تو میں سیدھا بھاگنے لگا تو میں وہاں قیامت کے مناظر دیکھنے لگا ایک اونچائی پر چڑھا تو وہاں زبردست آگ تھی میں نے اس کی ہولناکی کو دیکھا اور میں نے چاہا کہ اژدھے سے بچنے کے لئے میں آگ میں کود جاؤں۔ مگر کسی نے چیخ کر کہا کہ لوٹ آ، تو اس آگ کا اہل نہیں ہے تو میں مطمئن ہو کر واپس آ گیا اور اژدھا میری تلاش میں تھا میں اسی بزرگ کے پاس آیا اور انہیں کہا کہ شیخ میں نے تم سے پناہ مانگی تھی لیکن آپ نے نہیں دی۔ وہ بزرگ پھر معذرت کر کے کہنے لگے کہ میں کمزور آدمی ہوں لیکن اس پہاڑ پر چڑھ جاؤ وہاں پر مسلمانوں کی امانتیں ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ تیری بھی کوئی امانت وہاں ہو جو تیری مدد کر سکے تو میں اس پہاڑ پر چڑھا جو چاندی سے بنا تھا اس میں جگہ جگہ سوراخ تھے اور غاروں پر پردے پڑے ہوئے تھے اور یہ غار سرخ سونے سے بنے تھے اور جگہ جگہ ان میں یاقوت اور جواہرات جڑے ہوئے تھے اور سب طاقچوں پر ریشم کے پردے پڑے

ہوئے تھے جب میں اژدھے سے ڈر کر پہاڑ کی طرف بھاگا تو کسی فرشتے نے چیخ کر کہا پردے ہٹا دو طاقچے کھول دو، تو پردے اٹھ گئے اور طاق کھول دیئے گئے پھر ان طاقچوں سے چاندی کی رنگت جیسے چہروں والے بچے نکل آئے اور اژدھا بھی میرے قریب ہو گیا اب میں بڑا ہی پریشان ہوا تو کسی بچے نے چیخ کر کہا تمہارا ستیاناس! دیکھ نہیں رہے ہو کہ دشمن اس سے کتنا قریب آچکا ہے چلو سب باہر آؤ پھر بچے فوج در فوج نکلنا شروع ہو گئے پھر میں نے دیکھا کہ میری وہ بچی جو مر چکی تھی وہ بھی نکلی اور مجھے دیکھتے ہی رو کر کہنے لگی واللہ! میرے والد! پھر وہ تیر کی طرح کود کر ایک نور کے ہالے میں گئی اور میرے سامنے نمودار ہو گئی اور اپنا بایاں ہاتھ میرے دائیں ہاتھ کی طرف بڑھا کر اسے پکڑ کر کھڑی ہوئی اور دایاں ہاتھ اژدھے کی طرف بڑھایا تو وہ الٹے پاؤں بھاگ گیا۔

پھر اس نے مجھے بٹھایا اور میری گود میں آبیٹھی اور اپنا سیدھا ہاتھ میری داڑھی میں پھیرتے ہوئے کہنے لگی ابا جان "کیا اب بھی وہ وقت نہیں آیا کہ لوگوں کے دل اللہ کے ذکر کے لئے جھک جائیں" اور رونے لگی، تو میں نے کہا کہ میری بچی۔ کیا تمہیں قرآن معلوم ہے۔ اس نے کہا کہ ہاں ہم لوگ تم سے زیادہ جانتے ہیں۔ تو میں نے پوچھا کہ پھر اس اژدھے کے بارے میں بتاؤ جو مجھے ہلاک کرنا چاہتا تھا۔ اس نے کہا کہ وہ آپ کے برے اعمال تھے جنہیں خود آپ نے طاقتور بنایا تھا۔ میں نے پوچھا کہ وہ بزرگ کون تھے۔ اس نے بتایا کہ وہ آپ کے اچھے اعمال تھے جنہیں آپ نے اتنا کمزور کر دیا تھا کہ وہ آپ کے برے اعمال کو دفع نہ کر سکے۔ میں نے پوچھا کہ میری بچی! تم لوگ اس پہاڑ میں کیا کرتے ہو! اس نے کہا کہ ہم مسلمانوں کے معصوم بچے اسی میں رہتے ہیں اور قیامت ہونے تک رہیں گے ہم منتظر ہیں کہ تم کب ہمارے پاس آؤ اور ہم تمہاری شفاعت کریں۔

مالک بن دینار کہتے ہیں کہ میں خوفزدہ حالت میں بیدار ہوا اور میں نے شراب پھینک دی اس کے برتن توڑ دیئے اور اللہ سے توبہ کر لی یہ میری توبہ کا سبب بنا۔

## فضیل بن عیاض تمیمی کی توبہ

علی بن خشرم کہتے ہیں کہ مجھے فضیل بن عیاض کے ایک پڑوسی نے بتایا کہ فضیل ڈاکو تھے اور اکیلے رہزنی کرتے تھے ایک رات وہ لوٹ مار کرنے نکلے تو ایک قافلہ تک پہنچے جو

ابھی رات ہی کو پہنچا تھا تو ایک آدمی نے دوسرے کو کہا کہ اس بستی سے دور رہ کر چلو۔ یہاں ایک فضیل نامی شخص ہے جو اکیلا لوٹ مار کر لیتا ہے'' یہ بات سن کر فضیل پر کپکپی طاری ہوگئی انہوں نے کہا کہ لوگو! میں فضیل ہوں آرام سے جاؤ، واللہ! اب میں ہر ممکن کوشش کروں گا کہ اب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کروں تو انہوں نے ڈاکہ زنی سے توبہ کر لی۔

ایک روایت میں اس طرح ہے کہ انہوں نے قافلے والوں کو کہا کہ تم فضیل کے شر سے امن میں ہو اور ان لوگوں کے لئے کھانے پینے کا انتظام کرنے لگے اسی دوران کسی کو یہ آیت پڑھتے سنا'' کیا اب تک وہ وقت نہیں آیا کہ لوگوں کے دل اللہ کے ذکر کے لئے جھک جائیں'' (حدید:۱۶) یہ سنتے ہی انہوں نے کہا کیوں نہیں وہ وقت آ پہنچا ہے۔ تو یہی ان کی توبہ کی ابتداء ہے۔

ابراہیم بن اشعث کہتے ہیں کہ میں نے حضرت فضیل کو ایک رات یہ آیت تلاوت کرتے سنا'' اور ہم ضرور تمہیں آزمائیں گے حتیٰ کہ جان لیں تم میں سے مجاہدین اور صابرین کو'' (محمد:۳۱) اور روتے'' اے اللہ تو ہمارے واقعات جانچے گا! اگر جانچے گا تو ہماری رسوائی ہوگی اور عیوب پوشیدہ کھل جائیں گے۔ اگر تو ہمارے واقعات جانچے گا تو ہمیں ہلاک کرے گا اور عذاب دے گا۔

اور میں نے انہیں یہ کہتے ہوئے بھی سنا'' کہ تو لوگوں کے لئے مزین ہوتا ہے ان کے لئے اعمال کرتا ہے اور تیاری کرتا ہے اور تو ریاکاری کرتا ہے حتیٰ کہ وہ تجھے پہچان کر کہیں کہ'' یہ نیک آدمی ہے'' اور تیری ضروریات کو پورا کریں۔ اور تیری مجلس میں آیا جایا کریں تیری تعظیم کریں'' یہ تو تیری ناکامی ہے اگر یہ تیری صحیح حالت ہے تو بری حالت کیسی ہوگی۔

اور میں نے انہیں یہ کہتے ہوئے بھی سنا'' اگر تجھ کو اس بات کی قدرت ہو کہ معروف نہ ہو تو ایسا ضرور کر اور تجھے معروف ہونا ضروری بھی نہیں، اگر تیری تعریف نہ کی جائے تو تجھے کیا کمی ہو جائیگی اور اگر تو لوگوں کے نزدیک مذموم اور اللہ کے نزدیک محمود ہو تو پھر تیرا کیا بگڑتا ہے۔

یعقوب بن یوسف کہتے ہیں کہ جب فضیل بن عیاض کو یہ معلوم ہوتا کہ ان کا بیٹا ان کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے تو وہ عام آیات تلاوت کرتے اور خوف اور غم کی آیات نہ پڑھتے اور بڑی آہ وزاری کرتے ایک مرتبہ انہوں نے سمجھا کہ وہ ان کے پیچھے نہیں ہے اور یہ آیت پڑھی'' اے اللہ ہم پر ہماری بدبختی غالب آ گئی اور ہم گمراہ ہو گئے'' (المؤمنین

:۱۰۶) یہ آیت سن کران کا بیٹا بے ہوش ہو کر گر گیا جب حضرت فضیل کو اس کے پیچھے ہونے اور بے ہوش ہو کر گرنے کا معلوم ہوا تو انہوں نے تلاوت مختصر کر دی۔ کسی نے جا کر لڑکے کی ماں کو خبر کر دی، اس نے آ کر اس پر پانی چھڑکا جب اسے ہوش آیا تو لڑکے کی والدہ نے حضرت فضیل کو کہا، آپ اس لڑکے کو مار دیں گے۔'' ایک مرتبہ پھر ایسا ہی ہوا اور فضیل نے یہ آیت تلاوت کی ''اور اللہ کے ہاں انہیں وہ کچھ سامنے آیا جو وہ گمان بھی نہ رکھتے تھے '' (الزمر آیت نمبر ۴۷) یہ بے ہوش ہو کر گرا اور جان نکل گئی حضرت فضیلؒ نے قرأت ہلکی کر دی لڑکے کی ماں آئی اس نے ہوش دلانے کی کوشش کی تو وہ لڑکا انتقال کر چکا تھا۔

## بشر بن حارث صوفی کی توبہ

محمد بن دینوری کہتے ہیں کہ میں نے بشر بن حارث کو یہ کہتے ہوئے سنا (ان سے پوچھا گیا تھا کہ تمہاری توبہ کا واقعہ کیا ہے۔) تو انہوں نے بتایا کہ یہ سب اللہ کے فضل وکرم سے ہوا میں تمہیں کیا بتاؤں۔ میں ایک بہت چالاک اور جھتے والا انسان تھا ایک دن میں کہیں جا رہا تھا کہ مجھے ایک کاغذ راستے میں پڑا ملا اسے میں نے اٹھایا تو اس میں بسم اللہ لکھی ہوئی تھی میں نے اسے صاف کر کے جیب میں ڈال لیا میرے پاس ایک درہم کے سوا اور پیسے بھی نہیں تھے میں نے ایک مہنگی خوشبو لے کر اس کو اس کاغذ میں مسل دیا۔ رات کو جب میں سویا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے۔

''اے بشر بن حارث تو نے ہمارا نام راستے سے اٹھا کر اسے خوشبو میں بسایا ہے ہم بھی تیرا نام دنیا وآخرت میں مہکا دیں گے۔'' پھر ایسا ہی ہوا۔

مروی ہے کہ ایک مرتبہ بشر اپنے غفلت کے زمانے میں گھر میں دوستوں کے ساتھ بیٹھے شراب کے مشغل میں مصروف تھے کہ وہاں سے ایک نیک شخص گذرا اس نے دروازہ بجایا باندی باہر نکلی تو اس نے پوچھا کہ ''اس گھر کا مالک آزاد ہے یا غلام۔ اس نے کہا کہ آزاد انسان ہے۔'' تو صالح شخص نے کہا ہاں تو سچ کہتی ہے کیونکہ اگر یہ غلام ہوتا تو اللہ کی عبودیت اختیار کرتا اور لہو طرب کو چھوڑ دیتا۔ بشر نے ان کی یہ باتیں سن لیں اور ننگے سر ننگے پاؤں دروازے پر دوڑتے آئے تو وہ شخص جا چکا تھا۔ انہوں نے باندی کو کہا ''تراستیاناس! یہ کون شخص تھا جو دروازے پر تجھ سے باتیں کر رہا تھا اس نے ساری بات انہیں بتا دی۔ بشر نے پوچھا ''وہ کس طرف گیا ہے۔ اس

نے سمت بتائی تو بشر اس کے پیچھے دوڑے اور اسے جا لیا اور کہا کہ اے میرے آقا" کیا آپ ہی میرے دروازے پر میری باندی سے بات کر رہے تھے۔ انہوں نے جواب ہاں یہ سن کر بشر مٹی میں اپنے گال رگڑنے لگے اور کہتے جاتے "نہیں تو غلام ہے، غلام ہے" پھر یہ ننگے سر اور ننگے پاؤں گھومتے رہتے حتیٰ کہ اسی سے معروف ہوگئے۔ کسی نے پوچھا کہ آپ پاؤں میں چپل کیوں نہیں پہنتے۔ انہوں نے جواب دیا میرا آقا مجھ سے صلح نہیں کرے گا مگر صرف جب میں ننگے پاؤں ہوں گا، میں اب مرتے دم تک ننگے پاؤں ہی رہوں گا۔

## حضرت ذوالنون مصریؒ کی توبہ

یوسف بن حسین کہتے ہیں کہ:۔ جب ذوالنون مصریؒ سے میری جان پہچان ہوئی تو میں نے ان سے پوچھا کہ شیخ آپکی اس حالت کی ابتداء کیسے ہوئی۔ انہوں نے بتایا کہ میں ایک کھلنڈرا نوجوان تھا پھر میں نے توبہ کی اور سب چھوڑ چھاڑ کر حج کرنے چلا گیا میرے پاس تھوڑا بہت سامان تجارت تھا حج کے بعد مصری تاجروں کے ایک قافلے میں شامل ہوگیا ہمارے ساتھ ایک نوجوان بھی شریک سفر ہوا جو نہایت خوبصورت تھا گویا اس کا چہرہ چمکتا تھا، دوران سفر قافلے کے امیر کی رقم کی تھیلی گم ہوگئی اس نے قافلے کو رکوادیا اور سب لوگوں کی تلاشی لینا شروع کردی جب وہ اس نوجوان تک پہنچے کہ اس کی تلاشی لیں یہ نوجوان چھلانگ لگا کر دریا کی موجوں میں جا بیٹھا اور ایک موج اس کے سامنے دیوار کی طرح کھڑی ہوگئی۔ اس نوجوان نے کہنا شروع کیا کہ اے میرے آقا! ان لوگوں نے مجھ پر تہمت لگائی ہے میرے دل کے محبوب! میں تجھے قسم دلاتا ہوں کہ تو یہاں دریا کے سب جانوروں کو حکم دے کہ وہ اپنے سر باہر نکالیں اور ان کے منہ میں ہیرا ہو۔

حضرت ذوالنون کہتے ہیں کہ اس کی بات ابھی ختم نہ ہونے پائی تھی کہ ہم نے دریائی جانوروں کو سر نکالے دیکھا ہر ایک کے منہ میں ایک موتی تھا وہ جگ مگ کر رہا تھا پھر وہ نوجوان اچھل کر کھڑا ہوا اور پانی پر چلتے ہوئے یہ آیت پڑھنے لگا "ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں" (سورہ فاتحہ)

مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد یاد آیا کہ "میری امت میں ہمیشہ تیس آدمی باقی رہیں گے جن کے دل اللہ کے خلیل ابراہیم کے دل کی طرز پر ہوں گے جب ان میں سے کوئی مر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ کسی اور کو لے آتے ہیں۔"

# بغداد کے مشہور ڈاکو کی دلچسپ توبہ کا واقعہ

چوتھی صدی ہجری میں بغداد دنیا کا سب سے بڑا شہر اور انسانی تمدن کا سب سے بڑا مرکز تھا۔ اس لئے ضروری تھا کہ انسانی آبادی تمدن کے یہ تمام لازمی نتائج موجود ہوتے، گندگی میں مکھیاں اور دلدل میں مچھر اس تیزی سے پیدا نہیں ہوتے ہیں جس تیزی سے شہروں کی آب و ہوا جرم اور مجرموں کو پیدا کرتی ہے۔ بغداد کے قید خانے مجرموں سے بھرے ہوئے تھے۔ مگر پھر بھی اس کی آبادی میں مجرموں کی کمی نہ تھی۔

بغداد میں جس طرح آج کل حضرت شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی بزرگی کی شہرت ہے اسی طرح ابن ساباط کی چوری وعیاری بھی مشہور ہے، پہلی شہرت نیکی کی ہے دوسری بدی کی۔ دنیا میں بدی نیکی کی طرح اس کی شہرت کا بھی مقابلہ کرنا چاہتی ہے، اگرچہ کرنہیں سکتی دس برس سے ابن ساباط مدائن کے قید خانے میں ہے۔ اس کے خوفناک حملوں سے لوگ محفوظ ہو گئے ہیں تاہم اس کی عیاریوں اور بے باکیوں کے افسانے لوگ بھولے نہیں وہ جب کبھی دلیرانہ چوری کا حال سنتے ہیں تو کہنے لگتے ہیں یہ دوسرا ابن ساباط ہے اس دس برس کے اندر کتنے ہی نئے ابن ساباط پیدا ہو گئے ہیں مگر پرانے ابن ساباط کا کوئی مقابلہ نہ کر سکا بغداد والوں کی بول چال میں وہ جرائم کا شیطان اور برائیوں کا عفریت تھا۔

ابن ساباط کے خاندانی حالات عوام کو بہت کم معلوم ہیں۔ جب وہ پہلی مرتبہ سوق النجارین میں چوری کرتا ہوا گرفتار ہوا تو کوتوالی میں اس کے حالات کی تفتیش کی تو معلوم ہوا، یہ بغداد کا باشندہ نہیں ہے اس کے ماں باپ ڈس سے ایک قافلے کے ساتھ آرہے تھے۔ راہ میں بیمار پڑ گئے اور مر گئے قافلہ والوں کو رحم آیا اور اپنے ساتھ بغداد پہنچا دیا۔ یہ اب سے دو برس بیشتر کی بات ہے۔ یہ دو برس اس نے کہاں وہ کیونکر بسر کئے اس کا حال کچھ معلوم نہ ہوسکا گرفتاری کے وقت اس کی عمر پندرہ برس کی تھی کوتوالی کے چبوترے پر لٹا کر اسے تازیانے مارے گئے اور چھوڑ دیا گیا۔

پہلی سزا نے اس کی طبیعت پر کچھ عجیب طرح اثر ڈالا اور وہ اب تک ڈرا سہما کمسن لڑکا تھا۔ اب اچانک ایک دلیر بے باک مجرم کی روح اس کے اندر پیدا ہو گئی گویا اس کی تمام شقاوتیں اپنے ظہور کے لئے تازیانے کی ضرب کی منتظر تھیں۔ مجرمانہ اعمال کے تمام بھید اور بدیوں، گناہوں کے تمام مخفی طریقے جو کبھی اس کے وہم وگمان میں بھی نہیں گزرے تھے۔ اب اس طرح اس پر کھل گئے گویا ایک تجربہ کار اور مشتاق مجرم کا دماغ اس کے سر میں اتار دیا گیا تھوڑے ہی دنوں کے اندر وہ ایک پکا عیار اور چھٹا ہوا جرائم پیشہ انسان تھا۔

اب چھوٹی چھوٹی چوریاں نہیں کرتا تھا، پہلی مرتبہ جب اس نے چوری کی تھی تو دو دن کی بھوک اسے نان بائی کی دکان پر لے گئی تھی لیکن اب وہ بھوک سے بے بس ہو کر نہیں بلکہ جرم کے ذوق سے وارفتہ ہو کر چوری کرتا تھا۔ اس لئے اس کی نگاہیں نان بائی کی روٹیوں پر نہیں بلکہ صرافوں کی تھیلیوں اور سوداگروں کے ذخیروں پر پڑتی تھیں۔ دن ہو یا رات، بازار کی منڈی ہو یا امیر کا ایوان خانہ ہر وقت ہر جگہ اس کی کارستانیاں جاری تھیں۔ اس کے اندر ایک فاتح کا جوش تھا۔ سپہ سالار کا سا عزم تھا، سپاہی کی مردانگی تھی، مدبر کی سی دانشمندی تھی لیکن دنیا نے اس کے لئے یہی پسند کیا کہ وہ بغداد کے بازاروں کا چور ہو۔ اس کے لئے اس کی فطرت کے تمام جواہر اسی میں نمایاں ہونے لگے۔ افسوس فطرت کس فیاضی سے بخشتی ہے۔ اور انسان کس بے دردی سے برباد کرتا ہے ابن ساباط کے ہاتھ کا کٹنا، کٹنا نہ تھا بلکہ سینکڑوں ہاتھوں کو اس کے شانوں سے جوڑ دینا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے سارے شیطان اور عفریت اس واقعہ کے انتظار میں تھے جونہی اس کا ہاتھ کٹا انہوں نے اپنے سینکڑوں ہاتھ اس کے حوالے کر دیئے اب اس نے عراق کے تمام چور اور عیار اکٹھے کر کے اپنا اچھا خاصا جتھا بنا لیا اور فوجی سامان کے ساتھ لوٹ مار شروع کر دی، تھوڑے ہی عرصے کے اندر اس کے دلیرانہ حملوں نے تمام عراق میں تہلکہ مچا دیا۔

وہ قافلوں پر حملہ کرتا۔ دیہاتوں میں ڈاکے ڈالتا۔ محل سراؤں میں نقب لگاتا، سرکاری خزانے لوٹ لیتا اور پھر یہ سب کچھ اس ہوشیاری اور مردانگی سے کرتا کہ اس پر اور اس کے ساتھیوں پر کوئی آنچ نہ آتی۔ ہر موقع پر صاف بچ کر نکل جاتا۔ لوگ جب اس کے مجرمانہ کارنامے سنتے تو دہشت وحیرت سے مبہوت رہ جاتے، یہ ڈاکو نہیں ہے، جرم کی خبیث روح

ہے۔ وہ انسان کو لوٹ لیتی ہے مگر انسان اسے چھو نہیں سکتا یہ بغداد والوں کا متفقہ فیصلہ تھا۔
مگر ظاہر ہے یہ حالت کب تک جاری رہ سکتی تھی۔ آخر وقت آ گیا کہ ابن ساباط تیسری مرتبہ قانون کے پنجے میں گرفتار ہو جائے ایک موقع پر جب اس نے اپنے تمام ساتھیوں کو بحفاظت نکال دیا تھا اور خود بھاگ نکلنے کی تیاری کر رہا تھا۔ حکومت کے سپاہی پہنچ گئے اور گرفتار کرلیا اس مرتبہ وہ ایک رہزن اور ڈاکو کی حیثیت سے گرفتار ہوا تھا اسکی سزا قتل تھی۔ ابن ساباط نے جب دیکھا کہ جلاد کی تلوار سر پر چمک رہی ہے تو اس کے مجرمانہ خصائل نے اچانک دوسرا رنگ اختیار کیا وہ تیار ہو گیا کہ قتل کی سزا نہ دی جائے تو وہ اپنے جتھے کے تمام چور گرفتار کرا دے گا۔ عدالت نے منظور کرلیا۔ اس طرح ابن ساباط خود تو قتل سے بچ گیا لیکن اس کے سو سے زیادہ ساتھی اس کی نشان دہی پر موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ سو چوروں میں ایک بھی ایسا نہ تھا۔ جس نے قتل ہونے سے پہلے ابن ساباط پر لعنت نہ بھیجی ہو بدعہدی ایک ایسی برائی ہے جسے برے بھی سب سے بڑی برائی سمجھتے ہیں۔ ابن ساباط نے اپنے طرز عمل سے ثابت کر دیا تھا کہ وہ جرم سے بڑھ کر برائی کا کوئی ایک درجہ رکھتا ہے۔

بہر حال ابن ساباط مدائن کے قید خانہ میں زندگی کے دن پورے کر رہا ہے اس کی آخری گرفتاری پر دس برس گزر چکے ہیں۔ دس برس کا زمانہ اس کے لئے کم مدت نہیں ہے۔ کہ ایک مجرم کی سیاہ کاری بھلا دی جائے لیکن ابن ساباط جیسے مجرم کے کارنامے مدتوں تک نہیں بھلائے جا سکتے دس برس گزرنے پر بھی اس کے دلیرانہ جرائم کا تذکرہ بچے بچے کی زبان پر ہے۔ لوگوں کو یہ بات بھولے سے بھی یاد نہیں آتی کہ ابن ساباط ہے کہاں اور کس حالت میں کیونکہ یہ معلوم کرنے کی ضرورت ہے بھی نہیں۔ البتہ وہ اس کے دلیرانہ کارنامے بھولنا نہیں چاہتے کیونکہ اس تذکرہ میں ان کے لئے لطف اور دلچسپی ہے انہیں ابن ساباط کی نہیں اپنی دلچسپیوں کی فکر ہے۔ انسان کی بے مہریوں کی طرح اس کی دلچسپیوں کا بھی کیسا عجیب حال ہے۔ عجیب عجیب اور غیر معمولی باتیں دیکھ کر خوش ہوتا ہے لیکن اس کی پرواہ نہیں کرتا کہ اس کی دلچسپی کا یہ تماشا کیسی کیسی مصیبتوں اور شقاوتوں کی پیدائش کے بعد ظہور میں آتا ہے۔ اگر ایک چور دلیری کے ساتھ چوری کرتا ہے تو یہ اس کے لئے بڑی دلچسپی کا واقعہ ہے وہ اس کی صورت دیکھنے کے لئے بے قرار ہو جاتا ہے وہ گھنٹوں اس پر رائے زنی کرتا

ہے وہ تمام اخبار خرید لیتا ہے۔ جس میں اس کی تصویر چھپی ہوتی ہے۔ یا اس کا تذکرہ کیا گیا ہو۔ لیکن اس واقعہ میں چور کے لئے کیسی شقاوت ہے اور جس مسکین کا مال چوری کیا گیا اس کے لئے کیسی مصیبت ہے اس کے سوچنے کی وہ کبھی زحمت گوارا نہیں کرتا۔

اگر ایک مکان میں آگ لگ جائے تو انسان کے لئے بڑا ہی دلچسپ نظارہ ہوتا ہے۔ سارا شہر امنڈ آتا ہے جس کو دیکھئے تو بے تحاشا دوڑا جاتا ہے۔ لوگ اس نظارہ کے شوق میں اپنا کھانا پینا تک چھوڑ دیتے ہیں اگر انسانوں کے چند جھلسے ہوئے چہرے آگ کے شعلوں کے اندر نمودار ہو جائیں اور ان کی چیخیں اتنی بلند ہوں کہ دیکھنے والوں کے کانوں تک پہنچ سکیں۔ تو پھر اس نظارہ کی دلچسپی انتہائی حد تک پہنچ جاتی ہے تماشائی جوش نظارہ میں مجنوں ہو کر ایک دوسرے پر گرنے لگتے ہیں لیکن انسانی دلچسپی کے اس جہنمی منظر میں اس مکان اور اس کے مکینوں کے لئے کیسی ہلاکت اور تباہی ہے اور جان و مال کی کیسی المناک بربادیوں کے بعد آگ اور موت کی یہ ہولناک دلچسپی وجود میں آسکتی ہے۔ اس بات کے سوچنے کی نہ لوگوں کو فرصت ملتی ہے اور نہ وہ سوچنا چاہتے ہیں۔

اگر انسان کی ابنائے جنس میں سے ایک بدبخت مخلوق کو سولی کے تخت پر لٹا دیا جائے تو یہ ان تمام نظاروں میں سے جن کے دیکھنے کا انسان شائق ہوسکتا ہے۔ سب سے زیادہ دلچسپ نظارہ ہوتا ہے اتنا دلچسپ نظارہ کہ گھنٹوں کھڑے رہ کر لٹکی ہوئی نعش دیکھتا ہے مگر اس کی سیری نہیں ہوتی لوگ درختوں پر چڑھ جاتے ہیں ایک دوسرے پر گرنے لگتے ہیں۔ صفیں چیر چیر کر نکل جانا چاہتے ہیں اس لئے کہ اپنے ابنائے جنس کی جانکنی میں تڑپنے اور پھر ہوا میں معلق دیکھ لینے کی لذت حاصل کر لیں لیکن جس انسان کے پھانسی پانے سے انسانی نظارہ کا یہ سب سے دلکش تماشا وجود میں آیا خود اس پر کیا گزری اور کیوں وہ اس منحوس اور شرمناک موت کا مستحق ٹھہرا۔ سینکڑوں، ہزاروں تماشائیوں میں سے ایک کا ذہن بھی اس غیر ضروری اور غیر دلچسپ پہلو کی طرف نہیں جاتا۔ گرمیوں کا موسم ہے، آدھی رات گزر چکی ہے، مہینہ کی آخری راتیں ہیں۔ بغداد کے آسمان پر ستاروں کی مجلس شبینہ آراستہ ہے مگر چاند کے برآمد ہونے میں ابھی دیر ہے لیکن دجلہ کے پار کرخ کی تمام آبادی نیند کی خاموشی اور رات کی تاریکی میں گم ہے۔ اچانک تاریکی میں ایک متحرک تاریکی نمایاں ہوئی۔ سیاہ لبادے میں لپٹا ہوا آدمی خاموشی اور آہستگی کے ساتھ جا رہا ہے وہ ایک گلی سے دوسری گلی اور دوسری

گلی سے مڑ کر تیسری گلی میں پہنچا ایک مکان کے سائبان کے نیچے کھڑا ہو گیا اب اس نے لمبی سانس لی گویا یہ مدت کی بند سانس تھی۔ جسے اب آزادی سے ابھرنے کی مہلت ملی ہے۔ پھر اس نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی یقیناً تین پہر رات گزر چکی ہے۔ وہ اپنے دل میں کہنے لگا مگر کیا بدنصیبی ہے جس طرف گیا ناکامی ہوئی کیا پوری رات اسی طرح گزر جائے گی۔

یہ خوفناک شخص ابن ساباط ہے جو دس برس کی طویل زندگی قید خانے میں گزارنے کے بعد اب کسی طرح نکل بھاگا ہے اور نکلنے کے ساتھ اپنا قدیم پیشہ از سرنو شروع کر رہا ہے۔ یہ اس کی نئی مجرمانہ زندگی کی پہلی رات ہے۔ اس لئے وقت کے بے نتیجہ ضائع ہو جانے پر اس کا بے صبر دل پیچ تاب کھا رہا ہے۔

اس نے ہر طرف کی آہٹ لی۔ زمین سے کان لگا کر دور دور کی صداؤں کا جائزہ لیا اور مطمئن ہو کر آگے بڑھا کچھ دور چل کر اس نے دیکھا کہ ایک احاطہ کی دیوار دور تک چلی گئی ہے اور وسط میں ایک بڑا پھاٹک ہے۔ کرخ کے اس علاقہ میں زیادہ تر امراء کے باغ تھے یا سوداگروں کے گودام تھے۔ اس نے خیال کیا کہ یہ احاطہ یا تو کسی امیر کا باغ ہے یا کسی سوداگر کا گودام۔ وہ پھاٹک کے پاس پہنچ کر رک گیا اور سوچنے لگا۔ اندر کیوں کر جائے اس نے آہستگی کے ساتھ دروازہ پر ہاتھ رکھا لیکن اسے نہایت تعجب ہوا کہ وہ اندر سے بند نہیں تھا صرف بھڑا ہوا تھا۔ ایک سیکنڈ کے اندر ابن ساباط کے قدم اندر پہنچ گئے۔ اس نے دہلیز سے قدم آگے بڑھایا تو ایک وسیع احاطہ نظر آیا اس کے مختلف گوشوں میں چھوٹے چھوٹے حجرے بنے ہوئے تھے اور وسط میں نسبتاً ایک بڑی عمارت تھی۔ وہ درمیانی عمارت کی طرف بڑھا عجیب بات ہے کہ اس کا دروازہ بھی اندر سے بند نہ تھا۔ چھوتے ہی اندر سے کھل گیا۔ گویا وہ کسی کی آمد کا منتظر ہے یہ ایک بے باکی ہے جو صرف مشاق مجرموں ہی کے قدم میں ہو سکتی ہے اندر چلا گیا اندر جا کر دیکھا تو ایک وسیع ایوان ہے۔ صرف ایک کھجور کے پتوں کی چٹائی بچھی ہوئی تھی۔ اور ایک طرف چمڑے کا تکیہ پڑا ہوا تھا البتہ ایک طرف پشمینہ کے موٹے کپڑوں کے بہت سے تھان اس طرح بے ترتیب پڑے تھے گویا کسی نے جلدی میں پھینک دیئے ہوں اور ان کے قریب ہی بھیڑ کی کھال کی چند ٹوپیاں بھی پڑی تھیں اس نے مکان کے موجودات کا یہ پورا جائزہ کچھ ہی دیر میں اپنی اندھیرے میں دیکھ لینے والی آنکھوں سے لے لیا تھا۔ یہ بغداد والوں کی بول چال میں ایک

ہاتھ کا شیطان تھا۔ جواب پھر قید و بند کی زنجیریں توڑ کر آزاد ہو گیا تھا۔

دس برس کی قید کے بعد آج ابن ساباط کو پہلی مرتبہ موقع ملا تھا کہ اپنے دل پسند کام کی جستجو میں آزادی کے ساتھ نکلے جب اس نے دیکھا کہ اس مکان میں کامیابی کے آثار نظر نہیں آتے اور یہ پہلا قدم بے کار ثابت ہوگا تو اس کے تیزی اور بے لگام جذبات سخت مشتعل ہو گئے۔ وہ دل ہی دل میں اس مکان والوں کو گولیاں دینے لگا۔ جو اپنے مکان میں رکھنے کے لئے قیمتی اشیاء فراہم نہ کر سکے۔

ایک مفلس کا افلاس خود اس کے لئے اس قدر دردانگیز نہیں ہوتا۔ جس قدر اس چور کے لئے جو رات کے پچھلے پہر مال و دولت کی تلاش کرتا ہوا پہنچا ہے اس میں شک نہیں کہ پشمینہ کے بہت سے تھان یہاں موجود تھے اور وہ کتنے ہی موٹے اور ادنی قسم کیوں نہ ہوں مگر پھر بھی اپنی قیمت رکھتے تھے۔ لیکن مشکل یہ تھی کہ ابن ساباط تنہا تھا۔ اور صرف تنہا ہی نہیں تھا بلکہ دو ہاتھوں کی جگہ ایک ہاتھ رکھتا تھا وہ ہزار ہمت کرتا، اتنا بڑا بوجھ سنبھالے نہ سنبھل سکتا تھا۔ اور وہ تھانوں کی موجودگی پر معترض نہ تھا ان کے وزن کی گرانی اور اپنی مجبوری پر متاسف تھا۔ اتنی وزنی چیز چرا کر لے جانا آسان کام نہ تھا۔

ایک ہزار لعنت کرخ اور اس کے باشندوں پر اور وہ اندر ہی اندر بڑبڑانے لگا، نہیں معلوم یہ کون احمق ہے۔ جس نے یہ ملعون تھان جمع کر رکھے ہیں غالباً کوئی تاجر ہے لیکن یہ عجیب طرح کا تاجر ہے، جسے بغداد میں تجارت کرنے کے لئے اور کوئی چیز نہیں ملی۔ اتنا بڑا مکان بنا کر اس میں گدھوں اور خچروں کی جھول بنانے کا سامان جمع کر رکھا ہے۔ اس نے اپنے ایک ہی ہاتھ سے ایک تھان کو ٹٹول کر پیائش کی بھلا یہ ملعون بوجھ کس طرح اٹھایا جا سکتا ہے ایک تھان کے اٹھانے کے لئے گن کر دس گدھے ساتھ لانے چاہئیں۔

لیکن بہرحال کچھ نہ کچھ کرنا تو ضروری تھا رات جاری تھی اور اب وقت نہ تھا کہ دوسری جگہ تاکی جائے اس نے جلدی سے ایک تھان کھولا اور اسے فرش پر بچھا دیا پھر کوشش کی کہ زیادہ سے زیادہ جو تھان اٹھائے جا سکتے ہوں اٹھائے، مشکل یہ تھی کہ مال کم قیمت مگر بہت وزنی تھا کم لیتا ہے تو بے کار ہے زیادہ لیتا ہے تو لے جا نہیں سکتا۔ عجیب طرح کی کشمکش میں گرفتار تھا بہرحال کسی نہ کسی طرح یہ مسئلہ طے ہوا۔ لیکن اب دوسری مشکل یہ پیش آئی کہ کپڑا

بے حد موٹا تھا۔ اسے مروڑ دے کر گرہ لگانا آسان نہ تھا۔

دونوں ہاتھوں سے بھی یہ کام مشکل تھا۔ چہ جائیکہ ایک ہاتھ سے بلاشبہ اس کے پاس ہاتھ کی طرح پاؤں ایک نہ تھا دو تھے۔ لیکن وہ بھاگنے میں مدد دے سکتے تھے۔ اس نے بہت سی تجویزیں سوچیں طرح طرح کے تجربے کئے۔ دانتوں سے کام لیا کٹی کہنی سے سرا دبایا لیکن کسی طرح بھی گٹھڑی کی گرہ نہ لگ سکی۔ وقت کی مصیبتوں میں تاریکی کی شدت نے اور زیادہ اضافہ کر دیا تھا اندرونی جذبات کے ہیجان اور بیرونی فعل کی بے سود محنت نے ابن ساباط کو بہت جلد تھکا دیا تھا وقت کی کمی عمل کا قدرتی خوف مال کی نگرانی محنت کی شدت اور فائدہ کی قلت اس کے دفاع کے لئے تمام مخالف تاثرات جمع ہو گئے تھے۔

اچانک وہ چونک اٹھا۔ اس کی تیز قوت سماعت نے کسی کے قدموں کی نرم آہٹ سنی ایک لحہ تک خاموشی چھائی رہی پھر ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی آدمی دروازے کے پیچھے کھڑا ہے۔ ابن ساباط گھبرا کر اٹھ بیٹھا مگر قبل اس کے کہ وہ کوئی حرکت کر سکے دروازہ کھلا اور روشنی نمایاں ہوئی خوف اور دہشت سے اس کا خون منجمد ہو گیا۔ جہاں کھڑا تھا وہیں گر پڑا۔ نظر اٹھا کر دیکھا تو سامنے ایک شخص کھڑا ہے۔ اس کے ہاتھ میں شمعدان ہے اور اسے اس طرح اونچا کر رکھا ہے کہ کمرے کے تمام حصے روشن ہو گئے ہیں۔

اس شخص کی وضع قطع سے اس کی شخصیت کا اندازہ کرنا مشکل تھا۔ ملے جلے رنگ کی ایک لمبی سی عبا اس کے جسم پر تھی جسے کمرے کے پاس ایک موٹی رسی لپیٹ کر جسم پر چست کر دیا تھا سر پر سیاہ قلنسوہ (اونچی دیوار کی ٹوپی) تھی اور اس قدر کشادہ تھی کہ اس کے کنارے ابروؤں کے قریب تک پہنچ گئے تھے۔ جسم نہایت نحیف تھا، اتنا نحیف کہ صوف کی موٹی عبا پہننے پر بھی اندر کی ابھری ہوئی ہڈیاں صاف دکھائی دے رہی تھیں۔ اور قد کی درازی سے کمر کے پاس خفیف سی خمیدگی پیدا ہو گئی تھی۔ اس نے یہ نحافت اور زیادہ نمایاں کر دی تھی لیکن یہ عجیب بات تھی کہ جسم کی اس غیر معمولی نحافت کا کوئی اثر اس کے چہرے پر نظر نہیں آتا تھا اتنا کمزور جسم رکھنے پر بھی اس کا چہرہ کچھ عجیب طرح کا تاثر و گہرائی رکھتا تھا ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ہڈیوں کے ڈھانچہ پر ایک شاندار اور دلآویز چہرہ جوڑ دیا گیا ہے۔ رنگت زرد تھی، رخسار بے گوشت تھے، جسمانی تنومندی کا نام و نشان تک نہ تھا۔ لیکن پھر بھی چہرہ کی مجموعی ہیبت میں کوئی ایسی

شاندار چیز تھی کہ دیکھنے والا محسوس کرتا تھا کہ ایک نہایت طاقت ور چہرہ اس کے سامنے ہے خصوصاً اس کی نگاہیں ایسی روشن ایسی مطمئن ایسی ساکن تھیں کہ معلوم ہوتا تھا کہ دنیا کی ساری راحت اور سکون انہی دو حلقوں کے اندر سما گئی ہے چند لمحوں تک یہ شخص شمع اونچی کئے ابن ساباط کو دیکھتا رہا پھر اس طرح آگے بڑھا گویا اس سے جو کچھ سمجھنا تھا سمجھ گیا ہے۔ اس کے چہرے پر ہلکا سا تبسم زیر لب تھا۔ ایسا دلآویز اور شیریں تبسم جس کی موجودگی انسانی روح کے سارے اضطراب اور خوف دور کر سکتی ہے چند لمحوں تک یہ شخص شمع اونچی کئے ابن ساباط کو دیکھتا رہا، اس نے شفقت اور ہمدردی میں ڈوبی ہوئی آواز کے ساتھ ابن ساباط سے کہا۔

میرے دوست تمہارے چہرے کی پژمردگی سے معلوم ہوتا ہے کہ تم صرف تھکے ہوئے ہی نہیں بلکہ بھوکے بھی ہو بہتر ہوگا کہ چلنے سے پہلے دودھ کا ایک پیالہ لے لو۔ اگر تم چند لمحے انتظار کر سکو تو میں دودھ لے آؤں اس نے کہا جب کہ اس کے پرشکوہ چہرے پر بدستور دلآویز مسکراہٹ موجود تھی۔ ممکن نہ تھا کہ اس مسکراہٹ سے انسانی قلب کے تمام اضطراب محو نہ ہو جائیں قبل اس کے کہ ابن ساباط جواب دے وہ تیزی کے ساتھ اٹھا اور باہر نکل گیا۔

اب ابن ساباط تنہا تھا لیکن تنہا ہونے پر بھی اس کے قدموں میں حرکت نہ ہوئی۔ اجنبی کے طرز عمل میں کوئی بات ایسی نہ تھی۔ جس سے اس کے اندر خوف پیدا ہوتا وہ صرف متحیر اور مبہوت تھا۔ اجنبی کی ہستی اور اس کا طور طریقہ ایسا عجیب و غریب تھا کہ جب تک وہ موجود رہا ابن ساباط کو متحیر و تاثر نے سوچنے سمجھنے کی مہلت ہی نہ دی تھی۔ اس کی شخصیت مغلوب ہوگئی تھی۔ لیکن اب وہ تنہا ہوا۔ آہستہ آہستہ اس کا دماغ اپنی اصل حالت پر آ گیا۔ یہاں تک کہ تمام دماغی خصائل پوری طرح ابھر آئے اور وہ اسی روشنی میں معاملات دیکھنے لگا۔ جس روشنی میں دیکھنے کا ہمیشہ عادی تھا۔ وہ جب اجنبی کا تبسم اور دشوار صدائیں یاد کرتا تو شک اور خوف کی جگہ اس کے اندر ایک ایسا نا قابل فہم جذبہ پیدا ہوتا جو آج تک اسے بھی محسوس نہیں ہوا تھا۔ لیکن پھر جب وہ سوچتا کہ تمام معاملہ کا مطلب کیا ہے اور یہ شخص ہے کون؟ تو اس کی عقل حیران رہ جاتی اور کوئی بات سمجھ میں نہ آتی۔ اس نے اپنے دل میں کہا یہ تو قطعی ہے کہ یہ شخص اس مکان کا مالک نہیں ہے۔ مکان کا مالک کبھی چوروں کا اس طرح استقبال نہیں کرتا۔ پھر یہ شخص ہے کون اچانک ایک نیا خیال اس کے اندر پیدا ہوا وہ ہنسا (استغفر اللہ) میں بھی کیا احمق ہوں یہ بھی کوئی

سوچنے اور حیران ہونے کی بات ہے۔ معاملہ بالکل صاف ہے تعجب ہے۔ مجھے پہلے کیوں خیال نہیں ہوا۔ یقیناً یہ بھی میرا کوئی ہم پیشہ آدمی ہے اور اسی نواح میں رہتا ہے۔ اتفاقات نے آج ہم دونوں کو اکٹھا کر دیا چونکہ یہ اسی نواح کا آدمی ہے۔ اس لئے اس مکان کے تمام حالات سے واقف ہوگا اسے معلوم ہوگا کہ مکان آج رہنے والوں سے خالی ہے۔ اور یہ اطمینان سے کام کرنے کا موقع ہے اس لئے وہ روشنی کا سامان ساتھ لے کر واپس آیا لیکن جب دیکھا کہ میں پہلے سے پہنچا ہوا ہوں تو آمادہ ہوگیا کہ میرا ساتھ دے کر ایک حصہ کا حقدار بن جائے گا وہ ابھی سوچ رہا تھا کہ دروازہ کھلا اور اجنبی ایک لکڑی کا بڑا پیالہ ہاتھ میں لئے نمودار ہوا۔

یہ لو تمہارے لئے دودھ لایا ہوں اسے پی لو یہ بھوک اور پیاس دونوں کے لئے مفید ہے۔ اس نے کہا اور پیالہ ابن ساباط کو پکڑا دیا ابن ساباط واقعی ہی بھوکا اور پیاسا تھا۔ بلا تامل منہ لگایا اور ایک ہی مرتبہ میں ختم کر دیا اب اسے معاملہ کی فکر ہوئی اتنی دیر کے وقفہ نے اس کی طبیعت بحال کر دی تھی۔ دیکھو اگر چہ میں تم سے پہلے یہاں پہنچا ہوں اور ہاتھ لگا چکا تھا اس لئے ہم لوگوں کے قاعدہ کے بموجب تمہارا کوئی حق نہیں لیکن تمہاری ہوشیاری اور مستعدی دیکھ لینے کے بعد مجھے کوئی تامل نہیں کہ تمہیں بھی اس مال میں شریک کرلوں گا۔ لیکن دیکھ یہ میں کہے دیتا ہوں کہ آج جو کچھ بھی یہاں سے لے جائیں گے اس میں تم برابر کا حصہ نہیں پا سکتے کیونکہ دراصل آج میرا ہی کام تھا۔

اس نے صاف آواز میں کہا اس کی آواز میں اب تاثر نہیں تھا تحکم تھا۔ اجنبی مسکرایا اس نے ابن ساباط پر ایک نظر ڈالی جو اگر چہ شفقت سے خالی نہ تھی لیکن اس کے علاوہ بھی اس میں کوئی چیز تھی۔ لیکن ابن ساباط سمجھ نہ سکا اس نے خیال کیا کہ شاید یہ شخص اس طریق تقسیم پر قانع نہیں ہے اچانک اس کی آنکھوں میں اس کی خوفناک مجرمانہ درندگی چمک اٹھی وہ غصہ سے مضطرب ہو کر کھڑا ہو گیا۔

بے وقوف چپ کیوں ہے یہ نہ سمجھنا کہ دودھ کا ایک گلاس پلا کر اور چکنی چپڑی باتیں کر کے تم احمق بنا لو گے۔ تم نہیں جانتے کہ میں کون ہوں مجھے کوئی احمق نہیں بنا سکتا۔ میں ساری دنیا کو احمق بنا چکا ہوں۔ بولو اس پر راضی ہو کہ نہیں اگر نہیں تو...... لیکن ابھی اس کی بات پوری نہیں ہوئی تھی کہ اجنبی کے لب متحرک ہوئے اب بھی اس کے لبوں سے اس کی مسکراہٹ نہیں ہٹی تھی۔ میرے عزیز دوست کیوں بلا وجہ اپنی طبیعت آزردہ کرتے ہو آؤ یہ کام جلدی نمٹا لیں۔ جو ہمارے سامنے ہے دیکھو میں نے دو گٹھڑیاں باندھ لی ہیں ایک

چھوٹی ہے اور ایک بڑی ہے تمہارا ایک ہاتھ ہے اس لئے تم زیادہ بوجھ نہیں سنبھال سکتے لیکن میں دونوں ہاتھوں سے سنبھال لوں گا۔ چھوٹی گٹھڑی تم اٹھاؤ بڑی میں اٹھالیتا ہوں باقی رہا حصہ جس کے خیال سے تمہیں اتنی آزردگی ہوئی ہے تو میں بھی نہیں چاہتا کہ اس وقت اس کا فیصلہ کراؤں تم نے کہا ہے کہ تم ہمیشہ کے لئے میرے ساتھ معاملہ کر سکتے ہو مجھے بھی ایسا ہی معاملہ پسند ہے میں چاہتا ہوں کہ تم ہمیشہ کے لئے میرے ساتھ معاملہ کرلو۔

ابن ساباط بولا ہاں اگر یہ بات ٹھیک ہے تو پھر سب کچھ ٹھیک ہے تمہیں ابھی معلوم نہیں میں کون ہوں پورے ملک میں تمہیں مجھ سے بہتر سردار نہیں مل سکتا۔ اس نے بڑی گٹھڑی کے اٹھانے میں مدد کرتے ہوئے اجنبی سے کہا۔

گٹھڑی اس قدر بھاری تھی کہ ابن ساباط اپنی حیرانی نہ چھپا سکا وہ اگرچہ اپنے نئے رفیق کی زیادہ جرأت افزائی کرنا پسند نہیں کرتا تھا۔ پھر بھی اس کی زبان سے بے اختیار نکل گیا۔ دوست تم دیکھنے میں تو بڑے دبلے پتلے ہو لیکن بوجھ اٹھانے میں بڑے مضبوط نکلے۔ ساتھ ہی اس نے اپنے دل میں کہا یہ جتنا مضبوط ہے اتنا عقل مند نہیں ہے۔ ورنہ اپنے حصہ سے دست بردار نہ ہو جاتا اگر آج یہ احمق نہ مل جاتا تو مجھے سارا مال چھوڑ کر صرف دو تھانوں پر قناعت کر لینی پڑتی۔ اب ابن ساباط نے اپنی گٹھڑی اٹھائی جو بہت ہی ہلکی تھی اور دونوں باہر نکلے اجنبی کی پیٹھ جس میں پہلے ہی سے خم موجود تھا اب گٹھڑی کے بوجھ سے بالکل ہی جھک گئی تھی رات کی تاریکی میں اتنا بھاری بوجھ اٹھا کر چلنا نہایت دشوار تھا لیکن ابن ساباط کو قدرتی طور جلدی تھی وہ بار بار حاکمانہ انداز سے اصرار کرتا کہ تیز چلو اور چونکہ خود اس کا بوجھ ہلکا تھا اس لئے خود تیز چلنے میں کسی طرح کی دشواری محسوس نہ کرتا تھا۔ اجنبی تعمیل حکم کی پوری کوشش کرتا۔ لیکن اتنا بھاری بوجھ اٹھا کر دوڑنا انسانی طاقت سے باہر تھا۔ اس لئے پوری کوشش کرنے پر بھی زیادہ تیز نہیں چل سکتا تھا کئی مرتبہ ٹھوکریں لگیں بار بار بوجھ گرتے گرتے رہ گیا۔ ایک مرتبہ اتنی سخت چوٹ کھائی کہ قریب تھا کہ چوٹ کھائے پھر بھی اس نے رکنے یا ستانے کا نام نہ لیا گرتا پڑتا اپنے ساتھی کے ساتھ چلتا رہا۔

لیکن ابن ساباط اس پر بھی خوش نہ تھا اس نے پہلے تو ایک دو مرتبہ تیز چلنے کا حکم دیا۔ پھر وہی بے تامل گالیوں پر اتر آیا ہر لمحہ کے بعد ایک گالی دیتا۔ اور کہتا تیز چلو اتنے میں پل آیا

یہاں چڑھائی تھی جسم کمزور اور تھکا ہوا بوجھ بے حد بھاری اجنبی سنبھل نہ سکا اور بے اختیار گر گیا۔ ابھی وہ اٹھنے کی کوشش کر ہی رہا تھا کہ اوپر سے سخت لات پڑی۔ یہ ابن ساباط کی لات تھی اس نے غضبناک ہو کر کہا کتے کے بچے اگر اتنا بوجھ سنبھال نہیں سکتا تھا تو لاد کر لایا کیوں؟ اجنبی ہانپتا ہوا اٹھا۔ اس کے چہرہ پر درد و شکایت کی بجائے شرمندگی کے آثار پائے جاتے تھے۔ اس نے فوراً گٹھڑی اٹھا کر پیٹھ پر رکھی اور پھر روانہ ہو گیا۔

اب یہ دونوں شہر کے کنارے ایک ایسی جگہ پہنچ گئے جو بہت ہی کم آباد تھی۔ یہاں ایک ناتمام عمارت کا پرانا اور شکستہ حصہ تھا۔ ابن ساباط اس احاطہ کی ایک جانب پہنچ کر رک گیا اور اجنبی نے باہر سے دونوں گٹھڑیاں اندر پھینک دیں۔ اس کے بعد اجنبی کود کر اندر ہو گیا اور دونوں عمارت کے اندرونی حصہ میں پہنچ گئے۔ اس عمارت کے نیچے پرانا تہہ خانہ تھا۔ جس میں ابن ساباط نے قید خانے سے نکل کر پناہ لی تھی لیکن اس وقت وہ سرداب میں نہیں اترا وہ نہیں چاہتا تھا کہ اجنبی پر ابھی اس درجہ اعتماد کرے کہ اپنا اصلی محفوظ مقام دکھا دے۔

جس جگہ یہ دونوں کھڑے تھے دراصل ایک ناتمام ایوان تھا یا تو اس پر پوری چھت پڑی ہی نہ تھی۔ یا پڑی تھی تو امتداد وقت سے شکستہ ہو کر گر پڑی تھی ایک طرف بہت سے پتھروں میں سے ایک پر بیٹھ گیا۔ دونوں گٹھڑیاں سامنے دھری تھیں ایک گوشہ میں اجنبی کھڑا ہانپ رہا تھا کچھ دیر خاموشی رہی۔

یکا یک اجنبی بڑھا اور ابن ساباط کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اب رات ختم ہونے پر تھی پچھلے پہر کا چاند درخشاں تھا کھلی چھت سے اس کی دھیمی اور ظلمت آلود شعاعیں ایوان کے اندر پہنچ رہی تھیں ابن ساباط دیوار کے سائے میں تھا۔ لیکن اجنبی جو اس کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ ٹھیک چاند کے مقابل تھا۔ اس لئے اس کا چہرے صاف دکھائی دے رہا تھا ابن ساباط نے دیکھا کہ تاریکی میں ایک درخشاں چہرہ ایک نورانی تبسم ایک پر اسرار انداز نگاہ کی دلآویزی اس کے سامنے ہے۔ میرے عزیز دوست اور رفیق۔

اجنبی نے اپنی دلنواز اور شیریں آواز میں جو دو گھنٹہ پہلے ابن ساباط کو بے خود کر چکی تھی کہنا شروع کیا میں نے اپنی خدمت پوری کر لی ہے اب میں تم سے رخصت ہوتا ہوں۔ اس کام کے کرنے میں مجھ سے جو کمزوری اور سستی ظاہر ہوئی اور اس کی وجہ سے تمہیں بار بار پریشان خاطر ہونا پڑا اس کے لئے میں بہت شرمندہ ہوں مجھے امید ہے تم مجھے معاف کر دو گے اس دنیا میں

ہماری کوئی بات بھی خدا کے کاموں سے ملتی جلتی نہیں ہے۔ جس قدر یہ بات کہ ہم ایک دوسرے کو معاف کردیں اور بخش دیں لیکن قبل اس کے کہ میں تم سے الگ ہوں۔ تمہیں بتلا دینا چاہتا ہوں کہ میں وہ نہیں ہوں جو تم نے خیال کیا ہے میں اسی مکان میں رہتا ہوں جہاں آج تم سے ملاقات ہوئی ہے اور تم نے میری رفاقت قبول کر لی تھی۔ میری عادت ہے کہ رات کو تھوڑی دیر اس کمرہ سے جایا کرتا ہوں جہاں تم بیٹھے تھے آج آیا تو دیکھا کہ تم اندھیرے میں بیٹھے تکلیف اٹھا رہے ہو، تم میرے گھر میں عزیز مہمان تھے۔ افسوس میں آج اس سے زیادہ تمہاری تواضع اور خدمت نہیں کر سکا۔ تم نے میرا مکان دیکھ لیا ہے آئندہ جب کبھی ضرورت ہو تو تم بلا تکلف اپنے رفیق کے پاس چلے آسکتے ہو۔ خدا کی سلامتی اور برکت ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے۔

یہ کہا اور آہستگی کے ساتھ اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر مصافحہ کیا اور تیزی کے ساتھ نکل کر روانہ ہو گیا۔

اجنبی خود تو روانہ ہو گیا لیکن ابن ساباط کو ایک نئے عالم میں پہنچا دیا۔ اب وہ مبہوت اور مدہوش تھا۔ اس کی آنکھیں کھلی تھیں اور اس طرف تک رہی تھیں۔ جس طرف اجنبی روانہ ہوا تھا۔ لیکن معلوم نہیں اسے کچھ سجھائی بھی دیتا تھا یا نہیں دوپہر ڈھل چکی تھی۔ بغداد کی مسجدوں میں جوق در جوق نمازی نکل رہے ہیں، دوپہر کی گرمی نے امیروں کو تہہ خانوں اور غریبوں کو دیوار کے سائے میں بٹھا دیا تھا۔ اب دونوں نکل رہے ہیں ایک تفریح کے لئے دوسرا مزدوری کے لئے لیکن ابن ساباط اس وقت وہیں بیٹھا ہے۔ جہاں صبح بیٹھا تھا رات والی گٹھڑیاں سامنے پڑی ہیں اور اس کی نظریں اس طرح ان پر گڑی ہیں گویا ان کی شکنوں کے اندر اپنے رات والے رفیق کو ڈھونڈ رہا ہے۔

دو گھنٹے گزر گئے۔ جسم اور زندگی کی ضرورت بھی اسے محسوس نہیں ہوئی۔ وہ بھوک جس کی خاطر اس نے اپنا ایک ہاتھ بھی کٹا دیا تھا اب اس کو نہیں ستاتی۔ وہ خوف جس کی وجہ سے سورج کی روشنی اس کے لئے دنیا کی سب سے بڑی نفرت انگیز چیز ہو گئی تھی اب اسے محسوس نہیں ہوتا۔ اس کے دماغ کی ساری قوت صرف ایک نقطہ میں سمٹ آئی تھی اور وہ رات والے عجیب وغریب اجنبی کی صورت تھی۔ وہ خود اس کی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ مگر اسے ایک ایسے عالم کی جھلک دکھائی گئی جو اب تک اس کی نظروں سے پوشیدہ تھا۔

اس کی ساری زندگی گناہ اور سیہ کاریوں میں بسر ہوئی تھی اس نے انسانوں کی نسبت جو کچھ دیکھا سنا تھا وہ یہی تھا کہ خود غرضی کا پتلا اور نفس پرستی کی مخلوق ہے وہ نفرت سے منہ پھیر لیتا ہے بے رحمی سے ٹھکرا دیتا ہے، بخت سے سخت سزائیں دیتا ہے لیکن وہ نہیں جانتا تھا کہ محبت بھی کرتا ہے۔ اور اس میں فیاضی، بخشش اور قربانی کی روح بھی ہوسکتی ہے، بچپن میں اس نے بھی خدا کا نام سنا تھا اور لوگوں کو خدا پرستی کرتے دیکھا تھا جب زندگی کی کشائش کا میدان سامنے آیا تو اس کا عالم ہی دوسرا تھا۔ اس نے قدم اٹھا دیئے اور حالات کی رفتار جس طرف لے گئی بڑھتا گیا نہ تو خود اس کو کبھی مہلت ملی کہ خدا پرستی کی طرف متوجہ ہوتا اور نہ انسانوں نے کبھی اس کی ضرورت محسوس کی کہ اسے خدا سے آشنا کرتے، جوں جوں شقاوت بڑھتی گئی معاشرہ اپنی سزاو عقوبت کی مقدار بھی بڑھاتا گیا، معاشرہ کے پاس اس کی شقاوت کے لئے بے رحمی تھی۔ اس لئے یہ بھی دنیا کی ساری چیزوں میں سے صرف بے رحمی کا خوگر ہو گیا۔

لیکن اب اچانک اس کے سامنے سے پردہ ہٹ گیا آسمان کے سورج کی طرح محبت کا بھی ایک سورج ہے وہ چمکتا ہے تو روح اور دل کی ساری تاریکیاں دور ہو جاتی ہیں اب یکا یک اس سورج کی پہلی کرن ابن ساباط کے دل کے تاریک گوشوں پر پڑی اور وہ یک دم تاریکی سے نکل کر روشنی میں آ گیا اجنبی کی شخصیت پہلی ہی نظر میں اس کے دل تک پہنچ گئی تھی لیکن وہ جہالت اور گمراہی سے اس کا مقابلہ کرتا رہا۔ اور حقیقت کے فہم کے لئے تیار نہیں ہوا لیکن جیسے ہی اجنبی کے آخری الفاظ نے پردہ ہٹا دیا جو اس نے اپنی آنکھوں پر ڈال لیا تھا حقیقت اپنی پوری شان تاثر کے ساتھ بے نقاب ہو گئی اور اب اس کی طاقت سے یہ بات باہر تھی کہ اس تیر کے زخم سے اپنا سینہ بچالے جاتا۔

اس نے پہلے اپنی جہالت سے خیال کیا تھا کہ اجنبی بھی میری ہی طرح کا ایک چور ہے اور اپنا حصہ لینے کے لئے میری رفاقت اور اعانت کر رہا ہے اس کا ذہن یہ تصور کر ہی نہیں سکتا تھا کہ بغیر غرض اور انتفاع کے ایک انسان دوسرے کے ساتھ اچھا سلوک کر سکتا ہے لیکن جب اجنبی نے چلتے وقت بتلا دیا کہ وہ چور نہیں بلکہ اسی مکان کا مالک ہے. جس مکان کا مال و متاع غارت کرنے کے لئے وہ گیا تھا تو اسے ایسا محسوس ہوا جیسے یکا یک بجلی آسمان سے گر پڑی۔

یہ چور نہیں تھا بلکہ مکان کا مالک تھا لیکن اس نے چور کو پکڑنے اور سزا دلوانے کی جگہ اس کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟

اس سوال کا جواب اس کی روح کے لئے ایک دہکتا انگارہ تھا اور دل کے لئے ایک ناسور تھا، وہ جس قدر سوچتا روح کا زخم گہرا ہوتا اور دل کی تپش بڑھتی جاتی، اس تمام عرصہ میں اجنبی کے ساتھ جو کچھ گزرا تھا اس کا ایک ایک واقعہ ایک ایک حرف یاد کرتا، اور ہر بات کی یاد کے ساتھ ایک تازہ زخم کی چبھن محسوس کرتا جب ایک مرتبہ حافظہ میں یہ سرگزشت ختم ہو جاتی تو پھر نئے سرے سے یاد کرنا شروع کر دیتا ہے اور آخر تک پہنچ کر پھر ابتداء کی طرف لوٹتا۔

میں اس کے یہاں چوری کرنے کے لئے گیا تھا اس کا مال و متاع غارت کرنا چاہتا تھا میں نے اسے بھی چور سمجھا اسے گالیاں دیں۔ بے رحمی سے ٹھوکر لگائی مگر اس نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا؟ ہر مرتبہ اس آخری سوال کا جواب سوچتا اور پھر یہی سوال دہرانے لگتا۔

سورج ڈوب رہا تھا بغداد کی مسجدوں کے میناروں پر مغرب کی اذان کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں ابن ساباط بھی اپنے غیر آباد گوشہ سے اٹھا چادر جسم پر ڈالی اور کسی جھجک کے بغیر باہر نکل گیا، اب اس کے دل میں خوف نہیں تھا کیونکہ خوف کی جگہ ایک دوسرے ہی جذبہ نے لے لی تھی۔

وہ کرخ کے اسی حصے میں پہنچا جہاں گزشتہ رات آ گیا تھا، رات والے مکان کے پاس پہنچنے میں اسے بہت دقت پیش نہیں آئی مکان کے پاس ہی ایک لکڑہارے کا جھونپڑا تھا یہ اس کے پاس گیا اور پوچھا یہ جو سامنے بڑا سا احاطہ ہے اس میں کون تاجر رہتا ہے۔

تاجر؟...... بوڑھے لکڑہارے نے تعجب کے ساتھ کہا معلوم ہوتا ہے تم یہاں کے رہنے والے نہیں ہو یہاں تاجر کہاں سے آیا؟

یہاں تو شیخ جنید بغدادی رہتے ہیں ابن ساباط اس نام کی شہرت سے بے خبر نہ تھا بلکہ صورت سے آشنا نہ تھا ابن ساباط اس مکان کی طرف چلا رات کی طرح اس وقت بھی دروازہ کھلا تھا یہ بے تامل اندر چلا گیا سامنے وہی رات والا ایوان تھا، یہ آہستہ آہستہ آگے بڑھا اور دروازہ کے اندر نگاہ ڈالی وہی رات والی چٹائی بچھی ہوئی تھی رات والا تکیہ ایک جانب پڑا تھا تکیہ سے سہارا لگائے عجیب اجنبی بیٹھا تھا تیس چالیس آدمی سامنے تھے واقعی اجنبی تاجر نہیں شیخ بغدادی تھے۔

اتنے میں عشاء کی اذان ہو گئی لوگ اٹھ کھڑے ہوئے سب لوگ جا چکے تو شیخ بھی اٹھے جونہی انہوں نے دروازہ کے باہر قدم رکھا ایک شخص بے تابانہ بڑھا اور قدموں میں گر گیا۔ یہ ابن ساباط تھا اس کے دل میں سمندر کا تلاطم بند تھا آنکھوں میں جو کبھی تر نہیں ہوئی

تھیں دجلہ کی سولہریں بھرگئی تھیں، جو بہت دیر تک رکی رہیں تھیں مگر اب نہیں رک سکتی تھیں، آنسوؤں کا سیلاب آجائے تو پھر دل کی کون سی کثافت ہے جو باقی رہے، شیخ نے شفقت سے اس کا سراٹھایا یہ کھڑا ہوگیا، مگر زبان نہ کھل سکی اور اب اس کی ضرورت بھی کیا تھی، جب دل کی آنکھوں کی زبان کھل جاتی ہے تو منہ کی زبان کی ضرورت باقی نہیں رہتی، اس واقعہ پر کچھ عرصہ گزر چکا ہے شیخ احمد ساباط کا شمار سید الطائفہ کے حلقہ ارادت کے ان فقراء میں ہے جو سب میں پیش پیش ہیں شیخ کہا کرتے تھے؟

ابن ساباط نے وہ راہ لمحوں میں طے کرلی جو دوسرے برسوں میں بھی طے نہیں کر سکے، ابن ساباط کو ۴۰ برس تک دنیا کی وحشت انگیز سزائیں نہ بدل سکیں مگر محبت اور قربانی کے ایک لمحہ نے چور سے اہل اللہ بنا دیا۔ (کتابوں کی درس گاہ)

## سعادت مند بچے کے سامنے ڈاکوؤں کی توبہ

حضرت شیخ ابھی کم سن ہی تھے کہ سایہ پدری سے محروم ہوگئے، والدہ ماجدہ نے بڑے صبر اور حوصلے سے کام لیا اور اپنے چار پانچ سالہ فرزند کی تعلیم و تربیت اور نگرانی پر خاص توجہ دی، یہ اسی توجہ کا نتیجہ تھا کہ سیدنا شیخ عبدالقادر ایک مثالی نوجوان صالح بنے، ابتدائی تعلیم انہوں نے مقامی مکتب میں حاصل کی۔ اٹھارہ سال کی عمر میں مزید تعلیم کے لئے بغداد جانے کا ارادہ کیا اس مقصد کے لئے والدہ ماجدہ سے اجازت طلب کی انہوں نے باچشم پرنم اپنے لخت جگر کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا، میرے نور بصر تیری جدائی تو ایک لمحے کے لئے بھی مجھ سے برداشت نہیں ہوسکتی لیکن جس مبارک مقصد کے لئے تم بغداد جانا چاہتے ہو میں اس کے راستے میں حائل نہ ہوں گی حصول علم ایک مقدس فریضہ ہے میری دعا ہے کہ تم تمام علوم میں درجہ کمال حاصل کرو میں تو شاید اب جیتے جی تمہاری صورت نہ دیکھ سکوں گی مگر میری دعائیں ہر حال میں تمہارے ساتھ رہیں گی۔ پھر فرمایا تمہارے والد مرحوم کے ترکہ میں سے اسی دینار میرے پاس ہیں چالیس دینار تمہارے بھائی کے لئے رکھتی ہوں اور چالیس زادراہ کے لئے تمہارے سپرد کرتی ہوں پھر سیدہ فاطمہ رحمہا اللہ تعالیٰ نے یہ چالیس دینار سید عبدالقادر رحمہ اللہ تعالیٰ کی بغل کے نیچے ان کی گدڑی میں سی دیئے جب وہ گھر سے رخصت ہونے لگے تو ان سے فرمایا:

''میرے پیارے بچے! میری آخری نصیحت سن لو اسے کبھی نہ بھولنا وہ یہ ہے کہ ہمیشہ سچ بولنا اور خواہ کچھ بھی ہو جائے جھوٹ کے نزدیک بھی نہ پھٹکنا۔''

سعادت مند فرزند نے بادیدہ گریاں عرض کیا:

''اماں جان میں سچے دل سے وعدہ کرتا ہوں کہ ہمیشہ آپ کی نصیحت پر عمل کروں گا۔''

سیدہ فاطمہ رحمہا اللہ تعالیٰ نے اپنے نورالعین کو گلے لگالیا اور پھر ایک سرد آہ کھینچ کر فرمایا:

''جاؤ تمہیں اللہ کے سپرد کیا۔ بیٹا جاؤ تمہیں اللہ کے سپرد کیا وہی تمہارا حافظ و ناصر ہے۔''

والدہ ماجدہ سے رخصت ہو کر شیخ عبدالقادر رحمہ اللہ تعالیٰ بغداد جانے والے ایک قافلے کے ساتھ ہو لئے، اس زمانے میں طویل بیابانی راستوں میں تنہا سفر کرنا ممکن نہ تھا۔ لوگ قافلے بنا کر سفر کرتے تھے اور اپنی حفاظت کا مقدور بھر اہتمام کرتے تھے پھر بھی رہزنوں کا خطرہ ہر وقت دامن گیر رہتا تھا شیخ عبدالقادر رحمہ اللہ تعالیٰ کا قافلہ جب ہمدان سے آگے ترتنک کے سنسان کوہستانی علاقے میں پہنچا تو ساٹھ قزاقوں کے ایک جھتے نے قافلہ پر حملہ کر دیا اور اہل قافلہ کا سب مال واسباب لوٹ لیا، شیخ عبدالقادر رحمہ اللہ تعالیٰ ایک طرف کھڑے تھے کہ ایک ڈاکو نے ان سے پوچھا: ''اے لڑکے تمہارے پاس کچھ ہے؟''

انہوں نے بلا خوف و ہراس اطمینان سے جواب دیا ہاں میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ ان کی ظاہری حالت دیکھ کر ڈاکو کو ان کی بات پر یقین نہ آیا اور وہ ان پر ایک نگاہ استہزا ڈالتا ہوا چلا گیا۔ پھر ایک دوسرے ڈاکو نے ان سے یہی سوال کیا انہوں نے اس کو بھی وہی جواب دیا یہ ڈاکو بھی ان کی بات کو ہنسی میں اڑا کر چلا گیا۔ شدہ شدہ یہ بات ڈاکوؤں کے سردار احمد بدوی تک پہنچی، اس نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ اس لڑکے کو پکڑ کر میرے پاس لاؤ۔ ڈاکوؤں نے سید صاحب کو پکڑ کر احمد بدوی کے سامنے پیش کیا تو اس نے ان سے پوچھا۔

''لڑکے سچ سچ بتا تیرے پاس کیا ہے؟''

انہوں نے بے دھڑک جواب دیا ''میں پہلے بھی تیرے دو ساتھیوں کو بتا چکا ہوں کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں۔'' سردار نے کہا۔ ''کہاں ہیں نکال کر دکھاؤ۔''

حضرت نے فرمایا میری بغل کے نیچے گدڑی میں سلے ہوئے ہیں سردار نے گدڑی کو ادھیڑ کر دیکھا تو اس میں سے واقعی چالیس دینار نکل آئے سردار اور اس کے ساتھی یہ دیکھ کر

حیران رہ گئے سردار نے استعجاب کے عالم میں کہا۔

"لڑکے تمہیں معلوم ہے کہ ہم ڈاکو ہیں لیکن پھر بھی تم نے دیناروں کا بھید ہم پر ظاہر کر دیا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے۔"

حضرت نے فرمایا۔ میری پاکباز والدہ نے گھر سے رخصت کرتے وقت نصیحت کی تھی کہ ہمیشہ سچ بولنا۔ بھلا ان چالیس دیناروں کی خاطر میں والدہ کی نصیحت کیسے فراموش کر دیتا۔"

یہ سن کر سردار پر رقت طاری ہو گئی اور وہ روتے ہوئے بولا۔

"آہ اے بچے تم نے اپنی ماں سے کیے ہوئے عہد کا اتنا پاس رکھا۔ حیف ہے مجھ پر کہ سالوں سے اپنے خالق کا عہد توڑ رہا ہوں۔ اے بچے آج سے میں اس کام سے توبہ کرتا ہوں۔"

دوسرے ڈاکوؤں نے بھی اپنے سردار کا ساتھ دیا۔ لوٹا ہوا تمام مال قافلے والوں کو واپس کر دیا اور اس کے بعد نیکی اور پرہیز گاری کی زندگی اختیار کر لی۔

ایک روایت میں ہے کہ جس زمانے میں شیخ عبدالقادر رحمہ اللہ تعالیٰ بغداد میں تحصیل علم میں مشغول تھے ایک دفعہ سیدہ فاطمہ رحمہا اللہ تعالیٰ نے کسی کے ہاتھ ان کے لئے سونے کا ایک ٹکڑا بھیجا۔

سیدہ فاطمہ رحمہا اللہ تعالیٰ کے سال وفات کے بارے میں سب تذکرے خاموش ہیں البتہ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے حضرت شیخ عبدالقادر رحمہ اللہ تعالیٰ کے زمانہ تعلیم میں ان کی غیر حاضری میں کسی وقت وفات پائی۔ (غبطۃ الناظر، نفحات الانس، اخبار الاخیار)

# شرابی سے ولی الٰہی تک

حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں ایک بار میں دریائے نیل کے کنارے پر سیر کر رہا تھا اچانک میری نگاہ ایک بچھو پر پڑی میں نے پتھر اٹھا کر اس کو مارنا چاہا مگر وہ بھاگ کر نیل کے کنارے پر جا ٹھہرا' میں نے دیکھا کہ دریا سے ایک مینڈک نکلا بچھو کود کر مینڈک پر سوار ہو گیا اور وہ تیرتا ہوا دوسرے کنارے پر جا نکلا (کیوں کہ یہ ایک بہت عجیب بات تھی) میں بھی اس کے پیچھے ہو لیا (تا کہ اس راز کی حقیقت مجھ پر منکشف ہو) جب خشکی پر پہنچا تو بچھو کود کر نیچے اتر گیا اور بڑی تیزی سے چلنے لگا میں بھی اس کے پیچھے پیچھے رہا (میں نے دیکھا) وہاں ایک شخص شراب پینے کی وجہ سے بے ہوش تھا' اس کے سر پر ایک اژدھا

پھن نکالے ڈسنا چاہ رہا تھا بچھو نے نہایت تیزی سے اس کو ڈنگ مارا اژدھے کو ڈنگ لگنا تھا کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا میں نے وہاں پہنچ کر اس شخص کو جگایا وہ بہت گھبرایا ہوا اٹھا جونہی اس کی نظر اژدھا پر پڑی اسے دیکھ کر وہ پیٹھ پھیر کر بھاگنے لگا۔

میں نے کہا گھبراؤ نہیں اللہ نے تم کو بچا لیا ہے اور سارا قصہ شروع سے آخر تک اسے سنایا (کہ دیکھو اللہ نے تمہاری کس کس طرح حفاظت فرمائی) یہ سن کر اس جوان نے سر جھکا لیا غور و فکر کر کے آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر کہنے لگا' اے پروردگار اپنے نافرمان پر بھی تو ایسے ایسے احسان کرتا ہے تو فرمانبرداروں پر کیا کچھ فضل نہ کرے گا اسی بات کو شیخ سعدیؒ نے اس طرح بیان فرمایا:

دوستاں را کجا کنی محروم　　　تو کہ با دشمناں نظر داری

قسم ہے تیری عزت وجلال کی اس کے بعد کبھی تیری نافرمانی نہیں کروں گا' پھر اس کی یہ کیفیت ہوئی کہ اس کی آنکھوں سے موسلا دھار بارش کی طرح آنسو برس رہے تھے وہ زار و قطار رو رہا تھا اور یہ اشعار اس کی زبان پر جاری تھے ۔

یا نائما والجلیل یحرسہ　　　من کل سوء یدب فی الظلم

کیف تنام العیون عن ملک　　　تاتیک منہ کرائم النعم

ترجمہ: اے سونے والے جلیل (یعنی اللہ) تیری حفاظت کرتا ہے ہر بری چیز سے جو اندھیروں میں چلتی ہے کیونکر سوتی ہیں آنکھیں ایسے بادشاہ سے کہ آتی ہیں اس کے پاس سے تیرے پاس بہت ہی عمدہ نعمتیں۔ (اسلاف کی یادیں)

# ایک گناہ گار نوجوان کی توبہ

اگر بیوہ بچوں کی تربیت کی خاطر دوسرا نکاح نہ کرے تو باقی پوری زندگی اس کو غازی بن کر زندگی گزارنے کا ثواب دیا جاتا ہے۔ (رواہ البخاری)

ایک واقعہ سنئے اور دل کے کانوں سے سنئے، حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ کا دور ہے آپ کی ایک شاگردہ جو با قاعدہ آپ کا درس سننے کے لئے آیا کرتی تھی، اس کا ایک بیٹا تھا، خاوند کا اچھا کاروبار تھا، یہ نیک عورت تھی، عبادت گزار خاتون تھیں، با قاعدہ درس سنتی اور نیکی پر زندگی گزارتی تھی، اس بے چاری کا جوانی میں خاوند چل بسا، اس نے دل میں سوچا

کہ ایک بیٹا ہے اگر میں دوسرا نکاح کرلوں گی تو مجھے خاوند تو مل جائے گا مگر بچے کی زندگی برباد ہو جائے گی۔ پتہ نہیں وہ اس کے ساتھ کیا سلوک کرے گا؟ اب وہ جوان ہونے کے قریب ہے یہی میرا سہارا سہی۔ لہٰذا یہ سوچ کر ماں نے جذبات کی قربانی دی۔ ایسی عورت کے لئے حدیث پاک میں آیا ہے کہ جو اس طرح اگلی شادی نہ کرے اور بچوں کی تربیت و حفاظت کے لئے اسی طرح زندگی گزارے تو باقی پوری زندگی اس کو غازی بن کر زندگی گزارنے کا ثواب دیا جائے گا۔ کیونکہ وہ جہاد کررہی ہے اپنے نفس کے خلاف۔

وہ ماں گھر میں بچے کا پورا پورا خیال رکھتی تھی لیکن یہ بچہ جب گھر سے باہر نکل جاتا تو ماں سے نگرانی نہ ہو پاتی، اب اس کے پاس مال کی بھی کمی نہیں تھی، اٹھتی ہوئی جوانی بھی تھی کہ یہ جوانی دیوانی اور مستانی ہوتی ہے چنانچہ وہ بچہ بری صحبت میں گرفتار ہو گیا، شباب اور شراب کے کاموں میں مصروف ہو گیا۔ ماں برابر سمجھاتی لیکن بچے پر کچھ اثر نہ ہوتا، چکنا گھڑا بن گیا وہ ان کو حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس لے کر آتی، حضرت بھی اس کو کئی کئی گھنٹے سمجھاتے، لیکن اس کا نیکی کی طرف دھیان ہی نہیں تھا، کبھی کبھی ماں سے ملنے آتا، ماں پھر سمجھاتی اور پھر اس کو حضرت کے پاس لے جاتی۔ حضرت بھی سمجھاتے دعائیں بھی کرتے مگر اس کے کان پر جوں نہ رینگتی حتیٰ کہ حضرت کے دل میں یہ بات آئی کہ شاید اب اس کا دل پتھر بن گیا اور اسے مہر لگ گئی ہے، ماں تو بہر حال ماں ہوتی ہے دنیا میں ماں ہی تو ہے جو اچھوں سے بھی پیار کرتی ہے، بروں سے بھی پیار کرتی ہے۔ اس کی نظر میں تو اس کے بچے بچے ہی ہوتے ہیں، ماں تو ان کو نہیں چھوڑ سکتی، باپ بھی کہہ دیتا ہے کہ گھر سے نکل جاؤ، اس کو دھکا دو، مگر ماں کبھی نہیں کہتی، اس کے دل میں اللہ نے محبت رکھی ہے۔ چنانچہ ماں اس کے لئے پھر کھانا بنا کر دیتی ہے اس کے لئے دروازہ کھولتی ہے، اور پھر پیار سے سمجھاتی ہے، میرے بیٹے! نیک بن جا، زندگی اچھی کرلے۔

اب دیکھئے (اللہ تعالیٰ کی شان) کہ کئی سال برے کاموں میں لگ کر اس نے صحت بھی تباہ کرلی اور دولت بھی تباہ کردی، اس کے جسم میں بیماریاں پیدا ہو گئیں، ڈاکٹروں نے بیماری بھی لاعلاج بتائی۔ اب اٹھنے کی بھی سکت نہیں رہی اور بستر پر پڑ گیا اتنا کمزور ہو گیا کہ اب اس کو آخرت کا سفر سامنے نظر آنے لگا، ماں پھر پاس بیٹھی ہوئی محبت سے سمجھا رہی ہے۔ میرے بیٹے اب تو نے جو زندگی کا حشر کرلیا وہ تو کرلیا، اب بھی وقت ہے تو معافی

مانگ لے توبہ کرلے۔ اللہ تعالیٰ گناہوں کو معاف کرنے والا ہے۔

جب ماں نے پھر پیار و محبت سے سمجھایا، اس کے دل پر کچھ اثر ہوا، کہنے لگا کہ ماں میں کیسے توبہ کروں! میں نے بہت بڑے بڑے گناہ کیے ہیں۔ ماں نے کہا بیٹا! حضرت سے پوچھ لیتے ہیں کہا امی! میں چل کر نہیں جا سکتا، آپ اٹھا کر لے جا نہیں سکتیں تو میں کیسے ان تک پہنچوں؟ امی! آپ ایسا کریں کہ آپ خود ہی حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس جائیں اور حضرت کو بلا کر لے آئیں۔ ماں نے کہا ٹھیک ہے بیٹا میں حضرت کے پاس جاتی ہوں۔ بچے نے کہا کہ امی اگر آپ کے آنے تک میں دنیا سے رخصت ہو جاؤں تو امی! حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہنا کہ میرے جنازے کی نماز وہی پڑھائیں۔

چنانچہ ماں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس گئی، حضرت کھانے سے فارغ ہوئے تھے اور تھکے ہوئے تھے اور درس بھی دینا تھا اس لئے قیلولہ کے لئے لیٹنا چاہتے تھے ماں نے دروازہ کھٹکھٹایا پوچھا کون؟ عرض کیا حضرت! میں آپ کی شاگردہ ہوں، میرا بچہ اب آخری حالت میں ہے وہ توبہ کرنا چاہتا ہے لہٰذا آپ گھر تشریف لے چلیں اور میرے بچے کو توبہ کرا دیں۔ حضرت نے سوچا کہ اب پھر وہ اس کو دھوکہ دے رہا ہے، پھر وہ اس کا وقت ضائع کرے گا اور اپنا بھی کرے گا۔ سالوں گزر گئے اب تک کوئی بات اثر نہ کر سکی اب کیا کرے گی، کہنے لگے میں اپنا وقت کیوں ضائع کروں؟ میں نہیں آتا۔ ماں نے کہا حضرت اس نے تو یہ بھی کہا ہے کہ اگر میرا انتقال ہو جائے تو میرے جنازہ کی نماز حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ پڑھائیں۔

حضرت نے کہا میں اس کے جنازہ کی نماز نہیں پڑھاؤں گا اس نے تو کبھی نماز ہی نہیں پڑھی۔ اب وہ شاگردہ تھی چپ کر کے اٹھی مغموم دل سے ایک طرف بیٹا بیمار دوسری طرف سے حضرت کا انکار، اس کا غم تو دوگنا ہو گیا تھا۔ وہ بے چاری آنکھوں میں آنسو لیے اپنے گھر واپس آئی، بچے نے ماں کو زار و قطار روتا ہوا دیکھا۔ اب اس کا دل اور موم ہو گیا کہنے لگا امی! آپ کیوں اتنا زار و قطار رو رہی ہیں، ماں نے کہا بیٹا ایک تیری یہ حالت ہے اور دوسری طرف حضرت نے تیرے پاس آنے سے انکار کر دیا تو اتنا برا کیوں ہے؟ کہ وہ تیرے جنازے کی نماز بھی پڑھانا نہیں چاہتے۔ اب یہ بات بچے نے سنی تو اس کے دل پر چوٹ لگی اس کے دل پر صدمہ ہوا اور کہنے لگا امی مجھے مشکل سے سانسیں آرہی ہیں، ایسا نہ ہو میری

سانس اکھڑنے والی ہو لہٰذا میری ایک وصیت سن لیجئے ماں نے کہا کہ وہ کیا؟

کہا امی میری وصیت یہ ہے کہ جب میری جان نکل جائے تو سب سے پہلے اپنا دوپٹہ میرے گلے میں ڈالنا میری لاش کو کتے کی طرح صحن میں گھسیٹنا جس طرح مرے ہوئے کتے کی لاش گھسیٹی جاتی ہے، ماں نے پوچھا بیٹا وہ کیوں؟ کہا امی! اس لئے کہ دنیا والوں کو پتہ چل جائے کہ جو اپنے رب کا نافرمان اور ماں باپ کا نافرمان ہوتا ہے اس کا انجام یہ ہوا کرتا ہے..... اور امی! مجھے قبرستان میں دفن نہ کرنا، ماں نے کہا بیٹے تجھے قبرستان میں دفن کیوں نہ کروں؟ کہا امی! مجھے اسی صحن میں دفن کر دینا ایسا نہ ہو کہ میرے گناہوں کی وجہ سے قبرستان کے مردوں کو تکلیف پہنچے۔

جس وقت نوجوان نے ٹوٹے دل سے عاجزی کی یہ بات کہی تو پروردگار کو اس کی یہ بات اچھی لگی اور روح قبض ہو گئی۔

اب روح نکلی ہی تھی اور ماں اس کی آنکھیں بند کر رہی تھی کہ باہر سے دروازہ کھٹکھٹایا جاتا ہے، عورت نے اندر سے پوچھا کون ہے جس نے دروازہ کھٹکھٹایا؟ جواب آیا میں حسن بصری ہوں۔ کہا حضرت! آپ کیسے؟ فرمایا جب میں نے تمہیں جواب دیا تو میں سو گیا، خواب میں اللہ رب العزت کا دیدار نصیب ہوا، پروردگار نے فرمایا حسن بصری تو میرا کیسا ولی ہے میرے ایک ولی کا جنازہ پڑھنے سے انکار کرتا ہے، میں سمجھ گیا کہ اللہ نے تیرے بیٹے کی توبہ کو قبول کر لیا ہے۔ تیرے بچے کی نماز جنازہ پڑھنے کے لئے حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کھڑا ہے۔

پیارے اللہ! جب تو اتنا کریم ہے کہ مرنے سے چند لمحے پہلے اگر کوئی بندہ شرمندہ ہوتا ہے تو اس کی زندگی کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے تو میرے مالک! آج ہم تیرے گھر میں بیٹھے ہوئے ہیں، آج ہم اپنے جرم کی معافی مانگتے ہیں، اپنی خطاؤں کی معافی مانگتے ہیں، میرے مالک ہم مجرم ہیں ہم اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں۔ اے اللہ! ہم جھوٹ نہیں بول سکتے، ہماری حقیقت تیرے سامنے کھلی ہوئی ہے، میرے مولیٰ ہمارے گناہوں کو معاف فرما، ہمیں تو دھوپ کی گرمی برداشت نہیں ہوتی اے اللہ! جہنم کی گرمی کہاں سے برداشت ہوگی۔ اے پروردگار عالم! ہماری توبہ کو قبول کر لے اور باقی زندگی ایمانی، اسلامی، قرآنی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (بکھرے موتی)

# حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کی توبہ کا عجیب واقعہ

حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ شروع میں بڑے مال دار تھے اور اپنا مال سود پر اہل بصرہ کو دیا کرتے تھے اور ہر روز اپنے لین دین کے تقاضے کے لئے جایا کرتے تھے اور جب تک جن سے کچھ لینا وصول نہ کر لیتے تھے نہ ٹلتے اور اگر دیکھتے کہ اور کچھ وصول نہیں ہوتا تو کہتے کہ اچھا میرے آنے کی مزدوری دو اور اسی سے اپنا گزارہ کرتے۔

ایک روز اپنے مال کی طلب کے لئے ایک گھر میں گئے۔ وہ قرضہ دار گھر میں نہ تھا۔ اس کی بیوی نے کہا کہ میرا خاوند گھر میں نہیں اور میرے پاس کچھ نہیں۔ ہاں میں نے آج ایک بھیڑ ذبح کی تھی۔ اس کی گردن میرے پاس ہے۔ وہ اگر چاہیں تو لے جائیں۔

آپ نے کہا اچھا وہی دے دو۔

چنانچہ اس عورت نے وہ گردن دے دی اور آپ وہ سری لے کر اپنے گھر آئے اور بیوی سے کہا کہ یہ سری سود میں آئی ہے۔ پکاؤ۔

بیوی نے کہا روٹیاں اور لکڑیاں نہیں ہیں۔ آپ نے کہا میں ابھی جا کر سود میں روٹیاں اور لکڑیاں لاتا ہوں۔

چنانچہ گئے اور اسی طرح پر روٹیاں اور لکڑیاں لے آئے۔ بیوی نے ہانڈی چڑھائی جب پک گئی تو چاہا کہ پیالے میں نکالیں کہ ایک سائل نے دروازے پر آ کر سوال کیا اور راہ خدا میں کچھ مانگا۔ حبیب کہنے لگا کہ واپس ہو جاؤ۔ اس لئے کہ تجھے جو کچھ ہم دیں گے۔ اس سے تو امیر نہ ہو جائے گا۔ مگر ہم فقیر ہو جائیں گے۔ سائل لوٹ گیا۔

حضرت حبیب کی بیوی نے چمچہ ہانڈی میں ڈالا۔ تو کیا دیکھتی ہے کہ اس میں سب خون ہی خون ہے۔ اپنے خاوند کو بلایا اور دکھا کر کہنے لگی۔ دیکھئے یہ آپ کی بدبختی سے کیا ہو گیا۔

حضرت حبیب نے یہ حال دیکھا تو دل پر ایک ایسا اثر ہوا کہ آپ کی حالت فی الفور بدل گئی اور کہنے لگے۔ اے میری بیوی! تو گواہ رہ کہ میں نے آج ہر برے کام سے توبہ کر لی۔

پھر آپ باہر نکلے تا کہ قرض داروں کو تلاش کر کے اپنا مال وزران سے واپس لیں اور پھر سود پر نہ چلائیں۔ جمعے کا روز تھا اور لڑکے کھیل رہے تھے۔ ان لڑکوں نے جب حضرت

حبیب کو دیکھا تو آپس میں کہنے لگے کہ دیکھو سود خور آ رہا ہے۔ الگ ہو جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ اس کے پاؤں کی گرد ہم پر پڑ جائے اور ہم بھی اس کی طرح بد بخت ہو جائیں۔

جب یہ آواز حضرت حبیب کے کانوں میں پہنچی تو بڑے رنجیدہ ہوئے اور سیدھے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں گئے۔ حضرت حبیب کی وہاں کایا پلٹ گئی اور آپ وہاں سے اللہ کے محبوب بن کر نکلے۔ واپس آتے وقت راستے میں آپ کا ایک مقروض آپ کو دیکھ کر بھاگا۔ حضرت حبیب نے اسے آواز دی اور فرمایا۔

بھائی! اب تو مجھ سے نہ بھاگ۔ اب مجھے تجھ سے بھاگنا چاہیے۔

یہ کہا اور گھر کی طرف لوٹے۔ راستے میں پھر وہی لڑکے کھیلتے نظر آئے اور انہوں نے جب حضرت حبیب کو آتے دیکھا۔ تو آپس میں کہنے لگے کہ الگ ہٹ جاؤ۔ حبیب توبہ کر کے آ رہا ہے۔ اب جو ہماری گرد اس پر پڑ گئی تو ایسا نہ ہو ہم گنہگار ہو جائیں۔

حضرت حبیب یہ جملہ سن کر دل میں کہنے لگے۔ اے رب غفور! عجب تیری رحمت ہے کہ اسی ایک روز میں تجھ سے صلح کی اور تو نے اس کا اثر اپنی مخلوق کے دل میں پہنچایا اور میری نیک نامی مشہور فرما دی۔ پھر آپ نے آواز دی کہ جس کسی نے حبیب کا کچھ دینا ہے۔ وہ آئے اور اپنی دستاویز واپس لے جائے۔ یہ آواز سن کر سب مقروض جمع ہوئے اور آپ نے جو مال کہ جمع کیا۔ سب لوگوں کو بانٹ دیا۔ یہاں تک کہ آپ کے پاس کچھ باقی نہ رہا۔ (واقعات کی دنیا)

# کفن چور کی سچی توبہ

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ ایک بار بلخ شہر میں وعظ فرما رہے تھے۔ آپ نے اثنائے وعظ میں فرمایا کہ الٰہی! جو اس مجلس میں سب سے زیادہ گنہگار ہے۔ اس پر اپنا رحم فرما اور اس کو بخش دے۔ ایک کفن چور بھی اس مجلس میں موجود تھا جب رات ہوئی تو کفن چور قبرستان میں گیا اور ایک قبر کو کھودا۔

اس نے ہاتف سے ایک آواز سنی کہ اے کفن چور تو' تو آج دن کو حاتم اصم کی مجلس وعظ میں بخش دیا گیا ہے۔ پھر آج ہی رات کو دوبارہ یہ گناہ کیوں کرنے لگے ہو؟ کفن چور نے یہ آواز سنی تو رونے لگا اور سچے دل سے تائب ہو گیا (تذکرۃ الاولیاء)

# تین درہم میں مغفرت

اللہ والے بھی عجیب چیز ہیں۔ یہ ہر بات سے اپنی آخرت کا فائدہ اٹھا لیتے ہیں۔ ذرا دیکھئے تو۔

ا۔ امام ابی داؤد رحمہ اللہ بہت بڑے محدث گزرے ہیں۔

ان کے واقعات میں لکھا ہے کہ یہ سمندر کے ایک کنارے پر کھڑے تھے اور سمندر میں جہاز ایک آدھ فرلانگ کے فاصلے پر کھڑا تھا چونکہ کنارے پر پانی کم ہوتا تھا وہ جہاز کیلئے کافی نہیں ہوتا تھا اور لوگ کشتیوں میں بیٹھ کر جہاز میں جاتے اور سوار ہوتے۔

جہاز میں کسی شخص کو چھینک آئی۔ اس نے زور سے الحمدللہ کہا۔ تو مسئلہ یہ ہے کہ جب کسی کو چھینک آئے اسے الحمدللہ کہنا چاہئے اور جس کے کان میں الحمدللہ پڑے وہ جواب میں یرحمک اللہ کہے۔ اس شخص نے الحمدللہ اس زور سے کہا کہ امام ابوداؤد کے کان میں آواز آئی۔ اب ان کا جی چاہا کہ شریعت کی اس چیز پر عمل کروں اور یرحمک اللہ کہوں تا کہ مجھے ثواب ملے۔

تو تین درہم کرائے کی کشتی لی اور اس کشتی میں بیٹھ کر سفر کر کے جہاز میں پہنچے اور یرحمک اللہ۔ یہ گویا نیکی کمائی۔ مورخین لکھتے ہیں جس وقت انہوں نے جا کر یرحمک اللہ کہا۔ غیب سے ایک آواز آئی کہنے والا نظر آتا تھا۔ آواز یہ آئی کہ

اے ابی داؤد! آج آپ نے تین درہم میں جنت خرید لی۔ (خطبات حکیم الاسلام)

# حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کی توبہ کا واقعہ

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کسی زمانہ میں ڈاکوؤں کے سردار تھے۔ راستہ سے گزرنے والے قافلوں کو لوٹتے اور جہاں کہیں شادی بیاہ کی تقریبات کا انہیں علم ہوتا وہاں پہنچ کر زیورات' نقدی اور تمام مال واسباب لوٹ لینا ان کا محبوب مشغلہ تھا۔ ان کا نام سن کر لوگوں پر دہشت طاری ہو جاتی تھی ان کے چہرے پیلے پڑ جاتے تھے اور تو اور مائیں اپنے رونے والے بچوں کو خاموش کرانے کیلئے کہتی تھیں کہ دیکھ فضیل آ گیا اور بچے مارے ڈر کے سہم جاتے اور خاموش ہو جاتے تھے۔

ایک رات وہ ڈاکہ ڈالنے ایک مکان کے اندر داخل ہوئے تہجد کا وقت تھا۔ مالک مکان تہجد میں سورہ حدید کی قرات کر رہا تھا۔ جس وقت فضیل وہاں پہنچے اس وقت یہ آیت پڑھی جا رہی تھی۔

اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ (الحدید)

کیا اہل ایمان کیلئے وہ وقت نہیں آیا کہ انکے قلوب اللہ کے ذکر سے خوف کھا کر جھک جائیں۔

اس آیت کا ان کے قلب پر ایسا اثر ہوا جیسے کسی نے تیر مار دیا ہو۔ انہوں نے اظہار افسوس کرتے ہوئے اپنے آپ سے کہا کہ یہ غارت گری کا کھیل کب تک جاری رہے گا۔ اب وہ وقت آچکا ہے کہ ہم اللہ کی راہ پر چل پڑیں۔ یہ کہہ کر زار و قطار روتے رہے۔

اپنے تمام ساتھیوں کو جمع کر کے کہا کہ اس کام سے اب میں توبہ کرتا ہوں کیونکہ میں نے اللہ کے کلام سے نصیحت حاصل کر لی ہے۔ اب میں تمہارے کام کا نہیں رہا۔ یہاں سے میرا اور تمہارا راستہ الگ الگ ہو چکا ہے۔ لہٰذا جس جس کا جو مالی حق ان کے ذمہ تھا یعنی جس جس کا مال انہوں نے لوٹا تھا اسے واپس کیا اور جہاں واپس نہ کر سکے ان اہل حقوق کے پیر پکڑ کر اور رو رو کر معاف کروالیا۔ (نفحات الانس وتذکرۃ اولیاء)

## مالک بن دینار رحمہ اللہ کے پڑوسی کا واقعہ

حضرت مالک بن دینار بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پڑوس میں ایک آدمی تھا۔ جو گناہوں کا عادی تھا میرے پاس بعض دوسرے پڑوسی اس کی شکایت لے کر آئے۔ ہم اس آدمی کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ آپ کے پڑوسیوں کو آپ سے شکایت ہے۔ اگر آپ نے اپنی روش نہیں بدلنی تو آپ اس محلہ سے کہیں اور چلے جائیں۔ اس نے جواب دیا کہ کیوں جاؤں میں اپنے مکان میں رہتا ہوں۔ ہم نے اس سے کہا کہ تم اپنا مکان بیچ دو۔

اس نے کہا میں اپنا مکان بھی نہیں بیچوں گا۔ ہم نے کہا کہ پھر ہم تمہاری شکایت بادشاہ کے پاس کریں گے۔ اس نے کہا کہ اس سے میرا کیا بگڑے گا۔ میں خود بادشاہ کے خاص لوگوں میں سے ہوں۔ ہم نے کہا کہ اچھا پھر ہم اللہ سے تمہارے لئے بددعا کریں گے۔ اس نے کہا کہ اللہ تو تم سے بھی زیادہ مجھ پر رحم کرنے والا ہے۔ مالک بن دینار کہتے ہیں کہ جب رات ہوئی تو میں نے وضو کر کے نماز پڑھی اور اس کیلئے بددعا کرنے لگا تو اچانک میں نے ایک غیبی آواز سنی کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ اس کیلئے بددعا نہ کر۔ وہ تو اولیاء اللہ میں سے ہے۔

میں حیران ہو گیا اور اس کے گھر دروازے پر جا کر دستک دی وہ گھر سے نکلا اس کا خیال تھا کہ

شاید میں اس کو محلہ سے نکالنے آیا ہوں اس لئے وہ بڑی لجاجت کے ساتھ عذر خواہی کرنے لگا۔ میں نے کہا کہ میں تمہیں محلہ سے نکالنے کیلئے نہیں آیا بلکہ مجھے تو یہ معلوم ہوا ہے کہ تم اولیاء اللہ میں سے ہو۔ وہ یہ سن کر بہت رویا اور کہا کہ دراصل تمہارے جانے کے بعد میں نے اللہ کے حضور توبہ کر لی۔ پھر وہ خود بخود ہی شہر سے نکل کر کہیں چلا گیا۔ اس کے بعد میں نے اس کو نہیں دیکھا۔ (جبال الذنوب)

## حضرت بشر حافی رحمہ اللہ کی توبہ کا واقعہ

حضرت بشر حافی رحمہ اللہ بہت بڑے اللہ والے تھے۔ زمانہ جاہلیت میں آپ کا یہ حال تھا کہ کثرت سے شراب پیتے تھے۔ ایک مرتبہ شراب کے نشہ میں جھومتے جھومتے جا رہے تھے تو زمین پر ایک کاغذ کا پرچہ پڑا ہوا تھا۔ جس پر اسم اللہ لکھا ہوا تھا۔ آپ کی نگاہ جیسے ہی اس کاغذ پر پڑی اس کو اٹھالیا کہ اس میں میرے مالک کا نام ہے۔ اسے چوما صاف کیا اور خوشبو لگا کر اونچی جگہ رکھ دیا۔ جب رات کو آپ سوئے تو خواب میں کہا گیا۔

اے بشر تو نے ہمارے نام کو اونچا کیا ہم تجھے اونچا کر کے دکھائیں گے۔ (بعض کتابوں میں یہ ہے کہ یہ خواب کسی اللہ والے نے دیکھا تھا اور پھر آپ کو آ کر بتایا تو آپ یہ سن کر زمین پر لوٹنے لگے اور کہا ہائے افسوس! میرے اتنے گناہ! پھر بھی یہ انعام) پھر آپ نے اسی وقت گناہوں سے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ولایت عطا فرمائی اور اپنا دوست بنالیا۔

جب آپ نے ولایت کا مقام پالیا تو ایک دن یہ آیت تلاوت کی۔

**الم نجعل الارض مھادا**

کیا زمین کو ہم نے فرش نہیں بنایا؟ تو حضرت بشر رحمہ اللہ نے جوتا اتار دیا کہ اے خدا میں تیرے فرش پر جوتا پہن کر نہیں چلوں گا لیکن یہ مسئلہ نہیں ہے خوب سمجھ لیجئے۔ پس ان پر ایک حال غالب ہو گیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ قدر کی کہ زمین کو حکم دے دیا کہ اے زمین بشر کی گزرگاہ سے نجاست کو نگل جایا کرتا کہ میرے بشر کے پاؤں میں نجاست نہ لگے۔ چنانچہ وہ جہاں کہیں سے گزرتے اگر نجاست پڑی ہوئی ہوتی تو حضرت بشر کے قدم رکھنے سے پہلے زمین پھٹ جاتی اور اس نجاست کو نگل لیتی۔ یہ ہے انعام جو اللہ تعالیٰ پر مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو عزت دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ کرامت عطا فرمائی۔ (کرامات اولیاء)

# گناہوں کی دلدل میں پھنسے نوجوان کی توبہ

ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بار نصف رات گزر جانے کے بعد میں جنگل کی طرف نکل کھڑا ہوا راستے میں میں نے دیکھا کہ چار آدمی ایک جنازہ اٹھائے جا رہے ہیں۔ میں سمجھا کہ شاید انہوں نے اسے قتل کیا ہے اور لاش ٹھکانے لگانے کے لئے کہیں لے جا رہے ہیں۔ جب وہ میرے نزدیک آئے تو میں نے ہمت کر کے ان سے پوچھا "اللہ عزوجل کا جو حق تم پر ہے۔ اس کو سامنے رکھتے ہوئے میرے سوال کا جواب دو کیا تم نے خود اسے قتل کیا ہے یا کسی اور نے؟ اور اب تم اسے ٹھکانے لگانے کیلئے کہاں لے جا رہے ہو؟"

انہوں نے جواب دیا۔ "ہم نے نہ تو اسے قتل کیا ہے اور نہ ہی یہ مقتول ہے بلکہ ہم مزدور ہیں اور اس کی ماں نے ہمیں مزدوری دینی ہے وہ اس کی قبر کے پاس ہمارا انتظار کر رہی ہے آؤ تم بھی ہمارے ساتھ آ جاؤ"۔

میں تجسس کی وجہ سے ان کے ساتھ ہولیا۔ ہم قبرستان میں پہنچے تو دیکھا کہ واقعی ایک تازہ کھدی ہوئی قبر کے پاس ایک بوڑھی خاتون کھڑی تھی۔

میں ان کے قریب گیا اور پوچھا۔ "اماں جان! آپ اپنے بیٹے کے جنازے کو دن کے وقت یہاں کیوں نہیں لائیں تا کہ اور لوگ بھی اس کے کفن دفن میں شریک ہو جاتے؟"

انہوں نے کہا۔ "یہ جنازہ میرے لخت جگر کا ہے میرا یہ بیٹا بڑا شرابی اور گنہگار تھا ہر وقت شراب کے نشے اور گناہ کی دلدل میں غرق رہتا تھا۔ جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے مجھے بلا کر تین چیزوں کی وصیت کی۔

(۱) جب میں مر جاؤں تو میری گردن میں رسی ڈال کر گھر کے ارد گرد گھسیٹنا اور لوگوں کو کہنا کہ گنہگاروں اور نافرمانوں کی یہی سزا ہوتی ہے۔

(۲) مجھے رات کے وقت دفن کرنا کیونکہ دن کے وقت جو بھی میرے جنازے کو

دیکھے گا۔ مجھے لعن طعن کرے گا۔

(۳) جب مجھے قبر میں رکھنے لگو تو میرے ساتھ اپنا ایک سفید بال بھی رکھ دینا کیونکہ اللہ عزوجل سفید بالوں سے حیا فرماتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ مجھے اس کی وجہ سے عذاب سے بچالے"

جب یہ فوت ہوگیا تو میں نے اس کی پہلی وصیت کے مطابق اس کے گلے میں رسی ڈالی اور اسے گھسیٹنے لگی تو ہاتف غیبی سے آواز آئی۔

"اے بڑھیا! اسے یوں مت گھسیٹو اللہ عزوجل نے اسے اپنے گناہوں پر شرمندگی (یعنی توبہ) کی وجہ سے معاف فرمادیا ہے"۔

جب میں نے اس بوڑھی عورت کی یہ بات سنی تو میں اس جنازے کے پاس گیا اس پر نماز پڑھی پھر اسے قبر میں دفن کردیا۔ میں نے اس کی بوڑھی ماں کے سر کا ایک سفید بال بھی اس کے ساتھ قبر میں رکھ دیا اس کام سے فارغ ہوکر جب ہم اس کی قبر کو بند کرنے لگے تو اس کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور اس نے اپنا ہاتھ کفن سے باہر نکال کر بلند کیا اور آنکھیں کھول دیں۔

میں یہ دیکھ کر گھبرا گیا لیکن اس نے ہمیں مخاطب کر کے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اے شیخ! ہمارا رب عزوجل بڑا غفور ورحیم ہے وہ احسان کرنے والوں کو بھی بخش دیتا ہے اور گناہگاروں کو بھی معاف فرمادیتا ہے"۔

یہ کہہ کر اس نے ہمیشہ کے لئے آنکھیں بند کرلیں ہم سب نے مل کر اس کی قبر کو بند کیا اور اس پر مٹی درست کر کے واپس آ گئے۔

# شراب اور گانے سے توبہ

ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔

ایک مھلبی نامی مشہور آدمی شہر بصرہ سے اپنی کسی ضرورت کے لئے کہیں سفر پر گیا اس کے ہمراہ ایک غلام اور ایک باندی بھی تھی۔ وہ سفر سے واپسی پر جب دریائے دجلہ پر پہنچا تو اچانک اس کی نظر ایک ایسے نوجوان پر پڑی جس نے اون کا جبہ پہن رکھا تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک عصا یعنی چھڑی اور ایک توشہ دان تھا۔

اس نوجوان نے ملاح سے کہا کہ

''میں جانا چاہتا ہوں اس لئے آپ مجھے کشتی میں سوار کرلیں اور جو کرایہ ہے وہ لے لیں''
اس دوران شیخ مھلبی نے اس نوجوان کی حالت دیکھی تو شیخ کو اس نوجوان پر رحم آیا اور شیخ نے ملاح سے کہا کہ ''اس نوجوان کو بھی کشتی میں سوار کرلو'' چنانچہ ملاح نے اس کو سوار کرلیا۔ جب صبح کے کھانے کا وقت ہوا تو شیخ نے دستر خوان لگانے کا حکم دیا اور ملاح سے کہا کہ نوجوان کو ہمارے پاس بھیج دو۔

ملاح نے نوجوان سے شیخ کے پاس جا کر کھانا کھانے کو کہا تو نوجوان نے انکار کردیا مگر شیخ کے بہت اصرار کے بعد نوجوان نے بھی شیخ کے ساتھ کھانا کھایا۔

جب کھانا کھانے سے فارغ ہوئے تو نوجوان اٹھ کر جانے لگا۔ تو شیخ نے نوجوان سے کہا کہ ''ہاتھ دھولو اور ذرا ٹھہرو!''

پھر شیخ نے شراب کا مشکیزہ منگوایا اور پہلے خود شراب کا ایک پیالہ پیا اور پھر باندی کو شراب پلائی پھر اس نوجوان سے بھی شراب پینے کو کہا۔

مگر اس نوجوان نے انکار کیا اور کہا کہ آپ مجھے معاف رکھیں۔

شیخ نے کہا کہ ''بہت اچھا! ہم زیادہ اصرار نہیں کرتے مگر تم ذرا ہمارے پاس بیٹھو!''

پھر شیخ نے باندی سے گانا گانے کو کہا۔

باندی نے سارنگی سنبھالی اور گانا شروع کیا۔ شیخ نے اس نوجوان کو مخاطب ہوکر کہا۔

''اے نوجوان تم بھی اس طرح کا کوئی اچھا کلام سنا سکتے ہو؟''

نوجوان نے کہا کہ اس باندی کے کلام سے بھی زیادہ اچھا کلام سنا سکتا ہوں اور یہ کہہ کر اس نے سورۃ النساء کی تلاوت کی۔

**قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا اَيْنَ مَاتَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ** (النساء ۷۷، ۷۸)

''آپ کہہ دیجئے کہ دنیا کا فائدہ تھوڑا ہے اور آخرت بہتر ہے۔ پرہیزگار کے لئے اور تم پر ایک دھاگے برابر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ جہاں کہیں بھی تم ہو گے موت تمہیں آ پکڑے گی۔ اگرچہ تم مضبوط قلعوں میں کیوں نہ ہو''

نوجوان بہت سریلی آواز میں تھا۔ شیخ تلاوت سن کر وجد میں آ گیا اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ

"واقعی یہ تلاوت قرآن مجید باندی کے گانے سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔

اور نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا کہ کچھ اور تلاوت سناؤ گے؟۔

نوجوان نے کہا "جی ہاں" پھر اس نوجوان نے سورہ کہف کی اس آیت کی تلاوت کی۔

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ط وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِى الْوُجُوْهَ ط بِئْسَ الشَّرَابُ ط وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا (الکهف ...... آیت ۲۹)

"اور کہہ دیجئے کہ دین حق تمہارے رب کی طرف سے آیا ہے۔ سو جس کا جی چاہے ایمان لے آئے اور جس کا جی چاہے کافر رہے۔ بے شک ہم نے ایسے ظالموں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے کہ اس آگ کی قناتیں اس کو گھیرے ہوں گی اور اگر پیاس سے فریاد کریں گے تو ایسے پانی سے اس کی فریادرسی کی جائے گی جو پیپ کی طرح ہوگا۔ منہ کو بھون ڈالے گا کیا ہی برا پانی ہوگا اور دوزخ بھی کیا ہی بری جگہ ہوگی"

تلاوت سن کر شیخ مھلی کے دل سے غفلت دور ہوگئی۔ چنانچہ اس نے شراب کا مشکیزہ اٹھا کر باہر پھینک دیا اور ساری شراب بہہ گئی اور سارنگی کو توڑ ڈالا اور نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا کہ "بھئی! یہ بتلاؤ کہ بخشش اور نجات کی بھی کوئی صورت ہے؟"

نوجوان نے کہا "جی ہاں ضرور" اور یہ آیت تلاوت کی۔

قُلْ يٰعِبَادِىَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ. اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا. اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (الزمر ...... آیت نمبر ۵۳)

"آپ کہہ دیجئے کہ اے میرے بندو! جنہوں نے کفر و شرک کر کے اپنے اوپر زیادتیاں کی ہیں کہ تم خدا تعالیٰ کی رحمت سے ناامید مت ہو۔ بالیقین خدا تعالیٰ تمام گزشتہ گناہوں کو معاف فرمادے گا۔ واقعی وہ بڑا بخشش والا بڑی رحمت والا ہے"

شیخ مھلی نے ایک چیخ ماری اور بے ہوش کر گر پڑا جب لوگوں نے آگے بڑھ کر دیکھا تو شیخ مھلی موت کا ذائقہ چکھ چکا تھا۔

اس قصہ کے راوی کا کہنا ہے کہ شیخ مھلی کی موت پر لوگ چیخیں مار مار کر روتے تھے اور میں نے کسی جنازہ میں اتنی کثرت سے آدمی نہیں دیکھے جتنے آدمی شیخ مھلی کے جنازہ میں شریک ہوئے۔

راوی کا کہنا ہے کہ اس کے بعد شیخ مصلحی کی باندی کی صورت حال یہ ہوگئی کہ اس نے بھی عیش پرستی کی زندگی ترک کر کے بالوں سے بنا ہوا کرتہ پہن لیا اور اوپر اون کا موٹا جبہ پہن لیا اور اس نے اپنا یہ معمول بنالیا کہ وہ دن کو روزہ رکھتی اور رات اللہ کے سامنے نماز وغیرہ میں گزار دیتی۔

چالیس روز تک یہی معمول رہا۔ پھر ایک رات اس نے یہ آیت تلاوت کی۔

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ط وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِى الْوُجُوْهَ ط بِئْسَ الشَّرَابُ ط وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا (الکہف ...... آیت نمبر ۲۹)

لوگوں نے صبح کو دیکھا تو باندی جاں بحق ہو چکی تھی۔

نہیں ناخوش کریں گے رب کو اے دل تیرے کہنے سے اگر یہ جان جاتی ہے تو خوشی خوشی جان دے دیں گے۔ جان دے دو پر مالک کو ناراض نہ کرو اللہ جس دل کو اپنا بنانا چاہتے ہیں وہ خواہشات کا غلام نہیں رہتا۔

## سچی توبہ کی برکت سے تمام گناہ معاف

بغداد میں ایک شخص گنہگار تھا اور اس کی ماں صالحہ تھی۔

جب کبھی اس سے کوئی گناہ ہو جاتا تھا تو وہ اس گناہ کو ایک کتاب میں لکھ لیا کرتا تھا۔

ایک رات کا ذکر ہے کہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا وہ نکل کر کیا دیکھتا ہے کہ ایک خوبصورت عورت کھڑی ہے۔ اس سے پوچھا کہ ”تیری کیا حاجت ہے؟“

وہ بولی ”میرے پاس یتیم بچے ہیں۔ تین دن سے انہوں نے کچھ کھایا نہیں ہے۔“

اس شخص نے کہا ”اچھا اندر چلی آ“

وہ عورت تاڑ گئی کہ اس کے جی میں کچھ برائی ہے۔

”پناہ اس پر“ اس نے اسے زبردستی کھینچنا شروع کیا۔ وہ کہنے لگی۔

”اے مصیبت کے دور کرنے والے اس سے مجھے بچایئے“ پھر کہنے لگی ”اچھا میری ایک بات سنو“ یہ کہہ کر اشعار ذیل پڑھنے لگی۔

الا ایھا الناس لیوم رحیلہ اراک عن الموت المعزق لا حیا

الم تعتبر بالطاعين الى البلى وتركهم الدنيا جميعاً كما هيًا
ولم يخر جوا الا بقطن وخرقةٍ وما عمروا من منزل كل خالياً
وانت غدًا او بعدهٗ فی جوار بهم وحيدًا فريدًا فی المقابر ثاويا

''اے اپنے کوچ کے دن کو فراموش کرنے والے تفرقہ انداز موت سے مجھے تو تو غافل نظر آتا ہے کیا ان باتوں نے تجھے کچھ بھی پند آموزی نہیں کی کہ بہتیرے لوگ دیار تنگی کو سفر کر گئے اور تمام دنیا کو جس حالت میں تھی اسی میں خیر باد کہہ کر چل دیئے۔ انہیں دنیا سے سوائے تھوڑی سی روٹی اور کپڑے کے کچھ بھی لے جانا نصیب نہ ہوا اور جو منزل انہوں نے آباد کی وہ خالی ہو کر رہ گئی اور تو بھی کل یا اس کے بعد کسی روز تن تنہا قبرستان میں جا گزین ہو کر انہیں کی ہمسائیگی میں جا لگے گا''

پھر وہ عورت رونے لگی اور بولی۔ ''اے میرے رب! میری فریاد کو سن اور اس مرد سے مجھے بچا''

اس نے جب اس کی یہ بات سنی تو بہت رویا پھر وہ عورت کہنے لگی۔

''تجھے خدا کی قسم! جب تیرے اور تیرے مالک کے مابین صلح ہو گئی تو اب مار کو نہ بھول''

اس پر اس نے عورت کو کچھ دیا اور کہا۔

''جا اپنے بچوں کو کھلا اور ان سے میرے لئے دعا کی درخواست کر کہ جو کچھ اس کتاب میں لکھا ہے۔ وہ مٹ جائے۔''

اس نے کہا ''اچھا'' چنانچہ جب اس نے اپنے بچوں کے لئے کھانا تیار کیا تو ان سے کہا کہ ''جب تک اس کے لئے دعا نہ کر لیں گے کھانا نہ کھائیں گے۔

کیونکہ غلام جب تک کام نہ کرے اجرت کا مستحق نہیں ہوتا ''

پھر وہ شخص اپنی ماں کے پاس گیا اور اس نے کتاب جا کر دیکھی تو اس کو سفید پایا اس میں کوئی گناہ نہ تھا یہ خبر اس نے اپنی ماں کو دی اس نے پوچھا کہ ''اس کا کیا سبب ہے؟''

اس نے کہا کہ ''ایک عورت مجھ سے اپنے بچوں کے لئے کھانا مانگنے آئی تھی اسی کے ہاتھ پر میری خدا سے صلح ہو گئی''۔ اس کے بعد اس نے وضو کیا اور کہنے لگا۔

''اے اللہ جیسے آپ نے میرے لکھے ہوئے گناہ مٹا دیئے ہیں۔ اب مجھے اپنے پاس پاس بلا لے''۔ پھر اس نے سجدہ کیا۔ اس کی ماں نے جو اسے حرکت دی تو کیا دیکھتی ہے کہ اس کا انتقال ہو چکا ہے۔

# فاحشہ عورت کی اللہ تعالیٰ سے دوستی

حضرت شیخ کبریا عارف ربانی مربی عیسیٰ ہتار یمنی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک دن ایک رنڈی پر گزر ہوا آپ نے فرمایا۔ ''ہم عشاء کے بعد تیرے پاس آئیں گے''

وہ سن کر بہت خوش ہوئی اور خوب بناؤ سنگھار کر کے شیخ کے انتظار میں بیٹھ گئی۔ جن لوگوں نے یہ سنا بہت حیران ہوئے۔ عشاء کے بعد حسب وعدہ آپ اس کے یہاں تشریف لائے اور اس کے مکان میں دو رکعت نماز ادا کر کے کھڑے ہوئے۔

اس رنڈی نے کہا کہ ''آپ تو جا رہے ہیں؟''

فرمایا ''میرا مقصود حاصل ہو گیا''۔

چنانچہ اسی وقت اس رنڈی کی حالت بدل گئی اور شیخ کے ہاتھ پر توبہ کی اور اپنا مال و اسباب چھوڑ دیا۔ حضرت نے اس کا ایک فقیر سے نکاح کر دیا اور فرمایا۔

''ولیمہ میں صرف روٹیاں پکواؤ سالن کی ضرورت نہیں''

انہوں نے حسب الارشاد روٹی پکوا کر شیخ کے پاس حاضر کیں۔ اس رنڈی کا یار ایک امیر شخص تھا۔ اس سے کسی نے جا کر کہا کہ۔

''فلاں رنڈی نے توبہ کر لی ہے''۔ اس نے کہا ''کیا کہتے ہو؟'' اس نے کہا۔

''واللہ اس نے توبہ کر لی اور اس کا ایک فقیر کے ساتھ نکاح بھی ہو گیا اور اس کا اس وقت ولیمہ بھی ہے جس میں صرف روٹیاں ہیں۔ سالن نہیں ہے''۔

اس امیر شخص نے دو شراب کی بوتلیں اس کے حوالہ کیں اور کہا۔

''تو جا کر شیخ کو میرا اسلام کہہ اور اس کے بعد یہ کہہ کہ میں نے یہ واقعہ سنا جس سے بہت خوشی ہوئی اور معلوم ہوا ہے کہ ولیمہ میں سالن کا انتظام نہیں ہے۔ اس وجہ سے میں یہ روانہ کرتا ہوں۔ اس کا سالن بنا لو''۔

اس کا مقصد فقراء سے مذاق اور انہیں شرمندہ کرنا تھا۔ وہ قاصد جب شیخ کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے فرمایا۔ ''بہت دیر لگا دی''۔

پھر ان میں سے ایک بوتل لے کر خوب ہلائی اور پیالہ میں ڈال دی پھر دوسری بوتل کا

بھی ایسا ہی کیا پھر اس شخص سے کہا کہ ''تو بھی بیٹھ کر کھالے''

وہ قاصد یہی کہتا ہے کہ میں نے بھی بیٹھ کر کھایا تو ایسا عمدہ گھی بن گیا تھا کہ میں نے کبھی ویسا نہ کھایا تھا اور سارا قصہ اس نے جا کر اس امیر کو سنایا۔

اس امیر نے آ کر سارا قصہ دیکھا اور حیران ہو گیا۔ یہ دیکھ کر اس نے حضرت کے ہاتھ پر توبہ کی۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے اور اللہ بڑے فضل فرمانے والے ہیں۔

ہمارا سب سے بڑا دشمن نفس ہے جس نے نفس کو چت کر دیا وہ اللہ کا ولی بن جاتا ہے۔

چنانچہ بایزید رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا۔

''اے بایزید تو نفس کی خواہشات کو دبالے تو میں تجھے اپنا ولی بنالوں گا''

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''انسان کا سب سے بڑا دشمن اس کا نفس ہے''

نفس تمہارا سب سے بڑا دشمن ہے جو تمہارے پہلو میں رہتا ہے۔ ہم جب تک زندہ ہیں۔ شیطان اور نفس دونوں ہمیں اللہ سے دور کرنے میں لگے رہیں گے۔ شیطان اور نفس میں فرق یہ ہے کہ شیطان گناہ اور نافرمانی کا تقاضا دل میں ڈال کر چلا جاتا ہے کیونکہ اسے بہت سی جگہوں پر جانا ہوتا ہے۔

تو پتہ کیسے چلے کہ یہ خیال شیطان کی طرف سے ہے۔ یا نفس کی طرف سے۔

یاد رکھو! اگر گناہ کا خیال بار بار آئے تو سمجھ لو یہ نفس کی طرف سے ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوۡٓءِ

''یہ نفس امارہ بچھو ہے یہ صرف برائی کا حکم دیتا ہے۔''

جب آدمی گناہ چھوڑتا ہے بدنظری نہیں کرتا۔ فلم نہیں دیکھتا تو کتنی تکلیف ہوتی ہے۔ تو یاد رکھئے یہ تکلیف ہمارے جسم کو نہیں ہوتی بلکہ یہ تکلیف اس کمینے اور خبیث نفس کو ہوتی ہے جو گناہوں کی غذا کا عادی بن چکا ہے۔ درحقیقت یہ تقاضا نفس کا چلانا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ تکلیف ہمیں ہوتی ہے۔ اسی لئے اگر کبھی نفس اس طرح چلائے گناہ کے لئے تو اس کو اور سزا دو کہ تو نے اتنا عرصہ مجھے پالنے والے سے دور رکھا اتنا عرصہ تک تو گناہ کی لذت لیتا رہا۔ اب میں تجھے اتنی ہی سزا دوں گا۔

جس نے ایسا کر لیا سمجھو اس دن سے وہ اللہ کا ولی بن گیا۔ اس کو اس قربانی پر اللہ جو مزہ

کاپی 20

دیں گے۔ اس کے سامنے دنیا کی لذتوں کا مزہ صحرا کے مقابلہ میں ذرہ کی مانند ہے اور جس نے نفس کی مان لی۔ گویا اس نے اللہ کے حکم کے سامنے نفس کے حکم کو بڑا سمجھا۔

دعا کریں کہ اللہ مجھ نالائق اور کمینے کی حفاظت فرمائے (آمین)

دوسری نشانی کہ شیطان کبھی اللہ کا ولی نہیں ہوسکتا۔" مگر نفس اللہ کا ولی بن سکتا ہے۔ دیکھو پیٹرول برانہیں پیٹرول کا استعمال برا ہے اسی طرح نفس برانہیں اس کا غلط استعمال برا ہے۔ آپ اس کا صحیح استعمال کرو تو ان شاء اللہ پھر آپ کا نفس پکا مسلمان بن جائے گا۔

## خالق کو چھوڑ کر مخلوق سے دوستی پر توبہ

ایک آدمی کو کسی عرب عورت سے محبت ہوگئی جو بڑی سمجھدار پڑھی لکھی تھی۔ وہ اس سے ملنے کے بہانے تلاش کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ایک انتہائی تاریک رات میں اس کے ساتھ ملاقات کو پہنچا۔ کچھ دیر اس سے باتیں کیں۔

پھر اس کے دل میں اس سے زنا کی خواہش پیدا ہوئی تو کہا۔

"میرے دل میں تیرا شوق زیادہ ہو رہا ہے"

لڑکی نے کہا۔ "میرا بھی یہی حال ہے" آدمی نے کہا۔

"رات گزر چکی ہے اور قریب صبح ہے" لڑکی بولی۔

"اسی طرح شہوات ختم ہوجائیں گی اور لذات فنا ہوجائیں گی"

وہ کہنے لگا۔ "تو میرے قریب آجا!" لڑکی نے کہا۔

"مجھے اللہ کا خوف مانع ہے" آدمی نے کہا۔

"تجھے کس چیز نے مجھ سے ملاقات پر مجبور کیا؟

اس نے جواب دیا۔ "تیری اور میری بدبختی اور شقاوت نے"

اس نے کہا "میں دوبارہ کب تیرا دیدار کروں گا؟"

اس نے کہا۔ "میں تجھے نہ بھولوں گی لیکن ملاقات اب کبھی نہیں ہوسکتی"

وہ آدمی اس کی بات سن کر شرم میں ڈوب گیا اور پھر وہ رو رو کر ندامت سے کہنے لگا۔

تقت عذابا لایطاق انتقامه    ولم تات ماتخشی به ان تعذبا

وقالت مقالا كدت من شلة الحيا     اهيم على وجهى حيا و تعجبا

"ہائے تیری بدبختی! کیا تو جہنم میں جلنا چاہتا ہے شکر کر تو ایسے خوفناک عذاب سے بچ گیا جس سے بچنا ممکن نہیں۔ افسوس تو نے اس لڑکی سے بے حیائی کی بات کیوں کی؟ افسوس اس محبت پر جس نے تجھے اندھا کر دیا۔ تیرے نفس نے گناہ کر کے اپنے پالنے والے محبوب حقیقی سے غافل کر دیا"۔

یہ سوچتے سوچتے اس عابد نے صبح کی اور ندامت سے روتا ہوا واپس ہولیا۔

اللہ کی نعمتیں کھا کر اس کو ناراض کرنے سے بچو۔

مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم نے ایک مجلس میں ارشاد فرمایا کہ اللہ کا سچا عاشق اللہ کی نعمتیں کھا کر اس کی چاہت کے مطابق زندگی گزارتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ عِنْدَ شِدَّةِ الظَّمَاٖ

"اے اللہ! مجھے اپنی محبت گرمی کی شدت میں ٹھنڈے پانی سے زیادہ عطا فرما"

اگر گناہ کرنے کی عادت ہے تو اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ ٹھنڈا پانی پینا چھوڑ دو جو نفس گناہ کرا کر تمہیں اللہ سے دور کرتا ہے تم اس کو ٹھنڈے پانی کا مزہ دیتے ہو اگر اللہ پر فدا ہونا زخم حسرت کھانا خون تمنا پینا نہیں آتا تو ٹھنڈے پانی سے نفس کو خوش کیوں کرتے ہو؟

اگر اس کی نعمتیں کھا کر نعمت دینے والے پر فدا ہونا شرافت بندگی ہے پھر ٹھنڈا پانی پی کر کس منہ سے بدنظری کرتے ہو؟

اللہ کی نعمتیں کھاتے ہو تو اس کا حق ادا کرو نعمتیں کھا کر زبان سے شکر کرنا سنت ہے۔

# چار درہم کے بدلے چار مقبول دعائیں

ایک شرابی تھا۔ اس کے ہاں ہر وقت شراب کا دور چلتا رہتا تھا۔ ایک مرتبہ اس کے دوست جمع تھے۔ شراب تیار تھی۔ اس نے اپنے غلام کو چار درہم دیئے تاکہ شراب پینے سے پہلے دوستوں کو کھلانے کے لئے کچھ پھل خرید لائے۔

وہ غلام بازار جا رہا تھا کہ راستے میں حضرت منصور بن عمار بصری رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس سے گزر رہا ہوا۔ وہ کسی فقیر کے واسطے لوگوں سے کچھ مانگ رہے تھے اور یہ فرما رہے تھے کہ جو

شخص اس فقیر کو چار درہم دے میں اس کے لئے چار دعائیں کروں گا۔

اس غلام نے وہ چار درہم اسے دے دیئے۔ حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

''بتا کیا دعائیں چاہتا ہے؟''

غلام نے کہا ''میں غلام ہوں۔ میں اپنے آقا سے آزادی چاہتا ہوں۔''

حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ نے اس کیلئے دعا کی۔ پھر پوچھا ''دوسری دعا کیا چاہتا ہے؟''۔

غلام نے کہا کہ ''مجھے ان درہم کا بدلہ مل جائے۔''

حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ نے اس کیلئے بھی دعا کی۔ پھر پوچھا ''تیسری دعا کیا ہے؟''۔

غلام نے کہا ''حق تعالیٰ شانہ میرے آقا کو توبہ کی توفیق دے اور اللہ اسکی توفیق قبول کرلے۔''

حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی بھی دعا کی۔

پھر پوچھا ''چوتھی دعا کیا ہے؟''۔ غلام نے کہا۔ ''حق تعالیٰ شانہٗ میری اور آقا کی۔ تمہاری اور اس مجمع کی جو یہاں حاضر ہیں۔ سب کی مغفرت فرمادے۔''

حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی بھی دعا کی۔

جب وہ غلام خالی ہاتھ اپنے آقا کے پاس واپس چلا گیا اور خیال کرلیا کہ زیادہ سے زیادہ اتنا ہوگا کہ آقا مارے گا۔ آقا انتظار میں تھا ہی۔ دیکھ کر کہنے لگا ''اتنی دیر لگادی۔''

غلام نے قصہ سنایا تو اس نے پوچھا کہ ''کیا دعائیں کرائیں؟''۔

غلام نے کہا ''پہلی تو یہ کہ میں غلامی سے آزاد ہو جاؤں۔''

آقا نے کہا ''تو آزاد ہے۔ دوسری کیا تھی؟''۔

غلام نے کہا ''مجھے ان درہموں کا بدلہ مل جائے۔''

آقا نے کہا کہ ''میری طرف سے تجھے چار ہزار درہم دیئے جاتے ہیں۔ تیسری کیا تھی؟''۔

غلام نے کہا ''حق تعالیٰ شانہٗ تمہیں شراب سے توبہ کی توفیق دے۔''

آقا نے کہا۔ ''میں نے اپنے سب گناہوں سے توبہ کرلی۔ چوتھی کیا تھی؟''۔

غلام نے کہا۔ ''حق تعالیٰ شانہ میری اور آپ کی۔ ان بزرگ کی اور سارے مجمع کی مغفرت کردے۔'' آقا نے کہا ''یہ اختیار میں نہیں ہے۔''

رات کو آقا نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ ''جب تو نے وہ تینوں کام کردیئے

جو تیرے اختیار میں تھے تو کیا تیرا یہ خیال ہے کہ۔ میں وہ کام نہیں کروں گا۔ جو میرے اختیار میں ہے؟۔ میں نے تیرے اس غلام کی۔ تیری۔ منصور کی اور اس سارے مجمع کی مغفرت کر دی۔"

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے "التشرف فی احادیث التصوف" میں یہ حدیث نقل کی ہے۔ "بندہ جب توبہ کر لیتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ ملائکہ (کراماً کاتبین) کو بھی بھلا دیتا ہے۔ اور جن اعضاء سے گناہ ہوا تھا ان اعضاء سے بھی بھلا دیتا ہے اور جہاں جہاں زمین پر گناہ ہوئے تھے زمین کے نشانات بھی مٹا دیتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ شخص قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ۔ اس کے گناہ پر کوئی گواہی دینے والا نہ ہوگا۔"

## گناہ گار پر شفقت کا انعام

ایک مرتبہ ایک شرابی شراب کے نشہ میں دھت راستے میں بے ہوش پڑا تھا۔ منہ پر مکھیاں بیٹھی ہوئی تھیں۔ ایک اللہ والے بزرگ وہاں سے گزرے۔ دیکھا کہ کوئی نوجوان پڑا ہے۔ اور چہرے پر مکھیاں بیٹھی ہیں۔ دل میں خیال آیا کہ یہ بھی تو انسان ہے۔ اللہ کا بندہ ہے۔ مگر اس قدر برے حال میں ہے۔ فوراً اس کا منہ دھونے لگے۔ نوجوان کی آنکھ کھل گئی۔ ان بزرگ کا حلیہ دیکھ کر ایسا رعب طاری ہوا کہ اپنے آپ پر شرمندگی محسوس ہونے لگی۔ نادم ہو کر اللہ رب العزت سے معافی مانگی اور توبہ تائب ہو گیا۔ اسی وقت ان بزرگ کو الہام ہوا۔

"اے میرے پیارے! تو نے میرے ایک بندے کے منہ کو دھویا اور اس کی گندگی کو صاف کیا۔ تیرے اس منہ دھونے کے صدقے میں ہم نے اس کے گندے دل کو بھی دھو دیا ہے۔"

مثبت سوچ کے بے شمار فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ مثبت سوچ کی وجہ سے انسانی زندگی میں بڑے بڑے انقلاب رونما ہو جاتے ہیں۔ ہمیں دنیا میں اس طرح زندگی بسر کرنی چاہیے کہ۔ ہماری ذات دوسروں کیلئے فائدہ مند ثابت ہو۔

شرابی آدمی کے گندے منہ کو دھونا کس قدر حوصلے کا کام ہے۔ اللہ والوں کی تو یہ سوچ ہوتی ہے کہ۔ گناہ سے اور بیماری سے تو نفرت ہو مگر گناہگار اور بیمار سے نفرت نہ ہو۔ کسی کو نقصان یا تکلیف پہنچانا آسان کام ہوتا ہے۔ مگر کسی کو فائدہ پہنچانا بڑے دل گردے کا کام ہوتا ہے۔

نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے مزہ تو تب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی

# چوری چھوڑی تو ولایت مل گئی

حضرت خواجہ خضرویہ رحمۃ اللہ علیہ جلیل القدر بزرگ تھے۔ایک مرتبہ آدھی رات تک عبادت کرنے کے بعد آرام کرنے کے لئے لیٹ گئے۔نیم خوابی کی حالت تھی کہ ایک کھٹکے سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ ہوشیار ہو گئے۔دیکھا کہ ایک چور دیوار پھلانگ کر اترا ہے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ خاموشی سے لیٹے ہوئے اس چور کی تمام حرکات دیکھتے رہے۔ چور نے یہ سمجھ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ سو رہے ہیں۔دبے پاؤں اِدھر اُدھر مال و دولت کی تلاش شروع کی کمرے کے اندر گیا۔بہت ڈھونڈا کچھ نہ ملا۔گھر کا کونہ کونہ چھان مارا مگر کوئی چیز حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے گھر سے اس کے ہاتھ نہ لگی۔

ناچار مایوس ہو کر واپس جانے کے لئے بڑھا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اسے آواز دی۔وہ گھبرا کر لوٹا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔"خدا کے بندے تمہیں بہت افسوس ہوا ہوگا جو ایسے گھر میں آئے جہاں سے نامراد واپس جا رہے ہو۔مگر میں نہیں چاہتا کہ تم خالی ہاتھ جاؤ۔لوٹ کر آؤ۔کنوئیں سے پانی نکالو اور وضو کر کے نماز پڑھنی شروع کر دو تا کہ اس عرصہ میں کوئی خدا کا بندہ اگر میرے لئے کچھ لے آئے تو وہ سب کا سب میں تمہیں دے دوں۔"

چور بہت حیران ہوا اور سوچنے لگا کہ کیا کروں۔کچھ دیر سوچنے کے بعد لوٹا اور ڈول میں پانی لینے کنوئیں میں چلا گیا۔وضو کیا اور نماز میں مصروف ہو گیا۔حضرت رحمۃ اللہ علیہ بھی اٹھ کر عبادت میں مصروف ہو گئے۔یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔علی الصبح کسی شخص نے دروازہ پر دستک دی۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے چور سے کہا۔"جاؤ دیکھو۔دروازے پر کون آیا ہے؟۔"

چور دروازے پر گیا اور ایک شخص کو ہمراہ لے کر واپس آیا۔

یہ شخص حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدت مند تھا۔اس نے آتے ہی سو دینار کی تھیلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے رکھ دی۔حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے چور سے فرمایا۔

"لو یہ رقم لے لو۔تمہارا خالی ہاتھ واپس جانا ہمیں ناگوار گزر رہا تھا۔"

چور جو خاموشی سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کرامت دیکھ رہا تھا حضرت کے قدموں پر گر پڑا اور رقم لینے سے انکار کر دیا اور بولا۔

''آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فرمانے سے میں نے ایک رات اللہ کی عبادت کی تو اس کا صلہ ایک سو دینار کی صورت میں مل رہا ہے۔ جو عمر ضائع ہو چکی اس کا افسوس ہے۔ آئندہ کے لئے توبہ کرتا ہوں کہ چوری نہیں کروں گا۔''

چنانچہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر چور نے بیعت کی اور مریدان خاص میں اس کا شمار ہوا اور اللہ کے ولیوں اور دوستوں کی جماعت میں شامل ہو گیا۔

## عقلمند باپ کے بیٹے کی توبہ

منقول ہے کہ ایک عقلمند شخص کا انتقال ہونے لگا تو اس نے اپنے بیٹے کو بلوایا اور اسے الوداعی نصیحت کرتے ہوئے کہا۔'' بیٹے! اگر کبھی تیرا شراب پینے کو دل کرے تو پہلے شراب خانے میں جا کر کسی شرابی کو دیکھ لینا۔ اگر جوا کھیلنے کو جی چاہے تو پہلے کسی ہارے ہوئے جواری کا مشاہدہ کر لینا اور اگر کبھی زنا کو دل چاہے تو بالکل صبح کے وقت طوائف خانے جانا''

اس کے انتقال کے کچھ عرصہ بعد لڑکے کے دل میں شراب پینے کا خیال پیدا ہوا۔ باپ کی نصیحت کے مطابق وہ نوجوان ایک شرابی کے پاس پہنچا جو نشے میں دھت ایک نالی میں گرا ہوا تھا۔ اس کی یہ عبرت ناک حالت دیکھ کر اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ

''اگر میں نے شراب پی لی تو میرا بھی یہی حشر ہو گا۔''

یہ خیال آتے ہی اس نے شراب پینے کا ارادہ ترک کر دیا۔

پھر ایک مرتبہ شیطان نے اسے جوئے کی ترغیب دلائی۔ حسب وصیت یہ پہلے ایک ہارے ہوئے جواری کے پاس پہنچا۔ اس نے دیکھا کہ ہار جانے کے باعث وہ جواری شدید رنج وغم میں گرفتار تھا اور اس کی حالت نہایت قابل رحم ہو رہی تھی۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر اسے بھی اپنے بارے میں یہی خوف پیدا ہوا اور یوں جوئے سے بھی باز آ گیا۔

پھر کچھ عرصے بعد نفس نے زنا کی خواہش کا اظہار کیا۔ اس مرتبہ بھی یہ حسب معمول نصیحت صبح کے وقت طوائف خانے جا پہنچا۔

جب دروازہ بجایا تو کچھ دیر بعد ایک طوائف باہر آئی۔ نیند سے بیدار ہونے کی وجہ سے اس کی آنکھوں میں گندگی بھری ہوئی تھی۔ بال بکھرے ہوئے تھے بغیر سرخی پاؤڈر کے

چہرہ بالکل بے رونق نظر آ رہا تھا اور اس پر مردنی سی چھائی ہوئی تھی۔ تر وتازگی نام کو نہ تھی گندی بدبو کے بھبکے اڑ رہے تھے۔ اس نے میلا کچیلا لباس پہن رکھا تھا جس سے پسینے کی بو بھی محسوس ہو رہی تھی۔ گویا کہ شام کو ملمع کاری کر کے ''شکار'' کو اپنی جانب راغب کرنے والی ''حور پری'' اس وقت غلاظت کا ایک ڈھیر نظر آ رہی تھی۔

طوائف کا یہ بھیانک حلیہ دیکھ کر اس نوجوان کے دل میں زنا سے کراہیت پیدا ہو گئی اور اس نے اپنے ارادہ سے ہمیشہ کے لئے توبہ کر لی۔

# قدس کا چراغ

احمد بن عبداللہ مقدسی سے روایت ہے کہ میں ابراہیم بن ادہم کا مصاحب رہا اور آپ سے آپ کا ابتدائی حال دریافت کیا اور ملک فانی کو ترک کر کے ملک باقی کی طرف رجوع کرنے کی وجہ دریافت کی تو حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے فرمایا اے بھائی! ایک دن میں اپنی سلطنت کے بلند قصر پر بیٹھا تھا اور خواص میرے سر کے نزدیک دست بستہ کھڑے تھے میں نے کھڑکی سے جھانکا تو صحن میں ایک فقیر کو بیٹھے دیکھا اس کے ہاتھ میں ایک سوکھی روٹی تھی۔ اس نے اسے پانی میں بھگو کر نمک سے کھایا میں دیکھ رہا تھا۔ جب وہ کھا چکا پھر کچھ پانی پیا اور اللہ کا شکر اور حمد بجالایا اور وہیں صحن میں سو گیا۔ میں نے غلام سے کہا کہ جب یہ فقیر جاگے تو اسے میرے پاس بلا لانا۔ جب وہ نیند سے بیدار ہوا تو اس سے غلام نے کہا اے درویش! اس محل کے مالک تجھ سے کچھ بات کرنا چاہتے ہیں۔ درویش اٹھ کر غلام کے ہمراہ میرے پاس آیا۔ مجھے دیکھ کر سلام کیا۔ میں نے جواب دیا اور بیٹھنے کی درخواست کی۔ وہ بیٹھ گیا۔ جب وہ بیٹھ کر مطمئن ہوا تو میں نے درویش سے پوچھا۔ اے فقیر تو بھوکا تھا۔ روٹی کھانے سے تیرا پیٹ بھر گیا درویش نے کہا ہاں اور شوق سے پانی پیا اور سیراب ہو گیا۔ درویش نے کہا ہاں پھر بلا کسی رنج وغم کے سویا اور راحت پائی۔ درویش نے کہا ہاں' اس وقت میں نفس کی طرف متوجہ ہوا اور عتاب کے ساتھ اس سے کہا اے نفس! میں دنیا کو لے کر کیا کروں۔ نفس تو اس چیز پر جو کہ تو نے اس فقیر پر دیکھا قناعت کر لیتا ہے اسی وقت میں نے اللہ سے توبہ کا عزم کیا۔

جب دن گزرا اور رات آئی تو میں نے اونی ٹاٹ پہنا اور اونی ٹوپی اوڑھی اور ننگے پیر

اللہ کی طرف سیر کرتا چلا۔ اتنے میں مجھے ایک خوش پوش خوبصورت نوجوان ملے۔ ان سے خوشبو آرہی تھی۔ میں نے آگے بڑھ کر انہیں سلام کیا اور مصافحہ کیا۔ انہوں نے جواب دیا اور فرمایا اے ابراہیم! کہاں کا قصد ہے۔ میں نے کہا کہ دنیا سے بھاگ کر اللہ کی طرف جاتا ہوں۔ مجھ سے کہا' کیا تم بھوکے ہو' میں نے کہا ہاں شیخ نے کھڑے ہوکر دو رکعت نماز پڑھی اور مجھ سے کہا تم بھی دو رکعت نماز میری طرح پڑھو۔

میں نے نماز پڑھی' پھر دیکھا تو ان کے پاس کھانا اور ٹھنڈا پانی رکھا ہوا تھا۔ مجھ سے کہا اے ابن ادھم رحمہ اللہ! آگے آؤ اور اللہ کے فضل سے کھاؤ اور اس کا شکر بجالاؤ۔ میں نے آگے بڑھ کر کھانا کھایا اور پانی پیا۔ لیکن کھانا اور پانی جوں کا توں تھا۔ میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ پھر مجھ سے شیخ نے کہا اے ابن ادھم رحمہ اللہ عقل وفہم کو کام میں لاؤ اور جان لو کہ حق تعالیٰ جب کسی بندے کے ساتھ بھلائی کرتے ہیں تو اسے اپنے لئے برگزیدہ بناتے ہیں اور اس کے قلب میں اپنے قدس کا چراغ روشن فرماتے ہیں۔ (اللہ والوں کی دنیا سے بے رغبتی)

# چند چوروں کی توبہ

ایک رات حضرت سلطان محمودؒ شاہی لباس اتار کر عام لباس میں رعیت کی نگرانی کے لئے تنہا گشت فرما رہے تھے کہ اچانک چوروں کے ایک گروہ کو دیکھا کہ آپس میں کچھ مشورہ کر رہا ہے۔ چوروں نے سلطان محمود کو دیکھ کر دریافت کیا کہ اے شخص تو کون ہے؟

بادشاہ نے کہا کہ میں بھی تم ہی میں سے ایک ہوں۔ وہ لوگ سمجھے کہ یہ بھی کوئی چور ہے اس لئے ساتھ لے لیا۔ پھر آپس میں باتیں کرنے لگے اور یہ مشورہ ہوا کہ ہر ایک اپنا اپنا ہنر بیان کرے تاکہ وہی کام اس کے سپرد کر دیا جاوے۔ ایک نے کہا صاحبو! میں اپنے کانوں میں ایسی خاصیت رکھتا ہوں کہ کتا جو کچھ اپنی آواز میں کہتا ہے میں سب سمجھ لیتا ہوں کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔

دوسرے نے کہا کہ میری آنکھوں میں ایسی خاصیت ہے کہ جس شخص کو اندھیری رات میں دیکھ لیتا ہوں اس کو دن میں بلاشک وشبہ پہچان لیتا ہوں۔

تیسرے نے کہا کہ میرے بازوؤں میں ایسی خاصیت ہے کہ میں ہاتھ کے زور سے نقب لگا لیتا ہوں یعنی گھر میں داخل ہونے کے لئے مضبوط دیوار میں بھی ہاتھ سے سوراخ کر دیتا ہوں۔

چوتھے نے کہا کہ میری ناک میں ایسی خاصیت ہے کہ مٹی سونگھ کر معلوم کر لیتا ہوں کہ اس جگہ خزانہ مدفون ہے یا نہیں۔ جیسے مجنوں نے بغیر بتلائے ہوئے خاک سونگھ کر معلوم کر لیا تھا کہ اس جگہ لیلیٰ کی قبر ہے۔ پانچویں شخص نے کہا کہ میرے پنجہ میں ایسی قوت ہے کہ محل خواہ کتنا ہی بلند ہو لیکن میں اپنے پنجہ کے زور سے کمند کو اس محل کے کنگرہ میں مضبوط لگا دیتا ہوں اور اس طرح مکان میں آسانی سے داخل ہو جاتا ہوں۔

پھر سب نے مل کر بادشاہ سے دریافت کیا کہ اے شخص تیرے اندر کیا ہنر ہے جس سے چوری کرنے میں مدد مل سکے۔ بادشاہ نے جواب دیا

میری داڑھی میں ایسی خاصیت ہے کہ پھانسی کے مجرموں کو جب جلادوں کے حوالے کر دیا جاتا ہے اس وقت اگر میری داڑھی ہل جاتی ہے تو سب اسی وقت رہائی پا جاتے ہیں یعنی جب میں ترحم سے داڑھی ہلا دیتا ہوں تو مجرمین کو قتل کی سزا سے فی الفور نجات حاصل ہو جاتی ہے۔ یہ سنتے ہی چوروں نے کہا۔

اے ہمارے قطب! چونکہ یوم مشقت میں خلاصی کا ذریعہ آپ ہی ہیں یعنی اگر ہم پکڑے جاویں تو آپ کی برکت سے چھوٹ جاویں گے اس لئے اب ہم سب کو بے فکری ہو گئی کیونکہ اوروں کے پاس تو صرف ایسے ہنر تھے جن سے چوری کی تکمیل ہوتی تھی لیکن سزا کے خطرہ سے بچانے کا ہنر کسی کے پاس نہ تھا۔ یہی کسر باقی تھی جو آپ کی وجہ سے پوری ہو گئی اور سزا کا خطرہ بھی ختم ہو گیا بس اب کام میں لگ جانا چاہئے۔ اس مشورہ کے بعد سب نے قصر شاہ محمود کی طرف رخ کیا اور شاہ خود بھی ان کے ہمراہ ہو گیا۔ راستہ میں کتا بھونکا تو کتے کی آواز سمجھنے والے نے کہا کہ کتے نے کہا ہے کہ تمہارے ساتھ بادشاہ بھی ہے۔ لیکن اس کی بات کی طرف چوروں نے دھیان نہ دیا کیونکہ لالچ ہنر کو پوشیدہ کر دیتا ہے۔

ایک نے خاک سونگھی اور بتا دیا کہ شاہی خزانہ یہاں ہے ایک نے کمند پھینکی اور شاہی محل میں داخل ہو گیا۔ نقب زن نے نقب لگا دی اور آپس میں خزانہ تقسیم کر لیا اور جلدی جلدی ہر ایک نے مال مسروقہ پوشیدہ کر لیا۔ بادشاہ نے ہر ایک کا حلیہ پہچان لیا اور ہر ایک کی قیام گاہ کے راستوں کو محفوظ کر لیا۔ اور اپنے کو ان سے مخفی کر کے محل شاہی کی طرف واپس ہو گیا۔

بادشاہ نے دن کو عدالت میں شب کا تمام ماجرا بیان کر کے سپاہیوں کو حکم دیا کہ سب کو گرفتار کر لو اور سزاء قتل سنا دو۔ جب وہ سب کے سب مشکیں کسی ہوئی عدالت میں حاضر ہوئے تو تخت

شاہی کے سامنے ہر ایک خوف سے کانپنے لگا لیکن وہ چور جس کے اندر یہ خاصیت تھی کہ جس کو اندھیری رات میں دیکھ لیتا دن میں بھی اس کو بے شبہ پہچان لیتا وہ مطمئن تھا۔ اس پر خوف کے ساتھ رجاء کے آثار بھی نمایاں تھے۔ یعنی ہیبت سلطانی اور قہر انتقامی سے ترساں اور لطف سلطانی کا امیدوار تھا کہ حسب وعدہ جب مراحم خسروانہ سے داڑھی ہل جائے گی تو فی الفور خلاصی ہو جاوے گی اور حسب وعدہ میں اپنے تمام گروہ کو بھی چھڑالوں گا کیونکہ غایت مروت سے بادشاہ اپنے جان پہچان والے سے اعراض نہ کرے گا بلکہ عرض قبول کر کے سب کو چھوڑ دے گا۔

اس شخص کا چہرہ خوف اور امید سے کبھی زرد کبھی سرخ ہو رہا تھا کہ بادشاہ نے محمود جلالت خسروانہ کے ساتھ حکم نافذ فرمایا کہ ان سب کو جلادوں کے سپرد کر کے دار پر لٹکا دو اور چونکہ اس مقدمہ میں سلطان خود شاہد ہے اس لئے کسی اور کی گواہی ضروری نہیں۔ یہ سنتے ہی اس شخص نے دل کو سنبھال کر ادب سے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اجازت حاصل کر کے اس نے کہا حضور! ہم میں سے ہر ایک نے اپنے مجرمانہ ہنر کی تکمیل کر دی۔ اب خسروانہ ہنر کا ظہور حسب وعدہ فرما دیا جائے۔ میں نے آپ کو پہچان لیا ہے۔ آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ میری داڑھی میں ایسی خاصیت ہے کہ اگر کرم سے ہل جاوے تو مجرم خلاصی پا جاوے۔ لہٰذا اے بادشاہ! اب اپنی داڑھی ہلا دیجئے تاکہ آپ کے لطف کے صدقہ میں ہم سب اپنے جرائم کی عقوبت و سزا سے نجات پا جائیں۔ ہمارے ہنروں نے تو ہمیں دار تک پہنچا دیا اب صرف آپ ہی کا ہنر ہمیں اس عقوبت سے نجات دلا سکتا ہے۔ آپ کے ہنر کے ظہور کا یہی وقت ہے۔ ہاں کرم سے جلد داڑھی ہلائیے کہ خوف سے ہمارے کلیجے منہ کو آ رہے ہیں۔ اپنی داڑھی کی خاصیت سے ہم سب کو جلد مسرور فرما دیجئے۔

سلطان محمود اس گفتگو سے مسکرایا اور اس کا دریائے کرم مجرمین کی فریاد و نالہ اضرار سے جوش میں آ گیا ارشاد فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص نے اپنی اپنی خاصیت دکھا دی۔ حتیٰ کہ تمہارے کمال اور ہنر نے تمہاری گردنوں کو مبتلا قہر کر دیا بجز اس شخص کے کہ یہ سلطان کا عارف تھا اور اس کی نظر نے رات کی ظلمت میں ہمیں دیکھ لیا تھا اور ہمیں پہچان لیا تھا پس اس شخص کی اس نگاہ سلطان شناس کے صدقہ میں تم سب کو رہا کرتا ہوں۔ مجھے اس پہچاننے والی آنکھ سے شرم آتی ہے کہ میں اپنی داڑھی کا ہنر ظاہر نہ کروں۔ (دینی دسترخوان)

# ایک بے نمازی کی توبہ

مولانا مظفر حسین صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ نے دیکھا کہ ایک پہلوان مسجد میں آیا اور غسل کرنا چاہتا تھا مؤذن نے اس کو ڈانٹا اور کہا کہ:

''نہ نماز کے نہ روزے کے مسجد میں نہانے کے لئے آجاتے ہیں''

مولانا کاندھلوی رحمہ اللہ نے مؤذن کو روکا اور خود اس کے نہانے کے لئے پانی بھرنے لگے اور اس سے فرمایا:۔''ماشاء اللہ تم تو بڑے پہلوان معلوم ہوتے ہو ویسے تو بہت زور کرتے ہو ذرا نفس کے معاملہ میں بھی تو زور کیا کرو نفس کو دبایا کرو اور ہمت کر کے نماز پڑھا کرو پہلوانی تو یہ ہے''

اتنا سننا تھا کہ وہ شخص شرم سے پانی پانی ہو گیا اور اس نرم گفتگو کا اس پر اتنا اثر ہوا کہ وہ اسی وقت سے نماز کا پابند ہو گیا (وعظ اوج قنوج)

# ایک خاکروب کی توبہ

پٹیالہ شہر میں جلسہ تھا حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ جلسہ سے خطاب کرنے وہاں پہنچے جلسہ ایک بڑی عمارت کی چھت پر تھا اس کی سیڑھیاں بہت بڑی تھیں شاہ جی رحمہ اللہ جلسہ گاہ میں جانے کے لئے سیڑھیاں عبور کر رہے تھے دیکھا تو ایک نوجوان ہاتھ میں جھاڑو لئے ہوئے سیڑھیوں سے نیچے اتر رہا ہے شاہ جی رحمہ اللہ نے دریافت فرمایا:''برخوردار! کون ہو؟''نوجوان نے جواب دیا:''جی! ہم صفائی والے''۔

شاہ جی رحمہ اللہ نے اسے پکڑ کر گلے لگا لیا اور اس کے دل پر ہاتھ رکھ کر کہا:''ذرا یہاں کی بھی صفائی کرتے جاؤ۔

حضرت امیر شریعت اس کے بعد جلسہ گاہ میں پہنچ گئے تقریباً آدھ گھنٹے بعد مولانا عبدالجبار ابوہری نے آتے ہی کہا:''شاہ جی! اسے کیا کر آئے ہو؟''

شاہ جی رحمہ اللہ نے حیرت سے پوچھا''بھائی کس کو؟''

فرمایا''صفائی والے کو''شاہ جی رحمہ اللہ نے کہا:''کچھ بھی نہیں''۔

مولانا عبدالجبار صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا:''حضرت! وہ تو سڑک پر تڑپ رہا ہے اور

بہت بے قرار و مضطرب نظر آتا ہے اور کہتا ہے کہ شاہ جی سے کہو کہ وہ مجھے فوراً مسلمان کریں اور خود میرے دل کی صفائی کر دیں''۔

چنانچہ شاہ جی رحمہ اللہ کے فرمان کے مطابق وہ اس جلسہ میں لایا گیا اور مشرف بہ اسلام ہو گیا تو شاہ جی کو دعائیں دیتے ہوئے کہنے لگا: ''آپ نے مجھے گلے سے کیا لگایا کہ میرا دل روشن ہو گیا اور میں دولت اسلام حاصل کرنے کے لئے بے تاب ہو گیا'' (ہفت روزہ ترجمان اسلام)

## چند ڈاکوؤں کی توبہ

حضرت مولانا مظفر حسین کاندھلویؒ جس زمانہ میں سفر کی سہولتیں بہت کم تھیں سفر عموماً پیادہ پایا چھکڑوں بہلیوں میں ہوا کرتے تھے اور راستے غیر محفوظ اور پر خطر تھے اس وقت مولانا کسی ضرورت سے اپنے سب اہل خاندان کے ساتھ کاندھلہ سے گنگوہ کے لئے روانہ ہوئے اور اس وقت کاندھلہ سے گنگوہ جانے کے لئے وہ راستہ زیادہ موزوں سمجھا جاتا تھا جو موضع گڑھی پختہ سے ہو کر جاتا تھا مولانا کا قافلہ گڑھی پختہ سے نکل کر گنگوہ کے راستہ میں تھا کہ اچانک اس قافلہ کو ڈاکوؤں نے گھیر لیا مولانا نے جب دیکھا کہ ہم ڈاکوؤں کے نرغہ میں آ گئے ہیں اور ڈاکو حملہ کرنے مارنے لوٹنے کے لئے آ رہے ہیں تو حضرت مولانا گاڑی سے اتر کر ڈاکوؤں کے سردار کے پاس گئے اور اس سے فرمایا کہ اپنا کام کرنے سے پہلے میری ایک بات سن لو سردار نے کہا: ''کہو کیا کہنا چاہتے ہو؟''

مولانا نے فرمایا ''میں چاہتا ہوں کہ تمہارے ساتھ ایک معاملہ کر لوں ڈاکوؤں کے سردار نے اس کی تفصیل پوچھی تو مولانا نے کہا: معاملہ اس طرح کر لو کہ تم ہماری عورتوں کو مت چھیڑنا ہاتھ بھی نہ لگانا اور ہم اپنے پاس کوئی زیور روپیہ پیسہ اور قیمتی سامان نہیں رکھیں گے سب تمہیں دے دیں گے (ڈاکوؤں کے لئے ہدایت واصلاح کا وقت آ چکا تھا) انہوں نے مولانا کی یہ فرمائش قبول کر لی اب ڈاکوؤں کا گروہ ایک طرف بیٹھ گیا مولانا اپنی گاریوں (بہلیوں یا چھکڑے) کے پاس آئے اور سب عورتوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ جس کے پاس جو زیور اور قیمتی سامان ہو وہ دے دو عورتوں بچیوں نے اپنے اپنے زیورات اتارنے اور پیسے وغیرہ نکالنے شروع کر دیئے مولانا کھڑے ہوئے اس کی نگرانی فرماتے رہے جب سب زیورات وغیرہ جمع ہو گئے تو مولانا ان سب کو ایک کپڑے میں باندھ کر ڈاکوؤں کے گروہ کے پاس لائے

اور کہا: ''بھائی! دیکھو میں سب سامان لے آیا ہوں'' یہ کہہ کر گٹھری ان کے حوالہ کر دی اور ڈاکوؤں کی اس بات کے لئے تحسین فرمائی کہ انہوں نے اپنی بات کو نبھایا اور کسی عورت کو دیکھا تک نہیں ڈاکو وہ سامان لے کر خوش ہو گئے اور مولانا کا قافلہ اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔

مولانا کا قافلہ کچھ ہی دور چلا تھا کہ مولانا کے ساتھ جانے والی عورتوں میں کچھ کھسر پھسر شروع ہوئی حضرت مولانا نے اس کو محسوس کر لیا اور پوچھا کیا بات ہے؟

عورتوں نے کہا کچھ نہیں مگر جب مولانا نے سختی سے معلوم کیا تو بتایا کہ وہ فلاں یہ کہہ رہی ہے کہ میری ہنسلی (گلے میں پہنے کا ایک زیور جو خاصا بھاری اور قیمتی ہوتا ہے) بچ گئی میں نے کپڑوں کے نیچے چھپالی تھی مولانا نے یہ سنا تو فوراً سواری روکنے کی ہدایت کی گاڑی سے اتر کر مولانا ان خاتون کے پاس آئے اور فرمایا: ''بی بی! یہ تو وعدہ خلافی ہے چونکہ ہم ڈاکوؤں سے وعدہ اور معاہدہ کر چکے ہیں اس لئے یہ زیور ان کا ہو چکا ہے لاؤ مجھے دو میں ڈاکوؤں کو دے کر آؤں گا'' اس خاتون نے وہ زیور اتار کر مولانا کے حوالے کر دیا مولانا گاڑی سے اتر کر واپس گئے اور وہاں پہنچے جہاں ڈاکوؤں کا گروہ پڑا ہوا تھا ڈاکو مولانا کو واپس آتا ہوا دیکھ کر یہ سمجھے کہ شاید بڑے میاں (مولانا) کے معاون مددگار آ گئے ہیں اور یہ مقابلہ کے لئے آئے ہیں۔ اس خیال سے ڈاکو ہتھیار اٹھانے لگے تو مولانا نے فرمایا میں لڑنے کے لئے نہیں آیا میں تو ایک بات کہنے اور تمہاری ایک امانت تمہیں لوٹانے کے لئے آیا ہوں۔

مولانا یہ فرمانے کے بعد ڈاکوؤں کے سردار کے پاس پہنچے اور اس سے مخاطب ہو کر فرمایا ''بھائی! میں تمہارے سے معافی مانگنے اور تمہاری ایک امانت واپس کرنے آیا ہوں تم اپنے وعدہ اور بات کے سچے نکلے ہم نہ نکلے یہ ایک زیور ہے جو ایک بچی نے اپنے کپڑوں میں چھپالیا تھا مگر کیونکہ تمہارے سے وعدہ ہو چکا تھا اس لئے اب یہ ہمارا نہیں رہا تمہارا ہے میں یہی دینے کے لئے آیا تھا یہ زیور سنبھالو اور اس بچی کی غلطی کو معاف کر دو''۔

ڈاکوؤں کا سردار مولانا کی بات سن کر بولا ''تم مولوی مظفر حسین کاندھلوی تو نہیں ہو اس علاقہ میں تو وہی ایک ایسے سچے آدمی ہیں'' مولانا نے فرمایا'' ہاں بھائی مظفر حسین میرا ہی نام ہے ۔ڈاکوؤں کا سردار یہ سنتے ہی مولانا کے قدموں میں گر گیا اور ڈاکوؤں کے پورے گروہ میں گریہ و بکا اور آہ و زاری شروع ہو گئی اور اسی وقت سب ڈاکوؤں نے اپنے اس کام اور تمام گناہوں سے

توبہ کی۔مولانا سے بیعت ہو گئے اور مولانا کے قافلہ سے لیا ہوا ایک ایک سامان واپس کر دیا اور عہد کیا کہ ہم نے آج تک جن لوگوں کا سامان لوٹا ہے یا کسی قسم کی تکلیف پہنچائی ہے ان کو تلاش کر کے ان کا سب سامان واپس کریں گے یا ان سے معافی مانگیں گے۔کسی نے سچا کہا ہے:

آج بھی ہو جو براہیم کا ایماں پیدا آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

# ایک میجر کی توبہ

میں اٹک قلعے میں اپنے دفتر میں ایک سرکاری کام میں مصروف تھا کہ سامنے سے ایک فوجی سپاہی کو گراؤنڈ میں سزا ہو رہی تھی سخت گرمی کا موسم تھا جون کا مہینہ تھا بارہ بجے کا ٹائم تھا جب سزا کے دوران تھوڑا سا وقفہ اسے ملا تو اس نے ہاتھ منہ دھویا (وضو بنایا) اور گراؤنڈ میں سخت گرمی میں نماز شروع کی وزنی پٹھو بھی اس کا بندھا ہوا تھا میں اس کے متعلقہ میجر کے پاس گیا اور یہ سفارش کی کہ اس فوجی کی سزا معاف کر دیں اور میرے پاس اسے بلائیں وہ آیا تو میں نے پوچھا کہ یہ سزا تجھے کیوں ملی ہے اس نے کہا کہ آج پریڈ پر میں ذرا دیر سے پہنچا میں نے پوچھا کہ وقفے کے دوران تم نے پانی کیوں نہیں پیا اس نے کہا کہ الحمدللہ میں مسلمان ہوں اور میرا روزہ ہے رمضان شریف کا مہینہ ہے میں نے پوچھا کہ تم نے نماز سخت دھوپ میں کیوں پڑھی اس نے کہا چونکہ سزا میں تھوڑا سا وقفہ ملا تھا تو یہ میں نے سوچا کہ میری نماز کہیں قضا نہ ہو جائے تو فوراً نماز پڑھی۔

میجر میسی فرماتے ہیں کہ فوجی کی ان باتوں نے مجھے از حد متاثر کر دیا کہ سخت گرمی میں گراؤنڈ میں نماز بھی پڑھی اور روزہ بھی رکھا میں نے انگریزی ترجمے والا قرآن مجید منگوایا اور قرآن پاک کا مطالعہ شروع کر دیا اور جمعۃ المبارک کے دن شلوار قمیص پہن کر مسجد میں پہنچا اور اسلام لانے کا اعلان کر دیا مسجد نعرہ تکبیر سے گونج اٹھی میرا نام عبدالرحمٰن میسی رکھا گیا دوسرے دن دہلی سے ایک بریگیڈیئر اور دو کرنل آ گئے اور میرا کورٹ مارشل کر دیا اور سارا سامان بھی بحق سرکار ضبط ہو گیا دوسرے دن مجھے راولپنڈی لے گئے اور ریل گاڑی میں سوار کر کے وہاں سے جلا وطن کر دیا میں لاہور اترا ایک ہوٹل میں کمرہ لیا اور اکثر خاموش رہتا تھا ایک شخص نے مجھ سے پوچھا کہ تم کون ہو اور کیسے آئے ہو؟۔

میں نے پوری تفصیل بتلائی کہ مجھے اسلام کے بارے میں کسی سے رہنمائی مل جائے اس نے مجھے مرزائیوں کے پاس پہنچایا مجھے وہاں سکون نہیں ملا اور میں ڈاکٹر علامہ اقبال تک پہنچ گیا وہ بہت خوش ہوئے اور فرمایا دو دن کے بعد انجمن حمایت اسلام کا جلسہ ہونے والا ہے نواب صاحب آف بہاول پور آ رہے ہیں وہ مہمان خصوصی ہوں گے ان سے آپ کی ملاقات کرائیں گے میں نواب صاحب سے ملا بڑے خوش ہو گئے میں نے کہا میں کسی پر بوجھ نہیں بننا چاہتا مجھے باعزت روزگار مل جائے تو بہتر ہوگا۔

نواب صاحب نے اپنی ریاست میں وہاں ایک فوجی یونٹ میں مجھے کرنل بنایا میری شادی کرائی میری یونٹ ٹریننگ میں تمام فوجی یونٹوں میں پہلے نمبر پر آ گئی نواب صاحب بڑے خوش ہو گئے مجھے بڑا انعام دیا کچھ عرصہ بعد میجر عیسی کا وہاں انتقال ہوا نواب صاحب نے فرمایا سڑک کے کنارے اسے دفنا دیں اور جو بھی وہاں سے گزرے فاتحہ اور دعا پڑھ کر گزرے نواب صاحب جب خود وہاں سے گزرتے تھے تو احتراماً اتر جاتے تھے اور دعا کر کے چلے جاتے تھے اسلام کے لئے کتنی بڑی قربانی دی۔ مفادات اور نوکری تک چھوڑ دی

خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را

# ایک لڑکی کی توبہ

گلاسکو میں ہمارا ایک ساتھی تھا بیمار ہو گیا ہسپتال میں داخل ہوا تین دن تک داخل رہا چوتھے دن نرس اس سے کہنے لگی آپ مجھ سے شادی کر لیں اس نے کہا کیوں؟

میں مسلمان ہوں تیرا میرا ساتھ نہیں ہو سکتا کہنے لگی میں مسلمان ہو جاؤں گی پوچھا کیا وجہ ہے؟

کہا میری ہسپتال میں جتنی سروس ہے میں نے آج تک کسی مرد کو کسی عورت کے سامنے آنکھیں جھکاتے نہیں دیکھا سوائے تیرے تم میری زندگی میں پہلے شخص ہو جو عورت کو دیکھ کر نظر جھکا لیتے ہو میں آتی ہوں تو تم اپنی آنکھیں بند کر لیتے ہو اتنا بڑا حیا سچے دین کے سوا کوئی نہیں سکھا سکتا آنکھوں کی حفاظت نے اس کے اندر اسلام داخل کر دیا مسلمان ہو گئی دونوں کی شادی ہو گئی وہ لڑکی اب تک کتنی لڑکیوں کو اسلام میں لانے کا ذریعہ بن چکی ہے کتنی وہاں کی برٹس خواتین بحمد اللہ مسلمان ہو چکی ہیں... (ماہنامہ محاسن اسلام ملتان)

# گناہ سے بچنے والے نوجوان کے بدن سے مشک وعنبر کی خوشبو

ایک نوجوان سے ہمیشہ مشک۔ اور عنبر کی خوشبو مہکتی تھی تو اس کے کسی متعلق نے اس سے کہا کہ آپ ہمیشہ اتنی عمدہ ترین خوشبو میں معطر رہتے ہیں، اسمیں کتنا پیسہ بلا وجہ خرچ کرتے رہتے ہیں؟ تو اس پر نوجوان نے جواب دیا کہ میں نے زندگی میں کوئی خوشبو نہیں خریدی اور نہ ہی کوئی خوشبو لگائی، تو سائل نے کہا، تو پھر یہ خوشبو کہاں سے اور کیسے مہکتی ہے تو نوجوان نے کہا کہ یہ ایک راز ہے جو بتلانے کا نہیں، سائل نے کہا کہ آپ بتلا دیجئے شاید اس سے ہم کو بھی فائدہ ہوگا۔

نوجوان نے اپنا واقعہ سنایا کہ میرے باپ تاجر تھے، گھریلو سامان فروخت کیا کرتے تھے میں ان کے ساتھ دکان میں بیٹھا تھا، ایک بوڑھی عورت نے آ کر کچھ سامان خریدا اور والد صاحب سے کہا کہ آپ لڑکے کو میرے ساتھ بھیج دیجئے۔ تا کہ میں اس کے ساتھ سامان کی قیمت بھیج دوں۔ میں اس بوڑھی عورت کے ساتھ گیا تو ایک نہایت خوبصورت گھر میں پہنچا، اور اس میں ایک نہایت خوبصورت کمرے میں ایک مسہری پر ایک نہایت خوبصورت لڑکی موجود تھی، وہ مجھ کو دیکھتے ہی میری طرف متوجہ ہوئی، کیوں کہ میں بھی نہایت حسین ہوں۔ میں نے اس کی خواہش پوری کرنے سے انکار کیا، تو اس نے مجھے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا فوراً اللہ پاک نے میرے دل میں یہ بات ڈال دی۔ میں نے کہا کہ مجھے قضاء حاجت کے لئے بیت الخلاء جانے کی ضرورت ہے۔ اس نے فوراً اپنی باندیوں اور خادموں سے کہا کہ جلدی سے بیت الخلاء ان کے لئے صاف کر دو۔ میں نے بیت الخلاء میں داخل ہو کر خود اجابت کر کے نجاست کو اپنے بدن اور کپڑوں پر مل لیا۔ اور اسی حالت میں باہر آیا۔ جب مجھے اس حالت میں دیکھا تو اس نے کہا کہ اسے فوراً یہاں سے باہر نکال دو یہ مجنون ہے۔ میرے پاس ایک درہم تھا، میں نے اس سے ایک صابن خرید کر ایک نہر میں جا کر غسل کیا، اور کپڑے بھی دھو کر پہن لئے اور میں نے یہ راز کسی کو بتلایا نہیں۔ جب میں اسی رات میں سویا تو خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ نے آ کر مجھ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم کو جنت کی بشارت ہے۔ اور معصیت سے بچنے کے لئے جو تدبیر تم نے اختیار کی تھی اس کے بدلہ میں تم کو یہ خوشبو پیش کی جا رہی ہے۔ چنانچہ میرے پورے بدن پر وہ خوشبو لگائی گئی جو میرے بدن اور کپڑوں سے ہر وقت مہکتی رہتی ہے۔ جو آج تک لوگ محسوس کرتے ہیں۔ (الترغیب والترہیب)

# ایک کُردی ڈاکو کی توبہ

ایک لٹیرے قطع کرنے والے کردی سے مروی ہے وہ کہتا ہے کہ ایک بار ہم قطع طریق اور لوٹ کے ارادہ سے چل کر ایک ایسے مقام پر پہنچے جہاں تین درخت تھے۔ میں اور میرے ساتھی بیٹھے تھے ان تین درختوں میں سے ایک میں پھل نہ تھا۔ اور چڑیا ایک کھجور میں سے جس میں کھجور لگے تھے کھجور توڑ کر اس درخت پر جس میں کھجور نہ تھے لے جاتی تھی۔ دس بار اس نے ایسا کیا۔ اور میں دیکھ رہا تھا۔ میرے دل میں خیال گزرا کہ چل کر دیکھوں۔ جب درخت پر چڑھا تو اس کے سرے پر ایک سانپ تھا اور اس کا منہ کھلا ہوا تھا اور چڑیا وہ کھجور لا کر اس کے منہ میں دیتی تھی۔ یہ دیکھ کر میں رونے لگا اور کہا اے مالک یہ وہ سانپ ہے جس کے قتل کا تیرے رب نے امر کیا ہے۔ جب تو نے اسے اندھا کیا تو اس کے رزق کے واسطے چڑیا کو معین کیا جو اس کی خوراک بہم پہنچاتی ہے۔ اور میں تیرا بندہ تیری وحدانیت کا مقر ہوں مجھے تو نے لوٹ مار کے اوپر مقرر کیا ہے۔ اس وقت میرے قلب میں یہ القا ہوا کہ اے شخص میرا دروازہ توبہ کے واسطے کھلا ہوا ہے۔ چنانچہ میں نے اپنی تلوار توڑ ڈالی اور سر پر خاک ڈالتے ہوئے اور چلاتے ہوئے یعنی توبہ توبہ کہتے ہوئے دوڑا ناگاہ ایک ہاتف کو کہتے سنا کہ ہم نے بھی تیری توبہ قبول کی۔ پھر میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا۔ انہوں نے کہا تجھے کیا ہو گیا تو نے ہمیں ڈرا دیا۔ میں نے سارا قصہ ان لوگوں سے کہہ سنایا۔ قصہ سنتے ہی انہوں نے بھی اپنی تلواریں توڑیں اور کپڑے اتار پھینکے۔ اور مکہ معظمہ کے قصد سے احرام باندھا اور تین دن تک جنگل میں چلتے رہے۔ پھر ایک قریہ میں داخل ہوئے اور ایک اندھی بڑھیا پر گزر ہوا۔ کہتے ہیں کہ اس نے ہم سے سوال کیا کہ تم میں فلاں کردی تو نہیں ہے یعنی میرا نام لیا۔ ہم نے کہا "ہے" کہنے لگی کہ میرا لڑکا مر گیا ہے اس نے یہ کپڑے چھوڑے ہیں۔ میں نے تین شب پے در پے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ یہ کپڑے فلاں کردی کو دے دو۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے وہ کپڑے لے لئے۔ اور میں نے اور میرے ہمراہیوں نے پہنے پھر چل کر مکہ معظمہ پہنچے۔

# انقلاب آفریں جملہ

بعض سلف سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک قوم نے ایک خوبصورت عورت کو جو حسن میں لاثانی تھی حکم کیا کہ وہ ربیع ابن خثیم کو چھیڑے شاید وہ فتنہ میں پڑ جائیں اور اس فعل کی ہزار

درہم اجرت ٹھہرائی۔ اس نے حتی المقدور عمدہ لباس اور زیور سے آراستہ ہو کر نہایت عمدہ خوشبو لگائی۔ جب حضرت نماز پڑھ کر مسجد سے نکلے تو سامنے آئی۔ آپ اسے دیکھ کر گھبرائے اور وہ کھلے منہ آپ کے پاس آ گئی۔ حضرت نے فرمایا کہ اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب کہ تجھ پر بخار نازل ہو اور تیرا رنگ متغیر ہو جائے اور رونق تیری اڑ جائے۔ یا تجھ پر ملک الموت نازل ہو کر تیری رگ جان کاٹ ڈالیں۔ یا تجھ سے منکر ونکیر سوال کریں۔ یہ سنتے ہی اس نے ایک چیخ ماری اور بیہوش ہو کر گر پڑی۔ راوی کہتے ہیں کہ قسم ہے اللہ کی جب اسے افاقہ ہوا تو ایسی عبادت گزار بن گئی کہ جس دن وہ مری ہے جلے ہوئے درخت کی طرح خشک وسیاہ تھی۔ (راہ جنت)

# امرؤالقیس شاعر کی توبہ

ازدی سے مروی ہے کہ امرؤالقیس الکندی کھیل، لہو ولذت میں بہت زیادہ مصروف اور تماشوں میں بہت زیادہ لٹنے والا شخص تھا پھر ان سب کو چھوڑنے والا شخص بنا۔

ایک مرتبہ یہ سوار ہو کر کسی گاؤں کی طرف یا شکار کے ارادے سے چلا تو اپنے ساتھیوں سے بچھڑ گیا۔ پھر اسے ایک شخص نظر آیا جو مردوں کی ہڈیاں جمع کر رہا تھا اور انہیں الٹ پلٹ کر دیکھ رہا تھا۔ امرؤالقیس نے اس سے پوچھا کہ تمہارا کیا قصہ ہے بھائی۔ اور یہ تمہارا برا حال کیوں ہے۔ یہ دبلا نحیف جسم، بدلا ہوا رنگ تو اس نے کہا میں ایک لمبے سفر کے پروں پر سوار تھا میرے ساتھ میرے دو رہبر تھے جو مجھے میری منزل پر لے جا رہے تھے یہ منزل بڑی تنگ جگہ والی، اندھیری گہرائی والی، اور ناپسند جگہ ہے۔ پھر وہ مجھے مصیبتوں کی مصاحبت اور ہلاکت کے پڑوس میں چھوڑ گئے نمناک مٹی کے نیچے۔ اگر مجھے اس منزل میں باوجود اس کی سختی تنگی، اور وحشت کے چھوڑ دیا جاتا اور اس کے کیڑے میرے گوشت اور ہڈیوں میں گھومتے، حتیٰ کہ میں مٹی ہو جاتا اور میری ہڈیاں بوسیدہ ہو جاتیں تو میری مصیبت ختم ہو جاتی اور بدبختی ختم ہو جاتی۔ لیکن مجھے حشر کی صبح تک کے لئے چھوڑ دیا گیا اور میں سزا کی جگہوں کی ہولناکیوں پر آتا جاتا ہوں اور اس کے باوجود مجھے معلوم نہیں ہے کہ میرے بارے میں کیا فیصلہ ہوگا کس گھر میں بھیجا جائے گا اور جس شخص کو اسی جگہ آنا ہے وہ کس طرح لذتوں کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔

جب اس بادشاہ نے اس کی بات سن لی تو خود کو گھوڑے سے نیچے گرا دیا اور اس کے سامنے بیٹھ گیا اور کہنے لگا۔ اے انسان تیری بات نے میری زندگی کے مزے کو مکدر کر دیا ہے اور

خوف میرے دل پر قابض ہو چکا ہے۔ مجھے اپنی بعض باتیں پھر سے سناؤ اور اپنے دین کی تشریح کرو۔ تو اس شخص نے کہا کہ یہ جو میرے سامنے ہے تو دیکھ رہا ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ کیوں نہیں۔ اس نے کہا کہ یہ ان بادشاہوں کی ہڈیاں ہیں جنہیں دنیا کی رنگینیوں نے غفلت میں ڈال دیا تھا اور اپنے دھوکے سے ان کے دلوں پر قبضہ کر لیا تھا اور انہیں اس جگہ کی تیاری سے غافل کر دیا حتیٰ کہ ان کی اجل نے انہیں آن لیا۔ اور ان کی امیدوں اور خواہشوں نے انہیں رسوا کر دیا اور نعمت کی رونق ان سے چھن گئی۔ ان ہڈیوں کو دوبارہ اٹھایا جائے گا اور جسم بنا کر ان کے اعمال کے بدلے میں انہیں سکون کی جگہ یا ہلاکت کے گڑھے میں بھیج دیا جائے گا۔

اس کے بعد وہ شخص غائب ہو گیا اور اس کا کچھ پتہ نہ چلا۔ اور یہ اپنے ساتھیوں سے جا ملا۔ اور اس وقت اس کا رنگ اڑ چکا تھا اور آنسو بہہ رہے تھے پھر یہ نڈھال جسم کے ساتھ سوار ہوا۔ اور جب رات خوب ہو گئی تو اس نے بادشاہت کا لباس اتارا اور دو پرانے کپڑے پہنے پھر وہاں سے سب کو خیر باد کہہ کر نکل پڑا یہ اس کی بادشاہت کی آخری رات تھی۔

## ایک عابد اور اس سے محبت کرنے والی بدکار عورت کی توبہ

حضرت حسن سے مروی ہے کہ ایک بدکار عورت بہت زیادہ حسین تھی وہ سو دینار لئے بغیر کسی کو خود پر قابو نہیں دیتی تھی۔ اسے ایک عابد نے دیکھ لیا اور یہ اسے بہت اچھی لگی تو اس عابد نے محنت مزدوری کر کے سو دینار جمع کئے پھر اس کے پاس آیا اور کہا کہ تو مجھے بہت اچھی لگی تھی اس لئے میں نے اپنے ہاتھ سے محنت کر کے سو دینار جمع کئے ہیں۔ تو اس عورت نے کہا اندر آ جاؤ۔ یہ اندر آیا وہاں اس عورت کی سونے سے بنی ہوئی چارپائی تھی وہ اس پر بیٹھ گئی اور بولی اپنا کام کرو۔ تو جب یہ اپنا مقصد پورا کرنے کیلئے اس کے پاس بیٹھ گیا تو اس کو اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری یاد آ گئی اور اس پر کپکپی طاری ہو گئی یہ اس عورت کو کہنے لگا کہ مجھے جانے دے اور یہ سو دینار تیرے ہیں۔ وہ عورت کہنے لگی کہ تجھے اچانک کیا سوجھی حالانکہ تو سمجھتا ہے کہ تو نے مجھے دیکھا اور میں تجھے اچھی لگی اور تو نے محنت مزدوری کر کے تکلیفیں اٹھا کر سو دینار جمع کئے اور اب جب کہ تو مجھ پر قابو پا چکا ہے تو ایسا کیوں کر رہا ہے۔ عابد نے کہا اللہ تعالیٰ کے خوف سے اور اس کے ہاں حاضری کے ڈر سے اور اب تو مجھے ناپسند

ہو گئی ہے اور دنیا میں مجھے تجھ سے زیادہ کوئی مبغوض نہیں ہے۔

تو اس عورت نے کہا کہ اگر تو اپنی بات میں سچا ہے تو تیرے علاوہ میرا شوہر کوئی اور نہیں ہوسکتا۔ عابد بولا مجھے جانے دے۔ اس عورت نے کہا نہیں۔ مگر ایک شرط پر کہ تو مجھ سے شادی کرے گا۔ اس نے کہا نہیں۔ جب تک یہاں سے چلا نہ جاؤں تو اس عورت نے کہا کہ پھر مجھ سے ایک وعدہ کر کہ اگر میں تیرے پاس خود آ جاؤں تو تو مجھ سے شادی کرے گا۔ عابد نے کہا شاید۔ اور پھر اپنے کپڑے پہن کر نکل گیا اور اپنے شہر چلا گیا اور پھر اس عورت نے بھی رخت سفر باندھا اور تائب اور نادم ہو کر وہاں سے نکل پڑی اور عابد کے شہر پہنچ گئی وہاں اس کا نام و پتہ ڈھونڈنے لگی کسی نے اس کو عابد کا پتہ بتا دیا۔ جب یہ اس کے ہاں پہنچی تو کسی نے عابد کو کہا کہ تیرے پاس کوئی ملکہ آئی ہے اور پھر جب عابد نے اسے دیکھا تو ایک زبردست چیخ ماری اور یوں مر گیا اور اس عورت کے ہاتھوں میں گر گیا۔

پھر اس عورت نے کہا کہ یہ تو مجھے نہ مل سکا کیا اس کا کوئی قریبی رشتہ دار ہے۔ کسی نے کہا کہ اس کا ایک غریب مسکین بھائی ہے۔ تو اس عورت نے کہا میں اس کے بھائی کی محبت کی وجہ سے اس سے شادی کروں گی۔ اور پھر اس نے عابد کے بھائی سے شادی کر لی اور ان کی اولاد میں اللہ تعالیٰ نے سات انبیاء پیدا فرمائے۔ (کتاب التوابین)

# ایک قصاب کی توبہ

بکر بن عبداللہ المزنی سے روایت ہے کہ ایک قصاب کو اپنے ایک پڑوسی کی لونڈی پسند آ گئی۔ اس لونڈی کو ایک مرتبہ اس کے مالک نے کسی کام سے دوسری بستی میں بھیجا تو قصاب نے اس کا پیچھا کیا اور لونڈی کو بہلانے پھسلانے کی کوشش کی۔ تو اس نے کہا کہ ایسا مت کر! اس لئے کہ میں خود بھی تیری محبت میں مبتلا ہوں اور محبت میں میں تجھ سے زیادہ شدت رکھتی ہوں۔ مگر میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتی ہوں۔ تو قصاب نے کہا کہ تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتی ہے اور کیا میں نہیں ڈرتا۔ یہ کہہ کر اس نے توبہ کی اور لوٹ گیا پھر اس کو پیاس لگ گئی اور اس کی شدت اس قدر تھی کہ اس کی گردن کٹ جاتی کہ اچانک اس کا سامنا بنی اسرائیل کے اس وقت کے نبی سے ہو گیا۔ نبی نے پوچھا کہ کیا ہوا۔ اس نے کہا پیاس لگی ہے۔ نبی نے کہا کہ آ، ہم دونوں مل کر دعا کرتے ہیں کہ اللہ ہمارے

اوپر بادل کا سایہ کردے اور ہم تیری بستی میں پہنچ جائیں۔ قصاب نے کہا کہ میرے تو نیک اعمال بھی نہیں (تو میں دعا کیسے کروں) تو نبی نے کہا کہ میں دعا کروں گا اور تو آمین کہنا۔ یہ کہہ کر نبی نے دعا کی اور قصاب نے آمین کہی اور پھر ان پر بادل کے ٹکڑے نے سایہ کر دیا اور یہ قصاب کی بستی جا پہنچے قصاب اپنے گھر کی طرف مڑ گیا تو بادل بھی مڑ گئے اور اسی کی طرف چلے۔ یہ منظر دیکھ کر وہ نبی اس کے پیچھے واپس آئے اور اسے کہا کہ تو تو کہتا تھا کہ تیرا کوئی نیک عمل نہیں۔ اور میں نے دعا کی تو نے آمین کہی اور ہم پر بادل نے سایہ کر لیا اور پھر بادل تیرے پیچھے ہی جا رہے ہیں۔ اب تو مجھ کو ضرور اپنا معاملہ بتائے گا۔ تو پھر اس قصاب نے سارا واقعہ انہیں سنایا تو وہ نبی کہنے لگے کہ اللہ سے توبہ کرنے والا اس مقام پر ہوتا ہے جہاں لوگوں میں سے کوئی شخص نہیں پہنچ سکتا۔

## ایک عابد کی توبہ

ابراہیم سے مروی ہے کہ عابدین میں سے ایک شخص نے کسی عورت سے گفتگو کی اور دوران گفتگو اس عورت کی ران پر ہاتھ رکھ دیا (پھر نادم ہو کر) گیا اور اپنے ہاتھ کو آگ میں ڈال دیا حتیٰ کہ وہ جل گیا۔

## ایک گناہگار کی توبہ جس نے شفاعت طلب کی

ربیعہ بن عثمان التیمی سے مروی ہے کہ ایک شخص اللہ تعالیٰ کی بہت نافرمانی کرتا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی خیر اور توبہ کا ارادہ کر لیا تو اس نے اپنی بیوی کو کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے شفاعت کرنے والے کو تلاش کرتا ہوں یہ کہہ کر وہ صحراء میں نکل گیا اور وہاں چیخنا شروع ہو گیا۔ اے آسمان میری سفارش کر دے۔ اے پہاڑ میری سفارش کر دو، اے زمین میری سفارش کر دے، اے فرشتو! میری سفارش کر دو۔ حتیٰ کہ یہ تھک گیا اور بے ہوش ہو کر زمین پر گر گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے پاس ایک فرشتہ بھیجا اس نے اسے اٹھایا اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا کہ خوشخبری ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تیری توبہ قبول کر لی ہے۔ تو اس شخص نے کہا اللہ تجھ پر رحم کرے اللہ تعالیٰ سے میری سفارش کس نے کی ہے۔ اس نے کہا کہ میں تجھ پر ڈر گیا تو میں نے اللہ سے تیری سفارش کی۔

# بصرہ کے ایک حکمران کی توبہ

عباد بن عباد مہلبی کہتے ہیں کہ اہل بصرہ میں سے ایک بادشاہ نے درویشی اختیار کی پھر اس کے بعد وہ دنیا اور مملکت کی طرف مائل ہو گیا اس نے ایک عمارت بنوائی اور اس پر خوب بہترین کام کروایا اور اس کے حکم پر بہترین قالین وغیرہ بچھائے گئے پھر اس نے عالیشان دعوت کا اہتمام کیا، تو لوگ جوق در جوق آتے کھاتے پیتے اور اس عمارت کو دیکھ کر متعجب ہوتے اور چلے جاتے یہ سلسلہ کئی دن تک چلتا رہا۔ عام لوگوں سے فارغ ہونے کے بعد یہ اپنے گھر والوں اور بھائیوں کے ہمراہ بیٹھا تھا کہ کہنے لگا۔ تم اس گھر کی وجہ سے میری خوشی یہ دیکھ رہے ہو اور میرے دل میں یہ آ رہا ہے کہ میں اپنے ہر بیٹے کے لئے ایک ایسا ہی گھر بناؤں! تم لوگ کچھ دن میرے پاس قیام کرو تا کہ میں تم سے گفت وشنید کروں اور اپنے مقصد کے لئے مشورے کر سکوں تو یہ سب لوگ کچھ دن اس کے پاس رہے کھیل کود کرتے اور کچھ مشورے ہوتے کہ بیٹوں کے لئے کس طرح بنایا جائے اور اس کا کیا ارادہ ہے۔

ایک رات انہوں نے گھر کے کونے سے کسی کی آواز سنی، وہ کہہ رہا تھا۔

یا ایھا البانی والناسی منیتہ    لا تاملن فان الموت مکتوب

اے (عمارت) بنانے والے اور اپنی موت کو بھولنے والے امید نہ کر بے شک موت لکھی ہوئی ہے۔

علی الخلائق ان سروا وان فرحوا    فالموت حتف لذی الآمال منصوب

مخلوق پر اگر وہ خوش ہوں اور فرحت میں ہوں، بس موت امید والوں کو کاٹنے کھڑی ہے۔

لا تبنین دیارا لست تسکنھا    وراجع النسک کیما یغفر الحوب

ایسے گھر مت بنا جس میں تجھے نہیں رہنا۔ اور درویشی کی طرف لوٹ جا تا کہ معاف کیا جائے۔

یہ آواز سن کر وہ اور اس کے ساتھی بہت زیادہ خوفزدہ ہو گئے اور جو کچھ سنا اس سے ڈر گئے تو اس نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ "جو آواز میں نے سنی ہے کیا تم نے بھی سنی۔ انہوں نے کہا جی ہاں! اس نے پھر پوچھا کیا تم بھی وہی محسوس کر رہے ہو جو میں محسوس کر رہا ہوں۔ انہوں نے پوچھا کہ تجھے کیا محسوس ہو رہا ہے۔ اس نے کہا واللہ! میں دل پر ایک بوجھ محسوس کر رہا ہوں اور میں سمجھتا

ہوں کہ یہ موت کی علامت ہے۔ وہ لوگ کہنے لگے" ہرگز نہیں بلکہ بقاء اور عافیت رہے گی۔"

اس کے بعد یہ خوب رویا اور ان کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ تم میرے دوست اور بھائی ہو تمہارے پاس میرے لئے کیا ہے۔ انہوں نے کہا" جو تو پسند کرے وہ حکم کر۔ تو اس نے شراب پھینکنے کا حکم دیا" پھر کھیل کود کی چیزیں باہر نکلوا دیں پھر کہنے لگا، اے اللہ میں تجھے اور تیرے ان حاضر بندوں کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں اپنے تمام گناہوں سے تائب ہوں اور مہلت کے ایام سے اپنے کیئے پر نادم ہوں" اور میں تجھ سے خود پر تیری نعمتوں کا اتمام" بواسطہ تیری طاعت پر رجوع کے" مانگتا ہوں۔ اور اگر تو مجھے اٹھائے تو اپنے فضل سے میرے گناہ معاف کر کے اٹھا۔ پھر اس کی تکلیف بڑھ گئی اور یہ برابر یہی کہتا رہا واللہ! موت ہے واللہ یہ موت ہے حتیٰ کہ اس کی جان نکل گئی۔

## عبداللہ بن مرزوق اور ان کی باندی کی توبہ

ابو سعید نے اپنی اسناد سے روایت کیا ہے کہ عبداللہ بن مرزوق، مہدی کے ساتھ دنیا میں مشغول تھے۔ ایک دن انہوں نے شراب پی اور لہو اور سماع میں مشغول رہے تو ظہر، عصر اور مغرب کی نماز نہ پڑھ سکے اور ہر نماز کے لئے ان کی باندی انہیں متنبہ کرنے آئی۔ پھر جب عشاء کا وقت نکلنے لگا تو وہ ایک انگارہ لائی اور اس کے پاؤں پر رکھ دیا۔ وہ چیخ مار کر اٹھا اور کہا یہ کیا ہے۔ باندی نے کہا یہ تو دنیا کی آگ کا انگارہ ہے تو آخرت کی آگ کیسے برداشت کرے گا۔ تو عبداللہ بہت روئے پھر نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور ان کے دل میں باندی کی بات بیٹھ گئی۔ انہوں نے نجات کے لئے یہی جانا کہ ہر قسم کے مال و دولت سے چھٹکارا حاصل کر لیں تو انہوں نے اپنی باندیاں آزاد کر دیں اور معاملات نمٹائے اور بقیہ مال صدقہ کر دیا اور خود سبزی بیچنے لگے اور باندی نے بھی ان کی پیروی کی۔ ایک مرتبہ ان کے پاس سفیان بن عیینہ اور فضیل بن عیاض آئے یہ اپنے سر کے نیچے اینٹ لگائے لیٹے ہوئے تھے تو سفیانؒ نے کہا کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی چیز چھوڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا بدل اسے عطا فرماتے ہیں۔ عبداللہ! بتاؤ تمہیں عوض میں کیا ملا۔ تو عبداللہ نے جواب دیا کہ مجھے اس حالت پر اللہ کی رضامندی ملی ہے۔

## جعفر بن حرب کی توبہ

ابوالقاسم تنوخی نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ جعفر بن حرب سارے اعمال بادشاہوں کی تقلید میں کیا کرتا تھا۔ اس کے مال و دولت نے اسے وزارت کے عہدے کے قریب کر دیا تھا اور وہ

اپنی جلالت پر اسی طرح قائم تھا (ظلم کیا کرتا تھا) ایک مرتبہ اس نے ایک شخص کو یہ آیت پڑھتے سنا۔

''کیا اب بھی وہ وقت نہیں آیا کہ لوگوں کے دل اللہ کے ذکر کیلئے جھک جائیں''۔ (الحدید)

یہ سن کر اس نے چیخ مار کر کہا ''اے اللہ کیوں نہیں'' اور بار بار یہ جملہ دہراتا رہا اور روتا رہا۔

پھر اپنی سواری سے اترا اپنے کپڑے اتار کر دجلہ میں چھپ گیا اور اس وقت تک باہر نہ نکلا جب تک کہ سارا مال حقداروں کو نہ پہنچوا دیا اور بقیہ مال صدقہ کر دیا۔ ایک آدمی دجلہ کے پاس سے گذرا تو اسے پانی میں کھڑا دیکھا۔ اس کو اس کا حال معلوم ہو چکا تھا تو اس نے اس کو ایک قمیص اور دھوتی ہبہ کی۔ اس سے جعفر نے اپنا تن ڈھانکا اور پانی سے نکل آیا۔ پھر علم اور عبادت میں مصروف رہا۔ حتیٰ کہ وفات ہوگئی۔

## ابوشعیب براثی کے ہاتھ پر ایک لڑکی کی توبہ

جنید بن محمد کہتے ہیں کہ ابوشعیب براثی پہلے شخص ہیں جو براثی میں مقیم ہوئے وہ ایک کونے میں رہ کر عبادت کیا کرتے تھے۔ ایک دن وہاں سے بادشاہوں کے گھروں میں پرورش پانے والی ایک لڑکی گذری۔ اس نے ابوشعیبؒ کو دیکھا تو ان کی حالت اسے پسند آئی اور وہ گویا ان کی قیدی ہو کر رہ گئی اس نے تہیہ کرلیا کہ وہ دنیا سے دور ہو کر ابوشعیب کی خدمت میں رہے گی۔ لہٰذا وہ آئی اور انہیں کہا کہ کیا میں آپ کی خادمہ بن سکتی ہوں۔ انہوں نے کہا کہ اگر یہ چاہتی ہو تو اپنی ہیئت درست کرو اور یہ فاخرانہ لباس، زیور وغیرہ سے جان چھڑاؤ۔ اس نے اپنی تمام ملکیت کی چیزیں اتار دیں اور درویشوں کا لباس پہن کر ان کی خدمت میں پھر حاضر ہوگئی۔ ابوشعیب نے اس سے نکاح کرلیا۔ جب رات کو یہ ان کی کوٹھڑی میں آئی تو وہاں ایک موٹا کپڑا بچھا دیکھا جو مٹی اور پانی سے بچاتا تھا اس نے کہا میں اس کوٹھڑی میں اس وقت تک نہیں رہوں گی جب تک آپ اس کپڑے کو یہاں سے ہٹا نہ دیں۔ کیونکہ میں نے آپ ہی سے سنا ہے کہ زمین کہتی ہے اے ابن آدم! آج تو اپنے اور میرے درمیان پردہ حائل کر رہا ہے اور کل میرے پیٹ میں رہے گا اور میں زمین اور اپنے درمیان حجاب نہیں رکھوں گی۔ ابوشعیب نے وہ بچھونا اٹھا کر پھینک دیا پھر وہ ابوشعیب کے ساتھ کئی سال تک عبادت میں مصروف رہی اور پھر دونوں کا اسی حال میں انتقال ہوا۔

# دس لڑکوں اور دس نوجوانوں کی توبہ

ابوعلی الروذباری کی بہن فاطمہ بنت احمد کہتی ہیں کہ :بغداد میں دس نوعمر لڑکے تھے ان کے ساتھ دس نوجوان تھے انہوں نے ایک لڑکے کو کسی کام سے بھیجا تو اس نے دیر کردی تو یہ سب اس پر غصہ ہونے لگے اتنے میں وہ ہنستا ہوا آیا اس کے ہاتھ میں ایک خربوزہ تھا تو یہ لڑکے اسے کہنے لگے، کہ ایک تو دیر کردی اور ہنستا ہوا آرہا ہے۔اس نے کہا کہ میں ایک عجیب چیز لے کر آیا ہوں اس خربوزہ پر بشر بن حارث نے ہاتھ رکھا تھا اور میں نے اسے بیس درہم میں خرید لیا ہے۔ یہ سن کر ان لڑکوں میں سے ہر ایک نے باری باری اسے چومنا اور آنکھوں سے لگانا شروع کردیا تو اس نے کہا کہ اتنا بلند مرتبہ بشر کو کیسے حاصل ہوگیا۔کہا کہ پرہیز گاری کی وجہ سے،تو اس نے کہا کہ وہ یہ بھی کہتا ہے کہ وہ اللہ سے توبہ کرچکا ہے،تو لڑکوں نے کہا کہ آج سے ہم سب اس کے جیسے بن کر دکھائیں گے۔کہا جاتا ہے کہ پھر وہ لڑکے تقوے کے راستے پر گامزن ہوگئے اور طرطوس چلے گئے جہاں یہ سب جہاد میں شہید ہوگئے۔

# ابوعبدرب صوفی کی توبہ

ابن جابر کہتے ہیں کہ ابوعبدرب دمشق کے سب سے بڑے مالدار تھے پھر یہ تجارت کے لئے آذربائی جان چلے گئے۔ یہ گھاس والی جگہ پر جہاں نہر بھی تھی ٹھہرے۔ابوعبدرب کہتے ہیں کہ میں نے ایک آواز سنی جو کثرت سے اللہ کی حمد کررہی تھی میں نے اس کا تعاقب کیا تو میں نے ایک گڑھے میں ایک شخص کو بورئے میں لپٹا ہوا دیکھا میں نے اسے سلام کیا اور پوچھا۔اے اللہ کے بندے! تو کون ہے۔اس نے کہا ایک مسلمان۔ میں نے پوچھا کہ یہ حالت تیری کیسے ہوئی۔اس نے کہا یہ ایک نعمت کا بدلہ ہے جو مجھ پر اللہ کی حمد واجب کرتی ہے۔میں نے پوچھا یہ کیا بات ہوئی تو تو ایک بوری میں لپٹا ہوا ہے۔اس نے کہا کہ کیا میں اس بات پر شکر ادا نہ کروں! کہ اس نے مجھے بہت خوبصورت بنایا ،اور میری جائے پیدائش اور جائے پرورش اسلام میں بنائی ، مجھے عافیت میں رکھا ،جس چیز کا افشاء مجھے پسند نہیں تھا اسے چھپایا۔تو مجھ پر ان نعمتوں سے زیادہ بڑی کون سی نعمت ہوگی۔ میں نے کہا اللہ تجھ پر رحم کرے،کیا تو میرے ساتھ میری قیام گاہ چلے گا۔میں نہر پر ٹھہرا ہوا ہوں۔اس نے کہا وہ کس

لئے۔ میں نے کہا کھانا وغیرہ کھانے کے لئے اور ہم تجھے کچھ کپڑا دیں گے تاکہ اس بوریئے سے تمہاری جان چھوٹے، اس نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ ایک راوی ولید کہتے ہیں کہ: میرا خیال ہے کہ اس نے یہ کہا کہ کھانا میرے لئے کافی ہے ابوعبدرب نے کہا میں نے بہت چاہا کہ وہ میرے ساتھ چلے مگر وہ نہ مانا۔

ابوعبدرب کہتے ہیں کہ میں وہاں سے لوٹ آیا اور میں نے خود کو بہت چھوٹا آدمی محسوس کیا اور مجھے عجیب سا لگا کہ دمشق میں مجھ سے زیادہ مالدار کوئی شخص نہیں ہے اور پھر بھی میں مال بڑھانا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا کہ ''اے اللہ میں اس برائی سے توبہ کرتا ہوں'' پھر میں نے اس طرح رات گذاری کہ کسی کو پتہ نہ تھا کہ میرے دل میں کیا ہے، صبح کو قافلے والے اپنے راستے پر چل دیئے اور میں نے اپنا گھوڑا دمشق کی طرف واپس موڑ لیا اور کہا کہ اگر میں اس راستے پر جاؤں گا تو سچی توبہ کرنے والا نہیں بن سکوں گا۔ لوگوں نے مجھ سے واپسی کا سبب پوچھا تو میں نے انہیں بتا دیا لوگوں نے مجھے چلنے پر بہت مجبور کیا مگر میں نہ گیا۔

ابن جابر کہتے ہیں کہ جب یہ دمشق پہنچے تو اپنا سارا مال و زر صدقہ کر دیا اور اللہ کے راستے میں لگ گیا۔ مجھے میرے بعض دوستوں نے بتایا کہ میں نے کسی عبا والے کو کم قیمت پر سامان نہیں دیا ایک آدمی آیا اس کو میں نے چھ درہم قیمت بتائی اس نے کہا سات درہم اور اسی طرح اور زیادہ کر دی میں نے پوچھا کہ تو کون ہے۔ اس نے کہا کہ اہل دمشق میں سے ہوں۔ تو میں نے کہا اس بڑے میاں کی طرح مت بن جو میرے پاس کل آیا تھا اور اس نے مجھ سے سات سو عبائیں خریدیں اور ایک درہم بھی کم نہیں کرایا اس نے مال اٹھوانے کے لئے مزدور مانگے میں نے کسی کو بھیج دیا تو اس نے وہ سب عبائیں لشکر اسلام کے فقراء پر تقسیم کر دیں اور اپنے گھر ایک بھی نہیں لے کر گیا۔

ابن جابر کہتے ہیں کہ ابن عبدرب نے اپنا بیش قیمت ہار فروخت کر کے صدقہ کر دیا اور اپنا گھر بھی بیچ کر لوگوں میں رقم تقسیم کر دی اور جب ان کا انتقال ہوا تو ان کے پاس کفن کی قیمت سے زیادہ رقم نہ تھی۔ وہ یہ کہا کرتے تھے کہ واللہ! اگر یہ نہر سونے یا چاندی کی ہو اور بہہ رہی ہو اور جو چاہے اس سے سونا چاندی لے سکتا ہو'' مگر میں نہیں لوں گا اور اگر یہ کہا جائے کہ اس ستون کو چھونے والا مر جائے گا تو میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کے شوق میں ایسا کر گذروں گا۔

# قعنبی کی شعبہ بن حجاج کے ہاتھ پر توبہ

قعنبی کے ایک بیٹے نے بتایا کہ میرے والد نبیذ پیتے اور نوعمر لڑکوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا رکھتے تھے ایک مرتبہ ان لڑکوں کو بلوایا تھا اور دروازے پر ان کا انتظار کرنے لگے۔ اتنے میں وہاں سے حضرت شعبہ اپنے گدھے پر سوار گذرے ان کے پیچھے پیچھے لوگ دوڑتے جا رہے تھے اس نے پوچھا کہ یہ کون ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ شعبہ ہیں۔ اس نے پوچھا کہ شعبہ کیا ہیں؟ بتایا گیا کہ محدث ہیں۔ تو میرے والد ان کے پیچھے دوڑتے ہوئے پہنچے اور کہا کہ مجھے حدیث سناؤ تو شعبہؒ نے کہا کہ تو کوئی محدث تو نہیں کہ تجھے حدیث سناؤں تو میرے والد نے چاقو نکال لیا اور کہا کہ حدیث سناؤ ورنہ زخمی کر دوں گا۔ تو شعبہؒ نے حدیث سنائی کہ ہمیں منصور ربعی نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جب تجھے حیا نہ رہے تو جو چاہے کر گزر" یہ سن کر میرے والد نے چاقو پھینک دیا اور گھر واپس آ گئے اور ساری شراب پھینک دی اور اپنی والدہ کو کہا کہ ابھی میرے دوست آنے والے ہیں جب وہ آ جائیں تو انہیں کھانا وغیرہ کھلا کر بتا دینا کہ میں نے شراب وغیرہ چھوڑ دی ہے اور برتن توڑ دیئے ہیں تا کہ وہ سب واپس چلے جائیں اور یہ کہہ کر اسی وقت مدینہ منورہ چلے گئے اور وہاں حضرت مالکؒ بن انس کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور ان سے حدیث پڑھی پھر وہ بصرہ لوٹ آئے اس وقت تک حضرت شعبہؒ کا انتقال ہو چکا تھا۔ میرے والد نے مذکورہ حدیث کے علاوہ شعبہؒ سے کوئی اور حدیث نہیں سنی۔

# عکبر کردی کی رہزنی سے توبہ

میں نے "ملتقط" میں بشر حافی کے حوالے سے پڑھا وہ کہتے ہیں کہ میں نے عکبر کردی سے پوچھا کہ تمہارا "اللہ تعالیٰ کی طرف" رجوع کا سبب کیا بنا۔ اس نے بتایا کہ میں ایک سرنگ میں رہتا تھا اور رہزنی کیا کرتا تھا وہاں تین کھجور کے درخت تھے ایک درخت پر پھل نہ تھے، وہاں ایک چڑیا پھل والے درخت سے پکی ہوئی کھجوریں توڑتی اور غیر پھل والے درخت پر لے جاتی میں نے اس کو اس طرح دس چکر لگاتے دیکھا تو میرے دل میں ایک خیال آیا کہ اٹھ کر دیکھو کہ ماجرا کیا ہے۔ تو میں نے اٹھ کر دیکھا تو وہاں ایک اندھا

سانپ تھا اور وہ چڑیا اس کے منہ میں وہ دانے ڈال رہی تھی۔

یہ دیکھ کر میں رونے لگا اور میں نے کہا کہ میرے آقا، سانپ کو تیرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مار ڈالنے کا حکم دیا ہے اور تو نے اس اندھے سانپ پر چڑیا اس کی کفایت کے لئے متعین کی ہوئی ہے۔ اور میں تیرا بندہ ہوں تیری وحدانیت کا اقرار کرنے کے باوجود رہزنی کرتا ہوں "میرے دل میں جیسے آواز گونجنے لگی کہ" اے عکمر! میرا دروازہ کھلا ہے۔ تو میں نے اپنی تلوار توڑ دی اور اپنے سر پر خاک ڈالی اور زور زور سے چیخا "اے اللہ! معاف کر دے رحم کر دے" اچانک میں نے غیبی آواز سنی کہ "ہم نے تجھے معاف کر دیا" میرے رفقاء کو پتہ چل گیا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ تجھے کیا ہو گیا ہے تو نے ہمیں پریشان کر دیا ہے، میں نے کہا میں دھتکارا ہوا بندہ تھا اب میں نیک ہو گیا ہوں۔ تو وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم سب بھی دھتکارے ہوئے ہیں اب ہم بھی نیک بنیں گے۔ پھر ہم سب نے اپنے کپڑے اتار پھینکے اور ہر چیز سے کنارہ کش ہو گئے۔ اور اسی حال میں تین دن تک چیختے رہے اور روتے رہے اور ہم بھوکے پیاسے چلتے چلتے تیسرے دن ایک بستی میں آئے وہاں ایک اندھی عورت گاؤں کے دروازے پر بیٹھی تھی، اس نے کہا۔ کیا تم میں کوئی عکمر کردی بھی ہے۔ ہم نے کہا کیا کوئی کام ہے۔ اس نے کہا ہاں تین راتوں سے میں خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ رہی ہوں وہ فرما رہے ہیں کہ عکمر کردی کو اپنے بیٹے کا چھوڑا ہوا مال دے دے۔ پھر اس نے ساٹھ کپڑے ہمیں دیئے تو ان میں سے کچھ ہم نے پہن لئے اور اپنے گھروں میں آ گئے۔ (کتاب التوابین)

# ایک "نشے باز" کی توبہ

یوسف بن حسین کہتے ہیں کہ میں ایک تالاب کے کنارے ذوالنون مصری کے ساتھ تھا میں نے ایک بڑے بچھو کو دیکھا جو تالاب کے کنارے کھڑا تھا اچانک تالاب میں سے پر ایک مینڈک نکلا بچھو اس کی پیٹھ پر سوار ہو گیا وہ اس کو لے کر تالاب کے دوسرے کنارے پہنچ گیا تو ذوالنونؒ نے مجھے کہا "اس بچھو کی کوئی خاص بات ضرور ہے چلو آؤ دیکھتے ہیں ہم دوسرے کنارے پر پہنچے تو دیکھا کہ ایک شخص "نشے باز" سویا ہوا ہے اور ایک سانپ اس کے پیٹ سے سینے کی طرف جا رہا ہے اور کان تک پہنچنا چاہتا ہے اچانک بچھو نے ایک جست

لگائی اور سانپ کو ڈنک مارا سانپ لوٹ پوٹ ہو کر مر گیا اور بچھو تالاب کی طرف واپس گیا وہاں سے مینڈک کی پشت پر سوار ہو کر دوسرے کنارے پر چلا گیا۔

پھر ذولنونؒ نے اس سوئے ہوئے شخص کو اٹھایا اور کہا اے نوجوان! اٹھ کر دیکھ کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے کس طرح بچایا ہے۔ اس بچھو نے آ کر سانپ کو مار دیا ہے جو تجھے ڈسنا چاہتا تھا پھر ذوالنونؒ نے یہ شعر پڑھا۔

یا غافلا والجلیل بحرسه من کل سوء یدب فی الظلم

کیف تنام العیون من ملک تاتیه من ه فوائد النعم

''اے وہ غافل کہ جس کی حفاظت عظیم ذات ہر برائی سے جو اندھیرے میں چلتی ہے'' کرتی ہے آنکھیں اس کی بادشاہ سے کس طرح غفلت میں سوتی ہیں جس کی نعمتوں کے فائدے ملتے ہیں'' وہ نوجوان اٹھا اور بولا اے اللہ! ایک گنہگار کے ساتھ تیرا یہ معاملہ ہے تو پھر تیرا اطاعت گذاروں کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا۔ پھر وہ جانے لگا تو میں نے پوچھا کہاں چلے۔ اس نے کہا جنگلوں میں اور اب کبھی شہروں میں واپس نہ آؤں گا۔

## بوسیدہ ہڈیاں دیکھ کر دینار عیار کی توبہ

مروی ہے کہ ایک شخص جسے دینار، عیار کہا جاتا تھا اس کی والدہ اسے نصیحت کرتی مگر وہ نہیں مانتا تھا ایک دن وہ ایک قبرستان سے گزرا جہاں ہڈیاں بہت تھیں اس نے ایک ہڈی اٹھائی تو وہ اس کے ہاتھ میں بکھر گئی اس نے اپنے دل میں سوچا اور خود سے کہا تیرا ستیاناس ہو کل کو تو بھی ایسا ہو جائے گا اور تیری ہڈیاں اسی طرح بوسیدہ اور جسم مٹی ہو جائے گا اور آج میں گناہ کر رہا ہوں۔ اس کے بعد وہ نادم ہوا اور سچی توبہ کی اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہنے لگا کہ میرے خدا اپنا معاملہ تیرے سامنے رکھتا ہوں مجھے قبول کر اور مجھ پر رحم کر، اور اڑی اڑی رنگت اور ٹوٹے دل کے ساتھ اپنی ماں کے پاس پہنچا اور کہا اماں جان! بھاگے ہوئے غلام کو جب آقا پکڑ لے تو کیا سلوک کیا جاتا ہے۔ ماں نے کہا کہ اسے کھردرا لباس اور سوکھا کھانا دیا جاتا ہے اور اس کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے جاتے ہیں۔ تو اس نے کہا کہ مجھے اونی جبہ اور جو کی روٹی کے سوکھے ٹکڑے چاہئیں اور آج تم میرے ساتھ وہی سلوک کرو گی جو بھاگے ہوئے غلام سے کیا

جاتا ہے شاید کہ میرا آقا میری ذلت دیکھ کر مجھ پر رحم کردے تو اس کی ماں نے ایسا ہی کیا۔

پھر جب رات ہوتی تو یہ رونا اور آہ وزاری کرنا شروع کر دیتا اور اپنے آپ سے کہتا! اے دینار تیرا ستیاناس ہو! کیا تجھے اپنے آپ پر طاقت حاصل نہیں! تو کس طرح اللہ کے غضب سے بچ سکے گا۔ اسی طرح صبح تک کرتا رہتا۔ ایک رات اس کی ماں نے اس سے کہا کہ، اپنے ساتھ نرمی کا معاملہ کرو۔ اس نے کہا کہ مجھے چھوڑ و اس طرح میں تھوڑا سا تھکوں گا مگر شاید اس کے بعد طویل آرام مل جائے۔ اے اماں جان! میرا میرے رب کے سامنے طویل غلط کردار موجود ہے اور مجھے پتہ نہیں کہ مجھے سائے کی جگہ پر جانے کا حکم دیا جائے گا یا بری جگہ پر جانے کا۔ مجھے ایسی تکلیف کا خوف ہے جس کے بعد راحت نہیں، اور ایسی سزا کا ڈر ہے جس کے بعد معافی نہیں۔ ماں نے کہا اچھا تھوڑا سا آرام کرلے اس نے کہا کہ میں آرام چاہوں۔ کیا تم میری معافی کی ضمانت لیتی ہو۔ کون میری ضمانت لے گا۔ پھر کہا کہ مجھے میرے حال پر چھوڑ دو کہیں ایسا نہ ہو کہ کل مخلوق خدا جنت کو لے جائی جا رہی ہو اور میں جہنم کو۔

ایک مرتبہ اس کی ماں وہاں سے گذری تو وہ یہ آیت پڑھ رہا تھا کہ ''تیرے رب کی قسم ہم ان سب سے پوچھیں گے ان کے اعمال کے بارے میں'' (الحجر آیت نمبر ۹۲، ۹۳) پھر وہ اسی میں غور کرتا رہا اور سانپ کی طرح لوٹتا رہا حتیٰ کہ بے ہوش ہو کر گر گیا۔ اس کی ماں نے آ کر اسے آواز دی تو اس نے جواب نہ دیا۔ ماں نے کہا ''میری آنکھوں کی ٹھنڈک اب کہاں ملاقات ہوگی۔ اس نے کمزور آواز میں کہا کہ اگر تو قیامت کے دن مجھے نہ پائے تو مالک (جہنم کے داروغہ) سے پوچھ لینا پھر اس نے ایک چیخ ماری اور فوت ہو گیا ماں نے اس کی تجہیز و تکفین کی پھر لوگوں کو آوازی دی کہ لوگو! آؤ اور قتیل جہنم کی نماز جنازہ پڑھو تو لوگ آ گئے اور ان میں کوئی ایسا نہ تھا جس کی آنکھوں میں آنسو نہ ہوں۔

## لبیب عابد کی توبہ

قاضی ابوعلی تنوخی کہتے ہیں کہ بغداد میں شامی دروازے کی غربی جانب ایک شخص ''جو زہد اور عبادت میں مشہور تھا'' رہتا تھا اسے لبیب عابد کہا جاتا تھا لوگ اس کے پاس آیا کرتے تھے۔ مجھے خود لبیب نے بتایا کہ میں رومیوں کا غلام تھا ایک سپاہی نے میری تربیت کی اور

اسلحہ کا استعمال وغیرہ سکھایا۔ پھر میں جوان ہو گیا اور میرا مالک مجھے آزاد کرنے کے بعد انتقال کر گیا میں نے محنت مزدوری کی مال کمایا اور شادی کر لی اور اللہ جانتا ہے کہ میں نے محض اپنی بیوی کی حفاظت کے ارادے سے ہی شادی کر لی مدتوں ہم ساتھ رہے اتفاق سے میں نے ایک دن ایک سانپ کو اس کے بل میں دیکھا تو میں نے اسے مارنے کے لئے اس کی دم پکڑ لی مگر اس نے پلٹ کر حملہ کیا اور میرے ہاتھ پر ڈس لیا جس سے میرا ہاتھ شل ہو گیا اور کافی عرصہ گذرنے کے بعد میرا دوسرا ہاتھ بھی بغیر کسی سبب شل ہو گیا پھر میرے پاؤں سوکھ گئے پھر میں اندھا ہو گیا پھر اس کے بعد گونگا ہو گیا۔

''اس حال میں مجھے پورا ایک سال گذر گیا صرف میری سماعت باقی تھی جس سے میں ناپسند باتیں سنا کرتا میں پشت کے بل پڑا رہتا نہ بولنے پر نہ اشارہ کرنے پر اور نہ ہی حرکت پر قادر تھا، مجھے پانی جب پلاتے جب پیاس نہ ہوتی اور جب پیاس ہوتی پیاسا رہتا بھوک ہوتی تو کھانا نہیں ملتا، اور کھانا اس وقت ملتا جب بھوک نہیں ہوتی۔ ایک سال کے بعد ایک عورت میری بیوی کے پاس آئی اور اس نے میرا حال پوچھا تو میری بیوی نے کہا کہ میرا شوہر نہ تو زندہ ہے کہ اس کی امید کی جائے اور نہ ہی مرا ہوا کہ تسلی ہو جائے۔''

اس کی یہ بات سن کر مجھے بڑا قلق ہوا اور میں بہت رویا اور آہ زاری کی اور میں نے دل ہی دل میں بہت دعا کی، اور ان سب بیماریوں میں مجھے کبھی ایسی تکلیف محسوس نہ ہوئی تھی دعا کے بعد میرے جسم پر بہت شدید ضربیں لگنا شروع ہوئیں تکلیف کی شدت اتنی تھی جیسے کہ میں مر جاؤں گا آدھی رات تک یہ کیفیت چلتی رہی اس کے بعد تھوڑا سا سکون ہوا تو میں سو گیا پھر مجھے سحر کے وقت ہوش آیا تو میں نے اپنے ہاتھ کو اپنے سینے پر محسوس کیا حالانکہ پورا سال وہ بستر پر رکھا ہوا تھا اور کبھی ہلانے کی کوشش بھی نہ کی گئی تھی میں نے اسے حرکت دینے کی کوشش کی وہ ہل گیا تو میں نے اس سے اپنی ایک ٹانگ پکڑ لی اس میں بھی میں کامیاب ہو گیا پھر میں نے دوسرے کو ہلایا میں بہت خوش ہوا اور اللہ کے مجھے صحیح کر دینے پر بہت مسرت محسوس ہوئی ۔میں نے ٹانگیں ہلائیں اور اس کے بعد کروٹ لینے کا ارادہ کیا تو میں نے کروٹ بھی لے لی پھر کھڑا ہونا چاہا تو کھڑا ہو گیا اور چارپائی سے اتر گیا اور اندھیرے میں دیوار ٹٹولی تو میرا ہاتھ دروازے پر جا پڑا میں باہر نکلا اور آسمان کی طرف نظر اٹھائی تو تارے چمکتے نظر آئے میں خوشی

کے مارے مرجانے کے قریب ہوگیااور پھر میری زبان سے یہ الفاظ نکلے ''اے احسان کرنے والے قدیم تیرا شکر ہے۔'' پھر میں نے چیخ کر اپنی بیوی کو آواز دی اس نے حیرت سے پوچھا ابو علی۔ میں نے کہا ہاں میں ابھی ابھی ابو علی بنا ہوں چراغ جلاؤ اس نے جلدی سے چراغ جلایا پھر میں نے قینچی منگائی اور میں نے اپنی فوجی طرز کی مونچھیں کاٹ دیں تو بیوی بولی تمہارے دوست تمہارا مذاق اڑائیں گے۔ میں نے کہا کہ اب مجھے میرے رب کے سوا کسی کی پرواہ نہیں ہے پھر میں سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اللہ کی عبادت میں مشغول ہوگیا۔

تنوخی کہتے ہیں کہ اس کے یہ الفاظ ''**یا قدیم الاحسان لک الحمد**'' اس کی عادت اور تکیہ کلام بن گئے تھے وہ دوران گفتگو ان کا اعادہ کرتا رہتا تھا اور کہا جاتا تھا کہ وہ مستجاب الدعوات ہے۔

## عطاء ازرقؒ کی دعا پر ایک چور کی توبہ

امتہ الملک بن ہشام بن حسان کہتی ہیں کہ:۔ عطاء ازرق پہاڑوں میں جا کر رات کو عبادت کیا کرتے تھے ایک مرتبہ ایک چور ان کے سامنے آ گیا عطاء نے دعا کی کہ اے اللہ مجھے اس سے بچا! تو اس چور کے ہاتھ پاؤں شل ہو گئے وہ رونے چلانے لگا تو عطاء نے دعا کی تو اسے چھوڑ دیا گیا چور ان کے پیچھے آیا اور کہا تجھے اللہ کا واسطہ ہے بتا تو کون ہے۔ عطاء نے جواب دیا ''میں عطاء ہوں۔'' چور نے صبح کے وقت لوگوں سے پوچھا کہ کیا تم اس نیک آدمی کو جانتے ہو جو راتوں کو پہاڑوں میں جا کر عبادت کرتا ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ وہ عطاء اسلمی ہیں۔

عطاء وہیں کھنڈرات میں جا رہے تھے تو یہ بھی پیچھے پیچھے پہنچ گیا اور کہا کہ میں توبہ کر کے آیا ہوں اپنے اس قصہ کی وجہ سے، اس لئے میرے لئے دعا کرو، تو عطاء سلمی نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور بولے ہائے میں کچھ نہیں ہوں یہ عطاء ازرق ہے۔

## ایک کفن چور کی توبہ

ابو اسحاق الفزاری کہتے ہیں کہ: ایک شخص ہماری مجلس میں بہت آتا تھا اور اس کا نصف چہرہ ڈھکا ہوتا تھا ایک دن میں نے اس سے کہا کہ تو ہمارے پاس بہت آتا ہے اور تیرا چہرہ آدھا ڈھکا ہوتا ہے کیوں۔ اس چہرے کو کھول دے۔ اس نے کہا کہ اگر تم

امان دو تو کچھ کہوں ۔ ہم نے کہا ہاں کہو۔ اس نے کہنا شروع کیا کہ۔

میں ایک کفن چور تھا ایک مرتبہ ایک عورت دفن کی گئی میں اس کا کفن چرانے گیا میں نے قبر کھودی اینٹیں وغیرہ ہٹا کر میں نے اس کا اوپر کا کفن پکڑا اور کھول لیا اور بقیہ کھینچنے لگا تو اس عورت نے اپنی طرف کھینچا میں نے کہا کہ تو مجھ پر غالب ہونا چاہتی ہے۔ یہ کہہ کر میں گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اور اس کا کفن اتارنے لگا تو اس عورت نے ایک طمانچہ میرے گال پر مارا، یہ کہہ کر اس شخص نے اپنا چہرہ کھول دیا تو اس پر پانچوں انگلیوں کے نشانات تھے میں نے پوچھا کہ پھر کیا ہوا۔ اس نے کہا کہ میں نے اس کا باقی کفن واپس رکھ دیا اور پھر میں نے مٹی وغیرہ برابر کر دی اور تہیہ کر لیا کہ آئندہ کفن نہیں چراؤں گا۔

ابواسحاق کہتے ہیں کہ میں نے یہ کہانی امام اوزاعیؒ کو لکھ بھیجی تو انہوں نے جواب لکھا کہ اس شخص سے یہ پوچھو کہ اہل توحید جب مرتے ہیں تو ان کے چہروں کو اس نے کس طرف پایا چہرے قبلہ کی طرف تھے یا پھیر دیئے گئے تھے۔ میں نے اس سے پھر پوچھا تو اس نے کہا کہ اکثر لوگوں کے چہرے قبلہ رخ نہیں تھے۔ میں نے یہ بات اوزاعیؒ کو لکھ بھیجی تو انہوں نے مجھے جواب لکھا اس میں تین مرتبہ ''انا للہ'' لکھی تھی پھر لکھا تھا کہ جن لوگوں کے چہرے قبلہ سے پھیر دیئے گئے تھے وہ خلاف سنت کے کاموں پر مرے۔

## ایک امیر اور ایک تاجر کی توبہ کا واقعہ

صدقہ بن مرداس اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انطاکیہ کی قبروں میں سے پہلی قبر پر یہ لکھا تھا۔

وہ شخص زندگی سے کیا لذت پائے گا جو یہ جانتا ہو کہ خداوند عالم اس سے ضرور باز پرس (پوچھ گچھ) کرے گا۔ اور اس کی بندوں کے ساتھ کی جانے والی ناانصافیوں کا بدلہ لے گا اور جو بھلائیاں اس نے کی ہیں اس کی جزاء دے گا۔

دوسری قبر پر لکھا تھا: وہ شخص زندگی میں (دنیاوی اشیاء سے) کیا لذت پائے گا جو اس بات پر یقین رکھتا ہو کہ اچانک اس پر موت آ جائے گی۔

(اور وہ موت) اس کی ساری بڑائی اور ملک چھین لے گی اور اس گھر میں ملائے گی جس کا وہ (اپنے اعمال کی وجہ سے) مستحق ہے۔ (یعنی ایسی قبر جو جنت کا باغ یا جہنم کا گڑھا ہے)

تیسری قبر پر لکھا تھا: کیسے مزے لوٹے گا وہ شخص جس کا رخ ایسی منزل (یعنی قبر پھر قیامت) کی طرف ہے جس پر اترنا جوانوں کو بوڑھا کر دیتا ہے (یعنی قبر اور قیامت)۔

جو چہرے کے نقوش کو بہت جلد مٹا دیتا ہے اور جس سے جوڑ بوسیدہ ہو جائیں گے۔

یہ تینوں قبریں ایک صف میں کوہان کی شکل میں بنی ہوئی تھیں راوی کہتا ہے کہ میں ایک بوڑھے کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ اور اس نے کہا: کہ میں نے تمہاری بستی میں عجیب بات دیکھی اس نے کہا کہ کیا دیکھا؟ میں نے واقعہ بیان کیا اس بوڑھے نے کہا کہ ان کا قصہ اس سے بھی زیادہ تعجب خیز ہے جو تم نے ان کی قبروں پر دیکھا میں نے کہا سناؤ کیا ہے:

اس نے کہا یہ تین بھائی تھے ان میں سے ایک بڑا عہدہ دار تھا جو بادشاہ کے ساتھ رہتا تھا اور شہروں اور لشکروں کے انتظام پر مامور تھا دوسرا ایک مال دار تاجر تھا اور وہ بھی بادشا۔ کے خاص لوگوں میں سے تھا تیسرا ایک عبادت گزار تھا جس نے عبادت کے لئے اپنے آپ کو فارغ کیا ہوا تھا۔

اس عبادت گزار کی موت قریب آئی تو اس کے بھائی اس کے پاس جمع ہو گئے اور وہ سلطان کا مصاحب ہمارے علاقوں کا والی تھا عبدالملک بن مروان نے اس کو والی بنایا تھا اور وہ ایک ظالم جابر اور لٹیرا تھا یہ دونوں اپنے بھائی کے پاس آئے جب اس کا آخری وقت تھا دونوں نے اس عابد سے کہا کہ کچھ وصیت کر دو اس نے کہا اللہ کی قسم میرا کوئی مال نہیں تا کہ میں کچھ وصیت کروں نہ میرا کسی پر قرض ہے جس کے لینے کی وصیت کروں اور میں نے دنیا میں کوئی چیز نہیں چھوڑی جو کہ اس کے لوٹنے کا اندیشہ ہو۔

عہدہ دار بھائی نے کہا: اے میرے بھائی یہ میرا مال تمہارے سامنے ہے اس میں سے جو چاہے کہو اور جو دل چاہے وصیت کرو اس نے رخ پھیر دیا۔

تاجر بھائی نے کہا: میرے بھائی تجھے میری کمائی اور کثیر دولت کا پتہ ہے شاید تیرے دل میں کسی بھلائی کا ارمان رہ گیا ہو جس کو مال خرچ کئے بغیر حاصل نہ کیا جا سکتا ہو یہ میرا مال ہے اس میں جو چاہو حکم کرو، اس کو پورا کروں گا۔

وہ ان دونوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ مجھے تمہارے مال کی کوئی ضرورت نہیں ہے لیکن میں صرف تم سے ایک اقرار لیتا ہوں جس میں تم وعدہ خلافی نہ کرنا۔

انہوں نے کہا کہ وہ کیا ہے؟ اس نے کہا جب میں مر جاؤں تو تم مجھے غسل دے کر

اور کفن پہنا کر کسی اونچی زمین میں دفن کر دینا اور میری قبر پر لکھ دینا۔

وکیف یلذ العیش من هو عالم بان اله الخلق لابد سائله

فیاخذ منه ظلمه لعباده ویجزیه بالخیر الذی هو فاعله

ترجمہ: ”زندگی سے وہ شخص کیا مزہ لے سکتا ہے جو یہ جانتا ہو کہ خداوند عالم اس سے باز پرس کرے گا اور اس سے بندوں کے ساتھ ناانصافی کا بدلہ لے گا اور نیکیوں کی جزادے گا۔“

جب یہ کام کر و تو روزانہ میری قبر پر آیا کرنا شاید تمہیں نصیحت نصیب ہو انہوں نے اس کی موت کے بعد ایسا ہی کیا اور اس کا بھائی لشکر کے ساتھ قبر پر آتا اور اتر کر وہ اشعار پڑھتا اور روتا۔ جب تیسرا دن ہوا وہ لشکر کے ساتھ حسب معمول آیا اور اتر کر رونے لگا پھر جب واپسی کا ارادہ کیا تو اس نے قبر کے اندر سے دھڑام کی آواز سنی قریب تھا کہ اس کا دل اس سے پھٹ جاتا۔ چنانچہ وہ گھبراہٹ اور خوف کے ساتھ واپس ہوا۔

جب رات ہوئی تو اس نے اپنے بھائی کو خواب میں دیکھا اور اس سے پوچھا۔ اے میرے بھائی تمہاری قبر سے جو آواز سنی وہ کیا تھی۔ اس نے کہا۔ وہ ہتھوڑے کی آواز تھی۔ مجھے کہا گیا کہ تو نے مظلوم کو دیکھا۔ پھر بھی اس کی مدد نہ کی۔ (مقام غور ہے ان لوگوں کے لئے جو یہ بات جانتے ہیں کہ ہمارا عزیز یا دوست ظالم ہے، پھر بھی اسی کی امداد کرتے ہیں اور مظلوم پر مزید ستم ڈھاتے چلے جاتے ہیں، ذرا سوچیں کل قبر کی تنہائیوں میں اِن کا کیا حال ہوگا جب نہ کوئی چھڑانے والا ہوگا اور نہ پرسان حال)

چنانچہ وہ شخص صبح غمزدہ اٹھا اور اپنے بھائی کو اور دوسرے خاص لوگوں کو بلایا اور کہا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے بھائی نے جو اپنی قبر پر اشعار لکھنے کی وصیت کی تھی۔ اس کا مقصد مجھے تنبیہ کرنا تھا۔ اور میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ آئندہ میں تمہارے درمیان نہیں رہوں گا۔ چنانچہ اس نے امارت چھوڑ دی اور عبادت میں مشغول ہو گیا۔ اور عبدالملک بن مروان کو اس بارے میں خط لکھا گیا تو اس نے لوگوں کو حکم دیا کہ اس کو چھوڑ دو جہاں چاہے جائے۔

چنانچہ وہ پہاڑوں اور صحراؤں میں رہتا رہا یہاں تک کہ اس کی موت آئی اور وہ چرواہوں کی ایک جماعت کے ساتھ تھا اس کے بھائی کو خبر پہنچی تو وہ حاضر ہو گیا اور کہا: اے میرے بھائی کوئی وصیت نہیں کرنی؟ اس نے کہا کیا وصیت ہے۔ کوئی مال نہیں

جس پر وصیت کروں لیکن ایک وعدہ ہے وہ یہ ہے کہ جب میں مرجاؤں تو تو میری قبر تیار کر کے مجھے میرے بھائی کے پہلو میں دفنا دینا اور میری قبر پر لکھ دینا۔

وکیف یلذ العیش من کان موقنا     بان المنایا بغتة ستعاجله
فتسلبه ملکا عظیما و نخوة     و تسکنه القبر الذی هو اهله

ترجمہ: ”کیسے لذت پائے وہ شخص جسکو یقین ہو کہ بہت جلد موت اُس پر اچانک آئیگی اور اس سے عظیم ملک اور تمام بڑائی چھین کر اسے اُس قبر میں اسے ٹھہرائے گی جس کا وہ باسی ہوگا۔“

پھر تین دن میرے پاس آتے رہنا اور میرے لئے دعا کرتے رہنا شاید اللہ جل جلالہٗ مجھ پر رحم فرمائے۔

چنانچہ وہ مر گیا اور اس کے بھائی نے اس کی وصیت پر عمل کیا جب اس کی قبر پر تیسرے دن آیا تو دعا کی اور خوب رویا پھر جب واپس آنے لگا تو اس نے ایک شدید آواز سنی جس سے اس کی عقل زائل ہونے کے قریب ہوگئی اور وہ وہاں سے بے چین ہو کر اٹھا۔

رات کو اس نے اپنے بھائی کو خواب میں دیکھا اس نے کہا کہ میں نے جب خواب میں اپنے بھائی کو دیکھا تو اس کی طرف لپکا اور اس سے پوچھا کیا تم ہماری ملاقات کے لئے آئے ہو؟ اس نے کہا ملاقات تو بہت ہی دور ہے میں نے کہا میرے بھائی تیرا کیا حال ہے؟ اس نے کہا خیریت سے ہوں، توبہ کتنی خوبیوں اور بھلائیوں کی جامع ہے میں نے کہا میرا دوسرا بھائی کیسا ہے؟ اس نے کہا وہ تو نیک پیشواؤں کے ساتھ ہے، میں نے کہا ہمارا کیا حال ہوگا تمہارے پاس اس نے کہا جس نے جو کچھ دنیا و آخرت کے لئے کیا ہے وہ دیکھ لے گا پس تم اپنی مالداری کو فقیری سے پہلے غنیمت سمجھو۔

راوی نے کہا کہ اس نے دنیا سے کنارہ کشی اختیار کی اپنے مال کو تقسیم کیا جائیداد بانٹ دی اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگ گیا۔ اس کا ایک بیٹا بڑا ہو کر ایک خوبصورت اور باکمال نوجوان بنا اور تجارت شروع کی یہاں تک کہ تجارت میں ایک مقام حاصل کیا اس کے باپ کی موت کا وقت آیا تو اس نے اپنے باپ سے کہا کہ ابا جان وصیت نہیں کرتے؟ اس نے کہا اے میرے بیٹے تیرے باپ کا کوئی مال ہی نہیں جس میں وصیت کرے لیکن میں تجھ سے ایک وعدہ لیتا ہوں کہ جب میں مرجاؤں تو مجھے اپنے چچوں کے ساتھ دفنا دینا اور میری قبر پر یہ شعر لکھ دینا۔

و کیف یلذ العیش من ھو صائر الی جدث تبلی الشباب منازله
ویذھب رسم الوجه من بعد صونه سریعا ویبلی جسمه و مفاصله

ترجمہ: ”کیسے مزے لے سکے گا زندگی سے وہ جس کا رخ ایسی قبر کی طرف ہو جس کی گھاٹ نوجوانوں کو بوڑھا کر دیتی ہے اور چہرے کا رنگ اڑا دیتی ہے اور جلدی جلدی جسم اور جوڑوں کو بوسیدہ کر دیتی ہے۔“

جب یہ کرو تو اس کے بعد تم تین دن تک میرے پاس آنا اور میرے لئے دعا کرنا، نوجوان نے وصیت پر عمل کیا جب تیسرا دن ہوا تو اس نے قبر سے ایک آواز سنی جس سے اس کی جلد سکڑ گئی اور رنگ اڑ گیا اور بخار چڑھ گیا اور وہ واپس گھر آ گیا۔

رات کو خواب میں اس کا باپ آیا اور کہنے لگا اے میرے بیٹے! تم ہمارے پاس آنے سے نزدیک ہو اور موت قریب تر ہے پس تم اپنے سفر کی تیاری کرلو اور کوچ کرنے کا بندوبست کرلو اور سامان اس گھر سے باندھ لو جس سے تم نے نکلنا ہے اس گھر کی طرف جس میں تم نے جانا ہے اور دھوکے میں نہ رہو کہ لمبی امیدیں لگا کے جیسے تم سے پہلے لوگ دھوکے میں رہے اور اپنی آخرت کے معاملے میں کوتاہی کا نتیجہ عندالموت ان کو شدید ندامت لاحق ہوگئی اور عمر کی بربادی پر کف افسوس ملتے رہے چنانچہ نہ ان کو افسوس نے فائدہ پہنچایا اور نہ ہی کوتاہیوں پر شرمندگی نے ان کو اس شر سے نجات دلائی جس کا سامنا وہ کریں گے قیامت کے دن اپنے بادشاہ کی طرف سے اے میرے بیٹے جلدی کرو جلدی کرو جلدی...... عبداللہ بن صدقہ کہتے ہیں کہ جس بوڑھے نے واقعہ سنایا اس نے بتایا کہ رات کو اس نوجوان نے یہ خواب دیکھا تھا تو صبح کو میں اس کے پاس گیا تو اس نے وہ خواب ہمیں سنایا اور کہا کہ مجھے یقین ہے کہ بات ایسی ہی ہے رشتے داروں اور لین دین والوں سے معاملہ صاف کیا سلام کہا اور لوگوں کو الوداع کہا لوگوں نے اس کو الوداع کہا جیسے کسی کو کسی چیز سے ڈرایا گیا ہو اور اس کو اس کی توقع بھی ہے۔

وہ کہتا تھا کہ میرے باپ نے کہا: جلدی کرو جلدی کرو جلدی کر ان تینوں سے مراد یا تین لمحات ہیں تو وہ تو گزرے لہٰذا وہ نہیں ہیں اگر تین دن ہوں تو وہ کیسے گزریں گے اور یا تین مہینے اور میں نہیں سمجھتا کہ اس وقت تک زندہ ہوں گا یا تین سال ہیں اور یہ تو مہینوں سے بھی زائد ہیں اور میں نہیں چاہتا کہ ان سے مراد سال ہوں۔

چنانچہ وہ بخشتا رہا اور صدقہ کرتا رہا تین دن تک جب اس خواب کو تیسرا دن ہوا تو اس نے صبح سویرے اپنے اہل وعیال کو جمع کیا اور ان کو الوداع کہا اور سلام کہا پھر قبلہ رخ ہو کر لیٹ گیا اور آنکھیں بند کیں اور کلمہ شہادت پڑھا اور وفات پا گیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

اس کے بعد ایک عرصہ تک لوگ گاہے بگاہے اس کی قبر پر دور دراز سے آتے تھے اور دعا کرتے تھے۔ (اسلاف کی یادیں)

## حضرت نصوح کی سچی توبہ

ایک شخص تھے جن کا نام نصوح تھا، تھا تو مرد مگر شکل اور آواز بالکل عورتوں کی سی تھی اور شاہی محلات میں بیگمات اور دختران خسروان کو نہلانے اور میل نکالنے پر ماموراور عورت کے لباس میں یہ شخص ملازمہ اور خادمہ بنا ہوا تھا۔ چونکہ یہ مرد شہوت کاملہ رکھتا تھا اس لئے مالش زنان خسروان سے نفسانی لذت بھی خوب پاتا تھا اور جب بھی یہ توبہ کرتا اس کا ظالم نفس اس کی توبہ کو توڑ دیتا۔ ایک دن اس عاجز نے سنا کہ کوئی بڑے عارف بزرگ تشریف لائے ہیں یہ بھی حاضر ہوا اور کہا۔

رفت پیش عارفے آن زشت کار گفت مارا در دعائے یاد دار

یہ گنہگار عارف کے سامنے گیا اور کہا کہ ہم کو دعا میں یاد رکھئے۔

آں دعا از ہفت گردوں در گزشت کار آں مسکین بآخر خوب گشت

ان بزرگ کی دعا سات آسمانوں سے اوپر گزر گئی یعنی اس عاجز مسکین کا کام بن گیا۔

یک سبب انگیخت صنع ذوالجلال کہ رہا نیدش زنفرین در یال

اسی خدائے ذوالجلال نے اپنی قدرت خاصہ سے ایک سبب اس کی خلاصی کا پیدا فرمایا (معلوم ہوا کہ اہل اللہ سے دعا کرانے کے بعد یہ نہ سمجھ لینا چاہیے کہ بس اب کسی سبب کے بغیر کام بن جائے گا، بلکہ اہل اللہ کی دعا ہی سے اللہ تعالیٰ کوئی ایسا سبب بنا دیں گے کہ کام بن جائے گا، اگرچہ اللہ کسی سبب کے محتاج نہیں، جو چاہیں جب چاہیں جیسے چاہیں کر سکتے ہیں) اس کے بعد وہ سبب یہ غیب سے ظاہر ہوا کہ نصوح اور اس کے ہمراہ جملہ خادمات کی تلاشی کی ضرورت واقع ہوئی کیونکہ زنان خانہ میں ایک بیش بہا موتی گم ہو گیا۔ حمام خانے کے دروازے کو بند کر کے تلاشی شروع ہوئی جب کسی سامان میں موتی نہ ملا۔

بانگ آمد کہ ہمہ عریاں شوید ہر کہ ہستید از عجوز و از نوید

ترجمہ: ''آواز دی گئی کہ سب خادمات عریاں ہوجائیں خواہ وہ جوان ہوں یا بوڑھی ہوں۔''

اس آواز سے نصوح پر لرزہ طاری ہوگیا کیونکہ یہ دراصل مرد تھا مگر عورت کے بھیس میں عرصے سے خادمہ بنا ہوا تھا اس نے سوچا کہ آج میں رسوا ہو جاؤں گا اور بادشاہ غیرت کے سبب اپنی عزت وناموس کا مجھ سے انتقام لے گا اور مجھے قتل سے کم سزا نہیں ہوسکتی کہ جرم نہایت سنگین ہے۔

آں نصوح از ترس شد در خلوتے روئے زرد و لب کبود از خشیتے

ترجمہ: ''یہ نصوح خوف سے خلوت میں گیا ہیبت سے چہرہ زرد ہونٹ نیلے ہو رہے تھے۔

پیش چشم خویش اومی دید مرگ سخت می لرزید او مانند برگ

ترجمہ: ''نصوح موت کو اپنے سامنے دیکھ رہا تھا اور مثل برگ لرزہ براندام ہو رہا تھا اسی حالت میں یہ سجدے میں گر گیا اور رو رو کر کہنے لگا۔''

گفت یا رب بارہا برگشتہ ام توبہا وعہد ہا بشکستہ ام

ترجمہ: ''کہا نصوح نے اے رب بارہا میں نے راستہ غلط کردیا اور توبہ اور عہد کو بارہا توڑ دیا۔''

اے خدا آں کن کہ از تو می سزو کہ زہر سوراخ مارم می گزد

ترجمہ: ''اے خدا اب وہ معاملہ کیجئے جو آپ کے لائق ہے کیونکہ ہر سوراخ سے میرا سانپ مجھے ڈس رہا ہے۔''

نوبت جستن اگر در من رسد وہ کہ جاں من چہ سختیہا کشد

ترجمہ: ''اگر موتی کی تلاش کی نوبت خادمات سے گزر کر مجھ تک پہنچی تو اف میری جان کس قدر سختی اور بلا کا عذاب چکھے گی۔''

گر مرا ایں بار ستاری کنی توبہ کردم من زہر ناکردنی

ترجمہ: ''اگر آپ اس مرتبہ میری پردہ پوشی فرمادیں تو میں نے توبہ کی ہر نالائق فعل سے نصوح یہ مناجات کرتے کرتے کہنے لگا''۔

در جگر افتادہ ہستم صد شرر در مناجا تم ببیں خون جگر

ترجمہ: ''اے رب میرے جگر میں سینکڑوں شعلے غم کے بھڑک رہے ہیں اور آپ میری مناجات میں میرے جگر کا خون دیکھ لیں کہ میں کس طرح حالت بے کسی اور درد سے

فریاد کر رہا ہوں نصوح اپنے رب سے گریہ وزاری کر ہی رہا تھا کہ آواز آئی"۔

جملہ را جستیم پیش آ اے نصوح　　　گشت بے ہوش آں زماں پرید روح

ترجمہ: "یہ آواز آئی کہ سب کی تلاشی ہو چکی اب اے نصوح! تو سامنے آ اور عریاں ہو جا یہ سننا تھا کہ نصوح اس خوف سے کہ ننگے ہونے سے میرا پردہ فاش ہوگا بے ہوش ہو گیا اور اس کی روح عالم بالا کی سیر میں مشغول ہوئی۔"

جاں بحق پیوست چو بے ہوش شد　　　بحر رحمت آں زماں در جوش شد

ترجمہ: "اس کی روح بے ہوشی کے وقت حق سے قریب ہوئی اور ابر رحمت کو اس وقت جوش آیا اور حق تعالیٰ کی قدرت سے نصوح کی پردہ پوشی کے لئے بلا تاخیر فوراً موتی مل گیا۔"

بانگ آمد ناگہاں کہ رفت بیم　　　شد پدید آں گم شدہ دریتیم

ترجمہ: اچانک آواز آئی کہ خوف ختم ہوا اور وہ موتی گم شدہ مل گیا۔"

آں نصوح رفتہ باز آمد بخویش　　　دیدہ چشمش تابش صد روزہ بیش

ترجمہ: "وہ بے ہوش نصوح پھر ہوش میں آ گیا اور اس کی آنکھیں سینکڑوں دن سے زیادہ روشن تھیں یعنی عالم بے ہوشی میں نصوح کی روح کو حق تعالیٰ کی رحمت نے تجلیات قرب کا مشاہدہ کرا دیا تھا جس کے انوار اس کی آنکھوں میں بعد ہوش کے بھی تاباں تھے۔"

شاہی خاندان کی عورتوں نے نصوح سے معذرت کی اور شفقت سے کہا ہماری بدگمانی کو معاف کر دو ہم نے تم کو بہت تکلیف دی۔

بدگماں بودیم مار اکن حلال　　　لحم تو خوردیم اندر قیل و قال

ترجمہ: ہم بدگمان تھے ہم کو معاف کر ہم نے قیل وقال سے تیرا گوشت کھایا۔ (وہ کیسا کریم رب ہے جب کوئی صدق دل سے اسکے دربار عالیہ میں توبہ کرتا ہے تو وہ رحیم اسے صرف آخرت کی ذلت سے ہی نہیں بلکہ دنیا کی ذلت سے بچالیتا ہے اور دونوں جہانوں میں اسے باعزت کر دیتا ہے)

گفت بد فضل خدا اے داد گر　　　ورنہ زانچہ گفتہ شد ہستم بتر

ترجمہ: "نصوح نے کہا کہ یہ خدا کا فضل ہو گیا مجھ پر اے مہربانو ورنہ جو کچھ میرے بارے میں کہا گیا ہے ہم اس سے بھی برے اور خراب ہیں۔"

(یہ عارفانہ بات ہے کہ بندہ اپنے عیبوں سے بینا ہو جائے تا کہ کبھی غرور میں مبتلا نہ ہو)۔

اس کے بعد سلطان کی ایک دختر نے اس کو مالش اور نہلانے کو کہا مگر نصوح اللہ والا ہو چکا تھا اور بے ہوشی میں اس کی روح قرب کے خاص مقام پر فائز ہو چکی تھی اتنے قوی تعلق مع اللہ اور یقین کی نعمت کے بعد گناہ کی ظلمت کی طرف کس طرح رخ کرتا، کہ روشنی کے بعد ظلمت سے کراہت محسوس ہونا فطری امر ہے نصوح نے دختر شاہ سے کہا۔

گفت زور دست من بے کار شد  وین نصوح تو کنوں بیمار شد

ترجمہ: ''نصوح نے کہا اے دختر! میرے ہاتھ کی طاقت اب بے کار ہو چکی ہے اور تمہارا نصوح اب بیمار ہو گیا یعنی اس حیلہ سے اس نے اپنے کو گناہ سے بچایا۔''

بادل خود گفت کز حد رفت جرم  از دل من کے رو داں ترس و گرم

ترجمہ: ''نصوح نے اپنے دل میں کہا کہ میرا جرم حد سے گزر گیا اب میرے دل سے وہ خوف اور غم کیسے نکل سکتا ہے۔''

توبہ کردم حقیقت با خدا  نشکنم تا جاں شود از تن جدا

ترجمہ: ''نصوح نے کہا میں نے حقیقی توبہ اپنے مولیٰ سے کی ہے۔ میں اب اس توبہ کو ہرگز نہ توڑوں گا خواہ جان ہی میرے تن سے جدا ہو جاوے۔''

جان جاتی ہے تو جائے مجھے پرواہ نہیں  رشتہ خدا سے جوڑا ہے گناہ سے نہیں

آگے شیخؒ نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

توبہ کن مردانہ سر برآور برہ  کہ فمن یعمل بمثقال یرہ

اے مخاطب مردانہ وار گناہوں سے توبہ کر اور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں قدم رکھ دے۔( کیونکہ اللہ جل جلالہٗ سے دور رہ کر آخر کب تک تو گناہوں کی ظلمتوں میں پھنسا رہے گا'' آخر یہ سانس کا ڈورا ٹوٹے گا اور کل میدان قیامت میں خدائے تعالیٰ کے سامنے حاضر ہو گا، جب تیرے ہاتھ میں نامہ اعمال دیا جائے گا تو ذرہ ذرہ کے برابر عمل اس میں موجود پائے گا پھر حسرت وافسوس اور خون کے آنسو کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا)۔

واز پدر آموز کادم از گناہ  خوش فرود آمد بسوئے پائیگاہ

اور اپنے باپ سیدنا آدم علیہ السلام سے یہ سبق سیکھ لے کہ انہوں نے اپنے قصور سے کس طرح توبہ کی اور اپنے رب کے سامنے اپنے کو جھکا کر عالی منصب حاصل کر لیا۔ (مثنوی)

# ایک مچھیرے کا دردبھرا واقعہ

علامہ ابن حجرؒ نے اپنی کتاب الزواجر میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے کہا میں نے ایک شخص کو دیکھا جس کا ہاتھ کندھے سے کٹا ہوا تھا اور وہ چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا "مجھے دیکھ کر عبرت حاصل کرو، اور کسی پر ہرگز ظلم نہ کرو" میں نے آگے بڑھ کر اس سے پوچھا میرے بھائی تیرا کیا قصہ ہے؟ اس شخص نے جواب دیا بھائی میرا قصہ عجیب وغریب ہے۔ دراصل میں ظلم کرنے والوں کا ساتھ دیا کرتا تھا۔ ایک دن کا ذکر ہے میں نے ایک مچھیرے کو دیکھا جس نے کافی بڑی مچھلی پکڑ رکھی تھی، مچھلی مجھے پسند آئی، میں اس کے پاس پہنچا اور کہا مجھے یہ مچھلی دے دو، اس نے جواب دیا میں یہ مچھلی تمہیں نہیں دوں گا کیونکہ اسے فروخت کر کے اس کی قیمت سے مجھے اپنے بال بچوں کا پیٹ پالنا ہے۔ میں نے اسے مارا پیٹا اور اس سے زبردستی مچھلی چھین لی اور اپنی راہ لی۔ جس وقت میں مچھلی کو اٹھائے جا رہا تھا، اچانک مچھلی نے میرے انگوٹھے میں زور سے کاٹ لیا میں مچھلی لے کر گھر آیا اور اسے ایک طرف ڈال دیا۔ اب میرے انگوٹھے میں ٹیس اور درد اٹھا اور اتنی تکلیف ہونے لگی کہ اس کی شدت سے میری نیند اڑ گئی۔ پھر میرا پورا ہاتھ سوج گیا۔ جب صبح ہوئی تو میں طبیب کے پاس آیا اور اس سے درد کی شکایت کی طبیب نے کہا یہ انگوٹھا سڑنا شروع ہو گیا ہے لہٰذا بہتر ہے کہ اس کو کٹوا دو ورنہ پورا ہاتھ سڑ جائے گا، میں نے انگوٹھا کٹوا کر نکلوا دیا لیکن اس کے بعد سڑاند ہاتھ میں شروع ہوئی اور درد کی شدت سے میں سخت بے چین ہو گیا اور سو نہ سکا اور لوگوں نے مجھ سے کہا کہ ہتھیلی کاٹ کر نکلوا دو، میں نے ایسا ہی کیا، اب درد بڑھ کر پہنچوں تک پہنچ گیا۔ میرا چین اور نیند سب اڑ گئی اور میں درد کی شدت سے رونے اور فریاد کرنے لگا۔ ایک شخص نے مشورہ دیا کہ کہنی سے ہاتھ الگ کر دو۔ میں نے ایسا ہی کیا لیکن درد مونڈھے تک پہنچ گیا اور سڑاند وہاں تک پہنچ گئی۔ لوگوں نے کہا کہ اب تو پورا ہاتھ مونڈھے سے کٹوا دینا ہو گا ورنہ تکلیف پورے بدن میں پھیل جائے گی۔ اب لوگ مجھ سے پوچھنے لگے کہ آخر یہ تکلیف تمہیں کیوں کر شروع ہوئی۔ میں نے مچھلی کا واقعہ انہیں سنایا۔ انہوں نے کہا اگر تم ابتداء میں مچھلی والے کے پاس جا کر اس سے معافی مانگتے اسے کہہ سن کر راضی کر لیتے اور کسی صورت میں مچھلی کو اپنے لئے حلال کر لیتے تو تمہارا ہاتھ یوں کاٹا نہ جاتا، اس لئے اب بھی جاؤ اور اس کو ڈھونڈ کر اسے خوش کرو، ورنہ تکلیف

پورے دن میں پھیل جائے گی۔اس شخص نے کہا میں نے یہ سنا تو مچھلی والے کو پورے علاقے میں ڈھونڈنے لگا۔آخر ایک جگہ اس کو پالیا۔میں اس کے پیروں پر گر پڑا اور انہیں چوم کر رو رو کر کہا کہ میرے آقا تمہیں اللہ کا واسطہ مجھے معاف کردو۔اس نے مجھ سے پوچھا تم کون ہو؟ میں نے بتایا میں وہ شخص ہوں جس نے تم سے مچھلی چھین لی تھی پھر میں نے اس سے اپنی کہانی بیان کی اور اسے اپنا ہاتھ دکھایا، وہ دیکھ کر رو پڑا اور کہا میرے بھائی میں نے اس مچھلی کو تمہارے لئے حلال کیا، کیوں کہ تمہارا حشر میں نے دیکھ لیا۔میں نے اس سے کہا میرے آقا خدا کا واسطہ دے کر میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب میں نے تمہاری مچھلی چھینی تو تم نے مجھے کوئی بددعا دی تھی۔اس شخص نے کہا ہاں میں نے اس وقت یہ دعا مانگی تھی کہ اے اللہ یہ اپنی قوت اور زور کے گھمنڈ میں مجھ پر غالب آیا اور تو نے جو رزق دیا اس نے مجھ سے چھین لیا اور مجھ پر ظلم کیا، اس لئے تو میرے سامنے اس پر زور کا کرشمہ دکھا۔میں اسے کہا میرے مالک اللہ نے اپنا زور تمہیں دکھا دیا۔اب میں نے اللہ کے حضور میں توبہ کرتا ہوں اور وعدہ کرتا ہوں کہ کسی ظالم کی مدد ہرگز نہیں کروں گا۔نہ کبھی خود ظلم کروں گا، نہ ان کے دروازے پر کبھی جاؤں گا اور ان شاء اللہ جب تک زندہ رہوں گا اپنے وعدے پر قائم رہوں گا۔کسی شاعر نے خوب کہا۔

لَا تَظْلِمَنَّ اِذَا مَا كُنْتَ مُقْتَدِرًا فَالظُّلْمُ تَرْجِعُ عُقْبَاهُ اِلَى النَّدَمِ

ترجمہ: جب تمہیں اقتدار حاصل ہے، کسی پر ہرگز ظلم نہ کرو کیوں کہ ظلم کا انجام ندامت اور شرمندگی ہے۔''

تَنَامُ عَيْنَاكَ وَالْمَظْلُوْمُ مُنْتَبِهٌ يَدْعُوْا عَلَيْكَ وَعَيْنُ اللّٰهِ لَمْ تَنَمْ

ترجمہ: تیری دونوں آنکھیں سوتی ہیں اور مظلوم جاگتا ہے اور تجھے بددعائیں دیتا ہے اور اللہ کی آنکھ کبھی نہیں سوتی۔''ایک دوسرے شاعر نے کہا۔

اِذَا مَا الظَّلُوْمُ اسْتَوْطَأَ الْاَرْضَ مَرْكَبًا وَلَجَّ غُلُوًّا فِىْ قَبِيْحِ اِكْتِسَابِهٖ

ترجمہ: جب ظالم سوار ہو کر دھرتی کا سینہ روندتا ہے اور ہر کرتوت میں حد سے گزر جاتا ہے۔''

فَكِلْهُ اِلٰى صَرْفِ الزَّمَانِ فَاِنَّهٗ سَيُبْدِىْ لَهٗ مَالَمْ يَكُنْ فِىْ حِسَابِهٖ

ترجمہ: تب تم اسے زمانے کی گردش کے حوالے کردو، کیونکہ زمانہ اسکے سامنے وہ چیز کھول کر رکھ دیگا۔جو اسکے وہم وگمان میں بھی نہ ہوگی۔ (معاشرے کی مہلک بیماریاں)

# ایک چور کی توبہ

حضرت احمد خضرویہ رحمۃ اللہ علیہ بلخ کے رہنے والے تھے، ایک مرتبہ آپ اپنے گھر میں رات کے وقت آرام فرما رہے تھے کہ ایک چور آپ کے گھر میں آیا اور اس چور نے سارے گھر کی تلاشی لی مگر اسے اس ولی اللہ کے گھر سے کچھ بھی نہ ملا، وہ بڑا مایوس ہوا۔

حضرت صاحب اس وقت جاگ رہے تھے۔ آپ نے چور کو مایوس ہوتے دیکھ کر آواز دی اور اس سے فرمایا۔

اے بھائی! یہ ڈول پڑا ہے۔ اس کو اٹھا کر کنوئیں سے پانی لے آؤ اور پھر وضو کر کے نماز پڑھو۔ صبح تم یہاں سے خالی ہاتھ نہیں جاؤ گے۔ میں تمہیں کچھ نہ کچھ ضرور دوں گا۔

چور نے یہ عجیب وغریب سودا منظور کر لیا اور دل میں سوچا کہ چلو آج اسی طرح کی کمائی بھی کر کے دیکھ لیتے ہیں۔

چور نے ایک کونے میں پڑا ہوا ڈول اٹھایا اور کنوئیں پر چلا گیا اور پانی سے بھر کر لے آیا۔ پھر اس نے حضرت صاحب کے حکم کے مطابق وضو کیا اور نماز پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو حضرت صاحب نے وعدے کے مطابق ایک تھیلی دیناروں سے بھری ہوئی تھی۔ اس کے حوالے کرتے ہوئے فرمایا یہ تمہاری آج کی رات کی مزدوری ہے۔

چور نے یہ سنا تو اس کے دل پر رقت طاری ہو گئی۔ بے اختیار روتے ہوئے عرض کی۔ حضرت مجھے معاف فرما دیں۔ مجھے اب کچھ نہیں چاہیے آپ تو بس مجھے اب اللہ تعالیٰ کا راستہ دکھا دیں کیونکہ اب مجھے دنیاوی نہیں بلکہ ابدی دولت کی ضرورت ہے۔

حضرت صاحب نے خوش ہو کر اسے اپنا مرید بنا لیا اور ایک وقت وہ بھی آیا کہ وہی چور سچی توبہ کی بدولت وقت کے نامور اولیاء میں شمار ہونے لگے۔

# ایک ڈاکو کی توبہ

امام اصمعی کا واقعہ ہے۔ وہ جنگل سے گزر رہے تھے کہ ڈاکوؤں نے ان کو گھیرا اور ان کی تلاشی لینے لگی۔ وہ ذرا نہ گھبرائے۔ ڈاکوؤں سے پوچھا تم ایسا کام کیوں کرتے ہو؟

انہوں نے کہا۔ رزق کیلئے۔ آپ نے وہ آیت قرآنی تلاوت کی جس کا مفہوم ہے۔ ''اللہ تعالیٰ نے تمہارا رزق آسمانوں پر مقرر کر دیا ہے'' وہ تمہیں مل کر رہے گا۔ ڈاکو اس آیت کے سنتے ہی انہیں چھوڑ کر چلے گئے۔

تین سال کے بعد جب امام اصمعی خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے تو کوئی شخص آ کر محبت سے ان سے لپٹ گیا۔ وہ پہچان نہ سکے۔ اس پر اس شخص نے بتایا کہ آپ کو ڈاکوؤں کا واقعہ یاد ہے۔ میں انہیں ڈاکوؤں میں سے ایک ہوں۔

# حسن نیت کا انعام

چوروں کی ایک جماعت ابتدائی رات میں قافلہ پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے باہر نکلی جب رات کی تاریکی چھا گئی تو وہ سب مسافر خانہ میں آئے اور دروازہ کھٹکھٹا کر مسافر خانہ کے لوگوں سے کہا۔ ہم لوگ غازیوں کی جماعت سے ہیں اور اس وقت تمہارے مسافر خانہ میں رات بسر کرنا چاہتے ہیں۔

چنانچہ ان لوگوں نے ان کے لئے دروازہ کھول دیا۔ وہ سب مسافر خانہ میں داخل ہوئے اور مسافر خانے کا مالک ان کی خدمت کے لئے کھڑا ہوا۔ وہ اس خدمت سے تقرب خداوندی کا ارادہ رکھتا تھا اور ان سے برکت حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اس کے پاس ایک اپاہج لڑکا تھا جو کھڑے ہونے پر قادر نہ تھا تو مسافر خانے کے مالک نے ان چوروں کا جھوٹا کھانا اور ان کا بچا ہوا پانی لیا اور اپنی بیوی سے کہا کہ اپنے لڑکے کے تمام اعضاء اس پانی سے مل دو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان غازیوں کی برکت سے اس کو شفا دے۔

چنانچہ میاں بیوی نے ایسا ہی کیا جب صبح ہوئی تو اس لڑکے کو دیکھا تو وہ سیدھا چل رہا ہے۔ ان چوروں نے مال لوٹا اور شام کے وقت مسافر خانہ کے مالک سے کہا کہ کیا یہ وہی لڑکا ہے۔ جس کو ہم نے کل اپاہج دیکھا تھا۔

اس نے کہا کہ ہاں میں نے تم لوگوں کا جھوٹا اور تمہارا بچا ہوا پانی لیا اور اس کے جسم پر مل دیا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری برکت سے اس کو شفا عطا کی۔

(یہ سن کر) وہ سب رونے لگے اور اس سے کہا کہ اے اللہ کے بندے! تجھ کو معلوم ہے کہ ہم غازی نہیں ہیں۔ بلکہ ہم تو چور ہیں۔ ڈاکہ مارنے کے لئے نکلے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے تیرے

لڑکے کو تیری حسن نیت سے صحت عطا فرمائی۔ اب ہم نے اللہ تعالیٰ سے توبہ کی۔ چنانچہ سب کے سب غازی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے بن گئے اور مرتے دم تک اسی پر قائم رہے۔

## یہودی کی توبہ

حضرت مالکؒ بن دینار نے ایک مکان کرائے پر لیا۔ آپ کے ہمسائے میں ایک یہودی رہتا تھا۔ آپ کے گھر کی محراب یہودی کے مکان کے دروازے پر تھی۔ اس نے پائخانہ بنالیا اور غلاظت آپ کے گھر میں پھینکتا اور محراب کو پلید کر دیتا۔ ایک مدت تک اس نے ایسا ہی کیا اور آپ نے کسی سے ذکر نہ کیا، اور نہ ہی اس سے شکایت کی۔ ایک دن وہ یہودی آپ کے پاس آیا اور کہا ''اے مالکؒ! تجھے میرے اس پاخانہ سے تکلیف تو نہیں؟ '' آپ نے فرمایا'' تکلیف تو ضرور ہے لیکن میں نے ایک تغار اور جھاڑو بنالی ہے اس سے صاف کر لیتا ہوں اور دھو لیتا ہوں۔'' اس نے کہا'' یہ تکلیف آپ کس لئے برداشت کر تے ہیں؟'' آپ نے فرمایا'' اللہ تعالیٰ کا ایسا ہی حکم ہے۔ والکاظمین الغیظ۔ یہودی نے کہا'' افسوس کہ اللہ کا دوست دشمن کا رنج اٹھائے اور ہرگز فریاد نہ کرے اور اس حد تک صبر کرے۔'' کہا اور وہ یہودی اسی وقت مسلمان ہو گیا۔'' (مخزن اخلاق)

## شرابی کی توبہ

ایک فقیر رند مشرب حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آیا اور کہا مولوی بابا شراب پلوا۔ شاہ صاحب نے ایک روپیہ اس کی نذر کیا اور فرمایا کہ جو چاہو سو کھاؤ پیو۔ تم کو اختیار ہے۔ وہ بولا ہم نے آپ کا بڑا نام سنا تھا۔ لیکن آپ تو قید میں ہیں۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ کیا آپ قید میں نہیں ہیں؟ کہا کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا اگر کسی روش کے مقید نہیں ہو تو آج غسل کرو اور جبہ پہن اور عمامہ باندھ کر مسجد میں چلو اور نماز پڑھو۔ ورنہ جیسے تم رندی کی قید میں مبتلا ہو، اسی طرح ہم شریعت غرا کی قید میں پابند ہیں۔ تمہاری آزادی ایک خام خیال ہے، یہ سن کر وہ چپ ہو گیا اور شاہ صاحب کے قدم پکڑے کہ درحقیقت ہمارا خیال غلط تھا جو آزادی کا دم بھرتے تھے اور آئندہ کے لئے مشرب رندانہ سے تائب ہو گیا۔ (مخزن اخلاق)

# ایک مشرک کی توبہ

ایک غازی کا زمانہ ماضیہ میں کسی مشرک سے مقابلہ ہوا۔ بڑی دیر تک جدال وقتال میں مصروف رہے، کوئی کسی پر غالب نہ ہوسکا۔ نماز کا وقت آیا۔ غازی نے کہا کہ اب تو مجھے تھوڑی دیر کے لئے مہلت دے تاکہ میں نماز ادا کرلوں، اس نے مہلت دے دی۔ بعد از نماز پھر مشغول حرب وضرب ہوئے۔ اتنے میں مشرک کی پوجا کا وقت ہوگیا اس نے بھی مہلت چاہی اور اپنے دھندے میں لگا۔ مسلمان کو خیال آیا کہ اب وقت نصرت ہے اس کا کام تمام کروں، ناگاہ غیب سے ندا آئی "او بے وفا! کیا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ کے معنے یہی ہیں؟ اس معاملہ میں تجھ سے تو مشرک ہی افضل نکلا" یہ ندا سنتے ہی مسلمان رونے لگا اور گر پڑا۔ جب مشرک اپنی عبادت سے فارغ ہوکر غازی کے مقابلے میں آیا تو اس کو زار و بے قرار پایا، حال پوچھا اس نے کیفیت سنائی کہ اس طرح تیرے سبب سے مجھ پر عتاب ہوا۔ مشرک کے دل پر اس بات نے تاثیر کی۔ اور سمجھا کہ بے شک ان کا دین سچا ہے کہ اللہ نے عہد شکنی کو جائز نہ رکھا۔ فوراً مشرک نے غازی سے کہا کہ مجھ کو ارکان اسلام کی تعلیم کر، اور مسلمان ہوگیا، ایسے ہی آج کل کے مسلمان بھی بے وفائی میں یکتا ہیں۔ لیکن ہاتف غیب کی ندا ان کو سنائی نہیں دیتی اور قرآن شریف کو دیکھتے نہیں اور دیکھتے ہیں تو عمل نہیں۔ (مخزن اخلاق)

# ایک رشوت خور کی توبہ

مجھے محکمہ سٹیلمنٹ میں ملازم ہوئے ابھی چند روز ہی ہوئے تھے کہ ایک دن حسب معمول میں دفتر میں کام کررہا تھا کہ ایک بڑے میاں آئے اور نہایت خوشامدانہ لہجہ میں مجھ سے کہنے لگے بیٹا! میرے مکان کا کلیم گم ہوگیا ہے۔ اور عدالت میں مجھے اس کی نقل پیش کرنی ہے۔ اس لئے اپنے ریکارڈ سے کاپی نکال دو تاکہ اس کی نقل کروا کے عدالت میں پیش کرسکوں۔ پچاس روپے لگیں گے...... میں نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا۔ جیب میں پھوٹی کوڑی تک نہیں پچاس روپے کہاں سے لاؤں......؟ اس نے مردہ سی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا کہ جیب خالی ہے تو میں کیا کروں میں نے تو ترش روئی سے جواب دیا اور

اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔ کچھ دیر بعد سر اٹھا کر دیکھا تو وہ جا چکے تھے۔ دوسرے روز میں ابھی دفتر میں داخل ہوا ہی تھا کہ وہی بڑے میاں آئے اور پچاس روپے میری طرف بڑھاتے ہوئے بولے لکھو بابو جی اب تو کام ہو جائے گا۔ قبل اس کے کہ میں انہیں کچھ جواب دیتا۔ میری نظر ان کے چہرے پر پڑی۔ بڑے میاں کی آنکھوں سے آنسو نکل کر داڑھی میں جذب ہو رہے تھے اور انہیں صاف کرنے کی کوشش میں مصروف تھے۔ میں نے رونے کی وجہ پوچھی پہلے تو وہ پس و پیش کرتے رہے۔ مگر میرے اصرار پر انہوں نے بتایا کہ کل یہاں سے جا کر اپنی جواں سال بیٹی کے بندے جو میں نے چند آنے روزانہ کی بچت کر کے اس کی شادی کے لئے بنوائے تھے۔ فروخت کر دیئے۔ تا کہ آپ کا خرچ پورا کر سکوں اس سے آگے وہ کچھ نہ کہہ سکے۔ میں اٹھ کر فائل سے اس کی کاپی نکال دی اور جبراً وہ روپے ان کی جیب میں ٹھونس دیئے۔ ان کے جاتے ہی میں نے عہد کیا کہ آئندہ کبھی رشوت نہ لوں گا۔ مجھے محسوس ہو رہا تھا جیسے بڑے میاں کے ضعیف و ناتواں بازوؤں نے مجھے دوزخ کے دہانے سے کھینچ لیا ہے۔ کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

اَلرَّاشِیُ وَالْمُرْتَشِیُ کِلَاهُمَا فِی النَّارِ

"رشوت لینے والا اور رشوت دینے والا دونوں دوزخی ہیں۔" (ماخوذ از البلاغ)

## ایک گلوکارہ کی توبہ

لبنان کی مشہور و معروف گلوکارہ نہاد فتوح گانا گانے سے توبہ کر کے با پردہ رہنے لگی اور بقیہ زندگی شریعت مطہرہ کے مطابق گزارنے کا عہد کیا، یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب نہاد فتوح کی سترہ سالہ بیٹی ھبۃ کو اسکول سے صرف اس وجہ سے نکال دیا گیا کہ وہ حجاب اوڑھ کر اسکول آتی تھی، اس کو تعلیمی سال کے اختتام سے تین ماہ قبل اسکول سے نکال دیا گیا۔ ھبۃ کی والدہ اسکول کے پرنسپل کی منت سماجت کی کہ میری بیٹی کو مزید تین مہینے پڑھنے کی اجازت دی جائے تا کہ اس کا تعلیمی سال مکمل ہو جائے ورنہ سال ضائع ہو جائے گا۔ لیکن اسکول پرنسپل نے ماننے سے انکار کر دیا، جب نہاد فتوح پرنسل کو قائل کرنے میں ناکام ہوئی تو اس نے اپنی بیٹی سے یہ بات منوانے کی کوشش کی کہ تین مہینے بعد پردہ کرنا شروع کر دینا تا کہ تمہارا تعلیمی

سال ضائع نہ ہو جائے لیکن ھبتہ نے اپنی ماں کو یہ کہہ کر پردہ ترک کرنے سے انکار کر دیا۔

''امی جان! آپ ہی نے تو میرے اندر دینی شعور پیدا کیا اور نماز پڑھنے پر ابھارا، یہ تعلیم آپ مجھے اس وقت دیتی جب آپ سینما اور ٹیلی ویژن میں گانا بھی گاتی تھیں اور آج آپ مجھ کو ''حجاب'' سے روک رہی ہیں؟''

جب نہاد فتوح نے اپنی بیٹی کی یہ باتیں سنیں تو گانا گانے سے توبہ کر لی اور خود بھی باپردہ رہنے لگی اور بقیہ زندگی شریعت کے مطابق گزارنے کا عہد کر لیا۔ نہاد فتوح لبنان کی مشہور و معروف گلوکارہ تھی، انہوں نے کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے دین کا شعور شیخ عمرالکافی المصری کے مواعظ سے عطا فرمایا تھا اور ان کے مواعظ کے اثرات ہی ہیں کہ آج ہمیں شریعت مطہرہ کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق ہوگئی۔ انہوں نے مزید کہا کہ ان کے مواعظ میں دنیا سے بے رغبتی کی ترغیب بھی موجود ہے۔

ادھر نہاد فتوح کی والدہ سعاد محمد نے یہ خبر سنی کہ نہاد فتوح نے گانا گانا چھوڑ دیا تو ان کو بہت دکھ ہوا۔ جس پر سعاد محمد نے کہا کہ میری بیٹی کی خوبصورت آواز سے شاید اب لوگ محفوظ نہ ہو سکیں۔ وہ نہاد فتوح کو دوبارہ آمادہ کرنے آئی لیکن نہاد فتوح نے اپنی بیٹی ھبتہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے انکار کر دیا اور اپنی والدہ کو دین کی بات سمجھانے کی کوشش کی جس پر سعاد محمد نے اللہ سے معافی مانگ لی اور نہاد فتوح سے دعا کے لئے کہا اور خود بھی حجاب کرنے کا عہد کر لیا۔ نہاد فتوح نے کہا کہ یہ مشکل حالت ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک امتحان تھا جس میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں کامیاب فرما کر شریعت مطہرہ پر عمل کرنے کی عظمت سے نوازا۔ (ناقابل یقین سچے واقعات)

# توبہ کی تاثیر کا عجیب واقعہ

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سندیلہ لکھنو کے قریب ایک قصبہ ہے وہاں پر ایک مرتبہ بارش نہ ہوئی اس کی وجہ سے مخلوق سخت پریشان تھی کئی روز تک لوگوں نے جنگل میں جا جا کر نماز استسقاء کی پڑھی، مگر بارش ہی نہ ہوئی اب اس نماز میں آپ خیال کر سکتے ہیں کہ بڑے بڑے نمازی اور ملا سب ہی شریک ہوتے تھے۔ مگر کچھ بھی نہ ہوا بالآخر وہاں کی بازاری عورتیں وہاں کے رؤساء کے پاس آئیں اور یہ کہا کہ یہ سب کچھ ہماری بد

اعمالیوں اور سیہ کاریوں کا نتیجہ ہے۔ ہماری نحوست کی بدولت اور سب بھی پریشان ہیں۔ اگر ہمارے لئے آپ ایک خاص انتظام کر دیں تو ہم بھی جنگل میں جمع ہو کر اپنے افعال بد سے توبہ کریں۔ وہ انتظام یہ ہے کہ وہاں کوئی مرد نہ جانے پائے تاکہ بدنظری کا موقع نہ ملے ورنہ بجائے رحمت کے کہیں قہر خداوندی نازل نہ ہو۔ غرض وہاں کے رؤساء نے اس کا معقول انتظام کر دیا وہ بازاری عورتیں سب ایک جگہ جنگل میں جمع ہو کر سجدے میں گر گئیں اور رونا شروع کیا اور عرض کیا کہ اے اللہ! اے رحیم! اے کریم! ہماری بداعمالیوں سے درگزر فرما! ہم گنہگار ہیں۔ روسیاہ ہیں ہماری نحوست کی وجہ سے آپ کی بہت سی مخلوق پریشان ہے اور جو کچھ اس حال میں حق تعالیٰ کی جناب میں عرض کر سکیں۔ خوب عرض کیا حق تعالیٰ کے دربار میں عاجزی سے بڑھ کر کوئی چیز پسندیدہ نہیں۔ جنہوں نے اس واقعہ کو مجھ سے روایت کیا۔ وہ یہ کہتے تھے کہ ان عورتوں نے ابھی سر نہ اٹھایا تھا کہ موسلا دھار پانی پڑنا شروع ہو گیا۔ بڑے زور سے بارش ہوئی ایسی کہ کوئی حد نہ رہی تمام جنگل اور تالاب پر ہو گئے۔ (ملفوظات حضرت تھانویؒ)

## ایک عابد کے ہاتھ پر ایک لڑکی کی توبہ

جنید بن محمد کہتے ہیں کہ ابوشعیب براثی پہلے شخص ہیں جو براثی میں مقیم ہوئے وہ ایک کونے میں رہ کر عبادت کیا کرتے۔ ایک دن وہاں سے بادشاہوں کے گھروں میں پرورش پانیوالی ایک لڑکی گزری۔ اس نے ابوشعیب کو دیکھا تو ان کی حالت اسے پسند آئی۔ اس نے تہیہ کر لیا کہ وہ دنیا سے دور ہو کر ابوشعیب کی خدمت میں رہے گی۔

اس نے اپنی تمام ملکیت کی چیزیں اتار دیں اور درویشوں کا لباس پہن کر ان کی خدمت میں پھر حاضر ہو گئی۔ ابوشعیب نے اس سے نکاح کر لیا۔ پھر وہ ابوشعیب کیساتھ کئی سات تک عبادت میں مصروف رہی اور پھر دونوں کا اسی حال میں انتقال ہوا۔ (ماہنامہ ''محاسن اسلام'')

## ایک عابد کی توبہ

علی بن حسین کہتے ہیں کہ ہمارا ایک پڑوسی بہت زیادہ عابد تھا.... ایک مرتبہ اس کے گھر والوں اور پڑوسیوں نے متفق ہو کر اسے کہا کہ ''شادی کر لے'' تو اس نے ایک

باندی خرید لی یہ باندی گانا گایا کرتی تھی اور عابد کو یہ بات معلوم نہ تھی۔ ایک دن یہ اپنی محراب میں کھڑا نماز پڑھ رہا تھا کہ باندی نے گانا بلند آواز میں گانا شروع کیا اس کی عقل غائب ہوگئی.... پھر رفتہ رفتہ یہ اس کی طرف مائل ہوگیا اور عبادت چھوڑ کر لذتوں میں مشغول ہوگیا یہ بات اسکے بھائی کو پتہ چلی تو اس نے اپنے بھائی کو خط لکھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

یہ خط ایک شفیق اور نصیحت کرنے والے دوست طبیب کی طرف سے اس شخص کی طرف ہے جس سے ذکر کی حلاوت اور قرآن کی تلاوت کی لذت سلب ہوگئی خشوع اور اللہ کا خوف ختم ہوگیا ہے مجھے معلوم ہوا ہے کہ تو نے ایک باندی خریدی ہے اور اس کے بدلے اپنا ''آخرت کا حصہ'' بیچ دیا ہے تو نے بہت کو تھوڑے کے بدلے اور قرآن کو گانے والی کے بدلے بیچ دیا میں تجھے ایسی چیز سے ڈراتا ہوں جو لذات کو توڑنے والی شہوات کو ختم کرنے والی ہے جب وہ آئے گی تو تیری زبان بند ارکان ٹوٹ جائیں گے کفن قریب ہوجائے گا اور گھر والے اور پڑوسی تجھ سے وحشت کھائیں گے۔ میں تجھے اس آواز سے ڈراتا ہوں کہ جب بادشاہ جبار جل جلالہ کی ہیبت سے لوگ گھٹنوں کے بل گر جائیں گے میرے بھائی میں تجھے اللہ کے غصہ سے ڈراتا ہوں۔

پھر اس نے یہ خط لپیٹ کر اس کے پاس بھیج دیا بھائی کو یہ خط اس کی مجلس سرور میں ملا یہ پڑھتے ہی وہ سب کچھ بھول گیا پھر فوراً ہی اس مجلس سے اٹھا شراب وغیرہ کے برتن توڑ دیئے اور باندی کو چھوڑ دیا پھر قسم کھائی آئندہ نہ کھانا کھائے گا اور نہ نیند کیلئے ٹیک لگائے گا۔

نصیحت کرنے والے بھائی نے اسے موت کے تین دن بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ تیرے ساتھ اللہ نے کیا معاملہ کیا؟ اس نے کہا کہ اللہ نے مجھے اس باندی کے بدلے ایک باندی دی ہے جو مجھے طہور پلاتی ہے اور کہتی ہے کہ یہ پی لے اس کے بدلے جو تو نے چھوڑی تھی ولدان اور حور عین سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرلے۔

## مرزائیت سے توبہ

مولانا لال حسین اختر پہلے پکے قادیانی تھے۔ بعد میں مسلمان ہوگئے۔ ایک بار ان سے کسی نے پوچھا ''آپ مرزائیت سے کیسے تائب ہوئے؟'' انہوں نے جواب دیا۔

ایک بار میں نے خواب دیکھا کہ ایک جگہ لوگ قطار میں کھڑے ہو رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہوئے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے بندوبست ہو رہا ہے یہ سن کر میں بھی قطار میں لگ گیا لوگ آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہے تھے اور ہر آدمی کے سر کے اوپر ایک بلب روشن تھا میں نے اپنا سر اوپر کر کے دیکھا تو میرے سر کے اوپر بلب تو ہے۔مگر بجھا ہوا ہے میں بہت افسردہ اور شرمندہ ہوا کہ سب کے سروں پر بلب روشن ہیں میں ہی بدقسمت ہوں کہ میرا بلب بجھا ہوا ہے۔اسی ندامت کے ساتھ میں آگے بڑھتا جا رہا تھا۔آخر میں بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پہنچ گیا مگر بہت شرمندہ تھا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اوپر دیکھو میں نے دیکھا تو میرا بلب بھی روشن تھا ۔آنکھ کھلی تو یقین ہو گیا کہ اب تک میرے ایمان کا بلب بجھا ہوا تھا۔اب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ والتفات سے روشن ہو گیا۔لہٰذا مرزائیت سے توبہ کر کے از سر نو مسلمان ہو گیا۔

# ننانوے قتل کرنے والے کی توبہ

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص نے ننانوے آدمیوں کا قتل کیا تھا۔ننانوے قتل کے بعد اس کو توبہ کا احساس ہوا اور لوگوں سے پوچھتا پھرا یہاں تک کہ ایک راہب کے پاس آیا اور اس سے دریافت کیا کہ میں نے ننانوے آدمیوں کا خون کیا ہے کیا میری توبہ ہو سکتی ہے؟ اس نے کہا نہیں۔اس قاتل نے غصہ میں آ کر اس راہب کو بھی قتل کر دیا۔سو آدمیوں کو قتل کرنے کے بعد اس کو پھر احساس ہوا اور لوگوں سے دریافت کرنے لگا۔ پھر اس کو کسی خدا پرست عالم نے مشورہ دیا کہ تیری توبہ قبول ہو جائے گی مگر فلاں گاؤں میں چلا جا چنانچہ یہ قاتل توبہ کی نیت سے اس بستی کی طرف چل نکلا۔ابھی آدھے راستے پر پہنچا ہو گا کہ اس کو موت نے آ دبوچا۔ ابھی نزع کی قریبی حالت میں تھا کہ گر پڑا۔اس شخص کے معاملے میں رحمت اور عذاب کے فرشتوں میں جھگڑا پیدا ہو گیا۔ رحمت کے فرشتے کہتے تھے کہ جان ہم نکالیں گے کیونکہ اس نے توبہ کی غرض سے ہجرت کی ہے اور عذاب کے فرشتے کہتے تھے کہ ابھی توبہ نہیں کی ہے اس

لئے ہم جان نکالیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو بھیجا جس نے آ کر اس طرح فیصلہ کیا کہ دونوں بستیوں کی مسافت ناپ لی جائے جو قریب ہو اسے مستحق سمجھا جائے۔ چنانچہ اس قاتل نے موت کی بے ہوشی ہی میں سینے کا زور لگا کر ایک بالشت اس بستی کی زمین اور طے کر لی جہاں توبہ کرنے جا رہا تھا۔ حضرت حق کو اس کی یہ محنت و کوشش پسند آ گئی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس بستی کو جہاں یہ توبہ کے لئے جا رہا تھا حکم دے دیا کہ قریب ہو جا۔ سمٹ جا۔ اور جس بستی سے چلا تھا اس کو حکم دے دیا کہ تو دور ہو جا۔ پھر رحمت اور عذاب کے فرشتوں کو حکم ہوا کہ دونوں بستیوں کے درمیان کی زمین کو پیائش کرو زمین کو ناپا گیا تو بہ والی بستی جدھر کو یہ جا رہا تھا وہ ایک بالشت قریب نکلی۔ اور گناہ کی بستی یعنی جدھر سے یہ گناہ کر کے آ رہا تھا وہ ایک بالشت زیادہ نکلی۔ چنانچہ رحمت کے فرشتوں نے اس بندہ کی جان کو قبض کیا۔ (بخاری و مسلم)

# توبہ کی برکات

ابن زکی نے لکھا ہے کہ ۹ جمادی الثانی جمعہ کی رات ۵۹۳ ہجری بغداد شریف کے اندر ایسی سخت ہوا چلی کہ دیواریں گر گئیں اور آپس میں مل گئیں۔ بصرے میں سب کشتیاں ڈوب گئیں۔ بارش اور گرج چمک شدید تر تھی۔ درخت سب اکھڑ گئے اور بے حساب لوگ مرے۔ مرد عورت گھروں سے نکل پڑے مساجد بھر گئیں۔ استغفار کے بنا چارہ نہ رہا۔ زندگی کی امید اور نجات کا رستہ نہ تھا۔ اپنی گزشتہ زندگی میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں پر نادم اور تائب ہوئی مخلوق خدا اور سب نماز و دعا میں لگے۔ اگلے دن اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا تو مصیبت دور ہوئی۔ لوگ یوں ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے تھے گویا نئی زندگی ملی۔ اللہ ہمیں اور سب کو بچائے۔

سن ۵۹۷ھ کے دوران یمن کے ایک علاقے جس میں بیس قصبات تھے یکدم وبا آئی۔ اٹھارہ آبادیاں تو یوں ختم ہوئیں ایک انسان تک نہ بچا صرف جانور تھے جن کا کوئی مالک نہ تھا۔ دو گاؤں جنہوں نے گناہوں سے توبہ کر لی معافی مانگی۔ ان کا ایک بھی بندہ نہیں مرا۔ اصل فائدے توبہ کے تو آگے ہیں مگر دیکھنے والا یہ بھی دیکھتا ہے دنیا میں کیا ملا۔ دیکھئے ان تھوڑے سے تائب بندوں کو اپنی زمینوں مکانوں جائیدادوں مال مویشی کے علاوہ اٹھارہ شہر بنے بنائے مل گئے۔ جن کا کوئی والی وارث نہ تھا۔ سارے بھیڑ' بکری' اونٹ' بیل' گائے

باغات، زمینیں، دکانیں، مکانات بھرے پُرے اور پہاڑ جنگل چراگاہیں ملک سب انہی کے کام آیا۔ ایک توبہ پر کل تک کوئی ایک ان میں سے سوچ بھی نہیں سکتا تھا ایسا گیٹ روزی کا اس پر کھلنے والا ہے۔ اللہ کی دَین ایسی ہوتی ہے۔

اسی سال ایک شخص نے بھاری جمعیت فراہم کر کے یمن میں بغاوت کر دی۔ بادشاہ سلطان الدین ایوبی کا بھتیجہ اسماعیل بن طغکین تھا۔ بہت فکر مند ہوا نیک آدمی تھا توبہ استغفار میں لگ گیا اور سب کو لگایا اللہ تعالیٰ نے باغی کی افواج پر بجلی گرا کر اس کا بڑا حصہ ختم کر کے بھگا دیا۔

سن ۶۰۷ھ میں کوہ قاف کے کفار نے جو کہ بے حد جنگجو مشہور تھے مسلمانوں کے خلاف بغاوت کر دی اور اپنے بادشاہ کا محاصرہ کر لیا۔ یہ لوگ سلطان الدین ایوبی کے بھتیجے اوحد کو خراج دیا کرتے تھے۔ ملک اوحد نے توبہ استغفار کیا اور سب کو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے پر لگایا۔ اللہ کا کرنا کیا ہوا کہ کافر بادشاہ آئیوان جو گھوڑے پر معائنہ کرتا پھر رہا تھا مگر نشے میں دھت تھا اس کا گھوڑا ایک کھڈ میں جا گرا۔ مسلمانوں نے باندھ کر ملک اوحد کے حضور پیش کر دیا۔ اوحد نے بے حد اکرام کیا۔ جو بھی شرائط مسلمانوں نے لکھائیں لکھ کر دے دیں اور سب باغی سرداروں ریاستوں نے معافی مانگی۔ یہ اللہ کی غیبی مدد تھی۔

سن ۶۵۴ ہجری کے دوران ۳ جمادی الثانی بدھ کی رات مدینہ پاک میں زلزلہ آیا اور دس مرتبہ آیا۔ بعد ازاں جمعہ کے روز حرہ کے رستے پہاڑوں سے بہت بڑی آگ نکلی جو سیلاب کی طرح بہہ رہی تھی اور شعلے نکل رہے تھے۔ لوگ عورتوں بچوں سمیت روضہ اطہر شریف کے گرد اکٹھے ہو گئے اور رو رو کر دعائیں مانگیں۔ گناہوں کی معافی مانگی اور اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کی۔ اس کے بعد اللہ کی قدرت سے آگ خود بخود بجھ گئی۔ (البدایہ)

توبہ کا وقت ہے پیارو کہ تیسری عالمی جنگ مسلمانوں کے سر پہ ہے۔

## گناہ کی دعوت دینے والی سے اللہ کی محبت

ربیع ابن خثیم رحمہ اللہ بڑے اللہ والے تھے۔ کچھ حاسدوں نے ایک عورت کو ایک ہزار درہم دے کر اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ ربیع بن خثیم رحمہ اللہ کو فتنہ میں مبتلا کرے۔ چنانچہ اس نے لبث باحسن ماعندھا عمدہ لباس زیب تن کیا خوشبو لگائی اور زیور سے

آراستہ ہو کر اپنے حسن کا جادو جگانے حضرت ربیع رحمہ اللہ کے سامنے آئی تو آپ نے صرف تین جملے ایسے ادا کئے کہ اس کی زندگی بدل گئی اور مرنے سے پہلے اللہ نے اس کو عابدہ بنالیا۔

آپ نے فرمایا کہ بہن آج تجھے جس حسن پر ناز ہے کیف بکی اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب تیرا چہرہ کسی بیماری کے سبب بگڑ جائے۔ اس کی رونق ختم ہو جائے اور تو ہڈیوں کا ڈھانچہ رہ جائے۔

آپ نے فرمایا اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب تجھے قبر میں ڈالا جائے گا اور تیرے جسم پر کیڑے چلیں گے جو تیرے گالوں اور تیری ہڈیوں کو نوچ لیں گے اور تو ہڈیوں کا ڈھانچہ بن جائیگی۔

آپ نے فرمایا وہ دن یاد کرو جب قبر میں منکر نکیر آئیں گے اور تجھ سے سوال کریں گے۔ آپ نے یہ تین جملے اس درد کے ساتھ ادا فرمائے کہ وہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑی جب ہوش آیا تو اپنے گناہوں پر توبہ کی۔ اللہ نے اسے بہت بڑی عابدہ بنا دیا کہ لوگ اس کے پاس دعائیں کرانے آتے تھے۔ (نزہتہ البساتین)

## مالک بن دینار رحمہ اللہ کی توبہ کا واقعہ

حضرت مالک ابن دینار رحمہ اللہ سے کسی نے ان کے توبہ کرنے کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ میں ایک شرابی تھا جو ہر وقت شراب کے نشہ میں ڈوبا رہتا۔ میری ایک چھوٹی سی بیٹی بھی تھی جسے میں بہت چاہتا تھا۔ وہ پاؤں پاؤں چلتے ہوئے میرے پاس آتی اور مجھ سے شراب چھین کر میرے کپڑوں پر گرا جاتی لیکن جب وہ دو برس کی ہوئی تو اس کا انتقال ہو گیا۔

اس کے صدمہ سے میری حالت بہت خراب ہوگئی۔ نصف شعبان گزر چکا تھا ایک دن اتفاق سے جمعہ کی شب تھی میں شراب پی کر سو رہا تھا۔ عشا کی نماز بھی نہیں پڑھی تھی خواب میں دیکھا کہ حشر برپا ہے اور اہل قبور قبروں سے نکل نکل کر آ رہے ہیں میں بھی ان کے ساتھ ہوں۔

مجھے اپنے پیچھے کچھ کھسکھساہٹ سی معلوم ہوئی میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو ایک بہت بڑا کالا سانپ میری طرف منہ کھولے دوڑا ہوا آ رہا ہے میں خوف کے مارے اس کے آگے آگے بھاگا جا رہا ہوں۔ راستہ میں مجھے ایک بوڑھا آدمی سفید کپڑے پہنے اور خوشبو لگائے ہوئے ملا۔ میں نے ان سے گریہ وزاری کی کہ مجھے اس سانپ سے بچا دیجئے۔

انہوں نے فرمایا کہ میں ضعیف آدمی ہوں اور یہ مجھ سے زیادہ زور آور ہے۔ اس لئے

میں تمہیں اس سے نہیں بچا سکتا۔ لیکن تم ڈرو نہیں آگے جاؤ ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ تمہاری نجات کا کوئی سبب پیدا کردے۔ یہ سن کر میں اور زیادہ تیز بھاگا اور ایک اونچے ٹیلے پر چڑھ گیا۔ وہاں سے دوزخ کی لپیٹیں اور ان کے طبقے نظر آنے لگے۔

قریب تھا کہ دوڑتا ہوا میں دوزخ میں گر جاتا اتنے میں غیب سے آواز آئی کہ پیچھے ہٹ تو دوزخی نہیں ہے۔ یہ سن کر مجھے کچھ اطمینان سا ہوا اور میں واپس لوٹا تو دیکھا کہ وہ سانپ بھی میرے پیچھے ہی لوٹ آیا ہے۔ واپس لوٹا تو پھر وہی بوڑھے صاحب راستہ میں ملے۔ میں نے ان سے کہا کہ میں یہ چاہتا تھا کہ آپ مجھے اس سانپ سے بچا دیں۔ لیکن آپ نے قبول نہیں کیا تو یہ سن کر وہ رونے لگے اور فرمایا میں خود کمزور اور ناتواں ہوں۔ پھر انہوں نے کہا کہ تم اس پہاڑ پر جاؤ۔ وہاں مسلمانوں کی امانتیں جمع ہیں۔ اگر تمہاری بھی کوئی شے بطور امانت رکھی ہوگی تو اس سے امداد مل جائے گی۔

میں اس پہاڑ کی طرف دوڑا وہ ایک گول پہاڑ تھا جس میں بہت سے دروازے بنے ہوئے تھے اور ان پر ریشمی پردے پڑے ہوئے تھے اور ہر دروازہ کی دونوں چوکھٹیں سونے کی یاقوت اور موتی جڑے ہوئے جب میں قریب پہنچا تو پردے اٹھا دیئے گئے دروازے کھول دیئے گئے۔ وہاں بہت سارے چھوٹے بچے تھے ان ہی میں میری بچی بھی تھی۔ مجھے دیکھتے ہی ہائے ابا کہتی ہوئی میرے پاس آئی۔ ایک ہاتھ سے مجھے پکڑ کر ایک نورانی مکان میں لے گئی اور دوسرے ہاتھ سے سانپ کو ڈرایا تو وہ فوراً واپس چلا گیا۔ پھر اس نے مجھے بٹھا لیا اور خود میری گود میں بیٹھ گئی اور میری داڑھی پر ہاتھ مار کر کہا

اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ

کیا اہل ایمان کیلئے وہ وقت نہیں آیا کہ انکے قلوب اللہ کے ذکر سے خوف کھا کر جھک جائیں۔

اس پر میں رونے لگا میں نے پوچھا کہ بیٹی کیا تم یہاں قرآن شریف بھی سیکھتی ہو؟ کہا کہ ہم آپ ہی سے سیکھتے ہیں۔ میں نے کہا اچھا یہ تو بتاؤ کہ یہ سانپ جو مجھے کھانے کو آتا تھا یہ آخر کیا بلا تھی کہا یہ آپ کی بدفعلیوں اور بداعمالیوں کا نتیجہ تھا۔ آپ نے ہی اسے بڑھا بڑھا کر اتنا قوی کر دیا تھا کہ آپ کو دوزخ میں جھونکنا چاہتا تھا۔

پھر میں نے پوچھا وہ بوڑھے صاحب کون تھے جن کے کہنے پر میں یہاں آیا؟ کہا ابا وہ

آپ کے نیک اعمال تھے۔ آپ نے انہیں اس قدر ضعیف' کمزور اور ناتواں کر رکھا تھا کہ ان کے پاس بداعمال کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں تھی۔ پھر میں نے پوچھا کہ اس پہاڑ پر تم کیا کرتی ہو؟ کہا ہم سب مسلمانوں کے بچے ہیں۔ آپ لوگوں کے آنے کا قیامت تک انتظار کرتے رہیں گے تاکہ سفارش کر سکیں۔ تھوڑی دیر بعد میری آنکھ کھلی تو میں گھبرا گیا۔ صبح ہوئی تو جو کچھ میرے پاس تھا دے ولا دیا اور اللہ کے سامنے توبہ کی۔ بس یہی میری توبہ کا باعث ہوا۔ (نزہۃ البساتین)

اللہ تعالیٰ بندوں سے کتنی محبت کرتے ہیں۔ آپ حضرات غور فرمائیں ایک شخص زندگی بھر شراب پیتا رہا۔ اللہ اس کی نافرمانیوں کو دیکھتے رہے۔ اس کے باوجود اللہ نے اس شخص کو اپنا محبوب بنانے کیلئے اس بچی کو ذریعہ کے طور پر استعمال کیا۔ کیا یہ دلیل نہیں ہے کہ اللہ اپنے بندوں سے محبت کرتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ شرابی جیسے گنہگار کو اپنا دوست بنا سکتا ہے تو چھوٹے چھوٹے گناہوں میں مبتلا ہو جانے والے رحمت الٰہی سے مایوس کیوں ہو جائیں۔ کیا اللہ انہیں اپنا دوست نہیں بنا سکتا۔

حضرت مالک ابن دینار رحمہ اللہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے ہمعصر ہیں۔ آپ کے تائب ہونے کا واقعہ اس طرح بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ایک رات شراب پی کر آپ گانے بجانے کی محفل میں مشغول تھے اور جب سو گئے تو طنبورے سے آواز آئی۔

**یامالک ان لاتتوب** یعنی اے مالک کیا حال ہے کب تک توبہ نہ کرو گے؟

اس وقت آپ نے گناہوں سے ہاتھ کھینچ لیا اور حضرت امام حسن بصری رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر توبہ کی پھر مجاہدات کئے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے آپ کو اعلیٰ مقام ولایت پر فائز فرمایا۔

## شیخ عثمان خیر آبادی اور ایک شرابی کا واقعہ

ایک دن شیخ عثمان خیر آبادی کے سامنے ایک نوجوان آیا جو شراب کے نشے میں مست' پان کھاتا ہوا اور طنبورہ بجاتا ہوا مستیاں کر رہا تھا۔ شیخ پر نظر پڑی تو شرما کر دوسری گلی میں چلا گیا شیخ بھی اس کے پیچھے اس گلی میں پہنچ گئے۔ آگے راستہ بند تھا۔ جب شیخ قریب گئے تو وہ جوان اپنا منہ ایک دیوار سے لگا کر کھڑا ہو گیا اور طنبورہ توڑ کر ان کے قدموں میں گر گیا۔

شیخ نے خادموں سے کہا اس کو خانقاہ لے جاؤ۔ غسل کراؤ اور پاک کپڑے پہناؤ میں ابھی

آتا ہوں۔ خادموں نے حکم کی تعمیل کی اور شیخ جب واپس آئے تو اس جوان کو پیش کیا۔ شیخ اس کا ہاتھ پکڑ کر قبلہ رو کھڑے ہوئے اور دعا کی کہ الٰہی جو میرے اختیار میں تھا وہ میں نے کیا اس کا ظاہر پاک وصاف کردیا۔ اب تو اپنے کرم سے اس کا باطن بھی صاف کردے پھر شیخ نے اس کو ذکر کی تلقین کر کے ایک حجرے میں بیٹھنے کی ہدایت کی اور وہ جوان یاد الٰہی میں مشغول ہوگیا۔

ایک دن شیخ عثمان مغربی شیخ خیر آبادی سے ملاقات کو انکی خانقاہ میں تشریف لائے تو شیخ کو دیکھا بڑے غمگین بیٹھے ہیں۔ پوچھا کیا بات ہے جو اتنے غمگین ہو؟ کہا غیرت سے پوچھا کس کی غیرت سے؟ کہا غیرت دوست سے' پوچھا وہ کس طرح؟ کہنے لگے ہم نے جو نعمت برسوں محنت و مجاہدہ کر کے اور اپنا خون پی پی کر پائی تھی وہ اس نوجوان کو ایک گھڑی میں مل گئی۔ (خیر المجالس)

## ذوالنون مصری رحمہ اللہ کی زندگی کا نقشہ کیسے بدلا؟

حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ مشہور بزرگان دین میں سے ہیں جوانی کے دنوں میں ایک عیش پرست عرب کے ہاں ملازم تھے۔ جہاں دور جام چلتا رہتا۔ ایک دن انہوں نے کسی شخص سے قرآن پاک کی یہ آیت سنی۔

اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللہِ ترجمہ: کیا ابھی تک ایمان لانے والوں کیلئے وہ گھڑی نہیں آئی کہ انکے دل ذکر الٰہی کیلئے گداز ہو کر جھک جائیں۔

اور اسے سنتے ہی نہ صرف تمام گناہوں سے توبہ کر لی، بلکہ زندگی کا رخ ہی بدل دیا۔ اور خدا کے پسندیدہ بندوں میں درجہ پایا۔ حضرت ذوالنون مصریؒ کا اثر دربار بغداد پر بہت تھا۔ خلیفہ متوکل آپ کی تشریف آوری پر تعظیم کے لیے خود اٹھ کھڑا ہوتا اور وزراء اور درباری بھی حد درجہ احترام کرتے۔ ایسی صورت حال میں بالعموم حاسد بھی ابھر آتے ہیں۔ چنانچہ کچھ لوگوں نے حضرت ذوالنونؒ کے حق میں بدگوئی کی اور خلیفہ کے کان بھرے۔ باتیں ایسی تھیں کہ خلیفہ نے حضرت کو مصر سے بلوایا۔ آپ دربار میں داخل ہوئے تو سر مجلس اس مختصری آیت کی تفسیر نہایت ہی پرسوز انداز میں بیان کی۔ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ ترجمہ: "بعض بدگمانیاں گناہ ہوتی ہیں"۔ انداز کلام ایسا پرسوز تھا کہ جس کے اثر سے خلیفہ کا دل پگھل گیا اور وہ بے اختیار سر دربار رونے لگا۔ ظاہر بات ہے کہ اس سیل گریہ میں وہ تمام چغلیاں بہہ گئیں جو بعض لوگوں نے کان میں ڈالی تھیں۔ (تحفۂ حفاظ)

## حضرت بشر حافی رحمہ اللہ کی توبہ

حضرت بشر حافی تصوف کے امام ہیں شروع میں مالدار اور عیش پرست تھے کسی نے دروازہ پر دستک دی باندی گئی اس نے کہا اس گھر کا مالک غلام ہے یا آزاد باندی نے کہا میاں وہ تو آزاد ہے' سائل نے کہا بے شک وہ غلام نہیں ہے اگر غلام ہوتا تو ایسے کام نہ کرتا۔ اس کلمہ نے چوٹ لگائی ننگے پیر بھاگے اس کو پکڑ لیا پوچھا یہ کیا بات ہے اس نے کہا یہ عیش چند گھنٹوں کا ہے اگر اس کے غلام ہوتے تو یہ رنگ نہ ہوتا بس وہ قدموں پر گر پڑے اور کہا مجھ کو اللہ کا بنا دو پھر رنگ پلٹ گیا پھر انہوں نے عمر بھر جوتا نہیں پہنا لوگوں نے پوچھا یہ کیا بات ہے انہوں نے کہا ننگے پیر ہی یہ دولت مجھ کو ملی اس لئے اس کو کیسے چھوڑ دوں۔

## رحمت خداوندی کا عجیب واقعہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ' کی ایک طویل روایت ہے جیسے یہاں مختصر نقل کیا جاتا ہے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! کیا موحدین اور توحید کے قائلوں سے بھی کوئی شخص دوزخ میں رہے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ہاں! ایک شخص جہنم کی گہرائیوں میں پڑا ہوا حنان منان کی صدائیں لگا رہا ہوگا۔ یہاں تک کہ اس کی آواز حضرت جبرائیل سن کر تعجب کریں گے اور حضرت حق سے عرض کریں گے۔ الہی! میں جہنم کی گہرائیوں میں ایک شخص کی آواز سنتا ہوں جو یا حنان یا منان کہہ کر آپ کو پکار رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بندے کو حاضر کرنے کا حکم دے گا۔ حضرت جبرائیل بڑی تلاش کے بعد مالک (داروغہ جیل) کی وساطت سے اس تک پہنچیں گے اور اس کو اس حال میں پائیں گے کہ پیشانی کے بل اوندھا پڑا ہوا ہوگا۔ ہاتھ اور پاؤں بندھے ہوئے ہوں گے۔ تمام جسم پر سانپ اور بچھو لپٹے ہوئے ہوں گے۔ مالک فرشتہ یعنی داروغہ دوزخ اس کو نکال کر لائے گا۔ سانپ بچھو ہٹا کر زنجیریں علیحدہ کرے گا۔ حضرت جبرائیل اس کو عرش الہی کے سامنے لے جائیں گے اور سجدہ کریں گے۔ حضرت حق ارشاد فرمائے گا اے جبرائیل سر اٹھاؤ پھر اس شخص کی طرف متوجہ ہو کر فرمائے گا' اے بندے کیا میں نے تجھ کو اچھی شکل وصورت کے ساتھ پیدا نہیں کیا تھا؟ کیا میں نے تیری طرف رسول

نہیں بھیجا؟ کیا تجھ پر میرے رسول نے میری کتاب نہیں پڑھی؟ کیا تجھ کو اس نے اچھی باتوں کا حکم نہیں دیا؟ اور کیا تجھ کو بری باتوں سے منع نہیں کیا؟ بندہ ان تمام باتوں کا اقرار کرے گا پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے ایسا؟ کیوں کیا؟ بندہ عرض کرے گا اے رب! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ میں اگرچہ اتنے عرصے سے جہنم میں پڑا ہوں مگر میں نے تجھ سے اپنی امید منقطع نہیں کی۔ اے رب میں تجھ کو حنان اور منان کہہ کر پکار رہا ہوں۔ تو نے اپنے فضل سے مجھ کو نکالا تو مجھ پر اپنی رحمت کے صدقے میں رحم فرما۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے میرے ملائکہ تم گواہ رہو۔ بے شک میں نے اس پر رحم کیا۔ (مسند امام اعظم)

## جگر مرادآبادی کی توبہ

بڑے مشہور شاعر تھے اور بے حد شراب پیتے تھے۔ اتنی شراب پیتے تھے کہ لوگ مشاعرہ میں سے اٹھا کر لے جاتے تھے بلکہ خود فرماتے ہیں۔

پینے کو تو بے حساب پی لی — اب ہے روز حساب کا دھڑکا

بڑی عجیب بات ہے کہ توبہ کرنے سے پہلے ہی اپنے دیوان میں اس شعر کا اضافہ کیا۔

چلو دیکھ کر آئیں تماشا جگر کا — سنا ہے وہ کافر مسلمان ہوگا

جب ان پر اللہ کا خوف طاری ہوا تو حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ سے مشورہ کیا کہ میں کیسے توبہ کروں؟ خواجہ صاحب نے فرمایا حکیم الامت مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ کی خدمت میں چلو۔ چنانچہ حاضر ہوئے اور توبہ کی اور حضرت سے چار دعاؤں کی درخواست کی۔

۱۔ میں شراب چھوڑ دوں۔ ۲۔ داڑھی رکھ لوں۔ ۳۔ حج کر آؤں۔ ۴۔ اللہ میری مغفرت فرمادیں۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے ان کیلئے دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے تین دعائیں تو دنیا میں قبول فرمائیں اور چوتھی کے بارے میں خود جگر کہتے تھے کہ اللہ نے وہ بھی قبول فرمالی ہوگی۔ چنانچہ داڑھی رکھ لی۔ اللہ نے حج بھی نصیب فرمادیا اور شراب بھی چھوڑ دی۔ جب شراب چھوڑی تو بیمار ہوگئے ڈاکٹروں نے مشورہ دیا کہ آپ پیتے رہیں ورنہ آپ مرجائیں گے انہوں نے پوچھا کہ اگر پیتا رہوں تو کتنے سال زندہ رہوں گا۔ ڈاکٹروں نے کہا دو چار سال تک زندہ رہ سکتے ہو تو فرمایا کہ اللہ کے غضب کے ساتھ دو چار سال تک زندہ رہنے سے بہتر ہے کہ ابھی اللہ کی رحمت

کے سائے میں مر جاؤں لیکن اللہ نے پھر صحت بھی دی اور کئی سال تک زندہ رہے ایک بار میرٹھ میں تانگے میں بیٹھے ہوئے تھے اور تانگے والا یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

چلو دیکھ کر آئیں تماشا جگر کا سنا ہے وہ کافر مسلمان ہوگا

اور اس کو خبر بھی نہیں تھی کہ یہ داڑھی والا ٹوپی والا اور سنت لباس میں ملبوس جگر صاحب ہیں۔ شعر سن کر جگر صاحب رونے لگے اور اللہ کا شکر ادا کیا کہ اللہ نے توبہ سے پہلے یہ شعر کہلوایا۔

## ایک عابد کی توبہ

علی بن حسین کہتے ہیں کہ ہمارا ایک پڑوسی بہت زیادہ عابد تھا۔ ایک مرتبہ اس کے گھر والوں اور پڑوسیوں نے متفق ہو کر اسے کہا کہ "شادی کرلے" تو اس نے ایک باندی خرید لی یہ باندی گانا گایا کرتی تھی اور عابد کو یہ بات معلوم نہ تھی۔ ایک دن یہ اپنی محراب میں کھڑا نماز پڑھ رہا تھا کہ باندی نے گانا بلند آواز میں گانا شروع کیا اس کی عقل غائب ہوگئی۔ پھر رفتہ رفتہ یہ اس کی طرف مائل ہوگیا اور عبادت چھوڑ کر لذتوں میں مشغول ہوگیا یہ بات اسکے بھائی کو پتہ چلی تو اس نے اپنے بھائی کو خط لکھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یہ خط ایک شفیق اور نصیحت کرنے والے دوست طبیب کی طرف سے اس شخص کی طرف ہے جس سے ذکر کی حلاوت اور قرآن کی تلاوت کی لذت سلب ہوگئی خشوع اور اللہ کا خوف ختم ہوگیا ہے مجھے معلوم ہوا ہے کہ تو نے ایک باندی خریدی ہے اور اس کے بدلے اپنا "آخرت کا حصہ" بیچ دیا ہے، تو نے بہت کو تھوڑے کے بدلے اور قرآن کو گانے والی کے بدلے بیچ دیا، میں تجھے ایسی چیز سے ڈراتا ہوں جو لذات کو توڑنے والی، شہوات کو ختم کرنے والی ہے جب وہ آئے گی تو تیری زبان بند، ارکان ٹوٹ جائیں گے کفن قریب ہوجائے گا اور گھر والے اور پڑوسی تجھ سے وحشت کھائیں گے، میں تجھے اس آواز سے ڈراتا ہوں کہ جب بادشاہ جبار جل جلالہ کی ہیبت سے لوگ گھٹنوں کے بل گر جائیں گے میرے بھائی میں تجھے اللہ کے غصہ سے ڈراتا ہوں۔

پھر اس نے یہ خط لپیٹ کر اس کے پاس بھیج دیا۔ بھائی کو یہ خط اس کی مجلس سرور میں

ملا۔ یہ پڑھتے ہی وہ سب کچھ بھول گیا پھر فوراً ہی اس مجلس سے اٹھا شراب وغیرہ کے برتن توڑ دیئے اور باندی کو چھوڑ دیا پھر قسم کھائی آئندہ نہ کھانا کھائے گا اور نہ نیند کیلئے ٹیک لگائے گا۔

نصیحت کرنے والے بھائی نے اسے موت کے تین دن بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ تیرے ساتھ اللہ نے کیا معاملہ کیا؟ اس نے کہا کہ اللہ نے مجھے اس باندی کے بدلے ایک باندی دی ہے جو مجھے طہور پلاتی ہے اور کہتی ہے کہ یہ پی لے اس کے بدلے جو تو نے چھوڑی تھی ولدان اور حورعین سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر لے۔ (کتاب التوابین)

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی سچی توبہ کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

## ایک گناہ گار عورت کی توبہ

حضرت میاں جی نور محمد صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔ جب سید احمد شہید رحمہ اللہ ہفتے میں ایک دن جنگل میں سیر کے لئے تشریف لے جاتے تھے تو بڑے بڑے لوگ یہ حسرت کرتے تھے کہ ہمیں بھی سید صاحب کے ساتھ جانے کا موقع مل جائے۔ حضرت میاں جی فرماتے ہیں ایک روز موقع مل گیا اور میں سید صاحبؒ کے ساتھ چل پڑا سید صاحب گھوڑے پر تشریف فرما تھے۔ خانم بازار دہلی سے گزرے۔ وہاں سے آگے ایک گلی سے گزرے۔ اس گلی میں ایک رنڈی کا مکان تھا۔ وہ نہایت حسین اور پڑھی لکھی تھی اور اس گلی میں سے معمولی آدمی کا گزرنا ناممکن تھا۔ گلی میں اس کا بڑا بنگلہ تھا بڑے بڑے شہزادے اور امیر زادے اس کے بنگلے پر جاتے تھے۔ جب سید احمد شہیدؒ اس کے بنگلے سے گزرے تو وہ حسن اتفاق سے اپنے دروازے پر کھڑی تھی۔ زرق برق لباس میں ملبوس تھی۔ سید صاحب نے اس کی طرف نظر اٹھائی پھر کیا تھا۔ وہ چیخ پڑی اور سید صاحب کے گھوڑے کے پیچھے دوڑ پڑی اور پیچھے یہ آواز بھی لگا رہی تھی۔ اے شاہسوار! خدا کے واسطے ذرا گھوڑا روک لے۔ آپ نے گھوڑا روک لیا اور وہ بے تحاشا گھوڑے کے اگلے دونوں پاؤں کو لپٹ گئی اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ سید صاحب بار بار فرماتے تھے کہ بی بی سن تو سہی۔ بات تو بتلاؤ تو کون ہے اور کیوں روتی ہے؟

گھوڑے کے پاؤں چھوڑ دے اور اپنا مطلب بتا۔ وہ برابر روتی رہی اور گھوڑے کے پاؤں

پکڑے ہوئے تھے۔ جب اسے رونے سے افاقہ ہوا تو اس نے کہا کہ جی میں توبہ کرنا چاہتی ہوں اور کچھ نہیں چاہتی۔ سید صاحب نے فرمایا اس وقت تمہارے مکان میں بندے ہیں؟

اسنے کہا جی ہاں۔ سید صاحب نے فرمایا توبہ کے بعد نکاح کرے گی؟

اس نے اقرار کر لیا اور کہا کہ جو آپ فرمائیں گے وہ کروں گی۔ اس وقت اس رنڈی کے گھر میں کل دس آدمی تھے۔ فرمایا سب کو بلاؤ نو تو آ گئے جس شان سے (رونے کے ساتھ) وہ رنڈی آئی تھی اس شان سے یہ لوگ بھی آ گئے اور رو رو کر سب توبہ تائب ہو گئے۔ سید صاحب نے فرمایا۔

آپ سارے اکبری مسجد میں چلیں میں آ رہا ہوں۔ تھوڑی دیر کے بعد سید صاحب پہنچ گئے اور نو بندوں میں سے ایک کے ساتھ اس کی شادی ہو گئی۔ نکاح بھی ہو گیا۔ سید صاحب نے مسکرا کر پوچھا بی بی اب کہاں جاؤ گی؟

بڑا پیارا جواب دیا۔ کہا کہ خاوند کے ساتھ ان کے گھر میں جاؤں گی۔ کسی نے کہا اپنے بنگلے پر نہیں جائے گی؟

کہا اس بنگلے پر لعنت بھیجتی ہوں۔ گناہ کے کاروبار سے اس کو بنایا تھا۔ اب اس سے نفرت ہو رہی ہے۔ یہ عورت اپنے خاوند کے ساتھ بالا کوٹ کے جہاد میں بھی گئی تھی۔ اکبری مسجد میں جو نو بندے سید صاحب سے بیعت ہوئے تھے وہ سارے شہید ہو گئے اور وہ خود مجاہدین کے گھوڑوں کی خدمت کرتی تھی۔ ان کے لئے چارہ وغیرہ بناتی۔ حتیٰ کہ اس کے ہاتھوں میں نشان پڑ گئے۔ ایک مجاہد نے از راہ تعجب پوچھا کہ بی بی اس وقت آپ خوش تھی کہ جب تمہاری خدمت کے لئے شہزادے موجود ہوتے تھے یا اب اس حالت میں خوش ہو کہ اپنے ہاتھوں سے کام کرتی ہیں؟

وہ مسکرائی اور فرمایا سامنے جو پہاڑی کھڑی ہے خدا کی قسم اب میرے پاس ایمان و یقین الحمد للہ اتنا زیادہ ہے کہ اگر سامنے پہاڑی پر اپنا ایمان و یقین رکھ دوں تو ان شاء اللہ یہ پہاڑی بھی نیچے دب جائے گی اور میرے ایمان و یقین کے بوجھ کو نہیں اٹھا سکے گی۔ فرمایا الحمد للہ اب سکون ہی سکون ہے پہلے تو میں مصیبت میں ہوتی تھی.... (ارواح ثلاثہ)

# عبدالحفیظ جونپوری کی توبہ

یہ مشہور شاعر تھے اور بہت شراب پیتے تھے۔ جب توبہ کی توفیق ہوئی تو حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت ہو گئے اور بیعت بھی اس طرح ہوئے کہ پہلے چند دن خانقاہ میں قیام کیا۔ تھوڑی تھوڑی سی داڑھی آ گئی تھی جس دن بیعت ہونا تھا اس دن داڑھی کو صاف کر کے خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جب توبہ ہی کرنی تھی تو پھر داڑھی کے نور کو کیوں صاف کیا؟ تو عرض کیا۔ حضرت آپ حکیم الامت ہیں میں مریض الامت ہوں اور مریض کو اپنا پورا مرض حکیم کے سامنے پیش کرنا چاہئے تاکہ وہ صحیح نسخہ تجویز کرے۔ اب وعدہ کرتا ہوں کہ کبھی داڑھی نہیں منڈاؤں گا۔

پھر حضرت تھانوی رحمہ اللہ ایک سال بعد جونپور تشریف لے گئے تو انکی داڑھی خوب بڑھ چکی تھی تو حضرت نے فرمایا یہ بڑے میاں کون ہیں؟ لوگوں نے بتلایا کہ یہ وہی عبدالحفیظ جونپوری ہیں جو تھانہ بھون بیعت کیلئے گئے تھے۔

موت سے تین دن پہلے ان پر ایسا خوف الٰہی طاری ہوا کہ تڑپ تڑپ کر ایک دیوار سے دوسری دیوار کی طرف جاتے تھے اور خود ہی رو رو کر جان دیدی اور اپنے دیوان میں یہ اشعار بڑھا گئے۔

میری کھل کر سیاہ کاری تو دیکھو — اور انکی شان ستاری تو دیکھو

گڑا جاتا ہوں جیتے جی زمین میں — گناہوں کی گراں باری تو دیکھو

ہوا بیعت حفیظ اشرف علی سے — بایں غفلت یہ ہوشیاری تو دیکھو